قرآن و حدیث، انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہل بیت اطہار
بزرگانِ دین، اولیائے کرام اور مسلمان حکمرانوں کے ایمان افروز، باطل سوز،
وجد آفرین، اور انتہائی دلنشین ۲۰۰

راہنما واقعات

تصنیف لطیف
الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

صحابہ کی محبت رسول ص ۲۴
گنبد خضراء کا پانی ص ۴۵
شانِ اطاعت ص ~~۱۲۲~~
رسول سے بڑھ ص ۱۳۲ ۱۹۱
بے جان ہستی رو دے ص ۲۱۰
شہر مدینہ کی زیارت ص ۲۱۲ حاصل
ختم نبوت ص ۲۵۲
الوہیم کو لعن ص ۲۶۳
صدقہ شریف لعذبات ص ۲۸۶
حضرت عباس کا ایمان لانا ص ۳۴۲
شانِ رسالت ایک سکوہ ص ۳۵۲
(صحابہ کرام اللہ جتنی پاک ص ۳۶۱)
برطانیہ میں جلوس ص ۳۸۰
محبت رسول اصحابِ کرام ص ۳۸۵
حضور کا وصال غم ص ۴۰۴
اطاعت رسول ص ۴۲۸
عشقِ رسول ص ۴۴۰
جذبہ اطاعت ص ۴۴۸
قائد اعظم کا عید میلاد ص ۴۸۶
صحابہ کرام ص ۴۷۲
صحابہ کرام ص ۵۰۱
محبت رسول ص ۵۲۴
غزوہ خندق ص ۵۳۶
حضور کی نسبت پر ابو سفیان نے بیعت ص ۵۴۸
جنگ بدر کا ایک واقعہ ص ۵۵۹
فتوحا [illegible] کا انجام ص ۵۶۷
درود پاک کی برکت ص ۵۷۳
زبیر [illegible] ص ۵۷۷
صحابہ کرام ص ۵۸۸
قاضی شفاعت کے [illegible] ص ۵۹۵
[illegible] محبت ص ۶۴۳

چادر باپ کو تحفہ ص ۲۶۸
ایک صحابیہ کا جذبہ ص ۶۳۳
ایک صحابی سے نکاح ص ۶۳۴

مشہور سے دیکھنا ص ۶۳۵
کاہش میں زمانہ نبوی ص ۶۳۶
میری قسمت تھا ایک ص ۶۳۷
دس سال کا [illegible] ص ۶۳۹
بکرک و پیاس ص ۶۴۱
حضرت [illegible] کو [illegible] ص ۶۴۳

بیمار صحابی کا باپ کا حال
(۱) ایک صحابی ص ۵۶۵

شانِ صحابہ -
شانِ صدیق ص ۷۱
شانِ فاروق ص ۱۰۲
شانِ عثمان ص ۱۳۵
شانِ علی ص ۱۷۰
عوام کا اوراہ [illegible] ص ۴۴۵
صدیق اکبر کے گستاخ ص ۵۴۳
سیدہ فاطمہ کی چادر ص ۵۶۹

والدین کی شان
۱- ماں کی [illegible] کا انکار ص ۱۱۱
۲- حضرت والدین ص ۳۶۸
۳- حضرت علقمہ ص ۳۹۳
۴ حق شناسی ص ۴۱۷
۵- خدمت شدہ والدین ص ۴۴۳
۶- والدین حق ص ۴۵۲
۷- [illegible] کا وصال ص ۴۷۵
۸- سعادت کی محبت ص ۵۴۴
۹- [illegible] کا ذکر ص ۵۵

۱- تہی گوروں کا حال ص ۱۳
۲- خیر کا بیان ص ۲۸
۳- سولہا بس ص ۳۰
۴- اللہ کی قدرت ص ۳۲
۵- اللہ پر تنز کرنا ص ۴۰
۶- ذکر اس کلمہ شریف فضیلت لا الہ الا اللہ پڑھنے کو ص ۸۰
۷- توبہ ص ۸۲
۸- ابلیس کی قسم ص ۱۱۲
۹- مقام تسلیم رضا ص ۱۱۸
۱۰- انگلش کی [illegible] ص ۱۲۱
۱۱- دنیا اللہ رسول کی [illegible] ص ۱۲۲
۱۲- نمرود کی [illegible] ص ۱۳۸
۱۳- شانِ نماز ص ۱۴۰
۱۴- نماز کی پابندی ص ۱۴۹
۱۵- ایاز کا کمرہ ص ۱۶۷
۱۶- آپ کی [illegible] ص ۱۷۶
۱۷- شعث اشتعال [illegible] ص ۱۸۵
۱۸- برطانیہ میں [illegible] ص ۱۸۹
۱۹- ذکر کی پابندی ص ۱۹۷
۲۰- [illegible] ص ۲۰۱
۲۱- اللہ کی آدم [illegible] ص ۲۰۳
۲۲- [illegible] ص ۲۰۸
۲۳- حضرت عمر کی آخری وصیت ص ۲۶۶
۲۴- بادل [illegible] ص ۲۷۳
۲۵- حجر اسود [illegible] ص ۲۷۵
۲۶- [illegible] لوگوں کا حال ص ۲۷۶
۲۷- اللہ نگران ص ۲۷۸
۲۸- ایک آیت کا کمال ص ۳۳۹
۲۹- [illegible] ص ۳۴۱
۳۰- [illegible] سعید ص ۳۴۴
۳۱- [illegible] ص ۳۵۴
۳۲- [illegible] ص ۳۶۷
۳۳- [illegible] ص ۴۰۰
۳۴- [illegible] نعمت ص ۴۰۲

۳۵- اللہ کی نافرمانی سے گریز ص ۴۲۰
۳۶- [illegible] ص ۴۳۴
۳۷- رجب شریف کا روزہ ص ۴۴۵
۳۸- احساسات ترجیحات ص ۴۸۱
۳۹- اللہ سے محبت ص ۴۸۴
۴۰- [illegible] دنیا ص ۴۸۸
۴۱- سات چیزوں کا [illegible] ص ۴۹۱
۴۲- [illegible] ص ۴۹۳
۴۳- دربار سلطان ص ۴۹۵
۴۴- تبلیغی جماعت سے [illegible] ص ۴۹۸
۴۵- [illegible] ص ۵۰۶
۴۶- صلہ رحمی ص ۵۰۹
۴۷- تبلیغی جماعت میلاد ص ۵۱۹
۴۸- [illegible] ص ۵۳۴
۴۹- [illegible] ص ۵۳۹
۵۰- [illegible] ص ۵۴۷
۵۱- [illegible] ص ۵۵۷
۵۲- [illegible] ص ۵۷۷
۵۳- اللہ پر اعتماد ص ۵۸۰
۵۴- [illegible] کے حقوق ص ۵۹۰
۵۵- [illegible] ص ۵۹۹
۵۶- [illegible] احکام ص ۶۰۰
۵۷- [illegible] ص ۶۰۲
۵۸- [illegible] ص ۶۱۷
۵۹- شراب کا عذاب ص ۶۱۹
۶۰- [illegible] ص ۶۲۲
۶۱- [illegible] ص ۶۲۵
۶۲- [illegible] ص ۶۲۷
۶۳- شراب لعنت ص ۶۲۹

اولاد کے حقوق ص ۲۰۶

۱- [illegible] شہادت ص ۴۷
۲- اللہ والوں کی موت ص ۸۶
۳- [illegible] ص ۹۴
۴- [illegible] ص ۱۱۸
۵- [illegible] ص ۱۵۵
۶- توبہ کا دروازہ ص ۱۷۸
۷- [illegible] ص ۲۶۸
۷- [illegible] ص ۲۷۰
۸- [illegible] ص ۲۷۱
۹- [illegible] کی موت ص ۴۱۵
۱۰- دعا کی برکت ص ۴۴۸
۱۱- [illegible] ص ۴۸۶
۱۲- [illegible] ص ۵۲۹
۱۳- اللہ والوں کے خواب ص ۵۶۱
۱۴- [illegible] ص ۵۸۳
۱۵- [illegible] ص ۵۹۲
۱۶- [illegible] عشق ص ۵۹۳
۱۷- [illegible] ص ۶۰۶
۱۸- [illegible] ص ۶۰۸
۱۹- [illegible] ص ۶۱۰
۲۰- [illegible] ص ۶۱۳
۲۱- [illegible] ص ۶۲۵

محدثین
امام حاکم ص ۹۲
خطیب بغدادی ص ۱۴۴
امام قشیری ص ۱۸۳
علماء اور خوف خدا ص ۲۸۱
حضرت امام غزالی ص ۳۴۹
حضرت امام اعظم ص ۳۷۲
حضرت قاضی [illegible] ص ۳۷۵
[illegible] ص ۳۹۸
عشقِ علم ص ۴۲۵
[illegible] کی حفاظت ص ۴۳۲
امام شافعی ص ۴۶۶
فضائل اعمال [illegible] ص ۵۸۶

شانِ ولایت
۱- شیخ ابوبکر دقاق ص ۳۸
۲- اللہ والوں کی خواب ص ۵۵
۳- اللہ والوں کی [illegible] ص ۹۸
۴- [illegible] ص ۱۱۴
۵- معرفت الٰہی ص ۱۲۶
۶- معرفت کی لذت ص ۱۳۷
۷- خضر علیہ السلام ص ۱۸۰
۸- [illegible] ص ۱۹۱
۹- [illegible] ص ۲۰۷
۱۰- [illegible] ص ۲۷۷
۱۱- [illegible] ص ۳۸۳
۱۲- [illegible] ابراہیم بن ادہم ص ۳۹۱
۱۳- اللہ کی بارگاہ [illegible] ص ۴۹۶
۱۴- [illegible] ابراہیم ص ۴۴۳
۱۵- [illegible] عبادت ص ۴۲۷
۱۶- عالم باعمل ص ۴۴۲
۱۷- ابلیس کی [illegible] ص ۴۴۴
۱۸- اللہ والوں کا [illegible] ص ۴۶۱
۱۹- [illegible] ص ۵۱۳
۲۰- [illegible] ص ۵۲۶
۲۱- [illegible] ص ۵۵۵
۲۲- [illegible] ص ۵۸۵
۲۳- [illegible] ص ۵۸۶

[illegible]
۱- دوبارہ [illegible] ص ۹۶
۲- [illegible] ص ۵۶۰

[illegible]
1-11-2017
11-2-1439
[illegible]

قرآن و حدیث، انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہل بیت اطہار
بزرگان دین، اولیائے کرام اور مسلمان حکمرانوں کے ایمان افروز، باطل سوز،
وجد آفرین، اور انتہائی دلنشین ۲۰۰

راہنما واقعات

تصنیف لطیف
الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

Scanned with CamScanner

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

وعلٰی اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب	....	۲۰۰ راہنما واقعات
مؤلف	....	الحافظ القاری مفتی غلام حسن قادری مفتی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور
پروف ریڈنگ	....	مولانا قاری محمد اصغر نورانی
خصوصی دعا	....	پیر سیّد طاہر حسین شاہ کاظمی، پاک پتن شریف
حسب فرمائش	....	پیر حافظ محمد عثمان نوشاہی قادری الحافظ القاری محمد اختر سیالوی، گڑھی شاہو لاہور
صفحات	....	648
تعداد	....	600
کمپوزنگ	....	آصف حفیظ
اشاعت	....	نومبر 2015ء
ناشر	....	محمد اکبر قادری
قیمت	....	450 روپے

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور

الانتساب

جلالۃ العلم شیخ المشائخ، عالم حقانی، شہزادۂ غوثِ صمدانی، محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، شہبازِ لامکانی، شیرِ یزدانی حضرت الشیخ علامہ مولانا

السیّد الشاہ محمد حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

(رشید پاشا)

کے نامِ نامی اسمِ گرامی کی طرف

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

ذرّۂ غبارِ خاکِ رہِ اولیاء اللہ رحمہم اللہ

غلام حسن قادری

Scanned with CamScanner

الاھداء

جگر گوشۂ غوث الثقلین حضرت الشیخ قبلہ

سیّد جلال الدین قادری دامت فیوضہٗ

(جلال پاشا)

خلیفۂ مجاز نقیب الاشراف حضرت سید یوسف گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حال مقیم المدینۃ المنورہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً

شاھاں راچہ عجب گر بنوازند گدارا

گدائے کوچۂ غوث اعظم علیہ الرحمۃ

غلام حسن قادری

فہرست

عنوان	صفحہ
الانتساب	۳
الاھداء	۴
خطبۃ الکتاب	۱۱
(1) تہجد گزار لوگوں کا حال	۱۳
(2) حضور ﷺ کے صحابہ کرام کا حضور ﷺ کے ساتھ عشق	۲۴
(3) حسد و چغل خوری کا انجام	۲۸
(4) سولہ کارآمد علامتیں	۳۰
(5) اللہ تعالیٰ کی مدد کے واقعات	۳۲
(6) شیخ ابوبکر دقاق شافعی رحمۃ اللہ علیہ	۳۸
(7) تنزیہ خداوندی کی نفیس بحث	۴۰
(8) اپنا مسلک اور ہے تیرا عقیدہ اور ہے	۴۵
(9) حسن خاتمہ اور شرف شہادت	۴۷
(10) غیبی آوازیں اور عمدہ خوابیں	۵۵
(11) صدیق کیلئے ہے خدا کا رسول بس	۷۱
(12) ذکر الٰہی اور کلمہ شریف کی فضیلت	۸۰
(13) اللہ میری توبہ	۸۲
(14) اہل اللہ کی موت و کرامت	۸۶
(15) امام حاکم علیہ الرحمۃ	۹۲
(16) سلامتی کا دھوکہ	۹۴
(17) میں باز آیا محبت سے اُٹھالو پاندان اپنا	۹۶
(18) شب زندہ دار اوران کی مناجات	۹۸
(19) وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر	۱۰۲
(20) والدہ کی شفقت و معافی کا ثمر	۱۱۱
(21) ابلیس لعین کی قسم	۱۱۲
(22) اولیاء اللہ کو خواب میں دیکھنا	۱۱۴
(23) سنت پر عمل کی برکت	۱۱۸
(24) مقام تسلیم ورضا	۱۱۹
(25) قیامت ہے کہ بے غیرت کو شرم اب بھی نہیں آتی	۱۲۱
(26) اللہ کی نظر میں دنیا کی قدر و قیمت	۱۲۳
(27) معرفت الٰہیہ کا حصول	۱۲۶
(28) عثمان ضیائے شمع کمال محمد است	۱۳۵
(29) نمرود کی بیٹی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بہو بن گئی	۱۳۸
(30) نماز گناہوں کو مٹادیتی ہے	۱۴۰
(31) جانور، پتھر اور درختوں کی اطاعت شعاری	۱۴۲
(32) حضرت خطیب بغدادی شافعی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۴

Scanned with CamScanner

عنوان صفحہ

(33) معرفت کی لذت ۱۴۷
(34) تبلیغ تو ہو جائے گی ناں ۱۴۹
(35) موت ایک اٹل حقیقت ہے ۱۵۵
(36) سلطان محمود اور ایاز ۱۶۷
(37) حیدر بہار باغ خصال محمد است ... ۱۷۰
(38) آیت الکرسی کے فوائد ۱۷۶
(39) حضرت ابوہریرہ سے ایک عورت کا سوال ۱۷۸
(40) تین سو ابدال کا ذکر خیر ۱۸۰
(41) امام ابوالقاسم قشیری شافعی رحمۃ اللہ علیہ ... ۱۸۳
(42) قلت احتیاط آفت ہے ۱۸۵
(43) برطانیہ میں اسلام کا نور ۱۸۹
(44) بیماری اور اس کا ثواب ۱۹۱
(45) اصل مطلوب ذکر کی پابندی ہے .. ۱۹۷
(46) کیا تمہیں مجھ سے محبت ہے؟ ۱۹۹
(47) ''لاحول'' کا فائدہ ۲۰۱
(48) اللہ تعالیٰ کی حضرت آدم سے تین باتیں ۲۰۳
(49) اولاد کے باپ پر حقوق ۲۰۶
(50) درود پاک نے ہلاکت سے بچالیا ۔ ۲۰۷
(51) عاجزوں کی خواہش ۲۰۸
(52) جمادات میں روح ۲۱۰
(53) شہر مکہ اور اس کی زیارات ۲۱۲
(54) عقیدۂ ختم نبوت اور اس کی اہمیت ۔ ۲۵۲
(55) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آخری وصیت ۔ ۲۶۶
(56) جاؤ! اپنے باپ کو مار دو ۲۶۸
(56) خدا کی مرضی کے مطابق عمل کا نتیجہ ۲۷۰
(57) صحف موسیٰ علیہ السلام کی چھ باتیں اور گوئیے کی توبہ ۲۷۱
(58) سب سے پہلے قاتل کا عذاب ... ۲۷۳
(59) محدثین کی مجلس کی برکت ۲۷۵
(60) اللہ پر اعتماد ۲۷۶
(61) اللہ اور بھگوان ۲۷۸
(62) علماء اور خوف خدا ۲۸۱
(63) مدینہ شریف اور اس کی زیارت ... ۲۸۶
(64) حضور ﷺ کی نسبت ۳۳۷
(65) ہزار اشرفیوں کا ایک کلمہ ۳۳۹
(66) بنی اسرائیل کی ایک عورت کا واقعہ ۳۴۱
(67) ارادے جن کے پختہ ہوں ۳۴۴
(68) حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ۳۴۹
(69) تسلیم کی راحت ۳۵۱
(70) ایک سکھ کا ترانہ نعت ۳۵۲
(71) حصول تقویٰ کا نسخہ ۳۵۴
(72) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضور علیہ السلام ۳۶۱
(73) بے نمازی کی نحوست ۳۶۷
(74) حقوق والدین ۳۶۸
(75) فراست امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ۳۷۲
(76) حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ ... ۳۷۵

عنوان صفحہ

(77) سلف صالحین کی اتباع ۳۷۷
(78) ہیلی فیکس میں میلاد النبی ﷺ کا جلوس ۳۸۰
(79) رات سجدے میں بسر کرتے ہیں ۳۸۳
(80) بارگاہ رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبات محبت ۳۸۵
(81) قیام اللیل قرب الٰہی کا سبب ہے .. ۳۹۱
(82) بوقت نزع حضرت علقمہ کا کلمہ نہ پڑھ سکنا ۳۹۳
(83) آ ذرا تو آپ پہ روتے ہوئے آؤ .. ۳۹۶
(84) عرش کے نیچے کرسی ۳۹۸
(85) مخالف کو مائل کرنا ۴۰۰
(86) نصیحت حاصل کرنے والا ہی عقلمند ہے ۴۰۲
(87) سرکار ﷺ کی جدائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا غم ۴۰۴
(88) توحید کے یقین کا ثمرہ ۴۱۵
(89) والدین کی حق شناسی ۴۱۷
(90) اللہ کی نافرمانی سے بچو ۴۲۰
(91) حضرت شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ ۴۲۲
(92) اللہ تعالیٰ کے انتخاب میں خیر ہے ۔ ۴۲۴
(93) حقیقی عالم کون؟ ۴۲۵
(94) شوق اطاعت مصطفیٰ (ﷺ) ۴۲۸
(95) چغل خوری کا نقصان ۴۳۰
(96) فوت شدہ والدین کو راضی کرنے کا عمل ۴۳۱
(97) حفاظت ایمان کے لئے پریشانی ۔ ۴۳۲
(98) بندے مختلف قسم کے ہیں ۴۳۴
(99) اہل اللہ اور نفلی عبادات کا اہتمام ۔ ۴۳۷
(100) مال و زر جہاں کی تمنا نہیں ہے ۔ ۴۴۰
(101) عالم باعمل کے طفیل بخشش ۴۴۲
(102) ابلیس کی فریب کاری ۴۴۳
(103) عوام کا واہ واہ تباہ کن ہے ۴۴۵
(104) جذبۂ اطاعت ۴۴۸
(105) والد پر بیٹے کے تین حق ۴۵۲
(106) رجب شریف کا روزہ ۴۵۴
(107) لندن میں ایک تقریب کا حال ۔ ۴۵۶
(108) وعظ کیسے سیکھا؟ ۴۶۱
(109) محبوب کے لئے اظہار محبت ... ۴۶۴
(110) علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف ... ۴۶۶
(111) ہمارے پیارے نبی ﷺ کے پیارے صحابہ ۴۷۲
(112) چھوٹے بچے کے انتقال یعنی فرط کا فائدہ ۴۷۵
(113) بامروت آدمی اور سعادت کی علامت ۴۷۷
(114) دعا کی برکت سے جنت مل گئی ۔ ۴۷۸
(115) احساسات کو چھپانے میں احتیاط

Scanned with CamScanner

عنوان	صفحہ
ہے	۴۸۱
(116) اچھا تو ٹھیک ہے	۴۸۲
(117) اللہ تعالیٰ سے محبت و تعلق	۴۸۴
(118) ستر ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ کے فوائد	۴۸۶
(119) انفاق کا جذبہ	۴۸۸
(120) شب قدر کی تعیین کا عجیب طریقہ	۴۹۰
(121) ساتھ چیزوں کا دائمی ثواب	۴۹۱
(122) شیطان آنکھوں میں رہے گا	۴۹۳
(123) دربار سلطان میں	۴۹۵
(124) میں تبلیغی جماعت سے کیوں علیحدہ ہوا؟	۴۹۸
(125) صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جرأت	۵۰۱
(126) تحصیل لذت	۵۰۴
(127) مشرکین طائف کا اسلام	۵۰۶
(128) صلہ رحمی اور اس کا صلہ	۵۰۹
(129) اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ	۵۱۳
(130) خواہش کا غلبہ	۵۱۷
(131) اور وہ چلے گئے	۵۱۹
(132) ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ	۵۲۲
(133) شیخ رفاعی نے حضور کا دست مبارک چوما	۵۲۵
(134) حضرت عثمان ابن مظعون کا واقعہ	۵۲۷
(135) بزرگوں کے واقعات	۵۲۹
(136) خود پسندی مہلک آفت ہے	۵۳۳
(137) تبلیغی جماعت کا دائرہ تبلیغ	۵۳۴
(138) یہی بہت ہے تری چشم انتخاب ہوں میں	۵۳۶
(139) ایک دیندار شخص اور بچھڑے کا واقعہ	۵۳۹
(140) ایک خراسانی کا واقعہ	۵۴۱
(141) صدیق و عمر رضی اللہ عنہما کے گستاخ کا انجام	۵۴۳
(142) ہم نشینی سے ہم خیالی پیدا ہوتی ہے	۵۴۵
(143) کیا یہ بدعت نہیں؟	۵۴۷
(144) گوارا ہو نہیں سکتا یہ کام اسلام کے اندر	۵۴۸
(145) بنی اسرائیل کی دو بوڑھی عورتوں کا قصہ	۵۵۰
(146) علم و حکمت کے موتی	۵۵۲
(147) قلم قدرت کی تحریر	۵۵۳
(148) اصحاب کہف کا عزم بالجزم	۵۵۵
(149) تجارت میں دیانت	۵۵۷
(150) یہ بھی تو بچے تھے	۵۵۹

عنوان	صفحہ
(151) ایک نبی اللہ کا بیان	۵۶۰
(152) اہل اللہ کے خواب	۵۶۱
(153) اہل خیر کی کمی	۵۶۳
(154) ایک بوڑھے انگریز کی وصیت	۵۶۵
(155) شرط ایمان...... مصطفیٰ ﷺ سے والہانہ پیار ہے	۵۶۷
(156) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چادر فروخت کرنے کا واقعہ	۵۶۹
(157) سات دوزخی شخص	۵۷۰
(158) نیک شخص کے درود پاک پڑھنے کا فائدہ	۵۷۳
(159) چاہئے کہ انسان نظر کرے کس چیز سے پیدا ہوا ہے	۵۷۶
(160) نہیں مجھ سا باوفا کوئی زمانے میں	۵۷۷
(161) اللہ تعالیٰ پر اعتماد کا نتیجہ	۵۸۰
(162) فوت شدگان کا حال	۵۸۲
(163) اس دور میں مرید کو کیا کرنا چاہیے؟	۵۸۵
(164) فضائل اعمال کے حوالے سے	۵۸۶
(165) حضرت ذوالنون مصری کے ایک مرید کا واقعہ	۵۸۹
(166) ہمسائے کی اقسام	۵۹۰
(167) وہ کچھ عطا فرمایا جس کی امید نہ تھی	۵۹۲
(168) جنت میں بھی غمگین	۵۹۳
(169) کتاب الشفاء قاضی عیاض کے حوالے سے	۵۹۵
(170) ایک بوڑھے شخص کا درخت لگانا	۵۹۹
(171) پڑوسی کے لئے تین چیزیں	۶۰۰
(172) سفید روٹیاں	۶۰۲
(173) برگزیدہ اور نیک لوگ	۶۰۴
(174) میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا	۶۰۶
(175) ایک گنہگار کو ولایت کی بشارت	۶۰۸
(176) یادِ رفتگاں	۶۱۰
(177) ناداروں کی پونجی	۶۱۲
(178) اہل وفا کا شیوہ	۶۱۳
(179)	۶۱۵
(180) آتش پرست پر رحمت	۶۱۷
(181) شراب نوشی کا عذاب	۶۱۹
(182) ایک تنکے کا وبال	۶۲۲
(183) میں کوئی محفل نہ دیکھوں اب تیری محفل کے بعد	۶۲۳
(184) رمضان کا دیوانہ	۶۲۵
(185) اللہ پاک ہے اور پاکیزہ اعمال ہی قبول فرماتا ہے	۶۲۷
(186) شرابی لعنتی کا انجام	۶۲۹

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
(187) ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کا جذبہ	٦٣٣		
(188) مجھے نہ دیکھ بھیجنے والے کو دیکھ ..	٦٣٤		
(189) اَمرد کو دیکھنے کا وبال.........	٦٣٥		
(190) کاش! زمانۂ نبوی میں ہوتا! ...	٦٣٦		
(191) حضور میری قسمت کے مالک ہیں	٦٣٧		
(192) مرے اشکوں کو بہنے دو مجھے بے تاب ہونے دو...........	٦٣٨		
(193) دس سال کے اعتکاف سے بہتر	٦٣٩		
(194) بھوک برداشت کرنے کی فضیلت..................	٦٤١		
(195) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہوئے............	٦٤٢		
(196) میں خوشی سے مرنہ جاؤں......	٦٤٣		
(197)	٦٤٤		
(198)	٦٤٥		
(199) اور غم تازہ ہوگیا	٦٤٦		
(200) بے نواسر پرست و والی و مولیٰ تو ئی...............	٦٤٧		

خطبة الکتاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ تَفَرَّدَ بِکَمَالِ الْعَظَمَةِ وَالْجَلَالِ ○ وَتَقَدَّسَ عَنِ النُّظَرَآءِ وَالْاَمْثَالِ ○ وَتَعَالٰی عَنِ الْاَنْدَادِ وَالْاَضْدَادِ وَالْاَشْکَالِ ○ اَبْدَعَ الْکَآئِنَاتِ الْمُتَنَوِّعَاتِ عَلٰی غَیْرِ مِثَالٍ ○ وَاَتْقَنَ جَمِیْعَ الْمَصْنُوْعَاتِ فَهِیَ عَلٰی وَحْدَانِیَّتِهٖ آیَاتٌ دَوَآلٌّ ○ فَسُبْحَانَهٗ مِنْ اِلٰـهٍ لَا تُحْصِی الْخَلَآئِقُ مَالَهٗ مِنْ صِفَاتِ الْکَمَالِ ○ وَلَا تَسْتَقْصِی الْمَخْلُوْقَاتُ مَالَهٗ مِنْ نُّعُوْتِ الْجَلَالِ ○ اَحْمَدُهٗ سُبْحَانَهٗ عَلٰی نِعَمِهِ الْجِزَالِ ○ وَاَشْکُرُهٗ وَالشُّکْرُ لِحِفْظِ نِعَمِهٖ اَوْثَقُ عِقَالٍ ○ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ مَالَهٗ تَغَیُّرٌ وَّلَا زَوَالٌ ○ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَفْضَلُ مَنْ نَّطَقَ وَقَالَ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَفْضَلِ صَحْبٍ وَّخَیْرِ اٰلٍ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(1)

تہجد گزار لوگوں کا حال

حضرت زمعہ بن صالح رحمۃ اللہ علیہ بڑے عبادت گزار تھے ان کے گھر میں بیوی' بچے رات کو اٹھ کر کافی دیر تک نوافل پڑھتے تھے اس کے بعد گھر والوں کو آواز دیتے اے آخری رات میں سونے والے مسافر! کیا یہ پوری رات سوتے رہو گے؟ کیا اٹھ کر ہمارے ساتھ کوچ نہیں کرو گے؟ تو وہ سارے جلدی جلدی بیدار ہوتے اب حال یہ ہوتا کہ کوئی اس کونے میں رو رہا ہے کوئی وہاں نماز پڑھ رہا ہے کوئی دعا مانگ رہا ہے کوئی یہاں تلاوت کر رہا ہے اور اس طرح جب فجر طلوع ہو جاتی' تو زور سے پکارتے۔

"عند الصباح یحمد القوم السریٰ"

(صفۃ الصفوۃ:230/2' المنتظم:614/2)

☆ ......حضرت عامر بن عبد قیس رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر تابعی ہیں' ان کے بارے میں مروی ہے جب رات کو بیدار ہوتے تو کہتے میں نے دیکھا کہ جنت جیسی نعمت کا طلب گار سوتا رہے' جہنم جیسی خطرناک جگہ سے بھاگنے والا سوتا رہے جب رات آتی تو کہتے کہ جہنم کے خوف نے میری نیند اڑا دی ہے' پھر صبح تک نہیں سوتے تھے' جب دن طلوع ہوتا تو کہتے۔ جہنم کے خوف نے میری نیند اڑا دی ہے پھر شام تک نہیں سوتے' پھر جب رات آجاتی تو کہتے جس کو خوف لاحق ہو وہ رات کو سفر کرتا ہے۔"عند الصباح یحمد القوم السریٰ" (التہجد لابن ابی الدنیا:16)

پانڈی مگر تہجد گزار:

بیت المقدس میں ایک عبادت گزار شخص تھا وہ دن میں روزے رکھتا اور رات کو قیام کرتا تھا وہ بازاروں میں لوگوں کا بوجھ اٹھاتا جو کچھ اجر ملتا اس سے کھانا خرید لیتا باقی پیسے صدقہ کر دیتا تھا۔ پوری رات نماز پڑھتا تھا اور جب صبح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کر لیتا تو سورج نکلنے تک اپنی جگہ بیٹھا رہتا' پھر دو رکعت پڑھ کر اپنے آپ کو زمین پر ڈال دیتا پھر کہتا: "عند الصباح یحمد القوم السری"

ایک شاعر نے ان کی تعریف میں بہت خوبصورت اشعار لکھے ہیں۔

دیکھیے الصلاۃ لعبدالحق الاشبیلی: ۳۸۵

☆......ابو کریمہ کلبی بھی شام کا بڑا عابد و زاہد تھا جب رات کو تہجد کے لئے بیدار ہوتے تو کہتے: اے ابن عمر! دنیا میں تمہاری جو عمر باقی ہے اس کی کوئی قیمت نہیں ہے اور کہتے:

"عند الصباح یحمد القوم السری' وعندا الممات یحمد القوم التقی ۔" (حلیۃ الاولیاء: 15/10)

☆......علی ابن ابی الحر بیان کہتے ہیں: اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ حج کے لئے گئے جب مدینہ منورہ پہنچے تو رات کے وقت مسجد نبوی میں داخل ہوئے وہاں دیکھا کہ ایک جوان روضۂ اطہر اور منبر شریف کے درمیان تہجد کی نماز پڑھ رہا ہے جب فجر طلوع ہوئی تو چیت لیٹ گیا اور کہا "عند الصباح یحمد القوم السری" تو اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: واقعۃً اے جوان! تم اور تمہارے ساتھیوں کے لئے یہ مثال ٹھیک ہے لیکن شتر بانوں کے حق میں ٹھیک نہیں' یعنی بعض اونٹوں پر سفر کرنے والے بھی یہ مثال پیش کرتے ہیں۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا یہ تھا کہ یہ مثال دنیوی سفر کرنے والوں کے حق میں صحیح منطبق نہیں ہوتیں بلکہ ان اولیاء اللہ کے حق میں صادق آتی ہے جو اندھیری رات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پوری رات اللہ

تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے تلاوت و دعا میں گذارتے ہیں اور اپنی منزل تک پہنچنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء:15/10' شعب الایمان للبیہقی:169/3)

تہجد گزاروں کے اشعار:

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں اسکندریہ میں ایک مجاہدین کی جماعت کے ساتھ سرحد کی حفاظت پر معمول تھا ہم میں ایک جوان تھا جو رات کو سوتا نہ تھا وہ اعلیٰ کمانڈر تھا جب رات ہوتی تو ہمارے ساتھ آ کر بلند آواز سے پکارتا:

الا فتی یقبل من ناصح
یخبر بالحق اذ ینصح
فان جنات العلی زینت
لمن بهجر ان الکری یسمح
لکل عبد قام فی لیلہ
عن باب ذی الا فضال لایبرح

1......کیا کوئی جوان ہے جو ناصح کی خبر کو قبول کرے جب وہ صبح خبر دے رہا ہو نصیحت کے وقت۔

2......کیونکہ جنت الفردوس سجائی گئی ہے ہر اس شخص کے لئے جو اپنی نیند کو قربان کر کے عبادت میں لگا رہے۔

3......ہر اس بندے کے لئے جو فضل والے رب کے در پر رات کے وقت مسلسل کھڑا رہے۔ پھر جا کر اپنے محراب میں کھڑا ہو کر نماز پڑھتے پھر آدھی رات کو دوبارہ آ کر آواز دیتے۔

Scanned with CamScanner

کچھ ہاتھ نہیں آتا ہے آہِ سحر گاہی

قد ادبر الليل وطاب الكرى
وقام من يبغى الرضا والغنا
وبان للمتعب راحاته
واستعذب الخدمة لما خلا
يشكو اليه نفسه انها
امارة بالسؤ تبغى الردى

1......رات تو واپس جارہی ہے اور نیند مزیدار ہوگئی اس وقت ہر وہ شخص بیدار ہوگیا جو رب کی رضا اور غیروں سے استغناء کا طلب گار ہے۔

2......اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اپنے کو تھکانے والے کے لئے راحت ظاہر ہوگئی ہے اور گذرے ہوئے اوقات کا میٹھا پھل حاصل کر رہا ہے۔

3......اس کا نفس اس سے شاکی ہے وہ تو برائی کا حکم کرنے والا ہے اور ہلاکت کا طلب گار ہے۔ پھر وہ اپنی جگہ جا کر نماز میں مشغول ہو جاتے یہاں تک جب صبح قریب ہوتی تو دوبارہ ہمارے پاس آتے اور کہتے:

ليهنكم يا اخوتى كلكم فقد
مضى الليل وقد راحا
لا ضيح الله لكم سعيكم
وزادكم برا واصلاحا
قوموا الى فرضكم واعجلوا
هذا عمود الصبح قد لاحا

1......ارے بھائیو! تمہیں مبارک ہو کہ رات گذر گئی اور واپس چلی گئی۔

2......اللہ تعالیٰ تمہاری کوشش ضائع نہ فرمائے اور تمہیں صلاح وتقویٰ کا توشہ عطا

فرمائے۔

3......اٹھ جاؤ اپنے فرض کو ادا کرو جلدی کرو یہ صبح کی روشنی ظاہر ہوگئی ہے۔

تہجد کی فضیلت میں اشعار:

ایک تہجد گذار نصیحت کرتے ہوئے کہتا ہے اے بھائی قیام اللیل سے تمہارے اجر میں اضافہ ہوگا تمہارا مرتبہ بڑھے گا تمہاری بزرگی ثابت ہوگی اس کی بنیاد کو کمزور مت کرو، اس میں سستی کرنے سے اس کا ایوان گر جائے اور عمارت ایسی خراب ہو جائے گی جو دوبارہ تعمیر نہ ہو سکے گی اور تمہاری تجارت میں ایسا خسارہ ہو جائے گا جس کی تلافی نہ ہو سکے گی پھر یہ اشعار پڑھے:

لوى علم الراقد ما فاته
واى مجد هدا بياته
لحرم النوم على جفنه
وسد بالخدمة اوقاته
وارسل الدمعة ممزوجة
على مبيت طال ما باته
ضيح فيه الحظ من ربه
ولم يبال بالذى فاته
من درجات ثبتت فى العلى
تحكم فى الفردوس اثباته
ومن يرم تلك المعالى غدا
يطل اليها اليوم اعناته

1......اگر رات کو تہجد چھوڑ کر سونے والا جان لے کہ اس سے کیا چیز فوت ہوگئی اور شرافت کی کونسی عمارت گرادی ہے۔

Scanned with CamScanner

2.....نیند کو اپنی آنکھوں پر حرام قرار دیتا اور عبادت سے اپنے اوقات کو پر کر لیتا۔

3.....اپنے آنسوؤں کو بہاتا اس شب بیداری کے ساتھ جس کی شب بیداری طویل ہوئی ہے۔

4.....جس میں رب کے ساتھ اس کے اوقات ضائع ہوتے اور اس کی پرواہ نہ کرتا جو فوت ہو چکی ہے۔

5.....ایسے درجات کو حاصل کرنے کے لئے جو جنت الفردوس میں اس کے لئے ثابت ہو چکے ہیں۔

6.....جو کل ایسے درجات کے طالب ہیں آج اس کی طلب کی طرف توجہ بڑھ جاتی ہے۔

(الصلاۃ لعبد الحق الا شبیلی رحمۃ اللہ علیہ :331/35)

اللہ تعالیٰ کی رضا کی طرف سبقت کرنے کا معاہدہ:

امام محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ کوفہ میں میرا ایک پڑوسی تھا جو دن کو روزہ رکھتا اور رات کو قیام کرتا' جب رات کا اندھیرا چھا جاتا تو روتا اور یہ اشعار کہتا:

لما رأیت اللیل اقبل خاشعا
بادرت نحو موانسی وحبیبی
ابکی فتقلقنی الیہ صبابتی
فابیت سرورا بقرب مجیبی

1.....جب میں رات کو آتے ہوئے دیکھتا ہوں تو جلدی سے اپنے مونس اور دوست کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔

2.....میں روتا ہوں تو میرا عشق مجھے اس کے پاس لے جاتا ہے اور میں اپنی دعا و پکار سننے والے کے پاس خوشی سے رات گذارتا ہوں۔ جب رات کا آخری حصہ ہوتا تو روتے ہوئے یہ اشعار کہتا:

قد بت فی اللیل اذا لاحت
معالمہ ما کان انسی فیہ بمولای
ضمنت فی القلب حبا قد کلفت
بہ واللہ یعلم مامکنون أحشائی

1.....میں نے شب بیداری کی اس وقت جب آثار ظاہر ہوئے جس میں میں اپنے مولیٰ سے انس حاصل کر سکتا ہوں۔

2.....میں نے اپنے دل میں محبت کو چھپایا' میرا دل اس سے متعلق ہو گیا اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے میرے دل میں کیا چھپا ہوا ہے۔

ان کے والد بوڑھے تھے انہوں نے مجھ سے کہا میرے بیٹے سے بات کرو کہ اپنے نفس پر کچھ رحم کرے ایک دن میں نے ان کو اپنے پاس بلایا جبکہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا میں نے ان سے بات کی کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنی عبادت و بندگی تم پر فرض کی ہے اپنے والد کی اطاعت کو بھی فرض قرار دیا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی نافرمانی حرام ہے والد کی نافرمانی بھی حرام ہے تو اگر اجازت ہو تو ہم تمہیں کچھ نصیحت کریں۔

نوجوان کا جواب

نوجوان نے کہا چچا جان شاید آپ مجھے یہ حکم دینا چاہتے ہیں کہ میں عمل میں کچھ کمی کروں اللہ عزوجل کی رضاء کی طلب کو چھوڑ دوں؟ میں نے کہا نہیں بلکہ اس طریقہ کے علاوہ اور راستہ بتلاتا ہوں جس سے رضاء الٰہی حاصل ہو سکتی ہے۔

• جوان نے کہا ہرگز نہیں چچا جان میں نے محلہ کے چند جوانوں سے معاہدہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھیں گے' لہٰذا خوب کوشش کرو' دعا کرو سب نے میری دعوت قبول کی اللہ ان سب پر رحم فرمائے' سب اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ گئے' ان معاہدہ کرنے والوں میں میرے علاوہ کوئی زندہ نہیں

Scanned with CamScanner

رہا' میرے اعمال تو روزانہ دو مرتبہ دربار الٰہی میں پیش ہوتے ہیں اگر اس میں کوئی کمی کوتاہی ہو جائے تو اللہ عزوجل کیا فرمائے گا اور میرے دوست واحباب کیا کہیں گے۔

اے چچا جان میں نے تو ایک جماعت سے اس پر معاہدہ کیا ہے کہ رات کو اپنے لئے سواری بنائی جائے جس سے ہلاکت یعنی جہنم کی وادیوں کو عبور کر کے جنت تک پہنچا جا سکے اس سے بڑے بڑے مراتب حاصل کئے صبح کے وقت قوم اس حالت میں لوٹی کہ اللہ تعالیٰ نے دن رات کو ذبح کیا' بیداری کی چھریوں کے ساتھ اور ان کے اعضاء چکنا چور ہو گئے۔ تھکاوٹ کی وجہ سے' پیٹ خالی ہوئے رات کو چلنے کی وجہ سے ان کو کہیں قرار نہ آیا بلکہ انہوں نے ملک الجبار کی پکار پر لبیک کہا۔

ابن سماک نے کہا ہم نے اس نوجوان کی باتیں سن کر ان کو وہیں چھوڑ دیا چند ہی دنوں کے بعد خبر آئی کہ وہ جوان بھی جوار رحمت میں پہنچ گیا۔ (''التھجد'' لابن الخرائط: 332)

اپنے مولیٰ کا حق ادا کرتا ہوں:

حسان بن ابوالاسود نے بیان کیا کہ میں نے ایک شخص کو رات بھر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو میں نے اس کے حالات جاننے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ وہ کسی کا غلام ہے لوگوں کا سامان اپنے سر پر رکھ کر ادھر ادھر پہنچاتا ہے' میں نے اس سے پوچھا آپ انسان ہیں یا جنات میں سے؟ کیا آپ آرام نہیں کرتے' دن میں لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور رات کے وقت قیام اللیل کا اہتمام کرتے ہیں؟

اس نے کہا میں ایک مملوک غلام ہوں میں اپنے مالک کے حقوق ادا کرتا ہوں حالانکہ وہ مخلوق میں سے ہے تو خالق کے حقوق کا کیا حال ہوگا؟ معاملہ بہت جلد ان کے سامنے پیش آنے والا ہے پھر دوبارہ جب ان کے پاس پہنچا تو ان کو بیماری کی حالت میں پایا ان پر مکھیاں جمع تھیں ان کے پاس کوئی نہیں تھا وہ کہہ رہا تھا ہائے قیامت' ہائے قیامت پھر کہہ رہا تھا معاملہ تو اس سے بھی جلد شروع ہو جائے گا میں ان کے پاس ہی ٹھہرا رہا حتی کہ

ان کا انتقال ہو گیا ان کے بارے میں بعض صالحین کا یہ قول صادق آیا جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطالبہ کی جانے والی چیز کا علم ہو گیا نفس کا خرچہ کرنا اس پر آسان ہو گیا' پھر یہ شعر پڑھا:

جلت مطالبه فهانت عنده ‏ ‏ ‏ ‏ اوصابه وحياته ومماته

جو بڑا مطلب حاصل کرنا چاہتا ہو اس کے لئے بھوک برداشت کرنا اسی طرح زندگی اور موت آسان ہے۔

اور کہا کرتے تھے مؤمن اللہ تعالیٰ کی اطاعت ومشقت برداشت کر لیتا ہے۔

(الصلاۃ والتھجد لابن الخرائط: 260)

☆......حکم بن ابان رحمۃ اللہ علیہ جو کہ بڑے درجے کے محدث ہیں ان کے قیام اللیل کے متعلق سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ہم نے حکم بن ابان رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کیا تو لوگوں نے ان کی تعریفیں کیں' وہ رات کو نوافل پڑھتے پھر جب نیند کا غلبہ ہوتا تو سمندر میں اتر جاتے اور بیٹھ کر تسبیح پڑھتے اور کہتے کہ میں سمندری جانوروں کے ساتھ تسبیح پڑھتا ہوں اور ذاکرین کے ساتھ ذکر کرتا ہوں اور تسبیح پڑھنے والوں کے ساتھ تسبیح پڑھتا ہوں۔

پاک ہے وہ ذات جس کی پاکی کی تسبیح تمام اولین اور آخرین کی زبانی ہوتی ہے اور تمام آسمان وزمین والوں کی زبانی۔ (حلیۃ الاولیاء: 141/10' صفۃ الصفوۃ: 195/2)

تہجد گزار باپ اور نیک سیرت بیٹا:

ایک تہجد گزار باپ اور نیک بیٹے کا واقعہ مذکور ہے جو سلامہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں یمن کے مضافات میں تھا ایک آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور اس کے ساتھ اس کا جوان بیٹا بھی تھا نوجوان نے کہا یہ میرے والد ہیں جو بہترین والد ہیں میری ایک گائے ہے جو شام کے وقت میرے پاس آتی ہے میں اس کا دودھ نکال کر لاتا ہوں میرے والد اس وقت تک نماز میں ہوتے ہیں مجھے یہ بات پسند ہے کہ میرے گھر والے والد صاحب کا بچا ہوا دودھ پئیں' میں ہاتھ میں برتن لے کر کھڑا رہتا ہوں وہ نماز

Scanned with CamScanner

میں مشغول رہتے ہیں، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ طلوع فجر کے وقت میری طرف متوجہ نہیں ہوتے، یعنی میں اس وقت تک کھڑا ہی رہتا ہوں۔

میں نے ان کے بوڑھے والد سے پوچھا آپ کیا کہتے ہیں تو باپ نے کہا میرا بیٹا سچ کہتا ہے بیٹے کی فرمانبرداری کی تعریف کی، پھر اپنا عذر بیان کیا کہ جب میں نماز شروع کرتا ہوں اور قرآن پڑھنا شروع کرتا ہوں تو تمام چیزوں کو بھول جاتا ہوں کبھی فجر طلوع ہونے تک یہی کیفیت رہتی ہے۔

سلامہ کہتے ہیں میں نے ان کا تذکرہ عبداللہ بن مرزوق اور ابن عیینہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے سامنے کیا تو دونوں نے کہا: ان باپ بیٹے دونوں کے اعمال ایسے ہیں کہ ان کے ذریعے اہل یمن سے مصائب ٹل سکتے ہیں۔ (صفۃ الصفوۃ: 199/2)

بنو تمیم کے تہجد گزار جوان:

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے بنو تمیم کے ایک نوجوان تہجد گزار کا واقعہ اس طرح بیان کیا کہ بنو تمیم میں ایک عبادت گزار نوجوان تھا جو پوری رات بیدار رہ کر نماز پڑھتا تھا، اس کی ماں نے اس سے کہا بیٹا تھوڑی دیر سو جاتے تو اچھا تھا۔

تو اس نے ماں کو جواب دیا کہ اماں جان آپ میرے بارے میں کون سی بات پسند کرتی ہیں؟ اگر یہ خیال ہو کہ آج تو آرام کرلوں لیکن کل قبر میں آرام کا موقع نہ ملے گا یا یہ کہ زندگی میں بیدار رہ کر عبادت کرلوں اور کل کو قبر میں حساب کی تنگی سے آزاد ہو کر اور عذاب کے خوف سے مامون ہو کر آرام کرنے والوں کے ساتھ آرام کروں؟

ماں نے کہا بیٹا میں تو تمہارے لئے آخرت کی راحت چاہتی ہوں اور یہ کہ تمہیں وہاں کی مشکلات سے نجات ملے اور وہاں کی نعمتوں سے سرفرازی حاصل ہو، اے میرے بیٹے میرے نزدیک تمہاری آخرت کی راحت دنیا کی راحت سے مقدم ہے۔ بیٹے! اللہ کے لئے شب بیداری کرو شاید تمہیں کل کو آخرت کی تنگی سے نجات مل جائے میں ابھی

تک تمہیں نجات پانے والا نہیں سمجھتی ہوں، یہ سن کر نوجوان نے چیخ ماری اور وہیں گر گئے ماں کے سامنے ہی جان دے دی، بنو تمیم کی عورتیں جمع ہو گئیں، اور ماں کہنے لگی: اے میرے بیٹے! اے یوم قیامت کے مقتول! اس جوان کے متعلق کسی نے کچھ اشعار بھی کہے جو صفۃ الصفوۃ ج2 ص193 پر دیکھے جا سکتے ہیں۔

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(2)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی جان سے اور اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبت ہے۔ میں بعض دفعہ گھر میں ہوتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یاد آ جاتے ہیں تو پھر جب تک حاضر خدمت ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کرلوں، مجھے چین نہیں آتا۔ اب مجھے یہ خیال آیا ہے کہ میرا بھی انتقال ہو جائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا سے تشریف لے جائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو نبیوں کے ساتھ سب سے اوپر کی جنت میں چلے جائیں گے اور میں نیچے کی جنت میں رہ جاؤں گا تو مجھے ڈر ہے کہ میں وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کرسکوں گا (تو پھر میرا جنت میں کیسے دل لگے گا)

ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا تھا کہ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر آئے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ج (سورہ نساء آیت 69)

"اور جو شخص اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء۔" (حیاۃ الصحابہ 408/2)

وچھوڑے کا صدمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے آپ سے اتنی زیادہ محبت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یاد آ جاتے تو اگر میں آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کرلوں تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ جیسے میری جان نکل جائے گی۔ اب مجھے یہ خیال آیا کہ اگر میں جنت میں گیا بھی تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیچے کی جنت ملے گی (اور میں وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کرسکوں گا) تو مجھے جنت میں بڑی مشقت اٹھانی پڑے گی۔ اس لئے میں چاہتا ہوں جنت کے درجہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو جاؤں (تاکہ جب دل چاہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرلیا کروں)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو بلایا اور یہ آیت پڑھ کر سنائی۔

(ایضاً 409/2)

☆...... بخاری اور مسلم میں یہ حدیث ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک آدمی نے آ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: قیامت کب آئے گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اس کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے کہا اور تو کچھ نہیں، بس یہ کہ مجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم وہاں اسی کے ساتھ ہو گے جس سے تمہیں یہاں محبت ہو گی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا: تم اسی کے ساتھ ہو گے جس سے تمہیں محبت ہو گی، اس سے مجھے جتنی خوشی ہوئی، اتنی

Scanned with CamScanner

خوشی اور کسی چیز سے نہیں ہوئی کیونکہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت ہے اور چونکہ مجھے ان حضرات سے محبت ہے۔اس وجہ سے مجھے پوری امید ہے کہ میں ان ہی حضرات کے ساتھ ہوں گا۔

دنیا میں جس کے ساتھ محبت ہوگی آخرت میں اسی کے ساتھ رہے گا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں یہ ہے کہ ایک دیہاتی آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! قیامت کب قائم ہوگی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا بھلا ہو' تم نے اس کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے کہا اور تو کچھ نہیں تیار کر رکھا ہے' بس اتنی بات ضرور ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں جس سے محبت ہوگی' تم اسی کے ساتھ ہوگے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ نے پوچھا' یہ بشارت ہمارے لئے بھی ہے (یا صرف اس دیہاتی کے لئے؟) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں تمہارے لئے بھی ہے۔اس پر اس دن ہمیں بہت زیادہ خوشی ہوئی۔

ترمذی کی روایت میں اس کے بعد یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس سے زیادہ کسی اور چیز سے خوش ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ایک آدمی نے پوچھا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایک آدمی دوسرے سے اس وجہ سے محبت کرتا ہے کہ وہ نیک عمل کرتا ہے لیکن یہ خود وہ نیک عمل نہیں کرتا (تو کیا یہ بھی محبت کی وجہ سے اس کے ساتھ ہوگا؟) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی جس سے محبت کرے گا' اسی کے ساتھ ہوگا۔(ایضاً۔409/2)

☆......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ایک آدمی ایک قوم سے محبت کرتا ہے لیکن ان جیسے عمل نہیں کر سکتا (کیا یہ بھی ان کے ساتھ ہوگا؟) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! تم اسی

کے ساتھ ہوگے جس سے تم محبت کرو گے۔میں نے کہا: مجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جس سے محبت کرو گے' اسی کے ساتھ ہوگے۔میں نے اپنا جملہ پھر دہرایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی ارشاد فرمایا۔(ایضاً۔410/2)

خبردار' ہوشیار

یہ ہیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان خبردار ان کی گستاخی سے بچو ورنہ بہت برا انجام ہوگا' ایک روایت ملاحظہ ہو۔

عن علي بن حسين قال ان المخلوق لايموت حتى تخرج منه النطفة التي خلقه الله تعالىٰ منها من فيه اومن غيره وفي رواية اومن عينه .

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب آدمی (گستاخ صحابہ) مرتا ہے تو مرتے وقت اس کے منہ سے منی نکلتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی آنکھوں سے (بھی) منی نکلتی ہے۔

(علل الشرائع ص299' ج1' من لایحضرہ الفقیہ ص84 ج1' فروع کافی ص85 ج1' طبع نولکشور ص163 ج3' طبع ایران' وسائل الشیعہ ص686 ج2)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(3)

حسد و چغل خوری کا انجام

کسی بادشاہ نے اپنے وزیر کو مقرب بنالیا تھا تو اس کا کوئی مصاحب یہ دیکھ کر برداشت نہ کرسکا اور اس کو حسد پیدا ہوا' رات دن اسی فکر میں رہتا کہ جس طرح ممکن ہو سکے اس وزیر کو دربار شاہی سے نکلوا دیا جائے۔ چنانچہ ایک روز موقع پا کر اس مصاحب نے بادشاہ سے عرض کیا: حضور! آپ کا وزیر کہتا ہے کہ بادشاہ کے منہ سے سخت بو آتی ہے' جس سے طبیعت کو سخت نفرت ہوتی ہے۔ بس اس بات کا سننا تھا کہ بادشاہ کی آتش غضب بھڑک اٹھی اور بادشاہ نے اس حاسد مصاحب سے کہا: فوراً وزیر کو بلاؤ۔

بس اب کیا تھا؟ حاسد کا داؤ چل گیا اور وزیر کو دعوت کے بہانے اپنے گھر لے جا کر ایسا کھانا کھایا جس میں کثرت سے لہسن ڈالا گیا تھا' جب وزیر شرما حضوری کھانے سے فارغ ہوا تو اب اس نے وزیر کو بادشاہ کا یہ پیغام پہنچایا کہ بادشاہ سلامت نے آپ کو ابھی یاد فرمایا ہے۔ یہ سنتے ہی وزیر بادشاہ سلامت کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس خیال سے کہ کہیں میرے منہ سے لہسن کی بو سے بادشاہ کی طبیعت مکدر نہ ہو' اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا' جس سے بادشاہ کو اس حاسد چغل خور کی بات کی اور بھی تصدیق ہوگئی اور اس نے یقین کرلیا کہ مصاحب نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے' وزیر اسی وجہ سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر آیا ہے۔ یہ دیکھ کر بادشاہ اور بھی آگ بگولا ہوگیا اور اس نے خود اپنے ہاتھ سے وزیر کی ہلاکت کے لئے اپنے ایک عامل کو خط لکھا اور لفافہ میں بند کرکے اسی وزیر کو حکم دیا کہ اس فرمان کو فلاں عامل کے پاس پہنچا دو اور وہ حاسد فکر میں لگا ہوا تھا اور جانتا تھا کہ بادشاہ

کے قلم سے تو بھلائی ہی کا حکم صادر ہوتا ہے' غالباً بادشاہ کو میری بات کا یقین نہیں ہوا اور وزیر کو کسی انعام واکرام کے لئے رقعہ لکھ دیا ہے۔

کسی کے لئے بُرا چاہنے کا انجام

چنانچہ اس حاسد نے وزیر سے دریافت کیا کہ آخر بادشاہ سلامت نے کیا حکم فرمایا ہے؟ وزیر نے جواب دیا: زبانی تو کچھ نہیں فرمایا: البتہ یہ فرمان لکھ کر دیا ہے کہ میں فلاں عامل کے پاس پہنچا دوں۔ اس نے کہا: اگر اتنی سی بات ہے تو پھر آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں؟ اس خدمت کو میں ہی انجام دے دوں گا۔ یہ سن کر وزیر نے بادشاہ کا فرمان اس کے حوالے کیا اور خود اپنے مکان پر چلا گیا اور وہ چغل خور حاسد خوش ہوتا ہوا انعام و اکرام کے لالچ میں عامل کے پاس پہنچا' اور بادشاہ کا فرمان جیب سے نکال کر عامل کے حوالے کیا' عامل نے بادشاہ کا حکم پڑھتے ہی فرمان شاہی کے مطابق اس قاصد کو قتل کرا دیا۔ چندروز کے بعد جب وزیر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو بادشاہ نے دریافت کیا: اے وزیر! کیا تو نے میرا فرمان اس عامل کو نہیں پہنچایا تھا؟ وزیر نے جواب دیا: حضور! فلاں شخص نے مجھ سے لے کر وہ فرمان عامل کو پہنچا دیا تھا' یہ سن کر بادشاہ نے وزیر سے دریافت کیا: کیا تو نے اس شخص سے میری بابت ایسا کہا تھا؟

وزیر نے جواب دیا: خاکم بدہن! میں اور حضور کے متعلق ایسا کہہ سکتا ہوں؟ میرے تو کبھی ذہن میں بھی یہ خیال نہیں آیا' بادشاہ نے دریافت فرمایا:: اچھا! پھر یہ بتاؤ کہ تم نے فلاں دن دربار میں حاضری کے وقت اپنے منہ پر کپڑا کیوں ڈھانپا تھا؟ وزیر نے بادشاہ کو اس دن کی لہسن کی دعوت کا واقعہ کہہ سنایا اور عرض کیا: میں نے اس لئے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تھا کہ حضور کو ناگوار نہ ہو۔ یہ سن کر بادشاہ کو یقین ہوا کہ اصل شرارت اسی بدنیت حاسد کی تھی جس نے وزیر کی چغلی کی تھی اور قدرتاً اس کو اپنی بدنیتی کی سزا مل گئی' یہ وزیر بے قصور تھا جو قدرت نے قتل ہونے سے بچا دیا۔ اس کے بعد وزیر کو دربار شاہی میں وہی تقریب حاصل رہا جو پہلے تھا۔ (خیر المونس)

Scanned with CamScanner

(4)

سولہ کارآمد علامتیں

بعض حکماء فرماتے ہیں: چار چیزوں سے آدمی کی توبہ جانی جاتی ہے۔

1 ...... یہ کہ اپنی زبان کو فضول باتوں، غیبت اور جھوٹ سے روک لے۔

2 ...... اپنے دل میں کسی کے لئے حسد اور دشمنی نہ دیکھے۔

3 ...... برے لوگوں کی صحبت چھوڑ دے۔

4 ...... موت کے لئے تیار رہے سابقہ گناہوں پر ندامت و توبہ کرے اور اپنے رب کی تابعداری میں کوشش کرے۔ بعض داناؤں سے دریافت کیا گیا کہ کیا کوئی ایسی علامت ہے جس سے قبولت توبہ کا علم ہو سکے؟ فرمایا ہاں اس کی چار نشانیاں ہیں۔

1 ...... بُرے لوگوں کی صحبت چھوڑ دے اپنے دل میں ہیبت دیکھے اور صالحین کے ساتھ بیٹھے۔

2 ...... تمام گناہوں کو ترک کر دے اور عبادت کی طرف متوجہ ہو جائے۔

3 ...... وہ اپنے دل سے دنیا کی لذتوں کو نکال دے اور ہمیشہ آخرت کے خوف کو دل میں رکھے۔

4 ...... اپنے آپ کو رزق وغیرہ جیسی ان تمام چیزوں سے فارغ کرے جس کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لے لیا ہوا ہے اور احکام الٰہیہ پر عمل میں خود کو مشغول کر لے۔ جب وہ ان علامات کو اپنے اندر پائے گا تو وہ ان لوگوں میں شمار ہو گا جن کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ (اِنَّ

اللہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ) اور لوگوں پر اس کی طرف سے چار چیزیں واجب ہو جائیں گی۔

1 ...... وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرمائے گا۔

2 ...... ہمیشہ یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو توبہ پر ثابت قدم رکھے۔

3 ...... اپنے سابقہ گناہوں پر شرمندہ رہیں۔

4 ...... اللہ تعالیٰ کے حضور بیٹھ کر اس کا ذکر کریں اور بھلائی کے امور میں معاونت کریں۔

فرشتوں کا نزول

ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ چار نعمتوں سے نوازے گا۔

1 ...... اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں سے ایسا پاک فرما دے گا گویا اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔

2 ...... اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرمائے گا۔

3 ...... شیطان اس پر غلبہ نہ پا سکے گا اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے گا۔

4 ...... موت سے قبل اسے خوف سے امن عطا کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”فرشتے اس کے پاس آئیں گے اور کہیں گے تم ڈرو نہیں اور نہ غم کھاؤ تمہیں حسب وعدہ جنت کی بشارت ہو۔“

(تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ القرآن) (تنبیہ الغافلین)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(5)

اللہ تعالیٰ کی مدد کے واقعات

بیان کیا گیا ہے کہ ایک ڈاکو مسلمانوں کو لوٹتا اور ان کا ناحق خون بہاتا یہاں تک کہ جنگل میں سفر کرتے حاجیوں کو بھی نہ چھوڑتا مال واسباب لے کر بعد میں قتل کر دیتا ایک بار ایک مسلمان جنگل میں تنہا سفر کر رہا تھا کہ یہ دیکھ کر اس کے پیچھے چل پڑا کچھ دیر چلتا رہا پھر اس کی سواری روک کر کہا اس جگہ مردوں کی ہڈیاں دیکھ رہے ہو اس نے کہا ہاں بولا ان سب کا مال ومتاع چھین کر میں نے مارا ہے اس نے بہت زاری سے کہا: جو کچھ میرے پاس ہے لے لو مجھے چھوڑ دو اس نے کہا میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا مسافر بولا پھر اتنی مانو کہ دو رکعت نماز پڑھنے دو پھر جو چاہتے ہو کرنا ڈاکو نے اجازت دے دی اس نے دو رکعت نماز ادا کی پھر سجدہ میں گر کر دعا کی: اے بے کس پکارنے والوں کے مددگار مجھ بے کس کی مدد فرما اس نے سجدہ سے سر اٹھایا ہی تھا کہ ایک گھوڑ سوار آ پہنچا آگے بڑھ کر تیزی سے حملہ کیا اور نیزہ کے وار سے اس ظالم ڈاکو کو قتل کر دیا یہ ماجرا دیکھ کر مسافر بہت حیران ہوا اور کہا میں اللہ کے نام پر پوچھتا ہوں: اے مجھ بے کس کی مدد کرنے والے تم کون ہو؟ اس نے کہا میں اللہ کے حکم سے سولہ ہزار برس سے نیزہ ہاتھ میں لیے گھوڑے پر سوار عرش کے پاس رہتا ہوں اور زمین کی طرف دیکھتا رہتا ہوں جب کوئی مظلوم رب العزت کی بارگاہ میں مدد کے لئے التجاء کرے تو حکم خداوندی سے فوراً اس کی مدد کرتا ہوں۔

اے بے یار ومددگار کے مددگار

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک دن حج کرنے کو جنگل

کا سفر کرتا تھا کہ ایک کوے کو دیکھا جو چونچ میں روٹی لئے اڑتا جا رہا ہے تو میں نے اس کے پیچھے ہو لیا حتی کہ وہ ایک شخص کے پاس پہنچا جسے ہاتھ پاؤں باندھ کر جنگل میں پھینکا ہوا تھا دیکھا کہ کوا اس کے سینہ پر بیٹھ گیا اور روٹی کو پنجوں سے پکڑ کر چونچ سے لقمہ توڑ کر اس کے منہ میں ڈالنے لگا جب آدھی روٹی توڑ توڑ کر اس شخص کو کھلائی اور اڑ کر کچھ دیر غائب رہا پھر چونچ میں پانی لایا اور اس کے منہ میں ڈال دیا اور چلا گیا پھر میں نے قریب ہو کر اس آدمی سے پوچھا تم کون ہو اور تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ اس نے کہا میں قافلہ کے ساتھ حج کو اسی جگہ جا رہا تھا کہ قزاقوں نے سب کو لوٹ لیا اور جس کو چاہا قتل کر دیا مجھے ہاتھ پاؤں باندھ کر یہاں پھینک دیا پھر تین روز تک میں نے کچھ نہ کھایا پیا اور بھوک و پیاس سے جاں بلب ہو گیا پھر آسمان کی طرف نظر اٹھا کر عرض کی: اے مدد چاہنے والوں کے مددگار اس بندہ بے کس عاجز کی دستِ غیب سے مدد فرما تو اللہ تعالیٰ نے اس کوا کو مسخر کر دیا جو صبح وشام مجھے شکم سیر کھلاتا پلاتا رہا۔ حضرت فرماتے ہیں پھر میں نے اسے کھول دیا اور ہم دونوں وہاں سے چل پڑے۔

جس کا حامی ہو خدا

صالحین میں سے ایک شخص نادار اور ہاتھ پاؤں سے معذور تھا ایک بار گھر میں اکیلا تھا جب رات کو وضو کرنا چاہا تو گھر میں پانی نہ پایا اور نہ کوئی پانی لا دینے والا موجود تھا نماز کا وقت بھی ہو گیا لہٰذا بہت پریشان ہوا کہ کیا کیا جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس رات کی نماز قضا ہو جائے پھر آسمان کی طرف رخ کر کے دعا کی: اے سبب پیدا کرنے والے میرے لئے اپنی قدرت کے عجائب سے کوئی سبب پیدا فرما، تو اس کے ہمسایوں میں سے ایک شخص کے دل میں خیال گزرا کہ ہمارا پڑوسی بوڑھا معذور شخص گھر میں تنہا ہے کہیں اس وقت اسے کوئی حاجت نہ ہو پس اس کے پاس گیا اور پوچھا: اے شیخ آپ کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں وہ بولا مجھے پانی چاہئے اس نے ڈول اور رسی لی اور کنویں کی طرف گیا ڈول کنویں میں ڈالا جب کھینچا تو ڈول سونے سے بھرا ہوا تھا وہ لے کر اس کے پاس آیا وہ

بوڑھا بولا یہ تمہاری اجرت ہے اس کو لے لو مجھے تو پانی چاہئے پھر وہ گیا اور کنویں سے پانی لایا۔

اس کو مٹا سکتا ہے کون

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک بار میں سمندر کا سفر کرتا تھا کہ جزیرہ آیا وہاں ایک جوان دیکھا جو اللہ عزوجل کے سوا پتھر کو پوج رہا تھا میں نے اسے دعوت اسلام دی تو اس کی سعادت نے یاری کی لہٰذا اس نے میری دعوت قبول کر لی اور میرے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا پھر میں کشتی کی طرف آیا اور رفقاء سے اس کے لئے چار سو درہم جمع کئے اور اسے لا دیئے پھر میں نے کہا اس رقم سے اپنے رب جل جلالہ کی عبادت پر مدد چاہ، وہ مسکرا کر بولا اے دوست جب تیس سال تک میں پتھر پوجتا تھا تو وہ مجھے روزی دیتا تھا اب جب کہ میں اس معبود حقیقی کو پوجتا ہوں تو سوچ سکتے ہو کہ اب میری روزی روک لے گا۔

بادشاہ کا محل اور بڑھیا کی کٹیا

بیان میں آیا ہے کہ ایک بادشاہ بہت ظالم و جابر تھا ایک بار اس نے شاہی محل بنانے کا قصد کیا تو اس نے معماروں مزدوروں کو بلا لیا اور خود آ کر بنیاد کا افتتاح کیا اور اسی جگہ ایک عیالدار بڑھیا کا مکان تھا اسے کہا گیا کہ بادشاہ کو تیرے مکان کی ضرورت ہے وہ چاہتا ہے کہ تجھ سے خرید لے اس نے کہا میں نہیں بیچوں گی کیونکہ میں عیالدار عورت ہوں نیا مکان نہیں بنا سکتی۔ انہوں نے بہت اصرار کیا مگر اس نے انکار کر دیا۔ اتفاقاً بڑھیا کسی کام سے گئی تو بادشاہ نے اس کا گھر گرانے کا حکم دے دیا جب لوٹی تو مکان گرا دیکھ کر بہت غمزدہ ہوئی پھر آسمان کو چہرہ کیا اور عرض کی اے پروردگار میں موجود نہ تھی تو تو موجود تھا پھر میرا مکان کیسے گرایا گیا؟ اے سننے دیکھنے والے! پس یہ دعا اس کی فوراً قبول ہوئی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: اے جبرئیل جلدی پہنچ اور میری بندی کی مدد کر تو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے وہ محل اور ملک وحشم اور مال واسباب تباہ و برباد کر دیا۔

سانپ معالج بن گیا

صالحین میں سے ایک شخص حج کو نکلا اندھیری رات میں سفر کر رہے تھے ہڈی پیر میں سے پار ہو گئی اسی جگہ گر پڑا شدت درد سے پاؤں زمین پر رکھنے کی طاقت نہ رہی قافلہ چلا گیا اور وہ اکیلا وہیں پڑا رہا۔

بھوکے پیاسے تین دن گزارے آخر بہت مغموم ومحزون ہوا پھر عرض کی الٰہی کمزور عاجزوں کے ساتھ ایسے کیا جاتا ہے کہ تیرا بندہ وسط جنگل میں جاں بلب موت کے چنگل میں ہے اور اس سال حج سے بے امید ہو چکا ہے اس کا تیرے سوا اور کوئی نہیں پھر سویا تھا کہ خواب میں بہت بڑا اژدھا دیکھا کہ تمام اعضاء کو چبا رہا ہے یہاں تک وہ ہڈی بھی پاؤں سے نکال کر چبا گیا جب بیدار ہوا تو اس کا پاؤں پہلے کی طرح صحیح و درست تھا اٹھ کر چل پڑا قافلے کو جا ملا اور اسی سال حج کیا۔

شاہی فرمان اور سردار

بیان میں آیا کہ ایک ظالم سردار اپنے لشکر کو لے کر ایک گاؤں میں چلا گیا پھر بلا اجازت مع لشکر بوڑھے فقیر کے گھر ڈیرہ جما لیا بوڑھے فقیر نے اس سردار سے کہا: میں بوڑھا شخص لڑکیوں کا باپ ہوں اور مکان تنگ ہے اور میرے پاس فرمان نامہ بھی ہے کہ بلا اذن میرے گھر کوئی داخل نہ ہو۔ سردار بولا فرمان نامہ لاؤ میں دیکھوں بوڑھا گھر گیا اور قرآن مجید لایا پھر یہ آیت پڑھی: اے ایمان والو اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں بلا اجازت داخل نہ ہو اور اہل خانہ کو سلام کہو۔ (سورۂ نور) سردار بولا میں نے جانا کہ تیرے پاس کوئی بادشاہ کا فرمان ہے تم قرآن لائے ہو بوڑھے فقیر نے آسمان کی طرف چہرہ کیا اور عرض کی: اے سب کچھ سننے دیکھنے والے تو سنتا دیکھتا ہے یہ سردار تیرے فرمان کو نہیں مانتا یہ کہنا تھا کہ مکان گرا اسی وقت ایک سخت آواز آئی جس سے سردار اور اس کا لشکر ہلاک ہو گئے۔ قدرت خدا سے بوڑھا اور اس کے اہل وعیال محفوظ رہے۔

Scanned with CamScanner

☆......ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک بار میں تنہا جنگل کا سفر کر رہا تھا تو اندھیری رات چھا گئی پس میں راستہ بھول گیا اکیلا حیران و پریشان تھا اچانک کتے کی آواز سنی میں نے دل میں سوچا کہ کتا آبادی میں ہی ہوتا ہے لہٰذا میں آواز کی طرف چل پڑا تو کسی جن نے میرے منہ پر طمانچہ رسید کر دیا۔ پس میں شدت درد سے گر پڑا اور رونے لگا پھر میں نے آسمان کی طرف چہرہ اٹھا کر عرض کی اے پروردگار جو تیرے امان میں چلے اس سے یہی سلوک ہوتا ہے پس اسی وقت ایک شخص کو دیکھا کہ اس جن کا سر میرے سامنے لایا پھر غیب سے آواز آئی: اے ابراہیم اپنے رب سے کیوں شکوہ کرتے ہو جب تو میری امان میں تھا تو عزیز و مکرم تھا پھر تو میری امان چھوڑ کر کتے کے پیچھے چلا تو جن نے تجھے طمانچہ مار دیا پھر جب تو نے رب کی رجوع کیا تو اس نے جن کا سر کاٹ کر تیرے پاس بھیج دیا۔

☆......مشائخ میں سے ایک کا بیان ہے کہ ایک دن میں بازار میں جا رہا تھا کہ بازار میں شہر کا امیر آیا ساتھ اس کے ملازم و خادم تھے جو کہتے جاتے تھے ہٹو ہٹو مجھ سے ایک نے کہا: اے بوڑھے ایک طرف ہو جا راستہ خالی کر دے مجھ سے کمزوری کے سبب جلدی ایک طرف نہ ہوا جا سکا تو ایک ملازم نے مجھے زوردار کوڑا مارا اور درد سے آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور میں نے کہا: اللہ تیرا ہاتھ کاٹے مجھے تو نے بے قصور کیوں مارا میں تو کمزور بوڑھا شخص ہوں پھر دوسرے دن میں کسی کام کو بازار میں آیا تو دیکھا کہ اس کا ہاتھ کٹا ہوا گلے میں لٹک رہا ہے اور رو رہا ہے۔

جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

بیان ہوا ہے کہ ایک نیک شخص بہت حسین و جمیل تھا اور بازار میں کچھ سودا بیچتا تھا ایک دن بازار میں سودا بیچنے کو آواز لگا رہا تھا تو امیر کی لونڈی نے اسے کہا میرے ساتھ سودا دکھانے کو امیر کے گھر چلو جب گیا تو امیر کی لونڈی نے امیر کی بیوی کو اس کے آنے کی خبر دی اس نے کہا: اسے اندر لائیے جب گھر میں داخل ہوا تو امیر کی بیوی دیکھ کر اس

کے حسن پر فریفتہ ہو گئی پھر اسے کہا کہ میرے پاس نعمت و دولت میں چین و سکون سے رہو اور مشقت سے نجات پاؤ وہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر بولا میں اپنے رب کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ عورت نے کہا میری نہ مانو گے تو قتل کرا دوں گی جب وہ مجبور و بے بس ہوا تو کہا میں تیری مانتا ہوں مگر مہلت دو کہ وضو کر کے نماز ادا کر لوں لونڈی نے کہا: بالا خانے پر جا کر وضو کر لو وہ بالا خانہ پر چلا گیا اور عرض کی اے پروردگار مجھے تیری نافرمانی سے موت قبول پھر بسم اللہ پڑھ کر نیچے کود گیا اللہ کے حکم سے جبرائیل نے زمین پر آنے سے پہلے ہی پروں پر اٹھا لیا اور صحیح و سالم زمین پر اتار لیا۔ (حکایات الصالحین)

Scanned with CamScanner

(6)

شیخ ابوبکر دقاق شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام حسن بن علی بن محمد دقاق اور کنیت ابوعلی ہے۔ حضرت سیّدنا امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ تھے۔ اپنے وقت کے امام تھے۔ وعظ فرمایا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مقام ''مرو'' کی طرف سفر کیا اور علم فقہ حاصل کیا' تصوف میں حضرت سیّدنا نصر آبا ذی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی۔ کہا جاتا ہے کہ آخر عمر میں ان کی گفتگو ایسی ہوگئی تھی کہ کوئی سمجھنے کی طاقت نہ رکھتا تھا۔ نیشاپوری میں ذوالحجہ 405ھ کو وصال فرمایا۔ (تاریخ اسلام للذھبی' حرف الحاء' ج 28' ص 140' نفحات الانس (مترجم)' الرقم: 355 شیخ ابوعلی دقاق' ص 329)

آپ نے فرمایا: جس نے اپنے ظاہر کو مجاہدے کے ساتھ مزین کیا اللہ عزوجل اس کے باطن کو مشاہدے کے ساتھ حسین بنادے گا۔ (الرسالۃ القشیریۃ' باب المجاہدۃ' ص 133)

☆......جو حق بات کہنے سے خاموش رہا وہ گونگا شیطان ہے۔

(الرسالۃ القشیریۃ' باب الصمت' ص 156)

حضرت سیدنا امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا استاذ ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' فرمایا: ''یہاں مغفرت کا معاملہ کوئی بڑی بات نہیں' جو لوگ یہاں ہیں ان میں کم مرتبہ کا فلاں شخص ہے جسے ایسے ایسے انعامات دیے گئے ہیں۔'' فرماتے ہیں: خواب ہی میں میرے دل میں یہ خیال آیا کہ انہوں نے

اس سے وہ آدمی مراد لیا ہے جس نے کسی کو ناحق قتل کیا تھا۔

(الرسالۃ القشیریۃ' باب رؤیا القوم' ص 420)

مسلمان کی جان کا تحفظ

اس حکایت سے پتا چلا کہ اللہ عزوجل اپنے بندوں پر کس قدر مہربان ہے کہ جب اس کی رحمت جوش میں آتی ہے تو بڑے سے بڑے گناہ گار کو بھی بخش دیتا ہے۔ اللہ عزوجل بے نیاز ہے وہ چاہے تو بڑے سے بڑے گناہ کو بھی بخش دے اور چاہے تو بظاہر ایک معمولی سے گناہ پر بھی پکڑ فرمالے یہ سب اس کی مشیت پر موقوف ہے۔ یاد رکھئے تمام مسلمان ''محفوظ الدم'' ہیں یعنی بغیر کسی شرعی وجہ کے کسی مسلمان کا خون بہانا حرام ہے اور اگر کسی شرعی وجہ کی بنا پر کوئی مسلمان ''مباح الدم'' ہو جائے یعنی اس کی جان کی حرمت باقی نہ رہے پھر بھی اسے قتل کرنا عوام کا کام نہیں بلکہ یہ اسلامی حکومت کا منصب اور اس کی ذمہ داری ہے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا۝'' اور جو کوئی کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لئے تیار رکھا بڑا عذاب۔'' حدیث شریف میں ہے کہ ''دنیا کا ہلاک ہونا اللہ عزوجل کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل ہونے سے زیادہ ہلکا ہے۔''

(سنن الترمذی' کتاب' باب ماجاء فی تشدید قتل المومن' الحدیث: 1400' ج 3' ص 99)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(7)

تنزیہ خداوندی کی نفیس بحث

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے عقائد کے فساد کا سبب سوچا اور وہ محسوسات کی طرف میلان اور غائب کو حاضر پر قیاس کرنا ہے چنانچہ بہت سے لوگوں پر حس غالب ہے جب وہ ذات خالق کو نہیں دیکھ پائے تو اس کے وجود کا انکار کر دیا اور یہ بھول گئے کہ وہ اپنے افعال کے ذریعہ ظاہر ہے اور یہ کہ ان افعال کا لازمی طور پر کوئی فاعل ہے کیونکہ ایک عاقل انسان جب کسی خالی صحرا میں سے گزرتا ہے اور واپس لوٹتا ہے تو وہاں درخت اور عمارتیں دیکھتا ہے تو وہ بالیقین جان لیتا ہے کہ ضرور کوئی درخت لگانے والا ہے کیونکہ پودا خود بخود نہیں لگتا اور تعمیر معمار کے بغیر نہیں ہوتی پھر کچھ لوگ آئے جو وجود خالق کے تو قائل ہوئے مگر اپنے احوال پر قیاس کر کے مشابہت ماننے لگے حتی کہ ایک کہتا ہے کہ "ینزل الی السماء" کا معنیٰ آسمان کی طرف منتقل ہونا ہے اس لئے کہ عرب لوگ نزول کا معنی انتقال ہی جانتے مانتے ہیں اور بہت سی مخلوق صفات باری کے بارے میں گمراہ ہوگئی جیسا کہ بہت سے ذات کے بارے میں گمراہ ہوئے چنانچہ کچھ یوں کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ متاثر ہوتا ہے کیونکہ اس کی صفات میں یغضب اور یرضی وغیرہ وارد ہے کہ وہ غضب کرتا ہے وہ راضی ہوتا ہے اور وہ بھولے ہوئے ہیں کہ اس کی صفات سب قدیم ہیں کہ کوئی بھی حادث نہیں اور کچھ لوگ اس کے افعال کے بارے میں گمراہ ہوئے اور ان کی علتیں بیان کرنے لگے اور کچھ نہ پا سکے انہی میں سے کچھ لوگ ادھر کو نکلے اور کہنے لگے کہ اس کا فعل معاذ اللہ حکمت کے خلاف ہے جسے توفیق عطا ہوئی ہے اور وہ

قلب حاضر کے ساتھ میری بات کی طرف توجہ کرے یقین جانو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات دوسری ذاتوں جیسی نہیں اور اس کی صفات دوسروں کی صفات جیسی نہیں اس کے افعال کو مخلوق کے افعال پر قیاس نہیں کیا جا سکتا ذات باری کے بارے میں یہ ہے کہ ہم ہر ذات کو یہی جانتے ہیں کہ وہ جسم ہے اور جسم اجزاء سے مرکب ہوتا ہے اور وہ اس سے پاک ہے کیونکہ وہ خود ترکیب دینے والا ہے اور یا جوہر ہے اور وہ متغیر ہوتا ہے اور اس کی امثال ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات حیز اور مثل سے برتر ہے یا عرض ہے وہ خود مستقل وجود نہیں بلکہ دوسروں کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور اس کی ذات اس سے بھی پاک ہے اور جب ہم نے ایک ذات ایسی ثابت مان لی کہ وہ قدیم ہے اور مذکورہ باتوں سے منزہ ہے تو معلوم ہونا چاہئے وہ صفات اس ذات کے تابع ہیں لہٰذا ہمیں جائز نہیں کہ ان میں سے کسی کو اس پر قیاس کریں جسے ہم کرتے ہیں یا ہم سمجھتے ہیں بلکہ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں۔ اسی طرح اس کے افعال ہیں اور ہم میں سے کوئی شخص اگر ایک کام کرتا ہے جس کا نہ کوئی نفع اسے حاصل ہے اور نہ کوئی نقصان دور ہوا ہے تو اسے عبث شمار کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے کائنات بنائی ہے جس کا نہ کوئی نفع اسے پہنچتا ہے نہ اس کی کوئی مضرت ہے جو دفع ہوتی ہے کیونکہ منافع کے حصول کا اور مضرتوں کا وہاں گذر نہیں......

سوال کا جواب

اگر یہ سوال ہو کہ اس نے مخلوق کو انہی کے نفع کے لئے بنایا ہے تو جواب یہ ہے کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو کفر کے لئے پیدا ہوئے اور عذاب پائیں گے اور ہم دیکھتے ہیں کہ وہ حیوانات کو اور بچوں کو ایذا دیتا ہے مضرتیں پیدا کرتا ہے اور وہ ان کاموں کے نہ کرنے پر بھی قادر ہے اگر یہ سوال ہو کہ وہ ان تکالیف وغیرہ پر ثواب دے گا تو جواب یہ ہے کہ وہ اس کے بغیر بھی ثواب دے سکتا ہے کیونکہ بادشاہ اگر کسی فقیر کو غنی کرنا چاہے اور اس کے لئے پہلے زخمی کرے پھر دولت عطا کرے تو اس کی ملامت کی جائے گی تعریف نہیں۔ کیونکہ وہ زخم کئے بغیر بھی غنی کرنے پر قادر تھا پھر ایسا شخص جس کے سامنے وہ واقعات ہیں

Scanned with CamScanner

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب پر گذرے ان پر بھوک آئی وہ قتل بھی ہوئے حالانکہ مدد کرنے والا قادر بھی تھا پھر وہ اپنی امت کے لئے دعا کرتے ہیں مگر بروقت قبولیت نہیں ہوتی۔ مسئول کوئی ہم جیسا ہوتا تو ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ چیز کیوں نہیں دیتا جس سے تیرا کوئی نقصان نہیں...... مگر حق سبحانہ وتعالیٰ کے افعال کو ہمارے افعال پر قیاس نہیں کیا جاسکتا نہ اس کی کوئی علت بتائی جاسکتی ہے۔ بس ہم پر یہ تسلیم کرنا واجب ہے کہ اس کی حکمت ہماری عقل سے ماوراء ہے وہ عقول پر غالب ہے عقول اس پر غالب نہیں اور جو کوئی اس کے فعل کو ہمارے افعال پر قیاس کرتا ہے وہ غلط فاحش میں مبتلا ہے۔ معتزلہ اسی راہ سے ہلاک ہوئے ہیں جو کہا کرتے تھے کہ وہ ایسی چیز کا حکم کیسے دیتا ہے جس کے امتناع کا بھی فیصلہ خود کیا ہے اگر کوئی شخص ہمیں اپنے گھر کی دعوت دے اور پھر دروازے پر روکنے والا بھی کھڑا کردے تو یہ اس کا عیب ہوگا ان لوگوں کی بات مشاہدات کی حد تک درست ہے مگر جس کے افعال کسی علت پر قائم نہیں جن کو کسی اور کے فعل پر قیاس نہیں کرسکتے ہم اس کی حکمت کی معرفت تک نہیں پہنچ سکتے۔

فعلِ الٰہی میں حکمتیں

اگر یہ سوال ہو کہ ہم اپنی عقل کو ایسی چیز کے تابع کیسے کریں جو عقل کے خلاف ہے جواب یہ ہے کہ منافات اور خلاف نہیں ہے کیونکہ عقل واضح اور قطعی دلائل کے ذریعہ تسلیم کرچکی ہے کہ وہ حکیم ہے، مالک ہے اور حکیم کوئی فعل بلا حکمت نہیں کرتا یہ الگ بات ہے کہ اس حکمت تک عقل کی رسائی نہ ہو کیا یاد نہیں کہ خضر علیہ السلام نے سفینہ توڑا اور ایک شخص کو قتل کیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے علم نبوت کی بنا پر ٹوکا مگر اس کی حکمت پر مطلع نہ ہوسکے اور جب خضر علیہ السلام نے حکمت بتلائی تو مان گئے اور اللہ تعالیٰ کی ذات تو اعلیٰ اور اعلیٰ ہے ہرگز ہرگز اس کے کسی فعل کو مخلوق کے افعال پر قیاس نہ کرو اور نہ ہی اس کی ذات کو یا اس کی کسی بھی صفت کو اپنی ذات وصفات پر قیاس کرو اس اصول کو یاد رکھنے کے بعد تو تشبیہ کے مرض سے بچ جائے گا جس میں وہ لوگ مبتلا ہوگئے جو استواء کو اعتماد

استقرار اور نزول کو انتقال کہتے ہیں اور تو اس اعتراض سے بھی نجات پا جائے گا جس نے ایک قوم کو کفر کی طرف دھکیل دیا حتی کہ وہ حکمت میں طعن کرنے لگے اس قوم کا اولین فرد ابلیس ہے اس نے سمجھا کہ مٹی کو آگ پر فوقیت دینا حکمت نہیں مگر وہ بھول گیا کہ اس نے یہ بات بزعم خویش اپنے اس علم وفہم کی بنا پر کی ہے جو اسے دیا گیا اور اس عقل کے زور پر جو اسے عطا ہوئی اور پھر یہ بھول گیا کہ عقل وفہم عطا کرنے والا بڑے علم والا ہے۔ "اولم یروا ان اللہ الذی خلقھم ھو اشد منھم قوۃ" کیا یہ جان سکے کہ جس ذات نے انہیں پیدا کیا اس کی قوت زیادہ ہے......

ابن رُومی کا اعتراض

میں نے ابن رومی کا ایک اعتراض دیکھا جو ان لوگوں پر ہے جو کفار کے لئے ابدی جہنم اور عذاب کے قائل ہیں وہ کہتا ہے کہ یہ دوام انتقال میں زیادتی ہے جسے عقل نہیں مانتی اور جو بات بھی عقل کہے وہ تسلیم کے لائق ہے کیونکہ اس کی کسی بات کو بھی رد کرنا تمام کو رد کرنے سے کم نہیں، اور کفار کو ہمیشہ عذاب دینے میں اس کی کوئی غرض نہیں اور نہ ہی کافر کی کوئی غرض ہے پھر کیونکر جائز کہا جائے جواباً میں کہتا ہوں کہ وجود عقل کے اس مدعی کے پاس خود عقل نہیں اس سے میری پہلی بات یہ ہے کہ کیا تجھے یہ بات تسلیم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل نار کے خلود کی خبر دی ہے یا نہیں؟ نفی کی صورت میں تیرے ساتھ بات اثبات نبوت کی صحت قرآن کی ہونی چاہئے کیونکہ اصل کا انکار ہو تو فرع کی بات کا کیا فائدہ؟ اور تسلیم کی صورت میں لازم ہے کہ اسے کوئی وجہ بیان کرنے کا موقعہ ملے پہلے ہی قدم پر معارضہ نہ کیا جائے اس مسئلہ کا انکار وہ شخص کرتا ہے جو محسوسات ومشاہدات کو سامنے رکھتا ہے اور ہم بتا چکے ہیں کہ ذات حق دوسری ذوات کی طرح اور اس کی صفات دوسری صفات کی طرح نہیں اور اس کے افعال کسی علت پر قائم نہیں اور اگر یہ شخص کچھ بھی غور کرتا تو خلود کفار کی حکمت اسے سمجھ آسکتی تھی۔ مثلاً یہ کہ ممکن ہے کہ ان کے عذاب کا دوام وعید کا صدق ظاہر کرنے کے لئے ہو کیونکہ اس کا ارشاد ہے کہ میں کافر کو ابدی

Scanned with CamScanner

عذاب دوں گا اور کفر سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں اور ہمیشہ کے لئے جلانے سے بڑھ کر کوئی عذاب نہیں بس یہ دوام وعید کا صدق ظاہر کرنے کو ہے۔

ابن جوزی کی گرفت

اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ دوام مومنین پر نعمتوں کی تکمیل کے لئے ہو کیونکہ یہ کفار کے اعداء ہیں جیسا کہ ارشاد ہے ''ویشف صدور قوم مؤمنین'' تا کہ اہل ایمان کے سینوں میں ٹھنڈک پڑے بھلا ابو جہل کی کارروائیوں پر کتنے سینوں میں کینہ اور قلق و اضطراب ہو گا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنہا اور دیگر حضرات کے دلوں میں کفار کے ان پر مظالم توڑنے کی وجہ سے غموں کے کتنے زخم ہوں گے تو اس کے دوام عذاب میں ان اہل ایمان کے لئے تسکین قلب کا سامان ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ عذاب کا دوام، دوام اعتراض کی وجہ سے اور عذاب دینے والے کے لئے نامناسب گفتگو کرنے کی وجہ سے ہے چنانچہ جوں جوں عذاب ہوتا ہے۔ ساتھ ساتھ ان کے اعتراضات اور کفر میں اضافہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے عذاب کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور ان کے کفر کی دلیل یہ ہے ''ویحلفون له کما یحلفون لکم'' کہ وہ اس کے سامنے بھی ویسے ہی جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں جیسے تمہارے سامنے تو معلوم ہوا کہ ان کا کفر زائل ہوا نہ ان کو معرفت ذات باری حاصل ہوئی اور شر باطن میں بدستور چھپا ہوا ہے عذاب اس پر ہے۔ ''ولو ردوا لعادوا لما نهوا عنه'' اگر انہیں دوبارہ دنیا میں بھیج دیا جائے تو وہی کچھ کریں گے جس سے انہیں روکا گیا تھا۔ (صید الخاطر)

❀❀❀

(8)

اپنا مسلک اور ہے تیرا عقیدہ اور ہے

ابو النور خطیب شہیر حضرت مولانا محمد بشر صاحب کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں 1960ء میں جب حج کے لئے گیا۔ تو جہاز میں حضرت پیر طریقت صاحبزادہ میاں غلام احمد صاحب شرقپوری سے ملاقات ہوگئی۔ جہاز کا سفر ان کی معیت میں گذرا۔ حضرت میاں صاحب اور میں ان خوش نصیب حاجیوں میں سے تھے جن کا ارادہ پہلے مدینہ منورہ کی حاضری کا تھا۔ چنانچہ میں اور میاں صاحب جدہ سے بجائے مکہ معظمہ کے مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمان مبارک میں پہنچ گئے۔

خدا کے لطف و کرم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر رحمت سے مجھے مدینہ منورہ میں چھبیس روز رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ اور حضرت میاں صاحب کی معیت کا شرف بھی۔

مدینہ منورہ میں ایک دن کثرت سے بارش ہوئی اور مسجد نبوی کا پرنالہ بہنے لگا۔ اس پرنالے سے جو پانی گرتا تھا وہ گنبد خضراء کا پانی تھا۔ ہم سب اس پرنالے کے نیچے نہائے بھی اور یہ پانی خوب پیا بھی۔ حضرت میاں صاحب بھی نہا رہے تھے۔ اور پانی پی رہے تھے؟ کہ ''کسی'' نے ان سے کہا، اس پانی میں کیا رکھا ہے جو اس سے نہا بھی رہے ہو اور پی بھی رہے ہو۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ پہلے تم بتاؤ کہ زمزم میں کیا رکھا ہے؟ جو تم پیتے بھی ہو اور اس میں کفن بھی بھگوتے ہو اور تبرکاً گھر بھی لے جاتے ہو۔ ہمارا تو ایمان ہے کہ زمزم بھی قابل تعظیم اور متبرک پانی ہے۔ مگر زمزم وہ پانی ہے جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیوں کی طفیل ملا اور ان مقدس ایڑیوں سے لگ جانے کے باعث

Scanned with CamScanner

متبرک ہو گیا اور یہ وہ پانی ہے جو سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبدِ عالی سے مس کرتا ہوا گر رہا ہے۔ حضرت میاں صاحب نے پھر ان سے مخاطب ہو کر یہ شعر پڑھا:

زاہدا اچھی نہیں ہے عاشقوں سے چھیڑ چھاڑ
اپنا مسلک اور ہے تیرا عقیدہ اور ہے

زاہدِ خشک اس کو کیا جانے

معلوم ہوا جس چیز کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت حاصل ہو جائے ہمارے لئے وہ تبرک اور سراپا رحمت و برکت ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جبہ تھا، جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہنا کرتے تھے۔ یہ جبہ مبارک حضرت اسماء کو حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملا تھا۔ فرماتی ہیں:

نحن نغسلها للمرضى نستشفى بها

ہم بیماروں کے لئے دھو کر اس کا پانی بیمار کو پلاتے اور اس سے شفا پاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص366)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ حضرت کبشہ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے تو ان کے مشکیزے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ لگا کر پانی نوش فرمایا تو حضرت کبشہ فرماتے ہیں: **فقمت الى فيها فقطعته** پس میں نے کھڑے ہو کر برکت کے لئے مشکیزے کا مونہہ کاٹ کر رکھ لیا۔ (مشکوٰۃ شریف ص363)

یہ ہے اہلِ ایمان کا شیوہ و مسلک جس کے پیشِ نظر ہم اس پانی کے نیچے نہائے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبدِ خضراء سے مس کرتا ہوا گر رہا تھا مگر

جو محبت ہے قلبِ مومن میں
زاہدِ خشک اس کو کیا جانے

(سنی علماء کی حکایات)

(9)

حسنِ خاتمہ اور شرفِ شہادت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۘ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ** (پ 4 سورۃ آلِ عمران 169 تا 171)

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ روزی پاتے ہیں شاد ہیں اس پر جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا اور خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پچھلوں کی، جو ابھی ان سے نہ ملے کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم، خوشیاں مناتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل کی۔ (کنز الایمان)

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کے چھ اعزاز ہوتے ہیں (اور وہ یہ ہیں) (۱) پہلے ہی لمحہ اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے، اس کو جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے۔ (۲) عذابِ قبر سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ (۳) قیامت کی مصیبت سے محفوظ رہتا ہے۔ (۴) اس کے سر پر عزت و وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا صرف ایک ہی یاقوت دنیا اور اس میں جو ہے سب سے قیمتی ہے۔ (۵) گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی

Scanned with CamScanner

72 حوروں سے اس کی شادی کر دی جاتی ہے۔ (۶) اس کے 70 رشتے داروں کے بارے میں اس کی سفارش قبول کر لی جاتی ہے۔

(جامع ترمذی ص295 'ج1 'سنن ابن ماجہ ص206 'مسند امام احمد ص216 ج4)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ شہید کے قرض کے علاوہ سب گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اللہ کے راستے میں قتل ہونا قرض کے علاوہ سب گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (صحیح مسلم ص135 'ج2 'مسند امام احمد ص221 ج2 'تحفۃ الاشراف ص8858)

شہداء اور ان کے درجات و مراتب

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک دن اور ایک رات پہرہ دینا ایک ماہ کے روزے اور اس کے قیام سے بہتر ہے اور اگر وہ شخص (اس حالت میں) انتقال کر جائے تو اس کا وہ عمل جسے وہ کیا کرتا تھا اس پر جاری ہو جاتا ہے اور اس کا رزق بھی اس کے لئے جاری کر دیا جاتا ہے اور وہ فتنے میں ڈالنے والے (فرشتوں یعنی منکر نکیر) سے بھی محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ (صحیح مسلم ص144 ج2' جامع ترمذی 291 ج1' سنن نسائی ص51 ج2' المعجم الکبیر للطبرانی ص233 ج6' المستدرک للحاکم ص209' سنن کبریٰ للنسائی ص4375' شرح السنۃ 2617' سنن کبریٰ للبیہقی ص38 ج9)

☆..... حضرت عبداللہ بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سلیمان بن صرد اور خالد عرفطہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا۔ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد نہیں فرمایا ہے کہ جسے اس کا پیٹ قتل کر دے اسے قبر میں ہرگز عذاب نہیں دیا جائے گا۔ دوسرے نے کہا کیوں نہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ تو نے سچ کہا۔ (سنن نسائی ص4-223 ج1' جامع ترمذی ص204 'ج1 'سنن ابن ماجہ ص206 'مسند امام احمد ص322 ج4 'مسند ابوداؤد طیالسی ص1288)

☆..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: جو پیٹ کی بیماری کی وجہ سے فوت ہوا وہ شہید ہے۔

(صحیح مسلم ص142 ج2 'سنن ابن ماجہ ص206)

سل اور طاعون سے مرنے والا شہید

☆..... حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سل کی وجہ سے موت شہادت ہے۔ (سل ٹی بی کی بیماری ہوتی ہے)۔

(اخبار اصبہان ص217 ج1 'مجمع الزوائد ص317 ج2)

☆..... اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ ایک عذاب تھا۔ اللہ تعالیٰ جس پر چاہے اس پر اسے بھیجتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے اسے رحمت بنا دیا۔ اب کوئی بھی اللہ کا بندہ صبر کے ساتھ اس شہر میں ٹھہرا رہے۔ جہاں طاعون کی وبا پھیل گئی ہو اور وہ یہ یقین رکھے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے لکھ دیا ہے اس سے اس کو اور کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اور پھر طاعون میں اسے موت آ جائے تو اسے شہید جیسا ثواب ملے گا۔ (صحیح بخاری ص853 'ج2 'مسند امام احمد ص251 ج6)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **الطاعون شهادة لكل مسلم**

''طاعون ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے۔''

(صحیح بخاری ص397 'ج1' صحیح مسلم ص143 ج2' مشکوٰۃ المصابیح ص135' مسند امام احمد ص310 ج3' الترغیب والترہیب ص335 ج2' فتح الباری ص180 ج10' کنز العمال' ص77 ج10' شرح السنۃ ص252' التاریخ الکبیر ص394 ج6)

سات قسم کے شہداء

☆..... حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے راستے میں قتل کے علاوہ سات شہید اور بھی ہیں۔

Scanned with CamScanner

طاعون کے مرض سے ہلاک ہونے والا' غرق ہو کر مرنے والا' پہلو کے درد سے' پیٹ کی بیماری سے' جل کر' کسی ملبے کے نیچے دب کر اور ایسی عورت جو دوران حمل فوت ہو جائے شہید ہے۔

(تاریخ دمشق ص 218 ج 7' طبرانی کبیر ص 209 ج 2' مجمع الزوائد ص 317 ج 2' سنن ابو داؤد ص 87 ج 2' سنن ابن ماجہ ص 206' سنن کبریٰ للنسائی 7529' ابن ابی شیبہ ص 332 ج 5' طبقات ابن سعد ص 81 ج 3' عبدالرزاق ص 562 ج 3' موطا امام مالک ص 40-139' مسلم ص 142 ج 2' مسند احمد ص 201 ج 4' کنزل العمال ص 418 ج 4)

اس امت میں شہداء کی کمی نہیں ہے

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے کے لئے تشریف لائے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے بستر سے اٹھ نہ سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ میری امت کے شہداء کون کون ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: مسلمان کا قتل ہونا شہادت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس صورت میں تو میری امت کے شہداء کم ہی ہوں گے۔ مسلمان کا قتل ہونا عینی شہادت ہے۔ طاعون سے مرنا بھی شہادت ہے اور جو عورت بچے کی پیدائش کے سبب فوت ہو جائے یہ بھی شہادت ہے۔ بچہ اپنی نال (ناڑو) کی وجہ سے ماں کو جنت میں لے جائے گا۔ (مسند امام احمد ص 242 ج 5' سنن دارمی ص 273' ج 2' مسند ابو داؤد 582' تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ص 436 ج 8)

☆.....حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پہلو کے درد (فالج) سے مرنے والا شہید ہے۔

(مسند امام احمد ص 176 ج 4)

☆.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: شہید پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔ طاعون کی بیماری میں فوت ہونے والا' جو پیٹ کی بیماری میں مرا' جو ڈوب کر مرا' جس پر دیوار وغیرہ گری اور وہ (نیچے آ کر) مر گیا' جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد میں قتل ہوا۔

(صحیح بخاری ص 397 ج 1' صحیح مسلم ص 142 ج 2' جامع ترمذی ص 204 ج 1' مسند امام احمد ص 335 ج 21 تلخیص الحبیر ص 242 ج 2' الترغیب والترہیب ص 332 ج 2' تجرید الحمید' ص 166' موطا امام مالک ص 131' کنز العمال ص 417 ج 4' فتح الباری ص 139 ج 2' مشکوۃ المصابیح ص 135)

☆.....حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بھی مسلمان جمعہ کے دن یا رات میں فوت ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے قبر کے فتنے سے بچا لے گا۔

(جامع ترمذی ص 205 ج 1' مسند امام احمد ص 177 ج 2' تحفۃ الاشراف ص 288 ج 6' عبدالرزاق ص 269' کشف الخفاء ص 318 ج 2' مسند ابی حنیفہ ص 57' حلیۃ الاولیاء ص 155 ج 3' مجمع الزوائد 319 ج 2' جامع المسانید ص 157 ج 1)

☆.....حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ (محمد رسول اللہ) کہا پھر اس کے ساتھ ہی اس کا خاتمہ کر دیا گیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے اللہ کی رضا کے لئے روزہ رکھا پھر اس کے ساتھ ہی اس کا خاتمہ کر دیا گیا وہ جنت میں داخل ہوگا جس نے اللہ کی رضا کے لئے صدقہ کی کوئی چیز دی اور اس کے ساتھ اس کا خاتمہ کر دیا گیا وہ بھی جنت میں داخل ہوگا۔ (مسند امام احمد ص 391 ج 5' فتح الباری ص 43 ج 6)

جو راہ خدا میں مر گیا

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ

(پ 5 سورۃ النساء 100)

Scanned with CamScanner

”جو اپنے گھر سے نکلا اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کرتا پھر اسے موت نے آلیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہے۔“ (کنزالایمان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام علیہم الرضوان سے) پوچھا: تم اپنے ساتھیوں میں سے شہید کس کو شمار کرتے ہو؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جواباً عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ کے راستے میں قتل ہو جائے' وہ شہید ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسی طرح تو میری امت کے شہداء کی تعداد بہت کم ہو گئی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو پھر شہداء کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیا گیا' وہ شہید ہے۔ جو اللہ کے راستے میں طبعی طور پر فوت ہو گیا' وہ بھی شہید ہے۔ (صحیح مسلم ص3-142 ج2' سنن ابن ماجہ ص206' صحیح ابن حبان ص75 ج6' مسند امام احمد ص522 ج2' مصنف عبدالرزاق ص270 ج5)

☆...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ارشاد فرمایئے اگر کوئی شخص میرا مال چھیننا چاہے (تو مجھے کیا کرنا چاہئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو اسے اپنا مال نہ دے۔ اس نے عرض کیا: مجھے یہ بتلایئے کہ اگر وہ مجھ سے لڑے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو بھی اس سے لڑائی کرنا۔ اس نے عرض کیا مجھے بتلایئے اگر وہ مجھے قتل کر دے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو تم شہید ہو۔ اس نے عرض کیا مجھے بتلایئے اگر میں اسے قتل کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو وہ جہنم میں جائے گا۔
(صحیح مسلم ص81 ج1' سنن نسائی ص154 ج2' مسند امام احمد ص339 ج1)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں قتل کر دیا گیا' وہ شہید ہے۔

(صحیح مسلم ص81 ج1' صحیح بخاری ص337 ج1' مسند امام احمد ص224' تحفۃ الاشراف 8611)

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے جو اپنے اہل و عیال کے دفاع میں قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے جو اپنے دین کی حفاظت میں قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے جو اپنی جان کی حفاظت میں قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے۔ (بخاری ص337 ج1' مسلم ص81 ج1' ابن ماجہ ص206' احمد ص71 ج2' سنن ابوداؤد ص302 ج3' بیہقی ص365 ج3' مستدرک ص639' المعجم طبرانی ص115 ج1' مجمع الزوائد 244 ج6' شرح السنۃ ص248' کنزالعمال ص416 ج4' نصب الرایہ ص341 ج4' تاریخ بغداد ص321 ج2' تاریخ دمشق ص419 ج1' تاریخ اصفہان ص62 ج2' حلیۃ الاولیاء ص353 ج3' کشف الخفاء ص371 ج2' مسند شافعی ص201' مسند ابی عوانہ ص44 ج1' کامل ابن عدی ص344 ج4' البدایہ والنھایہ ص88 ج8' المطالب العالیہ ص1854)

زمین پہ اللہ کے گواہ

ابوالاسود دیلمی فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوا وہاں ایک بیماری پھیل رہی تھی میں حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا تو ایک جنازہ سامنے سے گزرا لوگ اس میت کی تعریف کرنے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہو گئی پھر ایک اور جنازہ گزرا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہی فرمایا: واجب ہو گئی۔ پھر تیسرا جنازہ گزرا لوگ اس کی برائی کرنے لگے۔ آپ نے پھر وہی فرمایا: واجب ہو گئی۔ ابوالاسود فرماتے ہیں: میں نے دریافت کیا: اے امیر المومنین کیا چیز واجب ہو گئی؟ آپ نے فرمایا: میں نے اس وقت وہی کہا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس شخص کی اچھائی پر چار شخص گواہی دے دیں اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ ہم نے عرض کیا اگر تین گواہی دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین پر بھی (جنت ملے گی) پھر ہم نے عرض کیا اگر دو مسلمان گواہی دیں فرمایا دو پر بھی (جنت) پھر ہم نے ایک کے متعلق نہ پوچھا۔ (صحیح بخاری ص183 ج1' جامع ترمذی

ص204 ج1 'سنن نسائی ص212 ج1 'مسند امام احمد ص20 ج1)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے مومنو! تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔ (جامع ترمذی ص204 ج1 'مسند امام احمد ص179 ج3)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس میت کی تعریف کی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا: اس پر واجب ہوگئی۔ اس طرح پھر ایک جنازہ گزرا لوگوں نے اس کی برائی بیان کی اس پر بھی تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ واجب ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دریافت کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کی تم نے تعریف کی ہے اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور جس کی برائی کی ہے اس کے لئے آگ واجب ہوگئی۔ (صحیح مسلم 308 ج1 'صحیح بخاری 183 ج1 'سنن نسائی ص212 ج1 'سنن کبریٰ للنسائی ص2057' صحیح ابن حبان ص2-11 ج6' مسند امام احمد ص179 ج3' شرح السنۃ 1453' مستدرک ص377 ج1 'سنن کبریٰ للبیہقی ص 37 ج3' مسند ابوداؤد طیالسی ص2062)

جنتی ہونے کی علامات

☆......حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کی موت پیشانی کے پسینہ کے ساتھ ہوتی ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ص 233 ج9' جامع ترمذی ص 192 ج1 'سنن ابن ماجہ ص 106' نسائی ص 202 ج1 'مسند احمد ص159 ج5 'مستدرک ص 471 ج1 'ابن حبان ص7 ج6)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں جائے گا۔

(ابوداؤد ص88 ج2 'مسند احمد ص291 ج5 'مستدرک ص462 ج1)

(10)

غیبی آوازیں اور عمدہ خوابیں

اللہ تعالیٰ اپنے تہجد گزار بندوں کا اکرام فرماتا ہے کبھی ان کو سستی اور غفلت ہو جائے تو ان کو نیند سے بیدار کرنے کا خاص انتظام فرماتا ہے پھر ان کو اپنے سامنے کھڑا ہونے کا موقع دیتا ہے اور بسا اوقات ان کو خواب میں بشارت سناتا ہے قیام اللیل کا اجر و ثواب جنت میں ملنے والی نعمتوں اور آرام و راحت کا مشاہدہ کرواتا ہے یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایسے نیک صالح بندوں سے محبت ہے ان کے ذکر و شغل اور تلاوت کو پسند فرماتا ہے۔

بعض سلف سے منقول ہے کہ ان کو یہ روایت ملی ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کے وقت فرشتے کو حکم فرماتا ہے: جاؤ فلاں علاقہ میں جا کر فلاں بندہ کو تہجد کے لئے بیدار کر دو' کیونکہ ان کے سجدے اور ان کی مناجات' رونا گڑگڑانا ہمیں پسند ہے اور فلاں بندے کو سلا دو کیونکہ اس کی مناجات ہمیں پسند نہیں ہے' اور بعض نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کو کسی بندے کی شب بیداری پسند نہیں آتی تو اللہ تعالیٰ اس کو مناجات کی لذت اور شب بیداری سے محروم فرما دیتا ہے۔ (الصلاۃ لابن الخراط:397)

شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب بندہ رات کو تہجد کے لئے بیدار ہوتا ہے' تو اس کی نماز کی جگہ روشن ہوتی ہے اور گھر میں بسنے والے صالح جنات خوش ہوتے ہیں اور ان کی قرأت سنتے ہیں اور اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں جب اس کی رات گذر جاتی ہے تو وہ رات اگلی رات کو وصیت کرتی

Scanned with CamScanner

ہے دیکھ اس پر معاملہ ہلکا رکھنا۔ اس کو بیداری کی گھڑی میں بیدار کر دینا جب غافل لوگ اپنے بستروں پر سو رہے ہوں تو اس کے لئے شب بیداری کو آسان کر دینا اور رات ختم ہوتے وقت کہتی ہے کہ میں تمہیں اس رب کے حوالہ کرتی ہوں جس نے تمہیں میرے اندر عبادت کی توفیق دی ہے اور مجھے قیامت کے دن تمہارے حق میں گواہ بنایا۔

حور کی ڈانٹ:

عبدالرحمن بن احمد جو ابوسلیمان درانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہیں بڑے متقی پرہیز گار بزرگ تھے ان کو قیام اللیل کا بڑا شغف تھا وہ کہا کرتے تھے کہ اگر تہجد کی نمازیں نہ ہوتیں تو میں دنیا میں زندہ رہنے کو کبھی پسند نہ کرتا۔

احمد بن ابوالحواری جو مشہور امام ہیں انہوں نے نقل فرمایا کہ مجھ سے ابوسلیمان نے کہا میں آپ کو ایک بات بتلاتا ہوں میری موت تک کسی سے اس کا تذکرہ نہ کریں، احمد نے کہا وہ کونسی بات ہے؟ دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: ایک رات میں اپنے معمولات پورا کئے بغیر سو رہا تھا، تو خواب میں ایک حور آئی اس نے مجھے جگایا اور کہنے لگی اے ابوسلیمان آپ سو رہے ہیں میں پانچ سو سال سے پردہ میں آپ [illegible] ہوں، آپ کی آنکھیں سو رہی ہیں جبکہ فرشتے بیدار ہیں اور تہجد گزاروں کے دیدار سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر رہے ہیں خرابی ہے اس آنکھ کے لئے جس نے نیند کی لذت کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناجات کی لذت پر ترجیح دی، اٹھ جاؤ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، فراغت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ محبوبین ایک دوسرے سے ملاقات کر رہے ہیں اس وقت یہ نیند کیسی؟

درانی کہتے ہیں: میں بستر سے گھبرا کر اٹھا اس کے ڈانٹنے کی وجہ سے شرم سے پسینہ پسینہ ہو گیا اور اس کی گفتگو کی حلاوت ابھی تک میرے کان اور دل کو کھٹکھٹا رہی ہے۔ (الحلیۃ: 254/9، سیر أعلام النبلاء: 182.10)

سعید بن ابی الحسن رحمۃ اللہ علیہ:

یہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی ہیں زاہد متقی پرہیز گار تابعین میں سے ہیں

سعید ابن ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کی عادت یہ تھی جب رات آ جاتی تو وضو کر کے اپنے محراب میں پہنچتے اور صبح تک نماز پڑھتے رہتے، فرماتے ہیں ایک رات میں اس وقت بھی سوتا رہا، جس میں بیدار ہونے کی عادت تھی، تو میں نے اچانک دیکھا ایک خوبرو جوان میرے دروازے پر کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے اے ابوسعید اس خیر کے لئے اٹھ جاؤ جس کے لئے روزانہ اٹھا کرتے تھے میں نے کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے وہ کونسی خیر ہے؟ فرمایا: تہجد کے لئے اٹھ جائیں کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رضاء ہے اور نفس کا بھی حصہ ہے وہ مسلمانوں کے لئے شرف ہے تمہارے بادشاہ کے پاس قیامت کے دن، تو انہوں نے بتایا کہ بعد میں میں نے اس کا خواب اپنے بھائی حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا تو فرمایا یہ جوان جو تمہارے پاس آیا میرے پاس تو قدیم زمانہ سے آتا ہے، لیکن میں نے کسی کو نہیں بتلایا اے سعید اگر تم اپنی بات مجھے نہ بتلاتے تو میں تم سے بھی اس کا تذکرہ نہ کرتا۔ (الصلاۃ لابن الخراط: 372، ثقات ابن حبان: 276/4)

زیاد النمیری علیہ الرحمۃ:

انہی تابعین، صالحین میں سے زیاد نمیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں صالح مری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ مجھ سے زیادہ نمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ رات کو خواب میں میرے پاس ایک شخص آیا اور کہا: اے زیاد قیام اللیل اور تہجد کی جو عادت اور معمول ہے اس کے لئے اٹھ جاؤ، تمہارے حق میں اس نیند سے بہتر ہے جو تمہارے جسم کو کمزور اور دل کو توڑ دیتی ہے۔ میں گھبرا کر اٹھا پھر میرے اوپر دوبارہ نیند کا غلبہ ہو گیا وہ آنے والا میرے پاس دوبارہ آیا اور کہا زیاد اٹھ جاؤ دنیا میں عابدین کے علاوہ کسی کے لئے خیر نہیں ہے۔ فرمایا: پھر میں دوبارہ گھبرا کر اٹھ گیا۔

(حلیۃ الاولیاء: 170/6، الثقات: 255/4، تھذیب الکمال: 492/9)

علاء بن زیادہ رحمۃ اللہ علیہ:

علاء بن زیاد بن مطر عدوی رحمۃ اللہ علیہ بھی جلیل القدر تابعی اور بصرہ کے عابد وزاہد

Scanned with CamScanner

علماء کرام میں سے ہیں۔مروی ہے کہ علاء بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ ہر رات ایک قرآن کریم ختم فرماتے تھے ایک رات اپنی بیوی سے کہا آج رات کچھ طبیعت بھاری ہو رہی ہے اس لئے جب رات کا اتنا حصہ گذر جائے تو مجھے جگا دینا' بیوی نے اس وقت بیدار کیا تو طبیعت ابھی تک بھاری تھی۔فرمایا: ایک گھنٹہ اور سونے دو پھر سو گئے تو نیند میں ایک آنے والا آیا اور پیشانی کے بال پکڑ کر کہا: اے ابن زیادہ اٹھ جائیں اور اپنے رب کو یاد کریں وہ تمہیں یاد کر رہا ہے وہ گھبرا کر اٹھ گئے وہ بال آخری عمر تک ان کی پیشانی پر رہے یعنی ان کو نہ کاٹا نہ منڈایا۔(شعب الایمان:158/3' الزھد لابن ابی عاصم:255' صفۃ الصفوۃ:170/3' کرامات الاولیاء للطبری:255' مشاہیر العلماء:633)

ابوالاصبغ رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالحق اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا کہ قرطبہ میں ایک صالح شخص تھا جس کا نام عیسیٰ بن احمد بن مؤمن رحمۃ اللہ علیہ تھا ان کی کنیت ابوالاصبغ رحمۃ اللہ علیہ تھی جب کبھی معمولات ادا کئے بغیر سو جاتے تو کوئی آواز لگانے والا آواز لگاتا آواز لگاتے ہی اٹھ جاتے بسا اوقات آواز خود نہ سنتے بلکہ ان کے گھر والے سن لیتے وہ ان کو اٹھا دیتے اور کہتے اٹھ جائیں آپ کے لئے آواز آئی ہے۔(التھجد لعبدالحق الاشبیلی:372)

محمد بن بسام رحمۃ اللہ علیہ:

اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ محمد بن بسام ادنی رحمۃ اللہ علیہ بڑے عابد و زاہد عالم تھے۔پینتالیس سال تک روزانہ تہجد میں ایک ختم فرماتے تھے کبھی رات و دن میں دو ختم فرماتے تھے سفر و حضر میں کبھی اس معمول کو ترک نہ کیا اور نہ ہی مکہ کے راستہ میں' جب ان پر نیند کا غلبہ ہوتا تو کوئی آنے والا آتا اور کہتا' السلام علیکم یا ابا عبداللہ ورحمتہ اللہ و برکاتہ 'اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے' نماز نیند سے بہتر ہے' کبھی محسوس کرتے کہ انگلی کٹ رہی ہے۔(التھجد لعبدالحق الاشبیلی رحمۃ اللہ علیہ:372)

ابوخزیمہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابوخزیمہ رحمۃ اللہ علیہ بھی بڑے عبادت گزار بزرگ تھے ان کا بیان ہے کہ میں اسکندریہ میں تھا تو خواب میں ایک شخص آیا اور کہا: اٹھو نماز پڑھو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جنت کی چابیاں رات کو عبادت کرنے والوں کے پاس ہیں وہی خزانہ کے مالک ہوں گے وہی نگران ہوں گے۔(رواہ ابن ابی الدنیا فی التھجد رقم:490)

زینب الطبریہ رحمۃ اللہ علیہا:

خواص رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ہمارے پاس ایک باندی تھی جس کو زینب طبریہ کہا جاتا تھا جو اپنے مولیٰ کی اچھی طرح شدمت کرتی تھیں' میں اس کو سلام کرنے گیا تو اس نے بیان کیا اے ابو محمد چند رات پہلے میری آنکھ لگ گئی تو ایک غیبی آواز سنائی دی:

صلاتك نور والعباد رقود
قومي فصلي للغفور الودود

تمہاری نماز نور ہے اللہ کے بندے سو رہے ہیں اٹھ جاؤ غفور الودود کے لئے نماز پڑھو۔(ذکرہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فی صفۃ الصفوۃ:228/4)

ہاتف البحر:

بعض صالحین کا بیان ہے کہ انہوں نے رات کے وقت سمندر کی جانب سے غیبی آواز سنی جو مندرجہ ذیل اشعار پڑھ رہا تھا دائیں بائیں دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا:

لولا رجال لهم ورد يقومونا
واخرون لهم سرد يصومونا
لزلزت ارضكم من تحتكم سحرا
لانكم قوم سوء لنا تبالونا

[1]......اگر کچھ لوگ نہ ہوتے جو رات کو بیدار ہو کر اپنے اوراد و وظائف پورے

Scanned with CamScanner

کرتے ہیں دوسرے وہ لوگ جو دن کو روزے رکھتے ہیں۔

2......تو سحری کے وقت زمین میں زلزلہ آ جاتا' کیونکہ تم برے لوگ ہو جو ہماری پرواہ نہیں کرتے۔ (ذکرہ ابن الخراط فی الصلاۃ:40)

مطہر سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا خواب:

مطہر سعدی رحمۃ اللہ علیہ جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں ساٹھ سال تک روتے رہے' ان کا بیان ہے کہ میں ایک نہر کے کنارے پر تھا جو مشک اذخر کی چل رہی تھی اس کے کنارے پر درخت لؤلؤ اور سونے کی گھاس اگی ہوئی تھی تو میں نے دیکھا کہ کچھ بچیاں ایک ہی آواز میں گا رہی ہیں:

"سبحان المسبح بكل لسان سبحانه' سبحان الموجود لكل مكان سبحانه' سبحان الدائم في كل الازمان سبحانه ."

میں نے پوچھا: تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا ہم رحمٰن کی مخلوق میں سے ہیں۔ میں نے پوچھا تم یہاں کیا کرتی ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے ان لوگوں کے لئے جو رات کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت فرماتے ہیں۔

يناجون رب العلمين الههم

وتسرى هموم القوم والناس نوم

میں نے کہا رک جاؤ' یہ کس کے لئے ہیں اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائے' تو انہوں نے بتایا کہ ان حوروں نے کہا آپ ان لوگوں کو نہیں پہچانتے؟ میں نے کہا واللہ میں نہیں پہچانتا ہوں تو ان عورتوں نے بتایا وہ تہجد گزار لوگ ہیں جن کو نماز وتلاوت رات کو بیدار رکھتی ہے۔ (رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ: 244/6' وابن ابی الدنیا فی التھجد)

مغیث تغلبی رحمہ اللہ تعالیٰ کا خواب:

ازہر بن مغیث بن ثابت تغلبی کا بیان ہے کہ میرے والد مغیث بن ثابت بڑے

تہجد گزار تھے۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے خواب میں ایک عورت کو دیکھا جو دنیوی عورتوں کی مشابہ نہیں تھی میں نے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: حور اللہ کی بندی' میں نے کہا: اپنے نفس کو میرے نکاح میں دو' تو اس نے کہا: میرے آقا کو پیغامِ نکاح دو اور میرا مہر ادا کرو' میں نے پوچھا: مہر کیا ہے؟ بتایا: لمبی لمبی تہجد کی نماز۔

(رواہ ابن ابی الدنیا فی التہجد: ۳۲۰)

جنت کی خاتون:

لیث بن سعد مصری رحمۃ اللہ علیہ ان فقہا میں سے تھے جو فقیہ بھی تھے اہل علم ہونے کے ساتھ بڑے عبادت گزار بھی تھے ان کا بیان ہے کہ میرا معمول تھا تہجد کے لئے بیدار ہونا' لیکن کچھ مدت سے اس میں انقطاع آ گیا تھا' میں نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ میرے سامنے ایک لڑکی کھڑی ہے وہ گویا کہ سورج ہے جو نازونخرے سے چل رہی تھی' میں نے پوچھا: اے جنت کی خاتون! تم کس کے نصیب میں ہو تو اس نے بتایا جو شخص بھی میرے آقا کے پاس نکاح کا پیغام بھیجے' اس نے چمڑے کے ایک ٹکڑے کی طرف اشارہ کیا جس میں یہ دو اشعار لکھے ہوئے تھے:

فاسم بعينيك الى نسوة

مهورهن العمل الصالح

لا يخطب العذراء في خدرها

الا امرء ميزانه راجح

اپنی دونوں آنکھوں سے ان عورتوں کی طرف نظر کرو جن کا مہر عمل صالح ہے۔

باکرہ پردہ نشین عورتوں کو وہی شخص خطبہ دے سکتا ہے جس کا ترازو جھکا ہوا ہے۔

دوسرے شعراء کی طرف نسبت کرکے بعض لوگوں نے کہا وہ اشعار یہ تھے:

يابى الفتى الا اتباع الهوىٰ

ومنهاج الحق له واضح

Scanned with CamScanner

فاعمد بعينيك الى نسوة

مهورهن العمل الصالح

لايجتلى العذراء من خدرها

الا امرء ميزانه راجح

من اتقى الله فذاك الذى

سبق اليه المتجر الرابح

فاعد فمافى الدين من اغلوطة

ورح بما انت له رائح

1......نوجوان ان خواہشات کی پیروی ہی کرنا چاہتا ہے حالانکہ اس کے لئے حق کا راستہ واضح ہے۔

2......اپنی آنکھوں سے ان عورتوں کو دیکھ جن کا مہر عمل صالح ہے۔

3......پردہ نشین عورتوں کا وہی شخص قصد کرسکتا ہے جس کے اعمال صالح کا ترازو جھکا ہوا ہو۔

4......جو شخص تقویٰ اختیار کرے وہی چیز ہے جس کی طرف کامیاب تاجر بڑھتا ہے۔

5......آگے بڑھو دین میں مغالطہ والی کوئی بات نہیں ہے۔

(الصلاۃ بن الخراط: 342' تاریخ بغداد: 442/7' البدایۃ والنھایۃ: 221/1)

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا خواب:

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میرے ہر رات پڑھنے کے کچھ معمولات تھے میں ایک رات اپنے معمولات پورا کئے بغیر ہی سوگیا تو میں نے خواب میں ایک خوبصورت لڑکی کو دیکھا اس کے ہاتھ میں ایک رقعہ ہے' اس نے مجھ سے پوچھا کیا آپ اچھی طرح پڑھ سکتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں تو اس نے مجھے وہ رقعہ دے دیا اس میں چند

اشعار تھے جن کا مفہوم یہ ہے:

1......کیا تمہیں خواہشات نفسانی نے جنت کی حوروں سے غافل بنادیا ہے۔

2......کہ تو جنت میں ہمیشہ رہے جس میں کبھی موت نہ آئے گی تو باغات میں حسین عورتوں کے ساتھ کھیلے۔

3......نیند سے اٹھ جا' تہجد میں قرآن پڑھنا نیند سے بہتر ہے۔

(التھجد لابن ابی الدنیا: 317' اصلاۃ لابن الخراط: 342)

ایک مجاہد کا خواب:

اردن کے ایک مجاہد نے بیان کیا جو کہ صیر فیہ میں سرحد کی حفاظت پر مامور تھے ہم رات کا اکثر حصہ اللہ اکبر' لا الہ الا اللہ پڑھتے ہوئے گزارتے تھے' پھر سونے والے سو جاتے اور تہجد پڑھنے والے تہجد میں مشغول ہو جاتے' ایک مرتبہ میں رات کے آخری حصہ میں سوگیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسجد میں ہوں وہاں کچھ لوگ آئے جن کے ساتھ خوبصورت چادروں کے جوڑے تھے' ہر نمازی کو ایک ایک جوڑا پہنا رہے تھے جب کسی سوتے شخص کے پاس پہنچتے تو اس کو چھوڑ کر آگے نکل جاتے' حتی کہ میرے پاس پہنچے میں نے ان سے کہا مجھے جوڑا نہیں پہناؤ گے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ کوئی عام لباس نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا لباس ہے جو نماز پڑھنے والوں کے لیے اتارا گیا ہے۔ (التھجد' لابن ابی الدنیا: 322' تفسیر القرطبی: 37/17)

میسرہ قیسی کا خواب:

ابو یحییٰ زراد نے محدث کبیر حضرت میسرہ قیسی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بیان کیا کہ وہ ایک رات نماز میں مشغول تھے کہ ستارے غروب ہونے لگے یعنی رات کا آخری حصہ تھا' ایک آیت پر گزر ہوا اس پر رونا آگیا روتے رہے اس کے بعد سجدہ میں گئے تو نیند آگئی تو خواب میں دیکھا کہ ایک قائل کہہ رہا تھا: اے میسرہ تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: اللہ کی رضاء' تو اس نے کہا وہ تمہارے لئے اتر چکی ہے پھر پوچھا اور کیا چاہتے ہو؟ کہا

Scanned with CamScanner

مضبوط اعضاء وجوارح اور قوی ہمت جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مددگار بنے تو اس شخص نے کہا وہ دونوں تمہیں مل چکے اب کیا چاہتے ہو؟ عرض کیا پاکیزہ اور جلدی آنے والی موت، تو کہا وہ تمہیں حاصل ہوگئی تو صبح کے وقت اپنے گھر والوں کو پورا قصہ سنایا۔ راوی کا بیان ہے اس کے چند دنوں کے بعد نیزہ لگنے کی وجہ سے شہید ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

میسرہ رحمۃ اللہ علیہ جب رات کو تہجد کے لئے بیدا ہوتے تو اس قدر روتے اور ہچکی لیتے کہ پڑوس والے سمجھتے کہ ان کے کسی عزیز کا انتقال ہوگیا ہے بعد میں معلوم ہوتا کہ نہیں بلکہ یہ خوف الٰہی سے میسرہ کے رونے کی آواز ہے۔ (التہجد لابن ابی الدنیا: 322)

عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کا خواب:

حضرت عبدالواحد بن زید جو علماء تابعین میں سے ہیں اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے تھے ان کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ بڑے لشکر کے ساتھ تھے لشکر ایک جگہ ٹھہر گیا اور میرے ساتھی سوگئے، میں اٹھ کہ اپنی تلاوت کا مقررہ حصہ پڑھنے لگا اتنے میں مجھ پر نیند غالب آنے لگی اور میں نیند پر غالب آتا تھا اس طرح معمول پورا ہوگیا جب میں فارغ ہوگیا بستر پر چلا گیا تو میرے دل میں یہ بات آئی کہ جس طرح میرے ساتھی سوگئے ہیں میں بھی سو جاتا میرے جسم کو زیادہ راحت ملتی اور صبح اٹھ کر تلاوت کا مقررہ حصہ پڑھ لیتا، یہ باتیں میں نے دل میں ہی کہی زبان پر نہیں لایا کسی اور نے سنا نہیں، پھر میں سوگیا، میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے سامنے ایک خوبصورت جوان کھڑا ہے ان کے ہاتھ میں ایک سفید کاغذ گویا کہ چاندی کے پتے ہیں میں نے پوچھا: اے جوان یہ ورق جو آپ کے ہاتھ میں دیکھ رہا ہوں یہ کون سے ورق ہیں؟ بتایا کہ وہ ورق مجھے دیدیئے اس کو میں نے دیکھا کہ اس میں لکھا ہوا تھا:

ینام من شاء علی غفلۃ
والنوم اخو الموت فلا تتکل

تنقطع الاعمال فیہ کما
تنقطع الدنیا عن المنتقل

1...... جو چاہتا ہے غفلت میں سوجاتا ہے نیند تو موت کی بہن ہے اس پر اعتماد مت کر۔

2...... اس میں اعمال منقطع ہوجاتے ہیں جس طرح دنیا انتقال سے منقطع ہوجاتی ہے۔ (الحلیۃ لابی نعیم: 155/6)

ابوسعید مقری رحمۃ اللہ علیہ کا خواب:

قاری صدقہ اپنے ساتھی قاری ابوسعید کا خواب نقل کرتے ہیں کہ میں ایک رات اپنی تلاوت کا معمول چھوڑ کر سوگیا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک قائل اشعار کہہ رہا تھا ان اشعار کا مفہوم یہ ہے:

1...... مجھے تعجب ہے صحت مند جسم کے مالک نوجوان پر جو فجر تک سوتا رہتا ہے۔

2...... اندھیری رات میں موت آجائے، اس سے بے خوف نہیں ہوا جاسکتا ہے۔

3...... کوئی قبر میں منتقل ہوتا ہے اور اس کے اعمال پہلے سے قبر میں پہنچ کر اس کا استقبال کرتے ہیں۔

4...... بعض کو اچانک پکڑ لیا جاتا ہے جس نے طویل وقت فخر وغرور میں گزار دیا۔

5...... جس کی موت جلدی سے غفلت کی حالت میں آگئی وہ قیامت تک حسرت و افسوس کے ساتھ قبر میں رہے گا۔

ابوسعید اسکندری رحمۃ اللہ علیہ کا خواب:

سہل بن حاتم رحمۃ اللہ علیہ ایک صالح شخص ابوسعید اسکندری رحمۃ اللہ علیہ کا خواب نقل کرتے ہیں کہ مجھ سے ابوسعید نے بیان کیا کہ میں بیت المقدس کی مسجد میں آیا وہ مسجد تہجد پڑھنے والوں سے بہت کم خالی رہتی ہے، ایک دفعہ میں رات کا کافی حصہ گذرنے کے بعد سوگیا، میں نے خواب میں دیکھا کہ مسجد میں کوئی تہجد گزار نہیں ہے، میں

Scanned with CamScanner

نے کہا لوگوں کو کیا ہو گیا کہ کوئی تہجد پڑھتا ہوا نظر نہیں آ رہا ہے؟ ابو سعید نے کہا میں دل میں یہ باتیں سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک اس قبلہ سے آواز آئی جو صخرہ پر بنا ہوا تھا' اس نے چند کلمات کہے' قریب تھا کہ ان کی وجہ سے میرا دل جلنے یا غم کی وجہ سے پھٹ جاتا۔

یا عجبا للناس لذت عیونهم
مطاعم غمض بعده الموت منتصب
وطول قیام اللیل ایسر مؤنة
واهون من نار تفور وتلتهب

ہائے تعجب ہے لوگوں پر کہ ان کی آنکھیں ان کھانوں سے لذت حاصل کر رہی ہیں جو غائب ہونے والے ہیں اس کے بعد موت انتظار میں کھڑی ہے۔

قیام اللیل میں طوالت کی مشقت برداشت کرنا آسان اور اھون ہے اس آگ سے جو شعلہ زن ہے۔ (التہجد لابی الدنیا: 324)

سلمہ بن کہیل رحمۃ اللہ علیہ کا خواب:

ابن اجلح نے ابی سلمہ بن کہیل رحمۃ اللہ علیہ کا خواب نقل کیا ہے کہ میرے والد صاحب نے سلمہ بن کہیل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اگر تو مجھ سے پہلے وفات پا جائے اور تجھے اختیار ہو کہ خواب میں آ کر اپنے اوپر بیتے ہوئے حالات بتا سکو تو ایسا کر لینا' تو سلمہ کا انتقال اجلح سے پہلے ہو گیا' تو میرے والد نے کہا بیٹے! میرے پاس سلمہ خواب میں آیا' میں نے پوچھا آپ کا انتقال نہیں ہوا؟ بتایا اللہ تعالیٰ نے مجھے دوبارہ زندگی دی ہے' میں نے پوچھا اپنے رب کو کیسے پایا؟ کہا: بہت ہی رحیم پایا ہے' میں نے پوچھا جن اعمال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے ان میں سب سے افضل کون سا عمل پایا ہے؟ بتایا کہ میں نے سب سے افضل عمل صلوٰۃ اللیل ''تہجد'' کو پایا' میں نے پوچھا حساب کے معاملہ کو کیسے پایا؟ بتایا آسان ہے لیکن اعمال پر بھروسہ مت کرنا۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان: 3254' التھذیب: 381/2)

ابو خلاد رحمۃ اللہ علیہ کا خواب:

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ابو خلاد سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں: مجھ سے میرے ایک ساتھی نے خواب ذکر فرمایا: ایک رات خواب میں میرے ساتھ قیامت قائم ہو گئی میں نے کچھ مسلمان بھائیوں کو دیکھا کہ ان کے چہرے روشن ہیں اور رنگ چمک رہے ہیں ان پر دوسروں سے ممتاز لباس ہیں اور لوگوں کے چہرے غبار آلود جبکہ ان کے چہرے چمک رہے ہیں تو ایک کہنے والے نے کہا لباس پہنے ہوئے لوگ وہ ہیں جو اذان واقامت کے درمیان نوافل ادا کرتے ہیں اور جن کے چہرے روشن ہیں وہ تہجد گزار لوگ ہیں اور بتایا کہ میں نے کچھ لوگوں کو عمدہ سواریوں پر دیکھا' میں نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے کہ اور لوگ تو پیدل چل رہے ہیں اور یہ سواری پر؟ بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے راتوں کو قیام کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلہ میں یہ ثواب عطا فرمایا ہے میں نے خواب ہی میں ایک آواز لگائی کہ عابدین کا کتنا بلند مقام ہے؟ پھر بیدار ہوا تو میں خوف زدہ تھا۔ (تفسیر قرطبی: 37/17)

رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا کا خواب:

رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا جو کہ بڑی عابدہ زاہدہ خاتون تھیں ان کا بیان ہے مجھے ایک بیماری لاحق ہوئی جس کی وجہ سے قیام اللیل کا معمول چھوٹ گیا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت عطا فرما دی' اب مجھے سستی اور کاہلی کی بیماری لاحق ہو گئی' تلاوت قرآن کا معمول دن میں ہی پورا کر لیتی رات کے معمولات تقریباً منقطع ہو گئے اس دوران میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ مجھے ایک سبز باغ میں لے جایا گیا جس میں خوبصورت محل اور قبے بنے ہوئے تھے میں اس میں چکر لگا رہی تھی اور اس کی خوبصورتی پر تعجب کر رہی تھی اچانک ایک لڑکی کو دیکھا وہ پرندہ کو بھگا رہی تھی گویا کہ اس کو پکڑنا چاہتی ہے' مجھے اس کے حسن نے پرندہ کے حسن سے بے نیاز کر دیا' میں نے اس کو کہا اس پرندہ کو چھوڑ دو' اللہ کی قسم میں نے اس سے خوبصورت پرندہ نہیں دیکھا' تو اس لڑکی نے کہا: کیا میں تمہیں اس

Scanned with CamScanner

سے خوبصورت چیز دکھادوں؟ میں نے کہا ضرور دکھائیں اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے باغ میں گھمایا پھرایا۔

جنت کے محل کی سیر

اس کے بعد ایک محل کے دروازے پر لے گئی اس کا دروازہ کھلوایا اور اس کے لئے دروازہ کھول دیا گیا اس نے کہا میرے لئے ''بیت المجبہ'' کھولو اس کے لئے ایک دروازہ کھولا گیا جس سے شعائیں نکلیں، جس سے آگے پیچھے کے تمام علاقے روشن ہو گئے پھر وہ ایک گھر میں داخل ہوئی جس میں آنکھیں حیران رہ جاتی ہیں اس کا حسن تململا رہا تھا میں نے دنیا میں اس کے مشابہ کوئی چیز نہیں دیکھی رابعہ نے مزید کہا: ہم لوگ ابھی باغ میں چکر ہی لگا رہے تھے کہ ہمارے لئے ایک اور دروزاہ کھولا گیا جو ایک باغ کی طرف کھول دیا گیا تھا وہ اس میں داخل ہوئی میں بھی اس کے ساتھ تھی، ہمارے سامنے کچھ عورتیں ظاہر ہوئیں جن کے چہرے تصویر کی طرح چمکدار تھے اور ان کے ہاتھ میں لوبان کی خوشبو لڑکی نے ان سے پوچھا تم کہاں جارہی ہو؟ انہوں نے بتایا کہ فلاں کے پاس جو سمندر میں شہید ہو گئے لڑکی نے کہا کیا تم اس عورت کو لوبان سے دھونی نہیں دو گی؟ انہوں نے کہا یہ عورت تہجد کی پابندی کرتی تھیں اب چھوڑ دی ہے بتایا اس لڑکی نے فوراً میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور میری طرف متوجہ ہو کر یہ اشعار پڑھے:

صلوتك نور والعباد رقود
ونومك ضد للصلاة عتيد
وعمرك غنم ان عقلت ومهلة
تسير و يبقى دائما و يبيد

1......تمہاری نماز نور ہے اور اللہ کے بندے سوئے ہوئے ہیں تمہاری نیند نماز کے سخت مخالف ہے۔

2......اگر سمجھتے ہو تو تمہاری زندگی غنیمت اور مہلت ہے تھوڑا عرصہ باقی رہے گی

اس کے بعد ختم ہو جائے گی۔

ان اشعار کے بعد وہ لڑکی غائب ہو گئی اور میں نیند سے بیدار ہو گئی رابعہ کا بیان ہے جب بھی مجھے وہ خواب یاد آتا ہے میری عقل اڑ جاتی ہے اور میں اپنے سے انجان ہو جاتی ہوں مسمع نے کہا: اس واقعہ کے بعد رابعہ رحمۃ اللہ علیہا قیام اللیل کے وقت نہیں سوتی تھی موت تک قیام اللیل کا اہتمام کیا۔ (تاریخ بغداد: 40/2)

خواب میں قرآنی آیات وسورتیں دیکھنا:

بعض اولیاء کو خواب میں آیات قرآنی سنا کر بشارت دی جاتی ہے اور بعض جن سے معمولات کی ادائیگی میں کوتاہی ہو رہی ہو ان کو تنبیہ بھی کی جاتی ہے۔

چنانچہ موسیٰ بن عیسیٰ سباط روایت کرتے ہیں کہ ایک صالح شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ میں رات کو سورۂ بقرہ کی تلاوت کر کے سویا تو خواب میں دیکھا کہ کچھ لوگ سفر پر جا رہے ہیں گویا کہ میں نے بھی ان کے ساتھ نکلنے کا ارادہ کیا، ہم لوگ اچانک پُرخطر وادی اور جنگلات میں پہنچ گئے، تو دیکھا کہ لوگوں نے اپنی سواریوں کو تیز بھگانا شروع کر دیا، میں نے دل میں کہا میں ان کے ساتھ کیسے چل سکتا ہوں؟ میں نے دیکھا کہ سورۃ البقرہ مجھے اپنی پیٹھ پر سوار کر رہی ہے جب میں نے یہ معاملہ دیکھا تو اس پر سوار ہو گیا، اور میں عمدہ سواریوں پر سواری کرنے والوں سے آگے نکل گیا حتی کہ وہ مجھے دور سے دیکھنے لگے اسی حالت میں بیدار ہوا، اس خواب کے بعد میرا ہمیشہ یہی معمول رہا ہے کہ تلاوت کا مقررہ حصہ پورا کرنے کے بعد یا اس سے پہلے سورۃ البقرہ کی تلاوت کرتا تھا۔

(رواہ ابن ابی الدنیا فی التھجد: 326)

سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ نے ابو اسید بن مالک بن ربیعہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق نقل کیا ہے کہ صبح کے وقت ابو اسید نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا، تو ان سے جب وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے بتایا کہ میرا سورۃ البقرۃ پڑھنے کا معمول تھا ایک رات اس کو پورا کئے بغیر سو گیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ ایک گائے مجھے

Scanned with CamScanner

سینگ مار رہی ہے۔(السیر :539/2'الاصابہ:723/5)

حوامیم (سورتوں) کا واقعہ

ہرم بن حیان عبدی بصری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ مشہور تابعی ہیں اور بڑے عابد وزاہد تہجد گزار صالح شخص ہیں ان کا بیان ہے کہ میں رات کو بیدار ہوا اور حوامیم میں سے تین سورتیں پڑھیں' پھر نیند کا غلبہ ہوا اس لئے سو گیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ چار خوبصورت لڑکیاں مزین ہو کر میرے سامنے کھڑی ہیں اور کہا: اے ھرم بن حیان کیا تمہارے لئے یہ جائز ہے کہ آپ ہم میں اور ہماری بہنوں میں تفریق کریں' میں نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا ہم وہ چار حوامیم ہیں جن کو آپ نے چھوڑ دیا' کہتے ہیں: میں بیدار ہو گیا حوامیم مشہور ہیں پہلی سورۃ ان میں سے غافر ہے اور آخر احقاف۔

(التہجد :324'الصلاۃ لابن الخراط:377'الاصابہ:533/6)

❀❀❀

(11)

صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

(صلی اللہ علیہ وسلم۔رضی اللہ عنہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے دن ہاتھ پکڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے کیونکہ وہ بوڑھے بھی تھے اور نابینا بھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ارے تم نے ان بڑے میاں کو گھر ہی کیوں نہ رہنے دیا' ہم ان کے پاس چلے جاتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ ان کو (خود چل کر حاضر خدمت ہونے کا) اجر عطا فرمائے۔ مجھے اپنے والد کے اسلام لانے سے جتنی خوشی ہو رہی ہے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) ابوطالب کے اسلام لانے سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی کیونکہ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنا میری زندگی کا مقصود ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ٹھیک کہہ رہے ہو (تمہارے دل میں یہی بات ہے)۔(حیاۃ الصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔416/2)

☆......حضرت عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایک دن حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے سر پر کپڑا اڈالا ہوا تھا اور بہت غمگین تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: کیا بات ہے بڑے غمگین نظر آ رہے ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے وہ زبردست غم پیش آیا ہے

جو آپ کو نہیں آیا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا کہہ رہے ہیں! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں' کیا تمہارے خیال میں کوئی آدمی ایسا ہے جسے مجھ سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غم ہوا ہو۔ (ایضاً 441/2)

☆......ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کے پاس کھڑے ہوئے فرما رہے ہیں۔ مجھے یہ معلوم ہے تم تو ایک پتھر ہو' نہ نقصان دے سکتے ہو اور نہ نفع اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بوسہ لیا۔ پھر (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور حجر اسود کے سامنے کھڑے ہوئے اور انہوں نے فرمایا: مجھے یہ معلوم ہے کہ تم ایک پتھر ہو نہ نقصان دے سکتے ہو اور نہ نفع۔ اگر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارا بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تمہارا بوسہ نہ لیتا۔ (ایضاً 477/2)

اسلام میں پہلا خطیب

ابتدائے اسلام میں جو شخص مسلمان ہوتا تھا' وہ اپنے اسلام کو حتی الوسع مخفی رکھتا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی اس وجہ سے کہ ان کو کفار سے اذیت نہ پہنچے' اخفاء کی تلقین ہوتی تھی۔ جب مسلمانوں کی مقدار انتالیس تک پہنچی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اظہار کی درخواست کی کہ کھلم کھلا علی الاعلان تبلیغ کی جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اول انکار فرمایا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اصرار پر قبول فرما لیا اور ان سب حضرات کو ساتھ لے کر مسجد کعبہ میں تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تبلیغی خطبہ شروع کیا' یہ سب سے پہلا خطبہ ہے جو اسلام میں پڑھا گیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسی دن اسلام لائے ہیں اور اس کے تین دن بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف با سلام ہوئے ہیں۔ خطبہ کا شروع ہونا تھا کہ چاروں طرف سے کفار و مشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو باوجود یکہ مکہ مکرمہ میں ان کی عام طور

سے عظمت و شرافت مسلم تھی' اس قدر مارا کہ تمام چہرہ مبارک خون سے بھر گیا' ناک' کان سب لہولہان ہو گئے تھے' پہچانے نہ جاتے تھے۔ جوتوں سے لاتوں سے مارا' پاؤں میں روندا اور جو نہ کرنا تھا' سب ہی کچھ کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے۔ بنو تیم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قبیلے کے لوگوں کو خبر ہوئی' وہ وہاں سے اٹھا کر لائے۔ کسی کو بھی اس میں تردد نہ تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وحشیانہ حملہ سے زندہ بچ سکیں گے۔

میرے آقا کیسے ہیں؟

بنو تیم مسجد میں آئے اور اعلان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اگر اس حادثہ میں وفات ہو گئی تو ہم لوگ ان کے بدلہ میں عتبہ بن ربیعہ کو قتل کریں گے۔ عتبہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مارنے میں بہت زیادہ بدبختی کا اظہار کیا تھا۔ شام تک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بے ہوشی رہی۔ باوجود آوازیں دینے کے' بولنے یا بات کرنے کی نوبت نہ آتی تھی۔ شام کو آوازیں دینے پر وہ بولے تو سب سے پہلا لفظ یہ تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے اس پر بہت ملامت کی کہ ان ہی کے ساتھ کی بدولت یہ مصیبت آئی اور دن بھر موت کے منہ میں رہنے پر بات کی تو وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ اور ان ہی کی بات۔

لوگ پاس سے اٹھ کر چلے گئے کہ بددلی بھی تھی اور یہ بھی کہ آخر کچھ جان باقی ہے کہ بولنے کی نوبت آئی اور آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ اُمّ خیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہہ گئے کہ ان کے کھانے پینے کے لئے کسی چیز کا انتظام کر دیں۔ وہ کچھ تیار کر کے لائیں اور کھانے پر اصرار کیا مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وہی ایک صدا تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا گزری؟ ان کی والدہ نے فرمایا: مجھے تو خبر نہیں ہے کہ کیا حال ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اُمّ جمیل (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کی بہن کے پاس جا کر دریافت کرلو کہ کیا حال ہے؟ وہ بے چاری بیٹے کی

Scanned with CamScanner

اس مظلومانہ حالت کی بیتابانہ درخواست کو پورا کرنے کے واسطے اُمّ جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کیا۔ وہ بھی عام دستور کے موافق اس وقت تک اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھیں۔ فرمانے لگیں' میں کیا جانوں کون محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور کون ابوبکر رضی اللہ عنہ؟ تیرے بیٹے کی حالت سن کر رنج ہوا اگر تو کہے تو میں چل کر اس کی حالت دیکھوں۔ اُمّ خیر نے قبول کرلیا۔ ان کے ساتھ گئیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھ کر تحمل نہ کرسکیں' بے تحاشا رونا شروع کردیا کہ بدکرداروں نے کیا حال کردیا' اللہ تعالیٰ ان کو اپنے کیے کی سزا دے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اُمّ جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: وہ سن رہی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان سے خوف نہ کرو تو اُمّ جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خیریت سنائی اور عرض کیا: بالکل صحیح سالم ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اس وقت کہاں ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف رکھتے ہیں۔

حضور کے دیدار کی تڑپ

آپ نے فرمایا: مجھ کو خدا کی قسم ہے کہ اس وقت تک کوئی چیز نہ کھاؤں گا' نہ پیئوں گا جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کرلوں۔ ان کی والدہ کو تو بے قراری تھی کہ وہ کچھ کھالیں اور انہوں نے قسم کھالی کہ جب تک زیارت نہ کرلوں کچھ نہ کھاؤں گا۔

اس لیے والدہ نے اس کا انتظار کیا کہ لوگوں کی آمد و رفت بند ہوجائے' مبادا کوئی دیکھ لے اور کوئی اذیت پہنچ جائے۔ جب رات کا بہت سا حصہ گزر گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی لپٹ کر روئے اور مسلمان بھی سب رونے لگے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی

حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے درخواست کی کہ یہ میری والدہ ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے ہدایت کی دعا بھی فرمادیں اور ان کو اسلام کی تبلیغ بھی فرمائیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اول دعا فرمائی' اس کے بعد ان کو اسلام کی ترغیب دی' وہ بھی اسی وقت مسلمان ہوگئیں۔

(فضائل اعمال 181)

مرا نصیب ہوئیں تلخیاں زمانے کی
کسی نے خوب سزا دی ہے دل لگانے کی

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس

☆......حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی علیہ السلام نے ہمیں انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دیا۔ میرے پاس کافی مال تھا۔ میں نے سوچا' آج میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جاؤں گا۔ چنانچہ میں نے آدھا مال صدقہ کیا۔ نبی علیہ السلام نے پوچھا' اہل خانہ کے لئے کیا چھوڑا؟ میں نے عرض کیا: مثلہ (اس کے برابر)۔ اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی اپنا مال لے کر آئے۔ نبی علیہ السلام نے پوچھا: **ما ابقیت لاهلك قال ابقیت لهم الله ورسوله** ۔ ''اہل خانہ کے لئے کیا چھوڑا؟'' عرض کیا: ''اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر آیا ہوں۔''

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: **لا اسابقك فی شئی ابداً**
''میں تمہارے ساتھ کسی چیز میں مقابلہ نہ کروں گا۔''

علامہ اقبال نے اس واقعے کو عجیب انداز میں پیش کیا ہے۔

اتنے میں وہ رفیق نبوت بھی آ گیا
جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مرد وفا سرشت
ہر چیز جس کا چشم جہاں میں ہو اعتبار

Scanned with CamScanner

بولے حضور چاہیے فکر عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا راز دار
اے تجھ سے دیدہ مہ و انجم فروغ گیر
اے تیری ذات باعث تکوین روزگار
پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول ﷺ بس

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت اور اس کی علامات)

میرا مال حضور ہی کا ہے

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اپنے گھر میں رو رو کر دعا مانگ رہے تھے۔ جب فارغ ہوئے تو اہل خانہ نے پوچھا: کیا وجہ تھی؟ فرمایا: میرے پاس کچھ مال ہے جو میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں مگر دینے والے کا ہاتھ اوپر ہوتا ہے' لینے والے کا ہاتھ نیچے ہوتا ہے۔ میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی بے ادبی نہیں کرنا چاہتا' اس لئے رب کائنات سے رو رو کر دعا مانگ رہا تھا: اے اللہ! میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ بات ڈال دے کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال کو اپنا مال سمجھ کر خرچ کریں' چنانچہ دعا قبول ہوئی۔

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ نبی علیہ السلام ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال کو اپنے مال کی طرح خرچ کیا کرتے تھے۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

ان من امن الناس علی فی صحبته و ماله ابوبکر رضی الله عنه

''بے شک لوگوں میں سب سے بڑا محسن خدمت اور مال کے اعتبار سے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے۔'' (ایضاً)

ہر جفا ہر ستم گوارا ہے

ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پھٹے کپڑوں میں ملبوس دیکھا تو

فرمایا:

ابوبکر رضی اللہ عنہ! تم پر ایک وقت خوشحالی کا تھا' اب تمہیں دین کی وجہ سے کتنی مشقتیں اٹھانی پڑ رہی ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ تڑپ کر بولے:

اما لو عشت عمر الدنيا و اعذب به جميعا اشد العذاب لا يفرجني فرج الملح .

اگر ساری زندگی اسی مشقت میں گزار دوں اور شدید عذاب میں مبتلا رہوں حتیٰ کہ ٹھنڈی ہوا کا جھونکا بھی نہ لگے۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کے بدلے یہ کچھ برداشت کرنا میرے لئے آسان ہے۔ (ایضاً)

عشق کو انجام کی فکر نہیں ہوتی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اتنا کمال حاصل کر چکے تھے کہ اب ان کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ذرا سی گستاخی بھی برداشت نہ تھی۔ چنانچہ ایمان لانے سے پہلے ایک مرتبہ ان کے والد نے نبی علیہ السلام کی شان میں کوئی نازیبا بات کر دی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک زوردار تھپڑ رسید کیا۔ (ایضاً)

☆......ایک مرتبہ ابوجہل نے نبی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ شیر کی طرح اس پر جھپٹے اور فرمایا: ''تو دفع ہو جا اور جا کر لات و منات کی شرمگاہ کو چاٹ''

یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ عشق اچھے برے انجام کا نہیں سوچتا۔ (ایضاً)

☆...... جب نبی علیہ السلام نے پردہ فرمالیا تو اطراف مدینہ کے بعض قبائل دین اسلام سے پھر گئے' سیاسی حالات نے سنگینی اختیار کر لی۔ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کی رائے تھی کہ لشکر اسلام کو واپس بلا لیا جائے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم قیصر روم کے مقابلے کے

Scanned with CamScanner

لئے روانہ کر چکے تھے لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اس لشکر کو واپس کرے جس کو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بھیجا ہے۔ میں اس لشکر کو واپس ہرگز نہیں بلاؤں گا اگرچہ مجھے یقین ہو کہ کتے میری ٹانگیں کھینچ کر لے جائیں گے۔''

عشق کا فیصلہ عقل سے متصادم تھا لیکن دنیا نے دیکھا کہ خیر اسی میں تھی۔ سازشیں خود بخود ختم ہوگئیں' دشمنوں کے حوصلے پست ہوگئے' سیاسی حالات کا رخ بدل گیا۔ عشق ایک مرتبہ پھر جیت گیا۔ (ایضاً)

عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے چند گھنٹے پیشتر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: نبی علیہ السلام کی وفات کس دن ہوئی اور کتنے کپڑوں میں دفن کیا گیا؟ مقصد یہ تھا کہ مجھے بھی یوم وفات اور کفن میں نبی علیہ السلام کی موافقت نصیب ہو۔ زندگی میں تو مشابہت تھی ہی سہی' فوت ہونے میں بھی مشابہت مطلوب تھی۔

اللہ اللہ یہ شوق انتہا ہے آخر
تھے جو صدیق اکبر بلکہ عاشق اکبر

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات سے پہلے وصیت کی تھی کہ جب میرا جنازہ تیار ہو جائے تو روضہ اقدس کے دروازے پر لے جا کر رکھ دینا' اگر دروازہ کھل جائے تو وہاں دفن کر دینا ورنہ جنت البقیع مین دفن کرنا۔ چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ دروازہ پر رکھا گیا تو: انشق القفل و انفتح الباب ۔

''تالہ کھل گیا اور دروازہ بھی کھل گیا۔''

اور ایک آواز صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سنی کہ: ادخلو الحبیب الی الحبیب ۔

''ایک دوست کو دوسرے دوست کی طرف لے آؤ۔''

جان ہی دے دی جگر نے آپ پائے یار پر
عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا
تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل' غیاب و جستجو' عشق حضور و اضطراب

(ایضاً)

❀❀❀

(12)

ذکر الٰہی اور کلمہ شریف کی فضیلت

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کسی شخص نے تحفتاً کوئی پرندہ بھیجا' جس کو انہوں نے قبول فرما لیا اور ایک مدت تک اپنے پاس رکھ کر اس پرندہ کو رہا کر دیا۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے آپ سے اس کا سبب دریافت کیا تو ارشاد فرمایا: اس پرندہ نے مجھ سے فریاد کی کہ: جنید! افسوس ہے کہ آپ تو اپنے احباب کی مناجات سے لطف اندوز ہوتے رہیں اور میں بے مونس وغم خوار آپ کے اس پنجرے میں مقید رہوں۔ میں نے اس کی یہ درد بھری فریاد سن کر اس کو آزاد کر دیا اور پرندہ جاتے وقت یہ کہہ کر اڑ گیا کہ جب تک کوئی پرندہ ذکر الٰہی میں مصروف رہتا ہے وہ جال کے پھندے سے آزاد رہتا ہے' اور جہاں ذکر الٰہی سے غفلت ہوئی' کسی نہ کسی جال کے پھندے میں پھنس جاتے ہیں' میں تو بس ایک ہی مرتبہ ذکر سے غافل ہوا تھا کہ مجھے اس کی سزا میں پنجرے کی قید میں مقید ہونا پڑا' ہائے افسوس! ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو اکثر و بیشتر یاد الٰہی سے غافل رہتے ہیں۔ حضرت جنید! میں آپ سے مستحکم وعدہ کرتا ہوں کہ اب کبھی ایسا نہ کروں گا۔ اس کے بعد کبھی کبھی وہ پرندہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے آتا اور دستر خوان پر ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا کرتا تھا۔ چنانچہ جب حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو وہ پرندہ بھی تڑپ کر زمین پر گرا اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ یہ عجیب واقعہ دیکھ کر لوگوں نے اس پرند کو بھی حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہی دفن کر دیا' اور مدت کے بعد حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے کسی نے ان کو خواب میں دیکھ کر دریافت کیا کہ: حضرت! آپ

کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟ تو حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ: اس پرند پر رحم کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بھی رحم فرما دیا۔ (خیر المونس)

بادشاہ اور رعایا کا قبول اسلام

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حج کے ارادے سے چلا تھا مگر اچانک میری اونٹنی قسطنطنیہ کی طرف چل پڑی' ہر چند میں نے اس کو روک کر مکہ معظمہ کے راستے پر ڈالنا چاہا مگر اونٹنی تھی کہ برابر قسطنطنیہ ہی کی طرف چلتی رہی' آخر مجبور ہو کر میں نے اونٹنی کو اسی کے ارادے پر چھوڑ دیا' یہاں تک کہ میں قسطنطنیہ میں داخل ہو گیا' تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہر طرف لوگ حیران و پریشان آپس میں کچھ گفتگو کر رہے ہیں' اس کا سبب معلوم کیا تو معلوم ہوا کہ یہاں کے بادشاہ کی بیٹی مجنون ہوگئی ہے' اس کے علاج کے لئے لوگ طبیب کی تلاش میں ہیں۔ یہ سن کر میں نے کہا: تم مجھے اس کے پاس لے چلو' میں اس کا علاج کروں گا۔ چنانچہ جب میں اس کے مکان کے قریب پہنچا تو شہزادوں نے اندر سے آواز دی کہ جنید! تو نے تو اپنی اونٹنی کو بہت پھیرنا چاہا مگر ہمارا جذبۂ صادق تجھے یہاں کھینچ ہی لایا۔ پس جبھی اس پری چہرہ نازک اندام پر میری نظر پڑی میں بے خود ہو گیا' ہوش میں آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس لڑکی کے گلے میں لوہے کا ایک بھاری طوق پڑا ہوا ہے اور ساق سیمیں کو لوہے کی زنجیروں نے جکڑ رکھا ہے' اس لڑکی نے میری طرف دیکھ کر کہا: اے جنید! میرے مرض کی دعا تجویز کیجئے! یہ سن کر میں نے اس لڑکی سے کہا: تو لا الٰہ الا اللہ پڑھ لے' اس کا کلمہ پڑھنا تھا کہ گردن کا وہ مضبوط لوہے کا طوق اور پیروں کی بیڑیاں خود بخود ٹوٹ کر گر گئیں اور لڑکی تندرست ہوگئی۔ لڑکی کے باپ بادشاہ نے جب یہ دیکھا تو کہنے لگا: آپ تو بڑے طبیب حاذق ہیں' مجھے کوئی دعا بتایئے۔ میں نے کہا: آپ بھی وہی کلمہ پڑھ لیجئے جو شاہزادی نے پڑھا ہے۔ یہ سن کر وہ بادشاہ بھی اسلام کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور اس کے ساتھ اور بھی بہت لوگ یہ کلمہ پڑھ کر اسلام کے محفوظ قلعہ میں داخل ہو گئے۔ (خیر المونس)

Scanned with CamScanner

(13)

اللہ میری توبہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ کے دروازے کا ذکر فرمایا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توبہ کا دروازہ کیسا ہے آپ نے فرمایا: توبہ کا دروازہ مغرب کے پیچھے ہے اور اس کے کواڑ موتیوں اور یاقوت سے جڑے ہوئے سونے کے ہیں دونوں کواڑوں کے درمیان فاصلہ تیز رفتار سوار کی چالیس سال تک کی مسافت کا ہے اور یہ دروازہ مخلوق کی تخلیق کے وقت سے کھلا ہوا ہے اور اس صبح تک کھلا رہے گا جب تک سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور سچی توبہ کرنے والا اسی دروازے سے داخل ہوگا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ میرے والدین آپ پر قربان ہوں یہ توبۃ النصوح ''سچی توبہ'' کیا ہے فرمایا گنہگار اپنے گناہ پر ندامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور معذرت کرے اور پھر کبھی وہ گناہ نہ کرے پھر چاند اور سورج اس دروازے میں غروب ہو جائیں گے پھر یہ دروازے اس طرح بند ہو جائیں گے کہ کوئی سوراخ ان میں نہ ہوگا اس وقت نہ تو کسی کی توبہ قبول ہوگی اور نہ کسی کا اچھا عمل اس کو فائدہ دے گا البتہ پہلے کی نیکیاں جاری رہیں گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا ؕ

''جس دن آئیں گی نشانیاں تیرے رب کی تو کسی کے کام نہ آئے گا اس

وقت ایمان لانا جو پہلے ایمان نہ لایا تھا یا جس نے اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کمائی تھی۔''

توبۃ النصوح کیا ہے؟

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: توبۃ النصوح یہ ہے کہ بعد از توبہ اس گناہ کا پھر اعادہ نہ کرے پھر فرماتے ہیں توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور سوائے تین کے ہر ایک کی توبہ قبول ہوتی ہے ایک ابلیس کی جو کہ کفر کی جڑ ہے دوسرا قابیل ابن آدم جو خطا کاروں کا سردار ہے تیسرا وہ جو کسی نبی کا قاتل ہے مزید فرماتے ہیں: مغرب کی طرف در توبہ تائبین کے لئے کھلا ہوا ہے جو چالیس سال کی مسافت جتنا چوڑا ہے یہ اس وقت تک بند نہ ہوگا جب تک کہ سورج مغرب سے نہ نکلے۔

فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: توبہ ہوا میں معلق ہے جو رات دن پکارتی ہے کہ جو مجھے قبول کرنے سے راہ فرار اختیار نہیں کرے گا وہ عذاب سے بچ جائے گا اور یہ آخر زمانہ تک آواز دیتی رہے گی یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے تو یہ آواز دیتی ہوئی اوپر اٹھائی جائے گی ان احادیث سے توبہ کی اہمیت واضح ہوتی ہے اور اس میں بیان ہے کہ بیشک بندہ جب توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ قبول کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ مومنوں کو توبہ کی طرف بلاتے ہوئے فرماتا ہے:

(تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ)

''اے ایمان والو! تم سب اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ توبہ ہر کامیابی کی چابی ہے بیشک مومن کی فلاح توبہ میں ہے اسی لئے مؤمن کو توبہ کا حکم دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا)

''اے ایمان والو اللہ سے سچی توبہ کرو''

توبہ میں اعزاز واکرام

پھر توبہ میں جو اعزاز و اکرام ہے اس کا ذکر کیا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ)

"قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ معاف فرمادے اور تمہیں جنت میں داخل فرمادے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں"

سعید ابن ابی بردہ رضی اللہ عنہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں روزانہ سو دفعہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں پس جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہ جن کے (سبب سے ان کے) اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بھی معاف کردیے گئے ہیں۔ روزانہ استغفار و توبہ کرتے ہیں تو ایسے لوگ کہ جنہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کے گناہوں کی مغفرت ہوئی ہے کہ نہیں ان کو چاہئے کہ وہ ہر لمحے اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَہٗ)

"بلکہ انسان ارادہ کرتا ہے کہ وہ مستقبل میں بھی گناہ کرتا رہے۔"

کرلے توبہ رب کی رحمت ہے بڑی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں آدمی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ گناہ کرتا رہے اور توبہ میں کاہلی کرے اور یہ کہہ کر کہ توبہ کرلوں گا اس وقت تک ٹالتا رہے کہ جب اسے حالت گناہ میں موت آجائے اور وہ یوں ہی مرجاتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ٹالنے والے تباہ و برباد ہوئے یعنی توبہ کو ٹالتے رہتے ہیں کہ آج یا کل کرلیں گے۔ لہٰذا انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ زندگی کے آخری لمحے تک اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

(وَھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ)

"اور وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور ان کے گناہوں سے عفوو درگزر فرماتا ہے۔"

یعنی جب وہ توبہ کرکے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے نیز توبہ سے مقصود یہ ہے کہ بندہ اپنے گناہوں پر دل سے ندامت کا اظہار کرے اور زبان سے استغفار کرے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا مصمم ارادہ کرے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص تین دفعہ "استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ" پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمادیتا ہے چاہے وہ سمندر کی جھاگ جتنے ہی کیوں نہ ہوں۔

(تنبیہ الغافلین)

❀❀❀

(14)

اہل اللہ کی موت وکرامت

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ مصر میں قیام رکھتے تھے اور یادِ خدا میں مگن محبت الٰہی میں مستغرق رہتے کسی سے بات نہ کرتے اور جہلاء انہیں بے دین جانتے جب آپ نے وصال فرمایا اور ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو موسم سخت گرمی کا تھا قدرت الٰہی سے ہر طرف سے پرندوں نے آ کر آپ کا جنازہ پروں سے ڈھانپ لیا حتیٰ کہ جنازہ پرندوں کے پروں کے سایہ میں ہو گیا جب اہل مصر نے آپ کی یہ شان دیکھی تو حیران ہوئے اور ہر طرف سے لوگ جنازہ میں شریک ہوئے جب جنازہ لے کر مسجد کے دروازہ کے پاس سے گزرے تو موذن اذان کہہ رہا تھا پڑھا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ تو ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے کفن کے نیچے سے ہاتھ اٹھایا اور شہادت کی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا پھر پڑھا: اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ لوگ متعجب ہوئے اور زندہ جان کر کپڑا چہرے سے اٹھایا دیکھا تو آپ فوت ہو چکے ہیں اور انگلی آسمان کی طرف اٹھی ہوئی ہے لوگوں نے بہت کوشش کی انگلی اپنی حالت پر کرنے کی ہر چند کوشش کے باوجود نہ کر سکے نماز جنازہ کے بعد دفن کر دیا دوسرے دن دیکھا تو آپ کی قبر پر بخط جلی جو آدمیوں کے مشابہ نہ تھا لکھا تھا کہ اللہ کے دوست نے اس کے شوق ومحبت میں جان نثار کی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا جنازہ

امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا جب وقت وصال قریب آیا تو

اپنے اہل خانہ اور خدام سے کہا میرے پاس سے چلے جاؤ آج رات مجھے تنہا رہنے دو پس دروازہ بند کیا اور سب چلے گئے جب صبح ہوئی تو ان کی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک بن مروان اندر آئیں دیکھا تو وہ انتقال فرما گئے ہیں اور غسل وکفن دے کر قبلہ رخ لٹائے ہوئے ہیں وہ اس سے بہت متعجب ہوئی پھر کسی کو علماء کے پاس بھیج کر دریافت کروایا کہ یہ معاملہ ہے علماء نے کہا: وہ بہت عبادت گزار و پرہیزگار تھے تو اللہ تعالیٰ نے جنت سے ان کے لئے کفن بھیجا اور ملائکہ کو ان کے غسل کے لئے البتہ تم انہیں دوبارہ غسل دلواؤ تا کہ غسل کی فضیلت حاصل ہو جائے انہوں نے ایسا ہی کیا پھر ان کا جنازہ جنازگاہ کی طرف لایا گیا لوگ نماز جنازہ کے لئے جمع ہوئے تو مسلمہ بن عبدالملک بن مروان آگے بڑھے تا کہ لوگوں کو نماز جنازہ پڑھائیں تو غیب سے کسی نے ان کو زمین پر پٹخ دیا پھر علماء میں سے ایک شخص جسے الیاس بن مجیب کہا جاتا تھا کہ تقدیم پر لوگ متفق ہوئے جب وہ نماز جنازہ پڑھانے کے لیے آگے ہوئے تو غیب سے ان کے سینہ پر چوٹ لگا دی گئی جس سے وہ گر پڑے لوگ یہ عجیب معاملہ دیکھ کر بہت روئے اور کہا سبحان اللہ امیر المومنین کا جنازہ ہو اور بلا پڑھے رہ جائے اور اس کی نماز جنازہ پڑھانے پر کوئی بھی قدرت نہ پا سکے اسی دوران لوگوں نے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر تکبیروں کو سنا مگر امام نظر نہیں آ رہا تھا پس لوگ سلام تک ساتھ شامل رہے بعد میں علماء نے لوگوں کو بتایا کہ ان کی نماز جنازہ پڑھانے والے خضر علیہ السلام تھے۔

عذابِ نار سے نجات کی چٹھی

پھر دفن سے تین روز بعد ان کی قبر مبارکہ سے ایک رقعہ ملا جس میں عربی میں لکھا تھا کہ یہ چھٹی اللہ عزوجل حکیم کی طرف سے عمر بن عبدالعزیز کی دوزخ سے نجات کے لئے ہے پھر وہ چٹھی ولید بن عبدالملک بن مروان کے پاس لائی گئی وہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے پھر کھڑے ہو کر لوگوں سے کہا یہ چھٹی نہ لوگوں کی تحریر ہے اور نہ کاغذ پر لکھی ہوئی ہے پھر علماء و داناؤں کو بلا کر پوچھا گیا انہوں نے دیکھا مگر کچھ نہ بتا سکے پھر صحابی رسول

صلی اللہ علیہ وسلم انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ میری امت سے عنقریب ایک شخص ہوگا جس کو عمر اصغر کہا جائے گا اسے دنیا میں ہی دوزخ سے نجات کا پروانہ مل جائے گا جو جنتی درخت کے پتے پر لکھا ہوگا پھر علماء نے بیک زبان کہا: اللہ اکبر یہ وہی رقعہ ہے جو جنتی درخت کے پتے پر لکھا ہوا ہے۔

☆......ملک شام کا ایک شخص جہاد میں شہید ہوگیا اور اس کی جدائی کے سبب اس کا باپ بہت غمزدہ رہتا اور ہر جمعرات کو خواب میں اپنے بیٹے کو لکھتا، جس سے اسے دلی اطمینان حاصل ہوتا ایک جمعرات کو خواب میں نہ دیکھا جس سے غم میں اضافہ ہوا دوسری جمعرات دیکھا تو پوچھا تم گذشتہ جمعرات کیوں نہ ملے۔ بیٹے نے کہا ابا جان پچھلی رات ہم سب شہید اللہ تعالیٰ کے حکم سے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں شریک ہوئے۔

جنت سے کفن اور خوشبو آ گئی

کچھ لوگ کشتی پر سمندر کا سفر کر رہے تھے کہ اچانک سخت طوفان نے آ گھیرا جان بچانے کو ایک جزیرہ میں جا اترے اور ایک نوجوان بھی ان کے ساتھ اسی جزیرہ میں اترا بعد میں درختوں میں چلا گیا کچھ دیر بعد واپس آیا تو اس کے پاس دو تھیلیاں تھیں بولا اے مسلمانو! اللہ تم پر رحمت کرے میں اس لئے تمہارے پاس آیا کہ میرا آخری وقت قریب ہے جب میں مروں تو ان تھیلیوں کو کھولنا ایک میں کفن ہے اور دوسری میں خوشبو اسی کفن میں کفنا دینا اور یہی خوشبو لگا دینا اور قبر میں دفن کر دینا اور میری یہ گودڑی ساتھ لے جانا تم کو ایک جوان ملے گا اور یہ گودڑی مانگے گا تو اسے دے دینا پھر درختوں کی طرف واپس لوٹ گیا لوگ بھی اس کے پیچھے چل دیئے جب دیکھا تو رحلت کر چکا تھا انہوں نے تھیلیوں کو کھولا تو ایک میں ریشمی کفن تھا جس جیسا کسی نے کبھی نہ دیکھا اور دوسری میں خوشبو جو دل و دماغ کو معطر کرتی تھی سب بے ساختہ بولے کہ یہ کفن وخوشبو جنت کے ہیں۔ پھر خوشبو لگا کر اسی کفن میں کفنایا اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا اور گودڑی لے کر

چل پڑے کشتی سے اترے تھے کہ ایک جوان خوب لباس ملا اور سلام کہا پھر کہا میری وہ امانت دے دو جو تمہارے پاس ہے انہوں نے اسے وہ گودڑی دی تو اس نے پہنی اور پہلے کپڑے اتار کر ان کو دے دیئے اور کہا: جب شہر میں جاؤ اسے بیچ کر رقم حاجت مندوں کو دے دینا وہ بولے ہم آپ سے اللہ کے نام پر پوچھتے ہیں کہ یہ گودڑی کیسی ہے اور آپ نے کیسے جانا کہ ہمارے پاس تیری امانت ہے اس نے کہا جس شخص نے تمہیں گودڑی دی وہ چالیس ابدالوں میں سے ابدال تھا جب وہ مرا تو میں اس کا قائم مقام ہوا اس لئے گودڑی مجھے دی۔

☆......حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے ثابت بن صفار کو کہتے سنا کہ میں بغداد میں تھا اور جنازہ کے ساتھ قبرستان گیا اچانک ایک طرف سے خوشبو آئی جو دل ودماغ کو معطر کر رہی تھی میں اس سمت چل پڑا اور خوشبو سے بہت متعجب ہو رہا تھا حتی کہ میں حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر منورہ پر جا پہنچا دیکھا کہ قبر کی مٹی کا ایک ڈھیلا پھٹا ہوا ہے اور وہ خوشبو اس سے آ رہی ہے۔

چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

صالحین میں سے ایک بزرگ کا بیان ہے کہ ایک بار ایک جوان ان کے پاس آیا اور کہا: اے شیخ آپ میت کو اچھی طرح نہلانا جانتے ہیں میں نے کہا ہاں بولا ابھی میرے ساتھ چلو تا کہ میت کو غسل دو میں اس کے پیچھے چل پڑا یہاں تک کہ اس کے گھر کے پاس پہنچے مجھے بولا اے شیخ آپ کچھ دیر دروازے پر انتظار کریں پھر خود ہی میت کو نہلانے اندر آ جانا میں سوچتا رہا کہ اس گھر میں تو مرگ کے کوئی آثار نظر نہیں آتے انتظار کے بعد جب میں اس کے گھر گیا۔ دیکھا تو وہی جوان مرا ہوا ہے رخ بقبلہ ہے میں جان گیا کہ یہ شخص کوئی اولیاء اللہ میں سے ہے میں جلدی اس کے قریب ہوا اور غسل دیا جب کفن دینے کا قصد کیا تو اس نے آنکھیں کھول دیں اور مسکرانے لگا میں نے کہا سبحان اللہ اگر تو مر چکا ہے تو آنکھیں بند کر اور ہنسنا چھوڑ اور زندہ ہے تو ہنسی نہ کر اٹھ کر بیٹھ جا اس نے مجھے

Scanned with CamScanner

کہا: اے شیخ آپ کو معلوم نہیں کہ اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ دار فانی سے دار البقاء کو کوچ کر جاتے ہیں۔

☆...... بیان کیا گیا ہے کہ اولیاء میں سے ایک شخص جسے ثابت بنانی کہا جاتا تھا جب وصال کیا تو ان کے دفن میں حمید الطویل اور ربیع الصبیح رحمۃ اللہ علیہما بھی شریک تھے جب اسے قبر میں اتارنے لگے تو ان کے ہاتھوں سے ہوا میں اٹھ گئے لوگ متعجب ہو کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے سب پر سکتہ طاری ہو گیا اور اس خوف سے ایک دوسرے کو نہ بتاتے کہ لوگ فتنہ میں بتلا نہ ہو جائیں پھر خاموشی سے مٹی ڈال کر قبر کو درست کر دیا اور چل پڑے حمید الطویل سلیمان بن علی کے پاس گئے اور ہم راز جان کر قصہ بیان کیا وہ بھی بہت حیران ہوئے پھر جب رات ہوئی سلیمان بن علی رحمۃ اللہ علیہ چند اپنے خادموں کے ہمراہ ان کی قبر پر گئے قبر کو کھود کر دیکھا تو کچھ نہ پایا مٹی ڈال کر قبر کو درست کر دیا پھر دوسرے دن ان کے گھر گئے تو ان کی بیٹی سے دریافت کیا کہ تیرا باپ زندگی میں کیا عمل کرتا تھا وہ بولی کس لئے پوچھتے ہو شاید تم نے انہیں ان کی قبر میں نہیں پایا تو بولے سبحان اللہ تو نے یہ کیسے جانا پھر اس نے بتایا کہ میرے باپ کا ساٹھ سال معمول رہا کہ جب اللہ سے دعا کرتے تو کہتے یا پروردگار میری خوشی تیری حضوری میں ہے تو مرنے کے بعد بھی مجھے اپنی حضوری سے دور نہ کرنا اور میں تجھ سے تیری قدرت اور جلال کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ مجھے میری قبر میں نہ چھوڑنا کہ تیری حضوری سے محروم ہو جاؤں اور میں سوال کرتا ہوں کہ مجھے یہ درجہ اپنے احسان و فضل سے عطا کر جب یہ خبر حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو کہا مجھے اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں ان کو ان کی موت کے بعد خواب میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

جنت کا پھول

صالحین میں سے ایک بزرگ کا جب انتقال ہوا اور غسل و کفن کے بعد جب اس پر نماز جنازہ پڑھی گئی تو لوگوں نے قبر میں اتارنا چاہا دیکھا تو قبر میں پھولوں کی سیج بچھی ہے

جب لحد میں اتارا تو ہرا ایک نے ان میں سے پھول لے لیا ایک پھول وہ (راوی) اپنے گھر لایا ستر دن تک پھول نہ خشک ہوا نہ زرد پڑا اور نہ اس کی حالت میں کچھ تبدیلی آئی جب خبر مشہور ہوئی تو ہر طرف سے لوگ اس کی زیارت کو آتے بادشاہ نے خوف کیا کہ کہیں لوگ فتنہ میں نہ پڑ جائیں اس نے کسی کو بھیج کر پھول وہاں سے اٹھوا لیا اور ایک خاص مقام پر رکھوا دیا جب دوسرے دن طلب کیا تو خادموں نے وہاں نہ پایا اور کسی کو معلوم نہ ہوا پھول کہاں غائب ہوا واللہ اعلم۔

نشانِ مردِ مؤمن

مشائخ میں سے ایک بزرگ شیخ عبادان کا بیان ہے کہ ایک نیک پرہیز گار جوان فوت ہوا اور دن سخت گرمی کا تھا میں نے چاہا کہ ظہر کے بعد اسے غسل و دفن کریں گے تا کہ ہوا ٹھنڈی ہو جائے میں کچھ دیر اتفاقاً سو گیا خواب دیکھا کہ جواہرات کا ایک خیمہ نصب ہے جس کی روشنی سے ارد گرد روشن ہے پھر میں نے اس خیمہ میں حور کو دیکھا کہ اس کی خوشبو خیمہ کو معطر کر رہی ہے اس نے کہا: اے ابو عمر آپ نے کیوں اس جوان کو ظہر تک روک رکھا ہے جاؤ اور اسے جلد میرے پاس بھیجو جب میں نیند سے بیدار ہوا تو اسے غسل و کفن دیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی پھر اسی جگہ اسے دفن کیا جہاں میں نے خیمہ دیکھا تھا۔

☆...... بیان کیا گیا ہے کہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ اپنی روزی میں سے ہر سال ایک دینار راہ مولا میں خرچ کرتے ہیں ان میں سے بیس دینار ان کو وراثت میں ملے تھے جب ان میں سے صرف ایک دینار باقی رہا تو حجام مونچھیں کتروانے کے لئے بلایا جب حجام بال اتارنے لگا تو آپ ذکر کرتے تھے وہ بولا حضرت کچھ دیر رک جائیں ہونٹ نہ کٹ جائیں فرمایا تم سورج کو کہو رک جائے وہ میری عمر کم کرتا جا رہا ہے تو میں اپنی عمر بلا ذکر کیونکر ضائع کروں پھر جب آپ حجامت کی سنتیں ادا کر کے فارغ ہوئے تو ایک دینار اٹھا کر حجام کو دیا پھر نماز کو کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی پھر سجدہ کیا اور رحلت فرما گئے۔ (حکایات الصالحین)

Scanned with CamScanner

(15)

امام حاکم علیہ الرحمۃ

حضرت سیّدنا امام حکم رحمۃ اللہ علیہ کا نام محمد بن عبداللہ بن محمد ضبی ، طھمانی ، نیشا پوری ، شافعی ، کنیت ابوعبداللہ اور ابن بیّع کے نام سے مشہور ہیں۔

(معجم المؤلفین، الرقم:14350 ، محمد الحاکم، ج3 ، ص1453)

آپ رحمۃ اللہ علیہ 3 ربیع الاول 321ھ کو پیر کے دن نیشا پور میں پیدا ہوئے۔

(سیر اعلام النبلاء، الرقم:13714 الحاکم، ج13 ، ص97)

اور یہیں 405ھ کو وفات پائی۔ (الاعلام للزرکلی، الحاکم النیسابوری، ج6 ، ص227)

آپ رحمۃ اللہ علیہ محدث حافظ اور مورخ تھے۔

(معجم المؤلفین، الرقیم:14350 ، محمد الحاکم، ج3 ، ص454)

قاضی ہونے کی وجہ سے حاکم کے نام سے مشہور ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 2 ہزار سے زیادہ اساتذہ سے علم حدیث حاصل کیا اور علم فقہ ابن ابی ہریرہ ، ابو سہل صعلوکی شافعی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کثیر کتب تصنیف فرمائیں جن میں چند کے نام درج ذیل ہیں:

1۔ فضائل فاطمۃ الزھرء ، 2۔ معرفۃ علوم الحدیث ، 3۔ المستدرک علی الصحیحین ، 4۔ تاریخ علماء نیسابور ، 5۔ فضائل الامام الشافعی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علوم حدیث میں متعدد کتب تصنیف فرمائیں جن کی جلدوں کی تعداد ایک ہزار پانچ سو تک ہے۔ (معجم المؤلفین، الرقم:14350 ، محمد الحاکم، ج3 ، ص454)

وفیات الاعیان، الرقم:615 الحاکم النیسابوری، ج4 ، ص106)

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ''ابن مندہ زیادہ مضبوط حافظے والے ہیں یا ابن بیع (امام حاکم)؟'' فرمایا: ''ابن بیع زیادہ مضبوط حافظے والے ہیں۔''

(سیر اعلام النبلاء، الرقم:3714 الحاکم، ج13 ، ص102)

حضرت سیّدنا ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیّدنا امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں محدثین کے امام تھے اور ایسی کتب تصنیف فرمائیں کہ آپ سے پہلے کسی نے اس کی مثل نہ لکھیں۔'' مزید فرماتے ہیں: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ عالم ، عارف اور وسیع علم والے تھے۔'' (وفیات الاعیان، الرقم:615 الحاکم النیسابوری، ج4 ص106)

حدیث لکھنے میں نجات ہے

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حافظ ابو حازم عبدوی فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدنا امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''میں نے آب زمزم پینے کے بعد دعا کی: اے اللہ عزوجل! مجھے حسن تصنیف عطا فرما۔

(طبقات الشافعیۃ الکبری للسبکی، الرقم:329 ، محمد بن عبداللہ، ج4 ، ص159)

☆......ابو موسیٰ مدینی فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ ایک دن حمام میں داخل ہوئے ، غسل فرمایا اور باہر تشریف لائے اس کے بعد ایک آہ کھینچی اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بدھ کے دن عصر کے بعد سپرد خاک کیا گیا۔ نماز جنازہ حضرت سیّدنا قاضی ابو بکر حیری رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔

(سیر اعلام النبلاء، الرقم:3714 الحاکم، ج13 ، ص104)

☆......حضرت سیّدنا حسن بن اشعث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں گھوڑے پر اچھی حالت میں دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ ''نجات حاصل کر لو۔'' میں نے پوچھا: ''نجات کس چیز میں ہے؟'' فرمایا: ''حدیث شریف لکھنے میں۔'' (سیر اعلام النبلاء، الرقم:3714 الحاکم، ج13 ، ص104)

Scanned with CamScanner

(16)

سلامتی کا دھوکہ

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سب سے زیادہ عجیب چیز انسان کا اپنی سلامتی سے فریب کھانا ہے اور مستقبل میں اصلاح کی امید دلانا جبکہ اس امید کی کوئی انتہا نہیں اور نہ اس فریب کی کوئی حد جوں جوں صبح و شام عافیت سے گذرتے ہیں اس کا فریب بڑھتا اور امید طویل ہوتی جاتی ہے اور اس سے بڑی نصیحت کیا ہوگی کہ تو اپنے ہم عمروں کے گھر دیکھ رہا ہے بھائیوں کے حالات تیرے سامنے ہیں اپنے محبوبوں کی قبروں کا مشاہدہ آئے دن کرتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ چند یوم بعد تو بھی ان جیسا بننے والا ہے پھر بھی تجھے عبرت نہیں آتی حتی کہ تو دوسروں کے لئے عبرت بن جاتا ہے۔ بخدا یہ احمقوں کا حال ہے عقل والے کبھی اس راستے کے قریب نہیں آتے ہاں واللہ عاقل شخص سلامتی سے سبقت لے جاتا ہے اور اس کے زمانہ میں سے اپنی معذوری کے لئے کچھ ذخیرہ کرتا ہے قدرت کے دنوں میں تنگدستی کے لئے کچھ سامان جمع کرتا ہے۔ خصوصاً وہ شخص جو جانتا ہے کہ آخرت کے مراتب عالی اعمال کے بقدر ہی عالی بنتے ہیں اور یہ کہ وفات کے بعد تلافی ممکن نہیں مان بھی لیا کہ عاصی کو معافی مل گئی مگر کیا اعمال والوں جیسے مراتب بھی ملیں گے اور جو شخص دل و دماغ پر اس جنت کا تصور غالب کرتا ہے جس میں مرض ہے نہ موت، غم ہے نہ نیند اس کی لذتیں مسلسل ہیں ان میں انقطاع نہیں اور ان کی زیادتی لینے والے کی جدوجہد کے بقدر ہے وہ پھر اس زمانہ کو غنیمت جانتا ہے صرف بقدر ضرورت ہی سوتا ہے کسی لمحہ کو بھی سنوارنے سے غافل نہیں ہوتا اور جو یہ جانتا ہے کہ گناہ

کی لذت ختم ہو چکی اور اس کی آفات ابد الآباد تک باقی رہیں گی اس کے لئے ڈانٹنے اور روکنے کو یہی بات کافی ہے۔ خصوصاً ایسے گناہ جن کے آثار متعدی ہیں مثلاً کسی کی منکوحہ عورت کے ساتھ زنا کرنا جس سے وہ حاملہ ہو جاتی ہے بچہ شوہر کے نام لگ جاتا ہے، میراث میں اس کے اہل کا حق روکتا ہے اور جو اہل میں نہیں وہ وصول کرتا ہے نسب میں تغیر اور فراش میں فساد ہوتا ہے اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے اور یہ سب کچھ اس ایک لمحہ کی نحوست ہے ہم اللہ تعالیٰ سے ایسی توفیق مانگتے ہیں جو ہدایت کی تلقین کرے اور فساد سے منع کرے بیشک وہ قریب ہے مجیب ہے۔

(صید الخاطر)

❀❀❀

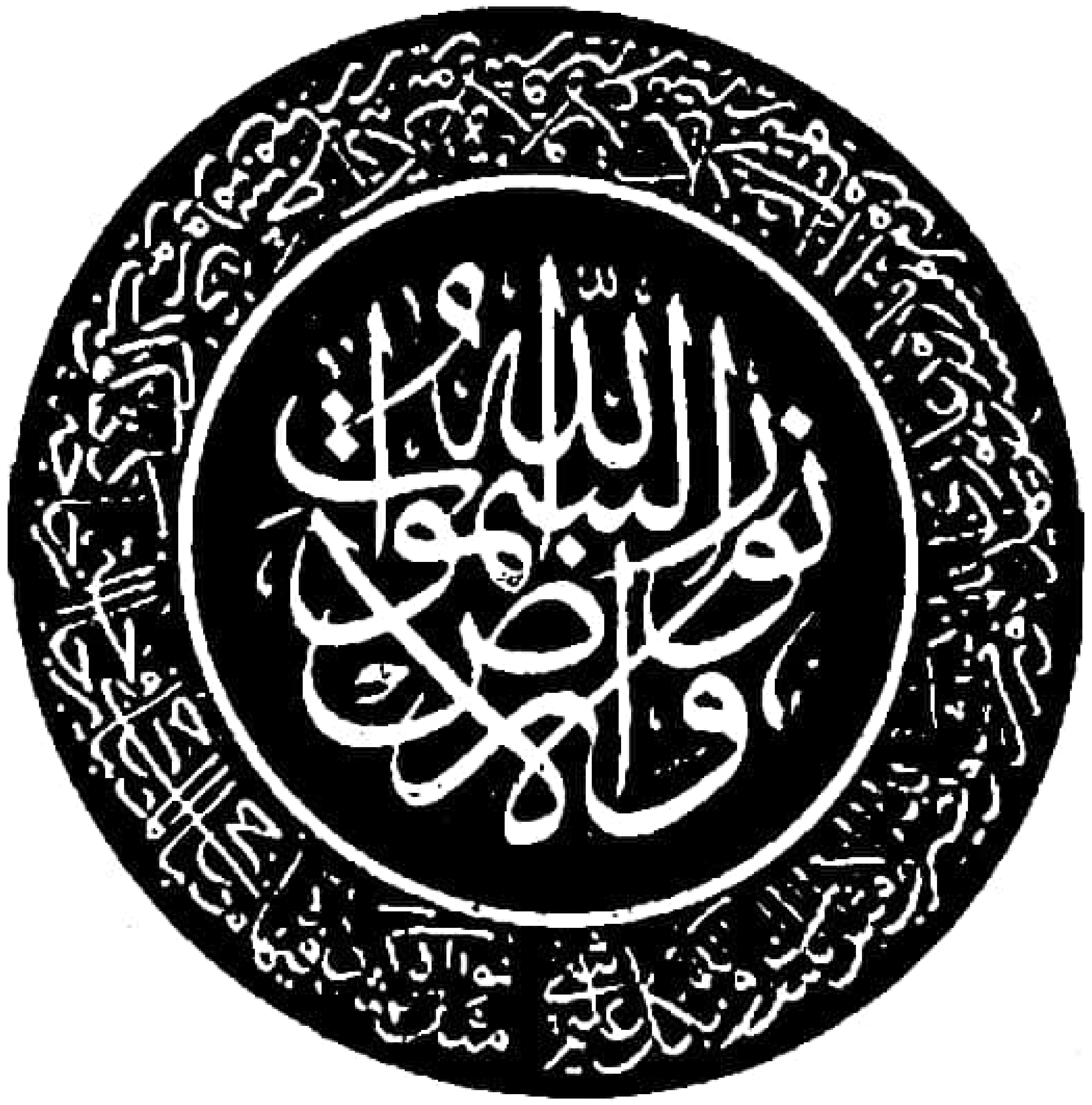

Scanned with CamScanner

(17)

میں باز آیا محبت سے اُٹھا لو پان دان اپنا

مولانا ابوالنور رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: 1954ء میں جب میں حج کے لئے گیا تو حج سے فارغ ہو کر ہم سب مکہ معظمہ میں اپنے خیمہ میں بیٹھے تھے، کہ تبلیغی جماعت کے چند افراد جو ہندوستانی تھے۔ ہمارے پاس آئے اور میرے پاس آکر مجھ سے کہنے لگے کہ آپ اپنے ساتھوں میں ہماری تھوڑی سی تقریر کا انتظام کرادیں۔ ہم کچھ تبلیغ واصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ مجھے نہیں پہچانتے تھے۔ مگر میں تبلیغی جماعت سے خوب واقف تھا۔ کہ یہ لوگ کلمہ شریف کی تصحیح وتبلیغ کی آڑ میں اپنے مزعومہ عقائد کی نشر واشاعت کرنا چاہتے ہیں اور سادہ لوح مسلمان کو باتوں ہی باتوں میں اپنے ڈھنگ پر لانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ میں نے ان سے پوچھا، کہ آپ ہمیں کیا سنانا چاہتے ہیں، وہ بولے کہ ہم مسلمانوں کی کچھ غلطیوں کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا۔ کہ جناب! ہم کل ہی فریضہ حج ادا کر کے فارغ ہوئے ہیں۔ اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہم گناہوں اور غلطیوں سے بالکل اس طرح پاک ہیں جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت پاک تھے۔ (مشکوٰۃ ص213) تو فرمایئے: آج جب کہ ہم شرعاً بالکل پاک ہیں۔ پھر آپ ہماری کونسی غلطی کی اصلاح کریں گے۔ آپ تشریف لے جائیں۔ خدانخواستہ اگر پھر کوئی غلطی ہم میں پیدا ہوئی تو آپ کو بلالیا جائے گا۔ اس وقت تو آپ معاف ہی فرمائیں۔

میں باز آیا محبت سے اٹھا لو پاندان اپنا

چنانچہ وہ چلے گئے۔

تبلیغ کا لبادہ پہن کر وہ آئے ہیں

تبلیغی جماعت کے نام سے ایک نیا فرقہ پیدا ہو گیا ہے جو عیسائیوں، آریوں اور دہریوں کے پاس جا کر انہیں تبلیغ اسلام نہیں کرتے بلکہ تبلیغ کے نام سے مسلمانوں ہی کو گھیر لیتے ہیں اور اپنی چکنی چپڑی باتوں سے انہیں اپنے ساتھ ملا کر اپنی بدعقیدگی کے جراثیم ان میں پھیلا دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ نشانی بیان فرمائی ہے۔

یقتلون اهل الاسلام ویدعون اهل الاوثان .

یعنی وہ مسلمانوں سے تو لڑیں گے اور مشرکوں کو چھوڑ دیں گے۔ (مشکوٰۃ ص527)

چنانچہ یہ لوگ کبھی کسی کافر ومشرک کو تبلیغ کرتے ہوئے نظر نہیں آئے۔ ہمیشہ مسلمانوں کو ہی گھیرے میں لئے ہوئے نظر آتے ہیں۔

تبلیغ کا لبادہ پہن کر وہ آئے ہیں
گستاخ ہیں حضور ﷺ کے دامن بچایئے

(سنی علماء کی حکایات)

❀❀❀

(18)

شب زندہ داراوران کی مناجات

اولیاء اللہ، صالحین، عابدین، رات کو تہجد، تلاوت، ذکر و تسبیحات تو کرتے ہی ہیں ان کے علاوہ دعا اور مناجات بھی ان کا بہت ہی محبوب مشغلہ ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ○ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○

(الذریت: 18,17)

ترجمہ: ”کہ رات کو بہت کم سوتے ہیں اور سحری کے وقت استغفار کرتے ہیں۔“

اسی طرح ارشاد فرمایا:

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا (السجدۃ: 16)

”ان کے پہلو بستروں سے الگ ہوتے ہیں وہ خوف اور امید کے ساتھ اپنے رب سے دعا مانگتے ہیں۔“

ہمارے اسلام کو مناجات کی حلاوت نصیب تھی وہ اس مناجات کی قیمت جانتے تھے۔

چنانچہ مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آج تک کسی لذت حاصل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناجات کی لذت کی طرح لذت حاصل نہ ہوسکی۔

(حلیۃ الاولیاء: 294/2)

اور عبادت گزاروں کا قول ہے کہ مؤمن کی لذت اور سرور اپنے رب سے مناجات میں ہے۔

آؤ اللہ تعالیٰ سے باتیں کریں

نور بن زید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے ”تورات“ میں پڑھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریین سے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے زیادہ باتیں کیا کرو اور دوسرے لوگوں سے کم، تو ان لوگوں نے پوچھا: اللہ تعالیٰ سے کس طرح باتیں کریں تو فرمایا: خلوت میں اللہ تعالیٰ سے مناجات اور دعا کیا کرو۔ (حلیۃ الاولیاء: 94/6، جامع العلوم والحکم: 448)

بعض صالحین سے منقول ہے کہ وہ اپنے رب سے مناجات کرتے ہوئے کہہ رہے تھے اے اللہ تعالیٰ جب غافل لوگ غفلت میں پڑے پڑے اکتا جائیں تب بھی تیرے محبوب تیرے ذکر و مناجات سے نہیں اکتائیں گے۔ (استنشاق نسیم الانس لابن رجب: 46)

☆...... یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ دل کی دواء پانچ چیزیں ہیں:

1...... قرآن کریم کو غور وتدبر کے ساتھ پڑھنا۔

2...... پیٹ کا خالی ہونا۔

3...... قیام اللیل۔

4...... سحری کے وقت توبہ استغفار۔

5...... صالحین کی مجالس میں بیٹھنا۔

حضرت ذوالنون مصری کی مناجات کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

اے اللہ! تیرے عبادت گزار بندوں نے عذاب کا تذکرہ سنا تو ڈر گئے اور گناہگار بندوں نے عفو و کرم کا تذکرہ سنا تو ان کی امید بخشش میں اضافہ ہو گیا۔ اے میرے مولیٰ! اگر میرے گناہوں نے مجھے تیری نظر سے گرا دیا ہے تو اپنی ذات پر حسن توکل کی وجہ سے مجھے معاف فرما دے۔

اے مولیٰ! ہر شجر و حجر تیری پاکی اور بزرگی بیان کرتا ہے ہر پرندہ اپنے گھونسلوں میں ہے درندہ اپنے اپنے غار میں، مچھلیاں سمندروں کی تہہ میں تیری تسبیح بیان کرتی ہیں: اے اللہ میں نے تیرے سامنے قدم جمایا ہے نظر

Scanned with CamScanner

تیری رحمت پر جمادی ہے، اپنی حاجات تیرے سامنے پیش کی تیرے ہبہ اور عطیہ کے لئے ہاتھ پھیلایا ہے، تیرے لئے میرا دل اور جسم تیرے سامنے فریاد رسی کر رہے ہیں تو کریم، مہربان اور رحیم ہے تو پکارنے سے تنگ نہیں ہوتا، دعا میں الحاح وزاری کرنے سے تو نہیں اکتاتا تو امید رکھنے والوں کو ناامید نہیں کرتے، اے رب اپنے حلم بردباری اور عفو ودرگزر کرنے کے وصف سے اتنا عطاء فرمادے جو میرے گناہوں کو مٹانے کے لئے کافی ہو اور میرے عیوب کو چھپادے، اور مجھے اپنے عذاب سے نجات دیدے، مجھے اپنے غصہ اور عتاب سے بچالے۔ یا أرحم الرحمن ویا اکرم الأکرمین ۔

حضرت ذوالنون مصری کی مناجات

وہ کہا کرتے تھے اے وہ ذات جس کے لطف وکرم کی وجہ سے شکوئی اچھا ہوا، اے وہ ذات جس کے قرب کی وجہ سے سرگوشی ممکن ہوئی اے وہ ذات جس کے انس کے قرب کی وجہ سے ٹھکانہ اچھا ہوا مجھے اپنے اوپر اعتماد کی ٹھنڈک کا مزہ چکھادے، اور تمام امور تیرے سپرد کرنے کی راحت عطا فرما اور اپنے اوپر حسن توکل عطاء فرما۔

اور بعض دعا ومناجات میں کہا کرتے تھے، اے میرے مولیٰ اگر میں نے کسی مشکل وقت تیرے سوا کسی غیر کی طرف توجہ کی یا تیرے سوا کوئی جائے پناہ تلاش کی، تو میرا حق ہے کہ تجھ سے اپنا رخ نہ پھیروں، نہ تجھ کو چھوڑ کر کسی اور کا انتخاب کروں، تیرے مجھ پر قدیم وجدید احسان کی وجہ سے تیرے ظاہر وباطن احسان کی وجہ سے، اگر مصیبت میں میری ایک ایک رگ کٹ جائے یا میرے اوپر مصائب ٹوٹ پڑیں اور میں تیرے سوا شکایت لے جانے کی جگہ نہ پاؤں اور تیرے سوا میرے غم اور ہم کو دور کرنے والا نہ ملے اے زمین اور زمین میں بسنے والوں کے وارث اے تمام مخلوق کو دوبارہ زندہ کرنے والے میری امیدوں کا وارث بن جا۔

تجھ تک پہنچنے کے لئے میری ہمت کو میرے وسائل کے منتہی تک پہنچادے۔
(شعب الایمان للبیہقی: 141/4، الصلاۃ لابن الخراط: 393)

☆......فقہ کے بڑے امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمۃ اللہ علیہ علم فقہ کے بڑے امام ہونے کے ساتھ سلوک وتصوف کے بھی امام تھے، زہد وتقویٰ میں معروف تھے تہجد کی پابندی کے ساتھ مناجات کا خاص اہتمام فرماتے تھے، ان کی مناجات کے بعض الفاظ ابوالحسن علی بن احمد فارسی نے نقل فرمائے۔ جو طویل ہونے کی وجہ سے ہم درج نہیں کر رہے حوالہ کے لئے دیکھئے۔ (طبقات حنفیۃ: 515/1)

اے سیل اشک تو ہی بہادے ادھر مجھے

انسان کا جب اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط ہوجاتا ہے تو دعا ومناجات میں اس کو بہت زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے، وہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی عظمت مقام اور اپنے عجز وانکساری سے واقف ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ دل میں خود ہی ایسے الفاظ القاء فرمادیتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی عظمت شان کو ظاہر کرنے والے اور بندہ کی عجز وانکساری پر دلالت کرنے والے ہوتے ہیں اس کے چند نمونے ہم نے آپ کے سامنے پیش کردیئے ہیں، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الدعاء مخ العبادۃ...... دعا عبادت کا مغز ہے۔
اس لئے اللہ والے دعا ومناجات میں خوب مشغول رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس کی توفیق عطا فرمائیں۔

شاید کوئی اس امر سے آگاہ نہیں ہے
باتیں تو ہیں ہر دم مگر آواز نہیں ہے
ہوگئی خشک چشم تر بہہ گیا ہو کے خون جگر
رونے سے مرا جگر ہائے ابھی بھرا نہیں
کوئی نہیں جو یار کی لادے خبر مجھے
اے سیل اشک تو ہی بہادے ادھر مجھے

(19)

وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ سے مسجد میں تشریف لائے اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں لوگوں میں بیان کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد وثناء اور کلمہ شہادت کے بعد فرمایا:

امابعد! تم میں سے جو آدمی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا اسے معلوم ہو جانا چاہئے کہ حضور کا وصال ہو گیا ہے......... اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو سن لو کہ اللہ ہمیشہ زندہ رہے گا اس کو موت نہیں آ سکتی اور اللہ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ (سورۃ آل عمران 144)

"اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم محض رسول تو ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور بہت سے رسول گزر چکے ہیں سو اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو جائے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو جائیں تو تم لوگ الٹے پھر جاؤ گے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اللہ کی قسم! ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ گویا لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تلاوت سے پہلے اس آیت کو جانتے ہی نہیں تھے کہ یہ بھی اتری ہے۔ تمام لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کو ایک

دم لیا اور ہر آدمی اسے پڑھنے لگا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! جوں ہی میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تو دہشت کے مارے کانپنے لگ گیا اور میرے پیروں میں اٹھنے کی سکت نہ رہی اور میں زمین پر گر گیا اور جب میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تب مجھے پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا ہے۔ (حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم 440/2)

نہ چھیڑ اے ہم نشین کیفِ صہبا کے افسانے

حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ایک رات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دیکھ بھال کرنے نکلے تو انہوں نے ایک گھر میں چراغ جلتے ہوئے دیکھا۔ وہ اس گھر کے قریب گئے تو دیکھا کہ ایک بڑھیا کاتنے کے لئے اپنا اون بُن رہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کر کے کچھ اشعار پڑھ رہی ہے جن کا ترجمہ یہ ہے:

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نیک لوگوں کا درود ہو (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر چنے ہوئے بہترین لوگ درود بھیجیں۔"

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم راتوں کو خوب عبادت کرنے والے اور صبح سحری کے وقت (اللہ تعالیٰ کے سامنے) بہت زیادہ رونے والے تھے۔ موت کے آنے کے بہت سے راستے ہیں۔"

"اور کاش میں جان لیتی کہ کیا میں اور میرے حبیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی گھر میں بھی اکٹھے ہو سکیں گے؟"۔

یہ (محبت بھرے اشعار) سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ کر رونے لگے اور بڑی دیر تک روتے رہے۔ آخر انہوں نے اس عورت کا دروازہ کھٹکٹایا۔ اس بڑھیا نے کہا: کون ہے؟ انہوں نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب۔ اس بڑھیا نے کہا: مجھے عمر رضی اللہ عنہ سے کیا واسطہ اور عمر رضی اللہ عنہ اس وقت یہاں کس وجہ سے آئے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تم پر رحم فرمائے، تم دروازہ کھولو تمہارے لئے کوئی ایسی خطرے کی

بات نہیں ہے۔ چنانچہ اس بڑھیا نے دروازہ کھولا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر گئے اور فرمایا: ابھی تم جو اشعار پڑھ رہی تھی، ذرا مجھے دوبارہ سنانا۔ چنانچہ اس نے وہ اشعار دوبارہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پڑھے۔ جب وہ آخری شعر پر پہنچی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا' تم نے آخری شعر میں اپنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا ہے' کسی طرح تم مجھے بھی اپنے دونوں کے ساتھ شامل کرلو۔ اس نے یہ شعر پڑھا:

وعمر فاغفرله' یا غفار

''یعنی اے غفار! عمر رضی اللہ عنہ کی بھی مغفرت فرما۔''

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوش ہو گئے اور واپس آ گئے۔ (ایضاً 445/2)

حضرت عمر اور اطاعت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نیا کرتا پہنا' پھر مجھ سے چھری منگوا کر فرمایا: اے میرے بیٹے! میرے کرتے کی آستین کو پھیلاؤ اور میری انگلیوں کے کنارے پر دونوں ہاتھ رکھ کر جو انگلیوں سے زائد کپڑا ہے اسے کاٹ دو۔ چنانچہ میں نے چھری سے دونوں آستینوں کا زائد کپڑا کاٹ دیا (وہ چھری سے سیدھا نہ کٹ سکا اس لئے) آستین کا کنارہ ناہموار اونچا نیچا ہو گیا۔ میں نے ان سے عرض کیا: اے ابا جان! اگر آپ رضی اللہ عنہ اجازت دیں تو میں قینچی سے برابر کردوں۔ انہوں نے فرمایا: اے میرے بیٹے! ایسے ہی رہنے دو' میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے۔ چنانچہ وہ کرتا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بدن پر اسی طرح رہا' یہاں تک کہ وہ پھٹ گیا اور میں نے کئی دفعہ اس کے دھاگے پاؤں پر گرتے ہوئے دیکھے۔ (ایضاً 476/2)

☆.....حضرت اسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: سن ۔۔ اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے' نہ نقصان دے سکتا ہے اور نہ نفع۔ اگر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرا استلام کرتے

ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تیرا استلام نہ کرتا (استلام یہ ہے کہ حجر اسود کو آدمی چومے یا اسے ہاتھ یا لکڑی لگا کر اسے چومے یا اشارہ کر کے اپنے ہاتھوں کو چوم لے) پھر حجر اسود کا استلام کیا۔ اس کے بعد فرمایا: ہمیں رمل سے کیا لینا؟ (رمل طواف کے پہلے تین چکیروں میں اکڑ کر چلنے کو کہتے ہیں) ہم نے رمل مشرکوں کو (اپنی قوت) دکھانے کے لئے کیا تھا' اب اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا (لہٰذا اب بظاہر ضرورت نہیں ہے) پھر فرمایا: رمل ایک ایسا کام ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا' اس لئے ہم اسے چھوڑنا نہیں چاہتے۔

(ایضاً 477/2)

مجھے مبارک کیوں نہیں دیتے ہو؟

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سے شادی کر لی تو میں نے سنا کہ وہ لوگوں کو فرما رہے ہیں' تم مجھے مبارکباد کیوں نہیں دیتے ہو؟ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن میرے سسرالی رشتہ اور میرے نسب کے علاوہ ہر سسرالی رشتہ اور ہر نسب ٹوٹ جائے گا (اور اس شادی سے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سسرالی رشتہ حاصل ہو گیا ہے' اس لئے مبارکباد دو)۔ (ایضاً 488/2)

☆.....صاحب احیاء نے لکھا ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو رہے تھے اور یوں کہہ رہے تھے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان' ایک کھجور کا تنا جس پر سہارا لگا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر بننے سے پہلے خطبہ پڑھا کرتے تھے پھر جب منبر بن گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تشریف لے گئے تو وہ کھجور کا تنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق سے رونے لگا۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس پر رکھا جس سے اس کو سکون ہوا۔ (یہ حدیث شریف کا مشہور قصہ ہے) یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں رونے کی

Scanned with CamScanner

زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس تنے کے (امت اپنے سکون کے لئے توجہ کی زیادہ محتاج ہے) یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عالی مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس قدر اونچا ہوا کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۔

''جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔''

حضرت عمر عظمت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) بیان کرتے ہیں

یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنی اونچی ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ سے پہلے معافی کی اطلاع فرادی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ ۔

''اللہ تعالیٰ معاف کرے تم نے ان منافقوں کو جانے کی اجازت دی ہی کیوں۔''

یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علو شان اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ زمانہ کے اعتبار سے آخر میں آئے لیکن انبیاء کی میثاق میں آپ کو سب سے پہلے ذکر کیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِيْمَ ۔

یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ حال ہے کہ کافر جہنم میں پڑے ہوئے اس کی تمنا کریں گے کہ کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے اور کہیں گے:

يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۔

یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر

قربان۔ اگر حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ جل شانہٗ نے یہ معجزہ عطا فرمایا ہے کہ پتھر سے نہریں نکال دیں تو یہ اس سے زیادہ عجیب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی جاری کر دیا۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ مشہور ہے) یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کہ اگر حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا ان کے صبح کے وقت میں ایک مہینہ کا راستہ طے کرادے اور شام کے وقت میں ایک مہینہ کا طے کرادے تو یہ اس سے زیادہ عجیب نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا براق رات کے وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتویں آسمان سے بھی پرے لے جائے اور صبح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ واپس آجائیں۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ ۔

شانِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اللہ تعالیٰ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان اگر حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ عطا فرمایا کہ وہ مردوں کو زندہ فرمادیں تو یہ اس سے زیادہ عجیب نہیں کہ ایک بکری جس کے گوشت کے ٹکڑے آگ میں بھون دیئے گئے ہوں، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نہ کھائیں اس لئے کہ مجھ میں زہر ملایا گیا ہے۔ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان۔ حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے قوم کے لئے ارشاد فرمایا:

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۔

''اے رب! کافروں میں سے زمین پر بسنے والا کوئی نہ چھوڑ۔''

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے لئے بددعا کردیتے تو ہم میں سے ایک بھی باقی نہ رہتا۔ بے شک کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک کو روندا (کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں سجدہ میں تھے) آپ صلی اللہ غلیہ وسلم کی پشت مبارک

Scanned with CamScanner

پر اونٹ کا بچہ دان (اوجھڑی کو) رکھ دیا تھا اور غزوۂ احد میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو خون آلود کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک کو شہید کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے بددعا کے یوں ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ .

"اے اللہ! میری قوم کو معاف فرما کہ یہ لوگ جانتے نہیں (جاہل ہیں)۔"

سرورِ انبیاء تیری کیا بات ہے

یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کے بہت تھوڑے سے حصے میں (کہ نبوت کے بعد تیئس ہی سال ملے) اتنا بڑا مجمع آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا کہ حضرت نوح علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طویل عمر (ایک ہزار برس) میں اتنے آدمی مسلمان نہ ہوئے (کہ حجۃ الوداع میں ایک لاکھ چوبیس ہزار تو صحابہ رضی اللہ عنہم تھے اور جو لوگ غائبانہ مسلمان ہوئے' حاضر نہ ہو سکے ان کی تعداد تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور حدیث شریف عرضت علی الامم میں ہے: رایت سوادًا کثیرًا سدا الافق .

"کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اتنی کثیر مقدار میں دیکھا کہ جس نے سارے جہاں کو گھیر رکھا تھا۔"

اور حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان والے بہت تھوڑے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے: وما آمن معه الا قليل .

یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہم جنسوں ہی کے ساتھ نشست و برخواست فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس کبھی نہ بیٹھتے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح نہ کرتے مگر اپنے ہی ہم مرتبہ سے تو ہم میں سے کسی (کی اولاد) کے ساتھ بھی آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کا نکاح نہ ہو سکتا تھا۔ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ کھانا نہ کھلاتے مگر اپنے ہمسروں کو تو ہم میں سے کسی کو اپنے ساتھ کھانا نہ کھلاتے۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنے ساتھ بٹھایا' ہماری عورتوں سے نکاح کیا' ہمیں اپنے ساتھ کھانا کھلایا۔ بالوں کے کپڑے پہنے (عربی) گدھے پر سواری فرمائی اور اپنے پیچھے دوسرے کو بٹھایا اور زمین پر (دستر خوان بچھا کر) کھانا کھایا اور کھانے کے بعد اپنی انگلیوں کو (زبان سے) چاٹا اور یہ سب امور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضع کے طور پر اختیار فرمائے۔ صلی الله عليك وسلم۔ اللہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے۔

(فضائل درود شریف 116)

اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

نبی علیہ السلام کے سامنے ایک مرتبہ ایک یہودی اور منافق کا مقدمہ پیش ہوا۔ یہودی چونکہ حق پر تھا لہٰذا نبی علیہ السلام نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ منافق نے سوچا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہودیوں پر سخت گیر ہیں' ذرا ان سے بھی فیصلہ کروالیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام پہلے فیصلہ دے چکے ہیں اور یہ منافق اپنے حق میں فیصلہ کروانے کی نیت سے میرے پاس آیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے تلوار لائے اور منافق کی گردن اڑا دی۔ پھر کہا' جو نبی علیہ السلام کے فیصلے کو نہیں مانتا' عمر رضی اللہ عنہ اس کا فیصلہ اسی طرح کرتا ہے۔ (تاریخ الخلفا ص 88)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ایک روز خواب میں جنت کی سیر کی تو میں نے ایک عورت کو ایک محل کے قریب وضو کرتے دیکھا تو میں نے پوچھا' یہ محل کس کا ہے؟ اس نے کہا (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کا۔ (میں نے داخل ہونے کا ارادہ کیا) لیکن تمہاری غیرت یاد آ گئی اس لئے میں واپس لوٹ آیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کی: یارسول

Scanned with CamScanner

اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا غیرت' میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں۔ (رواہ ابن ماجہ' ص ۱۱)

☆......حضرت نافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عشاء کے وقت مسجد نبوی میں موجود تھے۔ اچانک کسی شخص کے ہنسنے کی آواز آئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے بلا کر پوچھا' تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں قبیلہ بنی ثقیف سے ہوں۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا' کس شہر کے رہنے والے ہو؟ اس نے کہا: میں طائف کا رہنے والا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔ یاد رکھو اس مسجد میں آوازیں بلند نہیں کی جاتیں۔ (وفاء الوفاء)

حضور سے کیا ہوا عہد پورا کر دیا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو بلاؤ۔ میں نے کہا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں' میں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ جب وہ آ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا' ذرا ایک طرف ہٹ جاؤ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کان میں بات کرنی شروع کر دی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ بدل رہا تھا۔ جب یوم الدار آیا (جس دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا) اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں محصور ہو گئے تو ہم نے کہا: اے امیر المومنین! کیا آپ رضی اللہ عنہ (باغیوں سے) جنگ نہیں کریں گے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا' میں اس عہد پر پکا رہوں گا' جما رہوں گا۔ (حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم 503/2)

(20)

والدہ کی شفقت ومعافی کا ثمر

بیان کیا گیا ہے کہ جان کنی کے وقت ایک شخص کی زبان سے کلمہ شہادت ادا نہ ہو سکا' اس کی اطلاع پانے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے پاس جا کر لوگوں سے معلوم کیا کہ: "یہ شخص نماز روزہ کا بھی پابند رہا ہے؟" لوگوں نے عرض کیا: یہ نماز بھی پڑھا کرتا تھا اور روزے بھی رکھتا تھا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: "اس نے کبھی اپنی والدہ کی نافرمانی تو نہیں کی؟" عرض کیا گیا: ایک مرتبہ ایسا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی والدہ کو بلا کر ارشاد فرمایا: "تو اپنے بچے کی خطا معاف کر دے!" مگر اس کی والدہ نے اس کی خطا معاف کرنے سے انکار کر دیا' کیونکہ اس شخص نے ایک موقع پر اس مصیبت زدہ ماں کی آنکھ پھوڑ ڈالی تھی' اس لئے اس نے اپنے لڑکے کا قصور معاف نہیں کیا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب یہ عورت اپنے لڑکے کا قصور معاف نہیں کرتی تو تم لوگ لکڑیوں کا ایک انبار جمع کر کے اس میں آگ لگا دو۔" یہ سن کر اس کی والدہ نے معلوم کیا: "آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لکڑیوں' میں آگ لگا کر کیا کرو گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میں ایسے شخص کو جس کی والدہ اس سے اس قدر ناراض ہے' اس دہکتی آگ میں جھونکوں گا۔" اس عورت نے عرض کیا: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم! بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب وہ میرے پیٹ سے پیدا ہوا ہے' نو مہینے میں نے اس کو پیٹ میں رکھا اور دو سال دودھ پلایا تو میری مادری شفقت کیونکر گوارا کرے گی کہ میں اس کو جلتا ہوا دیکھ لوں' میں نے اس کی خطا معاف کر دی۔ اماں کی زبان سے معافی کا لفظ نکلنا تھا کہ خدا کی قدرت سے اس شخص کی زبان سے "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" جاری ہو گیا۔

(خیر المونس)

Scanned with CamScanner

(21)

ابلیس لعین کی قسم

حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ابلیس کو ملعون کیا گیا تو اس نے قیامت تک زندہ رہنے کی مہلت کا سوال کیا تو اس کو مہلت دے دی گئی پس ابلیس نے کہا: تیری عزت کی قسم میں اس وقت تک تیرے بندے کے سینے سے نہیں نکلوں گا جب تک کہ اس کی ورح نہ نکل جائے گی اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم جب تک میرا بندہ زندہ رہے گا میں توبہ کو اس سے محجوب نہ فرماؤں گا' بندوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت وشفقت تو دیکھو تا کہ گناہ کے بعد بھی وہ اپنے بندوں کو مؤمن کے نام سے خطاب فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے: (تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ) ''اے ایمان والو! تم سب اللہ کی طرف توبہ کروتا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

اور بعد از توبہ ان کو محبوب رکھتا ہے فرمایا ہے:

(اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ)

''بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں کو محبوب رکھتا ہے۔''

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے عرض کیا: میں نے ایک گناہ کیا ہے۔ حضرت علی نے اس سے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو اور پھر نہ کرنا' اس نے عرض کیا: میں نے توبہ کی اور پھر گناہ کیا ہے فرمایا پھر توبہ کرو اور گناہ کا اعادہ نہ کرنا' اس نے عرض کیا کب تک؟ آپ نے فرمایا اتنے تک کہ شیطان تھک جائے۔

اور رب العالمین کی رحمت

حضرت مجاہد قرآنی آیت: (اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ) ''جو لوگ جہالت کی وجہ سے گناہ کرتے ہیں ان کی توبہ کی قبولیت اللہ کے ذمہ ہے'' کے تحت فرماتے ہیں: جہالت سے مراد عمداً گناہ کرنا ہے اور آیت کا دوسرا حصہ ''پھر وہ قریبی وقت میں توبہ کرتے ہیں'' میں موت سے پہلے کا ہر لمحہ قریب ہی کہلاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا: جب بندہ گناہ کر کے عرض کرتا ہے کہ میرے رب! میں نے گناہ کیا ہے مجھے بخش دے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے گناہ کا عمل کیا ہے اور وہ جانتا ہے کہ میں ہی اس کا رب ہوں جو اس کی مغفرت بھی فرماتا ہوں اور پکڑتا بھی ہوں۔ پس تحقیق میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور یہ سب کرم ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ورنہ سابقہ امتوں میں تو یہ تھا کہ جب وہ گناہ کرتے تو ان پر حلال کو حرام کر دیا جاتا تھا یا گنہگار کے دروازے پر یا اس کے جسم پر لکھ دیا جاتا تھا کہ فلاں بن فلاں نے یہ گناہ کیا ہے اور یہ اس کی توبہ ہے مگر اس امت پر یہ بات آسان کر دی گئی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا)

''اور وہ شخص جو برا عمل کرتا ہے یا اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے پھر وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔''

لہٰذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ صبح وشام اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا رہے۔

(تنبیہ الغافلین)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(22) -

اولیاء اللہ کو خواب میں دیکھنا

صالحین میں سے ایک شخص نے ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہا اللہ تعالیٰ نے میری روح کو باب الشمس کے پاس جگہ عطا کی۔ سائل نے پوچھا: باب الشمس کیا ہے؟ فرمایا: وہ جگہ جسے اللہ تعالیٰ نے عرش کے بالمقابل پیدا کیا تا کہ اس میں اس کے ولیوں کی روحیں ٹھہریں اور ہر دن اس ذات کی ستر بار زیارت کریں۔

☆.....نیکوں میں سے ایک کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں ایک جگہ دستر خوان بچھا ہے اور اس کے وسط میں نور کا درخت ہے جس کے اردگرد بارہ ہزار فرشتے کمربستہ کھڑے ہیں اور دستر خوان کے پاس ایک سرخ یاقوت کی کرسی ہے میں نے دیکھا کہ سبز لباس پہنے ایک شخص اس پر بیٹھا ہے دستر خوان سے کھانا کھا رہا ہے پس میں نے پوچھا: یہ کون شخص ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور یہ بارہ ہزار فرشتے اپنے رب کا پیغام پہنچاتے ہیں اور دنیا میں اللہ کی رضا کے لئے نفسانی خواہشوں کو چھوڑنے والے کو کہتے ہیں: اللہ کی دعوت سے بلا روک جو چاہے کھا۔ پھر میں دوسری جگہ گیا وہاں ایک شخص کو دیکھا جو کھڑا آسمان کی طرف دیکھتا ہے کھانے کی طرف کچھ توجہ نہیں کرتا میں نے پوچھا یہ کون شخص کھڑا آسمان کی جانب دیکھتا ہے کچھ کھاتا پیتا نہیں مجھے کہا گیا یہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ ہے جو اللہ کے جلال کی زیارت کے شوق میں مست ہے اس کی زیارت کے سوا کسی چیز کا طالب نہیں۔

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

ایک نیک صالحہ عورت کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جلوہ گر دیکھا کہ ایک شخص آپ کے دائیں اور دوسرا بائیں بیٹھا ہے کچھ دیر بعد ایک اور شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے جگہ دی تا کہ وہ بیٹھ جائے تو جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب بیٹھا تھا اس نے اسے بیٹھنے سے روک دیا پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے بلا کر اپنی گود مبارک میں بیٹھا لیا پھر اسے اپنے سینہ مبارک سے ملا لیا میں نے دیکھا کہ میمون بن مہران رضی اللہ عنہ پاس کھڑے ہیں میں نے ان سے پوچھا: یہ حضرات کون ہیں؟ انہوں نے کہا: درمیان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہیں اور دائیں طرف ابوبکر صدیق اور بائیں طرف عمر بن خطاب اور وہ جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گود میں بٹھایا ہے وہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

☆.....حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا: اے یحییٰ بن معاذ تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا فرمایا مجھ سے پوچھا گیا: اے یحییٰ بن معاذ تو دنیا میں گیا اور کیا نیک عمل لایا میں نے کہا میں دنیا کی قید سے چھوٹا ہوں تو قیدی قید سے اپنے ساتھ کیا لاتا ہے۔ یہی کہ لمبے لمبے بال اور جوئیں اور قرض کا بوجھ پھر دنیا میں جو اسے دیکھتا ہے رحم کھاتا اور اے مولا میں تیرا عاجز بندہ ہوں اور دنیا کی قید سے بے سروسامان آیا اور اے بہت مہربان تیری رحمت کی امید لے کر آیا ہوں پھر ندا آئی: اے یحییٰ بن معاذ مجھ سے بڑھ کر کوئی رحم کرنے والا نہیں اور نہ مجھ سے زیادہ کوئی ان پر عطا کرنے والا ہے جاؤ میں نے تجھے بخش دیا اور اپنی رحمت سے تجھے جنت عطا کر دی۔

☆.....بشار بن غالب کا بیان ہے کہ میں رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے وصال کے بعد ہر رات ان کے لئے دعا و ثواب کرتا تھا ایک رات خواب میں ان کو دیکھا پس انہوں نے کہا: اے بشار ہر رات تیرا ہدیہ مجھے پہنچتا ہے پھر کہا جو صدقہ اور ایصال ثواب کوئی فوت شدگان کو بخشتا ہے اللہ اسے قبول کرتا ہے پھر فرشتوں سے فرماتا ہے اس کا ثواب نوری طباق

Scanned with CamScanner

میں ڈال کر نوری کپڑے سے ڈھانپ دو پھر اٹھا کر قبر کے پاس لے جاؤ پھر اس کی قبر کے پاس کہا جاتا ہے اے فلاں فلاں کے بیٹے یہ تحفہ تجھے فلاں فلاں کے بیٹے نے بھیجا ہے۔

☆......صالحین میں سے ایک کا بیان ہے کہ میں ایک بار سمندر میں کشتی پر سوار تھا کہ سخت طوفان سے کشتی ڈوب گئی بفضل خدا سب بچ گئے مگر ایک جوان ڈوب گیا پس میں نے ایک رات اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا: اے جوان اللہ نے تجھ سے کیا معاملہ کیا کہا جب میں ڈوبا تو قدرت خدا سے مقام شمسین میں جا نکلا میں نے پوچھا مقام شمسین کیا ہے اس نے کہا شمسین وہ جو سوائے سمندر کے شہیدوں کے کوئی نہیں پاتا۔

دنیا میں اذان دینے والے کی شان

موسیٰ بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ ایک بار میرے پاس خراسان کا ایک بزرگ آیا اور پوچھا: تم شداد موذن کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: تیری اس سے کیا غرض ہے؟ بولا: ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ جنت کی سیر کرتا ہوں اچانک اذان کی آواز سنی تو پوچھا: یہ اذان کی آواز کہاں سے آتی ہے؟ مجھے کہا گیا کہ یہ آواز شداد موذن کی ہے جب وہ دنیا میں اذان دیتا ہے تو اس کی آواز جنت میں سنائی دیتی ہے۔

☆......ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں خواب میں نے بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے وصال کے بعد دیکھا اور کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ کہا جو اس کے فضل و کرم کے لائق ہے میں نے ان کی آستین کسی چیز سے بھری دیکھی تو پوچھا: آپ کی آستین کس سے بھری ہے کہا: گزشتہ رات امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو ایک طباق سونے اور یاقوت سے بھرا ہوا دیا اور فرمایا: ان کے چہرے پر بکھیریں اور مجھے بھی ساتھ جانے کا فرمایا پس بکھیرے ہوئے ذرات میں اٹھاتا رہا جس سے میری آستین بھر گئی پھر میں نے کہا یحییٰ رازی اور احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہما کا حال سناؤ کہا ابھی میں ان کے پاس سے آرہا ہوں اللہ نے اپنے خاص کرم سے ان دونوں کو اپنے عرش کے نیچے جگہ دی جہاں وہ اس کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔

حضرت علی اور امیر معاویہ کا معاملہ

امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا آپ اس طرح جلوہ گر ہیں کہ آپ کے یار ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ساتھ مؤدب بیٹھے ہیں میں بھی سلام کہہ کر پاس بیٹھ گیا کچھ دیر بعد حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بھی وہاں حاضر ہوئے پھر تھوڑی دیر بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وہاں آ کر بیٹھے پھر حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ اٹھ کر چل دیئے اور کہا رب کعبہ نے خوب فیصلہ کیا پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اٹھ کر چل دیئے اور کہا رب کعبہ نے مجھے معاف کر دیا۔

☆......حضرت علی مرافقی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک میرا دوست تھا جو کہ عرصہ سے فوت ہو چکا تھا میں ایک رات بیٹھا سوچتا رہا کہ عرصہ دراز ہوا دوست فوت ہوئے کو اور ابھی تک اس کی قبر پر فاتحہ تک نہ پڑھی پھر میں اس کی قبر پر آیا اور نماز پڑھ کر اس کے لئے دعا کی جب دعا سے فارغ ہوا تو مجھ پر نیند نے غلبہ کیا پس میں سو گیا خواب میں دیکھا کہ فرشتے اسے سخت عذاب دے رہے ہیں۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا: اے دوست یہ کیا حال ہے جو میں دیکھتا ہوں؟ بولا جب سے مرا ہوں یہی حال ہے سخت عذاب میں ہوں میں اس ہولناک منظر سے بہت ڈرا اور غمناک ہو کر گھر لوٹا تین دن ہوئے تھے کہ پھر اسے خواب میں دیکھا کہ ستر لباس نوری پہنے سر پر نوری تاج رکھے ہوئے پس میں نے اسے کہا پہلے تو میں نے تجھے عذاب میں دیکھا تھا بولا اے دوست کیا پوچھتے ہو ایک قافلہ مصر کا گزرا ان میں سے ایک شخص نے تعوذ و تسمیہ کے ساتھ سورۂ اخلاص قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کو پڑھ کر کہا: اے اللہ تجھے گواہ کر کے جو کچھ پڑھا اس کا ثواب فوت شدگان کو دیتا ہوں پھر وہ ثواب اللہ کی بارگاہ میں فوت شدگان کو تقسیم ہو کر جو میرے حصہ میں آیا اس کی وجہ سے عذاب سے میری نجات ہوگئی اور یہ عزت و کرامت اس کی رحمت سے ملی۔

(حکایت الصالحین)

Scanned with CamScanner

(23)

سنت پر عمل کی برکت

حضرت سیّدنا ابوالقاسم ھبۃ اللہ بن حسن بن منصور طبری، رازی شافعی لالکائی جن کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حافظ الحدیث اور مفتی وقت تھے۔ فقہ شافعی شیخ ابو حامد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اور مذہب شافعی میں اپنے ہمسروں سے فوقیت لے گئے۔ ’’دینور‘‘ میں رمضان المبارک کے مہینے میں 418ھ بمطابق 1027ء کو حالت جوانی میں اس فانی دنیا سے پردہ فرمایا۔

حضرت سیّدنا امام ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں: حضرت سیّدنا علی بن حسین بن جداء عکبری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ’’میں نے حضرت سیّدنا ھبۃ اللہ طبری رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: ’’مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟‘‘ جواب دیا: ’’اللہ عزوجل نے میری مغفرت فرمادی۔‘‘ عرض کی: ’’کس سبب سے؟‘‘ انہوں نے رازدارانہ انداز میں کہا: ’’سنت پر عمل کی برکت سے۔‘‘

(سیر اعلام النبلاء، الرقم: 3788 اللالکائی (ھبۃ اللہ بن الحسن)، ج13)

❀❀❀

(24)

مقامِ تسلیم و رضا

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں: مومن کو لائق ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر کسی معاملہ میں بھی اعتراض نہ کرے ظاہری طور پر نہ باطنی طور پر، اور نہ اس کے افعال کی علتیں اور وجوہات تلاش کرے جیسا کہ متکلمین نے سنن سے اعراض کیا اور اپنی رائے کو مقدم رکھا اور ان کا گھاٹ صاف نہ رہ سکا مگر جب اسے استعمال کیا تو احادیث اس کے خلاف آنے لگیں بس صحیح اور درست یہ بات ہے کہ جہاں ممکن ہو علت تلاش کرے ورنہ تسلیم اختیار کرے یہی حال اللہ تعالیٰ سے سوال اور دعا کا ہے کہ جب مومن کوئی دعا مانگے اور قبولیت نہ دیکھے تو تسلیم اختیار کرے اور قبولیت نہ ہونے کی کوئی تاویل کرے مثلاً یوں کہے ممکن ہے نہ قبول ہونا میرے لئے بہتر ہو، ہوسکتا ہے میرا کوئی گناہ رکاوٹ بن گیا ہو، ہوسکتا ہے کسی بہتری کی وجہ سے تاخیر ہوئی ہو۔ ممکن ہے یہ دعا ہی مصلحت کے خلاف ہو اور بالفرض کوئی تاویل بھی نہ کرسکے پھر بھی کسی قسم کا اعتراض دل میں نہ آنا چاہئے بلکہ یہ سمجھے کہ میں نے دعا کے ذریعہ وظیفہ بندگی ادا کیا ہے انعام فرمادے تو ان کا فضل ہے قبول نہ ہو تو مالک ہے جو چاہے کرے علاوہ ازیں یہ ہے کہ اکثر و بیشتر دعائیں دنیاوی اغراض سے متعلق ہوتی ہیں کہ جن کو رد کرنا ہی مصلحت ہوتا ہے بس عاقل کے پیش نظر حق پر قائم رہنا اور اس کی تدبیر پر راضی رہنا ہے کو طبعاً پسند نہ ہو پھر جب تو ادھر متوجہ ہوگا وہ تیری اصلاح پر توجہ فرمائے گا اور جب تو جانتا ہے کہ وہ کریم ہے تو اس کے (دربار) ساتھ چمٹ جا سوال نہ کر اور جب تو اس کی طاعات پر جم جائے گا تو محال ہے کہ کرنے والا

محنت واخلاص سے عمل کرے اور پھر اسے اجرت نہ ملے۔

شر سے حفاظت ہی عافیت کا سبب ہے

واللہ میں جنت میں داخل ہونے کا خیال کرتا ہوں اور ابد تک وہیں مقیم رہنے کا جہاں بیماری نہیں، تھوکنا نہیں، نیند نہیں اور نہ ہی کوئی آفت بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کی صحت خواہشات کے حصول کا تسلسل جن میں کوئی نقص یا بدمزگی نہیں لمحہ بہ لمحہ پیدا ہونے والی نعمتیں اور اتنی کہ کوئی انتہا نہیں تو میں بے قابو ہوا جاتا ہوں اور طبیعت ان کی تصدیق کرنے سے رکنے تک آ جاتی، اگر شریعت ان کی ضامن نہ ہوتی اور معلوم ہی ہے کہ یہ مراتب و منازل یہاں پر جدوجہد کرنے کے بقدر حاصل ہوں گے اور تعجب اس شخص پر ہے جو یہاں پر ملنے والے ایک لمحہ کو بھی ضائع کرتا ہے جب کہ ایک بار سبحان اللہ کہنا اس کے لئے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگوانا ہے جس کا سایہ ختم ہوتا ہے نہ پھل، اے اس نعمت کے نہ ملنے کا خوف رکھنے والے اپنے دل کو امید کے ذریعہ قوی کر دو اور اے ذکر موت سے گھبرانے والے اس عافیت پر نظر لگاؤ جو تلخ گھونٹ کے بعد ملنے والی ہے اس لئے کہ خروج روح کے وقت بلکہ اس سے بھی پہلے جنت کی منازل ان کے مکینوں کو دکھادی جاتی ہیں جس سے ان کا سفر اپنی منزل کی لذت کے شوق میں آسان ہو جاتا ہے پھر روحیں پرندوں کے پوٹوں میں جنت کے درختوں پر رہتی ہیں بس تمام مصائب و آفات عمر کے دن میں ہیں اور عمر کا سورج زرد ہو چکا ہے لہٰذا غروب سے پہلے پہلے جلدی کرلو جبکہ اس راستہ میں کوئی معین و رفیق نہیں ہاں فکر اور عقل جب مل بیٹھیں اور انجام پر سوچیں، اس مجلس سے فارغ ہو کر محنت کرنے والوں کے حالات پر نظر کریں کہ اس سے مختلف فضائل میں غور کرنے کا فائدہ حاصل ہوگا اور توفیق بعد کی بات ہے اور اللہ تعالیٰ کسی کام کے لئے جب تیرا ارادہ کر لے تو تجھے اس کے لئے تیار بھی کرے گا اور ان لوگوں کی مجلس جن کے پاس دنیا کے سوا کوئی خیر نہیں ہے یہ فہم وعقل کی بیماریوں کے بڑے اسباب میں سے ہے اور شر سے علیحدہ رہنے میں حفاظت ہے اور حفاظت عافیت کا سبب ہے۔ (صید الخاطر)

(25)

قیامت ہے کہ بے غیرت کو شرم اب بھی نہیں آتی

سلطان الواعظین حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر احمد کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: 1954ء میں، میں ٹرانسپورٹ کے ذریعے حج کے لئے گیا تھا۔ ہمارا قافلہ جب تہران پہنچا تو وہاں جا کر معلوم ہوا کہ شہر بھر کی ہر دکان پر فارسی زبان کا بورڈ لگا ہوا ہے۔ انگریزی کا کہیں نشان تک نہ پایا، دکانوں کے بورڈ اس قسم کے تھے۔

مٹھائی کی دکان کا بورڈ ''شیریں سازی''۔ دانت بنانے والی دکان کا بورڈ ''دندان سازی''۔ درزی کی دکان کا بورڈ ''درزنگی''۔ حجام کا بورڈ ''آرائش گاہ''۔ جوتے کی دکان ''پاپوش گاہ''۔ ہوٹل کا بورڈ ''مہمان خانہ''۔ سائیکل کی مرمت کی دکان کا بورڈ ملاحظہ فرمائیے ''دوچرخہ سازی''۔ ہسپتال کو ''بیمارستان''۔ اور ورکشاپ کو ''ہنرستان'' لکھا ہوا دیکھا۔ تھوک اور پرچون کے بیوپاریوں کے بورڈ دیکھے۔ خرید وفروخت کلی و جزئی، جزئی سے مراد پرچون اور کلی سے مراد تھوک، کوٹھیوں اور دفتروں کے دروازوں پر ہمارے یہاں جو انگریزی حرف ''ان'' اور ''آوٹ'' لکھے ہوتے ہیں۔ وہاں ان کی بجائے ''ورود'' و ''خروج'' عربی الفاظ مستعمل ہیں۔ لاریوں کے چلنے کا وقت ''ساعت حرکت'' مسافر خانے پر ''آرام گاہ'' وغیرہ عربی و فارسی الفاظ لکھے ہوتے ہیں۔ گویا ایران سے انگریزی زبان کو کلیتہً ایران سے نکال دیا ہے۔

غرضیکہ ہر قوم وملت کو اپنی بقا وعزت کے لئے اپنی تہذیب اور اپنی زبان اپنانی چاہئے اسی سے اپنا قومی تشخص باقی رہتا ہے۔ افسوس کہ ہمارے پاکستان سے انگریز تو

چلے گئے مگر تا حال انگریزیت نہیں گئی۔ ہماری دکانوں کے بورڈ زیادہ تر انگلش زبان میں ہوتے ہیں۔ اگر کسی بورڈ پر اردو لفظ بھی ہیں تو انگریزی حروف کے نیچے اور پھر ہر شخص جو اپنے آپ کو جنٹلمین سمجھتا ہے' خواہ مخواہ انگریزی بولنے کو ضروری سمجھتا ہے' موقعہ بے موقع انگریزی' گھر میں انگریزی' اپنے بچوں سے بھی بات انگریزی میں کرے گا اور اردو میں بات کرنے کو آؤٹ آف فیشن سمجھے گا۔ اکبرالہ آبادی نے خوب لکھا ہے۔

بتوں نے کہہ دیا چل ہٹ تجھے ہندی نہیں آتی
مسوں نے کہہ دیا جا تجھ کو انگریزی نہیں آتی
مگر اکبر کہ اب تک مر رہا ہے ان حسینوں پر
قیام ہے کہ بے غیرت کو شرم اب بھی نہیں آتی

(سنی علما کی حکایات)

❀❀❀

(26)

اللہ کی نظر میں دنیا کی قدر و قیمت

انسان حصول دنیا کے لئے بڑے جتن کرتا ہے مگر دنیا پھر بھی اس کے لئے حسرت ہی رہ جاتی ہے حالانکہ انسان کو اپنی آخرت سنوارنا چاہئے۔ اس لئے دنیا میں مگن ہو کر اپنی آخرت کو تباہ کر لینا کوئی عقل مندی نہیں ہے شیطان اپنے مختلف داؤ سے انسان کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اسے نعمت ایمان سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے دنیا سے صرف اسے اتنا ہی تعلق رہے کہ زندگی اعتدال سے گزر جائے۔ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں دنیا کی حقیقت کچھ نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ (الانعام 32)

''اور دنیا کی زندگی نہیں مگر کھیل کود اور بے شک پچھلا گھر بھلا (ہے) ان کے لئے جو ڈرتے ہیں۔'' (کنزالایمان)

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

(ھود: 16-15)

''جو دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتا ہو ہم اس میں ان کا پورا پھل دے دیں گے اور اس میں کمی نہ دیں گے۔ یہ ہیں وہ جن کے لئے آخرت

میں کچھ نہیں مگر آگ' اور اکارت گیا جو کچھ وہاں کرتے تھے اور نابود ہوئے' جوان کے عمل تھے۔'' (کنزالایمان)

ہمارے آقا علیہ السلام کی نگاہ میں

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر اللہ کے نزدیک دنیا کی قدر و قیمت مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو اس میں سے پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ دیا جاتا۔ (جامع ترمذی ج2 ص58)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بکری کے مردہ بچہ پر گزر ہوا جس کا ایک کان چھوٹا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے اس کا کان پکڑ کر ارشاد فرمایا: اس کو ایک درہم کے بدلے کون لینا پسند کرے گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے لینے سے انکار کیا اور عرض کیا ہم اس کو کیوں کر لیں' یہ زندہ بھی ہوتا تو بھی عیب دار ہونے کی وجہ سے ہم صرف نظر کرتے۔ اب مردہ تو لینے کا کوئی مطلب ہی نہیں' تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم جتنا یہ تمہارے نزدیک حقیر ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے کہیں زیادہ حقیر ہے۔ (صحیح مسلم ص407 ج2)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کے متعلقہ چیزیں اور عالم اور دین کا طلب گار اس سے مستثنیٰ ہیں۔

(جامع ترمذی: ص58 ج2)

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم دنیا کی حیثیت آخرت کے مقابلے میں بس اتنی ہے جتنی کہ تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈالے تو دیکھ لے کہ اس انگلی کے ساتھ اس نے کیا کچھ حاصل کیا۔ (جامع ترمذی: ص58 ج2)

جب مسلمان کا مقصود ہی آخرت ہے تو دنیا کے پیچھے لگ کر اپنی آخرت کو برباد کر لینا کون سی دانشمندی ہے مگر ستم بالائے ستم یہ ہے کہ انسان ٹی وی ڈراموں اور فحش ناولوں

وغیرہم کی طرف متوجہ ہو گیا۔ شراب نوشی اور گناہ میں اطمینان تلاش کرنے لگا حالانکہ دل کو سکون تو اللہ تعالیٰ کے پاک ذکر میں' اطاعت الٰہی اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہے۔

حشر تک قائم رہے گی حکمرانی آپ ﷺ کی
دوزخی ٹھہرے گا وہ جس نے نہ مانی آپ ﷺ کی

❀❀❀

(27)

معرفت الٰہیہ کا حصول

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ پر جب عشق حقیقی نے اثر کیا تو سلطنت بلخ سے دل اچاٹ ہوگیا' اور اس جذب کی صورت یہ ہوئی تھی کہ ایک رات بالا خانے پر سو رہے تھے حق تعالیٰ نے چند فرشتوں کو انسان کی صورت میں ان کے پاس بھیجا' حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ ان حضرات کے آنے کی آہٹ پا کر دل میں سوچنے لگے کہ محل شاہی میں رات کے وقت کسی انسان کی ایسی ہمت اور جرأت نہیں ہوسکتی ہے' یہ شاید جن ہیں دریافت فرمایا آپ لوگ کیسے تشریف لائے؟ ان واردین کرام نے فرمایا: ہم لوگ اپنے اونٹوں کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اونٹ بالا خانے پر کیسے جست کر کے آسکتا ہے؟ پس ان واردین غیب نے فرمایا: بے شک اونٹ بالا خانے پر نہیں آسکتا' لیکن تو تخت شاہی پر پھر خدا کی تلاش کیوں کرتا ہے:

فکر آں باشد کہ بکشاید رہے
راہ آں باشد کہ پیش آید شہے

حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اصلی فکر وہ ہے جو راستہ کھول دے اور راستہ اصلی وہ ہے جو شہنشاہ تک پہنچا دے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے سے یہ واردین غیب یہ کہہ کر اسی وقت نظر سے غائب ہوگئے اور ادھر حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر ایک چوٹ لگ گئی اور اللہ کی محبت میں سلطنت' تخت' تاج سب کچھ تج کر دیا۔ (لیل الصالحین)

نمرود کی تربیت کا واقعہ:

مثنوی شریف میں ایک حکایت حق تعالیٰ شانہ کے تصرفات عجیبہ سے متعلق لکھی گئی ہے کہ ایک بار حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا: کسی شخص کی روح قبض کرنے میں تمہارا دل زیادہ مغموم ہوا ہے' عرض کیا: ایک بار ایک کشتی تیز رو دریا میں چل رہی تھی کہ تیرا حکم ہوا کہ اس کشتی کو توڑ دو' میں نے حکم کے مطابق توڑ دی یہاں تک کہ کشتی ریزہ ریزہ ہوگئی' پھر حکم ہوا کہ سب کی جان قبض کر لے بجز ایک عورت اور اس کے بچے کے۔ پھر حکم کے مطابق میں نے سب کی جان قبض کر لی بجز ایک عورت اور اس کے بچے کے پھر یہ دونوں ایک تختے پر رہ گئے اور ہوا نے اس تختے کو جب دریا کے کنارے ڈال دیا تو میں بہت خوش ہوا کہ اب ان دونوں کی خلاصی ہوگئی' پھر تو نے حکم فرمایا: ماں کی جان قبض کر لے اور بچے کو تنہا چھوڑ دے اس حکم کے مطابق جس وقت میں نے بچے کو ماں سے جدا کیا ہے خود تو جانتا ہے کہ مجھ کو کس قدر صدمہ ہوا؟ اس بچے کا غم اب تک میرے خیال میں قائم ہے حق تعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے فرمایا: اب تم اس بچہ کا حال سنو کہ میں نے کس طرح اس کی تربیت فرمائی' میں نے موج کو حکم دیا کہ اس بچے کو ایک ایسے جنگل میں ڈال دے جو نہایت سرسبز و شاداب ہو اور اس میں میوے دار درخت اور آب شریں کے چشمے ہوں میں نے اس بچے کے لئے ہوا کو حکم دیا کہ اس پر آہستہ چل اور خورشید کو حکم دیا کہ اس پر سے مت گزر' ابر کو حکم دیا کہ اس پر بارش مت برسا برق کو حکم دیا کہ اس کی طرف میل مت کرنا' موسم خزاں کو حکم دیا کہ اس چمن سے اعتدال مت سلب کرنا' ایک چیتے نے نیا بچہ جنا تھا میں نے اس کو حکم دیا کہ اس بچے کو دودھ پلا دیا کر میرے حکم سے اس نے اس بچے کو دودھ پلایا یہاں تک کہ یہ بچہ بالغ ہوگیا اور خوب فربہ ہوگیا۔

خدائی دعویٰ کرنے کی وجہ؟

پھر جب اس کے دودھ چھڑانے کا وقت ہوا تو میں نے جنات کو حکم دیا کہ اس بچے کو

Scanned with CamScanner

بولنا اور حکومت کرنا سکھاؤ۔ غرض اس بچے کی میں نے صدہا عنایت اور صدہا کرم کے ساتھ پرورش کی تاکہ وہ میرا لطف بے واسطہ دیکھے اور اس کی ہر استعانت میری طرف سے ہو اور اسباب سے اس کی نظر اٹھ جائے اور یہ میرے الطاف و کرم اس پر حجت بن جائیں اور گمراہ ہونے میں آئندہ کوئی عذر نہ کر سکے کہ میں اسباب پر نظر کرنے کے سبب تیرے انعامات و آیات کی طرف متوجہ نہ ہو سکا، اور کسی برے ساتھی سے اس کو شکایت نہ ہو کہ فلاں یار بد نے مجھے گمراہ کر دیا کیونکہ بلا اسباب عادیہ میری طرف سے براہ راست اس پر صدہا الطاف و عنایات ہوئے ہیں۔ اب کسی عذر کی گنجائش نہ رہی کیونکہ اس نے اپنی بیتی ہوئی پرورش دیکھی ہے کہ میں نے بلا واسطہ اس کی صدہا ناز و نعمت سے تربیت کی ہے۔ مگر اے عزرائیل اب ہماری ان صدہا نعمتوں کا اس بچے نے شکر ادا کیا یہ بھی سن لو وہی بچہ آئندہ نمرود ہو گیا اور میرے خلیل (ابراہیم علیہ السلام) کو آگ میں ڈالنے والا ہو گیا۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کو حق تعالیٰ نے معرفت کا بڑا حصہ عطا فرمایا تھا اس قصے کے بعد حق تعالیٰ کی طرف سے فرماتے ہیں: اگر دوسروں کے لئے ماں باپ حجاب ہو گئے ہوں تو اس نے تو ہم سے براہ راست میری عطایا اور میری ربوبیت کا مشاہدہ کیا تھا واقعی نفس بد بڑا ناشکرا ہے مولانا فرماتے ہیں: غریب اور فاقہ زدہ انسان کبھی خداوندیت کا دعویٰ نہیں کرتا ہے کیونکہ اس کے تکبر کا مادۂ خبیثہ افلاس کی تکلیف سے دبا رہتا ہے۔

(ایضاً)

☆......حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ:

حق تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو جب طویل بیماری میں مبتلا فرمایا تو جسم میں جو کیڑے پڑ گئے تھے ان کی محبت آپ کے دل میں ایسی ڈال دی کہ اولاد کی طرح کیڑوں کو پالتے اگر کوئی کیڑا جسم سے باہر نکلتا تو آپ اس کو پکڑ کر اپنے جسم پر رکھ لیتے، اسی کو حضرت عارف باللہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دادہ من ایوب را مہر پدر
بہر مہمانی کرماں بے ضرر

یعنی میں نے ایوب علیہ السلام کے قلب میں کیڑوں کی مہمانی کے لئے باپ کی سی محبت دی تھی یعنی اولاد کی طرح سے کیڑوں پر ان کی شفقت عطا فرمائی، پھر جب حضرت ایوب علیہ السلام کے ابتلاء اور امتحان کا زمانہ ختم ہوا تو آپ فرمایا کرتے تھے نعمت صحت پر اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہوں۔ لیکن حق تعالیٰ کی اس مزاج پرسی کی لذت یاد آتی ہے جو صبح و شام دریافت حال فرمانے کے لئے ارشاد فرماتا تھا: اے ایوب مزاج کیسا ہے؟ صبح کی ہم کلامی شام تک ایک خاص حالت سکر میں رکھتی تھی اور شام کی ہمکلامی صبح تک اسی کیف میں مستغرق رکھتی تھی، اب وہ لذت ہمکلامی اور مزاج پرسی کی نہ رہی، اکبر آلہ آبادی نے خوب کہا ہے:

عیادت کو آئے شفا ہو گئی
علالت ہماری دوا ہو گئی
تماشائے مقتل کو آئے جو وہ
تڑپنے کی لذت سوا ہو گئی

(ایضاً)

حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی بیوی کا قصہ:

شیخ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ کی بیوی بڑی تند مزاج تھیں، شیخ کی زندگی کو اپنی بدخلقیوں سے تلخ کر رکھا تھا، ایک بار ایک مرید حضرت شیخ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے شیخ جنگل میں تشریف لے جا چکے تھے، مرید نے دروازے پر آواز دی شیخ کی اہلیہ نے کہا: کیوں آئے ہو؟ مرید نے بصد احترام حضرت شیخ کا نام لیا اور عرض کیا: زیارت کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ بیوی نے شیخ کا نام سنتے ہی سینکڑوں شکائتیں شیخ کی بیان کر کے کہا احمق ہو، کیوں عمر ضائع کرنے کے لئے اتنا طویل سفر کیا، مجھ سے زیادہ شیخ کی

حقیقت سے کون آگاہ ہوسکتا ہے۔ مرید بہت آزردہ خاطر ہوا اور روتا ہوا جنگل کی طرف چل پڑا، دیکھتا ہے کہ وہ مظہر عشق اور محبوب حق شیر پر بیٹھے ہوئے لکڑی کا ایک گٹھا بھی شیر پر لادے ہوئے اور سانپ کا کوڑا ہاتھ میں لئے تشریف لا رہے ہیں، حضرت شیخ نے مرید کی افسردگی سے سمجھ لیا کہ یہ بے چارہ گھر سے ہو کر آیا ہے، آپ نے فرمایا کچھ غم نہ کر حق تعالیٰ نے بیوی ہی کی بدمزاجی پر صبر سے مجھے یہ درجہ عطا فرمایا ہے۔

گر نہ صبرم می کشیدے بار زن
کے کشیدے شیر نر بیگار من

اگر بیوی کا بار میرا صبر نہ کھینچتا تو یہ شیر نر کب میری بیگار اٹھاتا۔ (ایضاً)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ:۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جب غدر کے زمانہ میں عرب ہجرت کر گئے تو وہاں آپ کا کوئی اس وقت شناسا نہ تھا، چالیس روز تک فاقے ہوتے رہے یہاں تک کہ فرض نماز کھڑے ہو کر ادا کرنے کی طاقت نہ باقی رہی ایک روز سجدے میں رو کر عرض کیا: اے اللہ یہ امداد اللہ تجھے چھوڑ کر کسی دوسرے کے در پر سوال نہیں کر سکتا، اسی رات آپ نے خواب میں ایک ہاتف غیبی سے سنا کہ یہ خزانہ کی کنجی لے لو آپ نے عرض کیا میں خزانہ نہیں چاہتا ہوں، بس یہ چاہتا ہوں کہ صرف اللہ کا محتاج رہوں، کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے، اس کے بعد پھر آپ کو کبھی فاقہ کی تکلیف نہ ہوئی اور فتوحات غیبیہ کھل گئیں اور کچھ دن بعد تو جوق در جوق طالبین آنے لگے اور آپ شیخ العرب والعجم ہو گئے لیکن حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اس زمانہ تنگی اور فاقہ زدگی میں حق تعالیٰ کی طرف سے جو انوار اور فیوض اور نفحات کرم قلب پر وارد ہوتے تھے اس لطف کو اب دل ترستا ہے۔ (ایضاً)

اللہ والوں کا اپنی گدڑی میں اطمینان:

اللہ والے اپنے پیوند لگا ہوا لباس اور بوریہ نشینی میں جس چین اور محبت الٰہیہ کی

لذت میں رہتے ہیں، اگر سلاطین کو ان کی اس باطنی لذت کی خبر ہو جائے تو تلواریں لے کر چڑھائی کر دیں، لیکن یہ نعمت تلواروں سے نہیں ملتی ہے، یہ نعمت تو کسی اللہ والے کی جوتی سیدھی کرنے ہی سے ملتی ہے اور وہ اللہ والا اپنی شکستہ حالی میں بزبان حال یہ کہتا ہے:

ما اگر قلاش و گر دیوانہ ایم
مست آں ساقی و آں پیمانہ ایم

اگرچہ ہم قلاش اور دیوانے ہیں لیکن دنیائے مردار کے طالب نہیں ہیں، اس ساقی ازل اور اس پیمانے کے مست ہیں جس نے روز اول اپنے دست کرم سے ہمیں پلایا تھا۔ (ایضاً)

انسان کی خمیر میں حق تعالیٰ کی محبت:

جرعۂ می ریخت ساقی الست
بر سر ایں خاک شد ہر ذرہ مست

اس ساقی ازل نے ایک جرعۂ محبت ارواح پر ڈالا تھا، آج ہر ذرہ اس خاک کا مست اور سرشار ہے، یعنی اس خاکی انسان میں حق تعالیٰ کی محبت وہیں سے رکھ دی گئی تھی، لیکن وہ علائق فانیہ اور رذائل نفسانیہ سے دبی ہوتی ہے، جو لوگ کسی اہل دل یعنی اللہ والے سے اپنی اصلاح نفس کی فکر میں لگ جاتے ہیں، اور اللہ اللہ کرنے لگتے ہیں ان کی وہ چنگاری دبی ہوئی روشن ہونے لگتی ہے، اور محبت کا جو بیج ارواح میں حق تعالیٰ نے ''الست بربکم'' فرما کر بو دیا تھا وہ نشو ونما پانے لگتا ہے، اور رفتہ رفتہ معرفت اور محبت الٰہیہ کے اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جہاں تک اس بندۂ عارف کو پہنچانا علم الٰہی میں تجویز ہوتا ہے۔ معرفت اور محبت کا پھل مجاہدہ پر موقوف ہے۔

برسائیں گے جب خون دل اور خون جگر ہم
دیکھیں گے تب ہی نخل محبت میں ثمر ہم

Scanned with CamScanner

کامیابی تو کام سے ہو گی — نہ کہ حسن کلام سے ہو گی
ذکر کے التزام سے ہو گی — فکر کے اہتمام سے ہو گی

(ایضاً)

واقعہ حضرت ابن فارض رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت ابن فارض رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر بزرگ گزرے ہیں ان کو وصال کے وقت جب جنت دکھائی گئی تو انہوں نے یہ شعر پڑھا:

لو کان منزلتی فی الحب عند کم
ما قد رأیت فقد ضیعت ایامی

اے اللہ اگر میری محبت کا صلہ تیرے نزدیک یہی جنت ہے تو میں نے ایام اپنی زندگی کے ضائع کر دیئے، یعنی میں نے تو لئے سب کچھ کیا تھا، نہ کہ جنت کے لئے پس ایک تجلی خاص حق تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوئی اور روح نکل گئی، یہ بڑے حوصلہ کے لوگ ہوتے ہیں چھوٹوں کا منہ نہیں ہے۔

ناز را روئے بباید ہمچو ورد

یعنی ناز کے لئے گلاب کا سا چہرہ ہونا چاہئے، یہ ایک خاص طبقہ ہے اولیاء اللہ کا جن پر محبت کا حال غالب ہو جاتا ہے اور یہ حال راسخ ہو کر محبت کا مقام بن جاتا ہے۔

بنگر ایشاں را کہ مجنوں گشتہ اند
ہمچو پروانہ بوصلش کشتہ اند

دیکھو ان عشاق کو کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مجنون ہو گئے ہیں اور پروانہ کی مانند تجلیات قرب سے کشتہ ہو رہے ہیں، وصل کا ترجمہ قرب سے اس لئے کیا ہے:

وصل اورا محال می گویند
قرب او دوصال می گویند

ان کے وصل کو محال کہتے ہیں پس ان کے قرب کو وصال سے تعبیر کرتے ہیں۔

وصول الی اللہ سے مراد قرب الی اللہ ہوتا ہے، حضرت سرمد فرماتے ہیں:

سرمد گلہ اختصار می باید کرد
یک کار ازیں دو کار می باید کرد
یا تن رضائے دوست می باید داد
یا قطع نظر زیار می باید کرد

کہ اے سرمد زیادہ شکوۂ محبت بیکار ہے اس کو مختصر کرو اور اب دو کام میں سے ایک کام کر گزرنا چاہئے۔

کامیابی تو کام سے ہو گی
نہ کہ حسن کلام سے ہو گی

یا تو تن کو دوست کی رضا میں قربان کہ دنیا چاہیے یا پھر جان کو تن سے جدا کر دینا چاہئے۔ اسی کو حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دست از طلب ندارم تا کام من بر آمد
یا تن رسد بجاناں یا جان زتن بر آید

یعنی ہاتھ طلب سے نہ روکوں گا، یہاں تک کہ میں کامیاب ہو جاؤں ہاتھ تن محبوب حقیقی تک پہنچ جائے یا جان تن سے نکل جائے۔ (ایضاً)

نظر اور نذر میں فرق:

ایک بزرگ کا واقعہ یاد آیا کہ وہ ایک روز فاقہ سے تھے، چہرہ متغیر ہو رہا تھا ایک شاگرد سبق پڑھنے کے لئے حاضر ہوئے چہرے کا رنگ دیکھ کر سمجھ گئے، عذر کر دیا کہ آج سبق نہ پڑھوں گا اور استاد کے لئے کھانا لینے کے لئے واپس ہوئے، ان بزرگ کے دل میں خیال پیدا ہو گیا کہ یہ میرے لئے کھانا لائے گا، چنانچہ شاگرد جب کھانا لے کر حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا بھائی اس کھانے کو نہ کھاؤں گا، کیونکہ مجھے انتظار نفس ہو گیا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چیز کے لئے بدعا فرمائی ہے، شاگرد بہت فہیم (سمجھدار) تھے

فوراً کھانا لے کر نظروں سے غائب ہو گئے اور چند منٹ کے بعد پھر کھانا لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا حضرت اب تو انتظار ختم ہو گیا' اب کھا لیجئے' آپ نے فرمایا بے شک اب مجھے انتظار نہ رہا تھا' اور کھانا کھا لیا۔

استاد اور شاگرد دونوں ہی اللہ والے تھے' آج کل صحیح خبریں معلوم ہوتی رہتی ہیں کہ لوگ اپنے معتقد کی دکان پر پہنچے اور پوچھنا شروع کیا' بھائی یہ تھان کس حساب سے بکتا ہے۔ اس معتقد نے عرض کیا: حضرت یہ تھان آپ کی نذر ہے' اور ان کی نظر تو پہلے ہی سے اس پر صرف ایک حرف کا فرق تھا ان کی طرف سے نظر میں ظا تھا اور معتقد کی طرف سے نذر میں ذال تھا' یہ نفس کی مکاریاں ہیں یہ باطنی گناہ ہیں اللہ تعالیٰ سینوں کی مخفی باتوں سے باخبر ہے: باخدا تزویر و حیلہ کے روا ست

اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ حیلہ سازی اور مکر جائز نہیں۔ (ایضاً)

❀❀❀

(28)

عثمان ضیائے شمع کمال محمد است

(صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہ)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جن دنوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں محصور تھے' میں ان کی خدمت میں گیا اور میں نے ان سے کہا: آپ رضی اللہ عنہ تمام لوگوں کے امام ہیں اور یہ مصیبت جو آپ رضی اللہ عنہ پر آئی ہے' وہ آپ رضی اللہ عنہ دیکھ رہے ہیں۔ میں آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے تین تجویزیں پیش کرتا ہوں' ان میں سے آپ رضی اللہ عنہ جو چاہیں اختیار فرما لیں۔ یا تو آپ رضی اللہ عنہ گھر سے باہر آ کر ان باغیوں سے جنگ کریں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد اور بہت زیادہ قوت ہے اور پھر آپ رضی اللہ عنہ حق پر ہیں اور یہ باقی لوگ باطل پر ہیں یا آپ رضی اللہ عنہ اپنے اس گھر سے باہر نکلنے کے لئے پیچھے کی طرف ایک نیا دروازہ کھول لیں کیونکہ پرانے دروازے پر تو یہ باغی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور اس نئے دروازے سے (چپکے سے) باہر نکل کر اپنی سواری پر بیٹھ کر مکہ چلے جائیں کیونکہ یہ باغی لوگ مکہ میں آپ رضی اللہ عنہ کا خون بہانا حلال نہیں سمجھیں گے یا پھر آپ رضی اللہ عنہ ملک شام چلے جائیں۔ وہاں شام والے بھی ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (ایک بھی تجویز قبول نہ فرمائی اور) فرمایا: میں گھر سے باہر نکل کر ان باغیوں سے جنگ کروں یہ نہیں ہو سکتا' میں نہیں چاہتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی امت میں سب سے پہلے (مسلمانوں کا) خون بہانے والا میں بنوں۔

Scanned with CamScanner

باقی رہی یہ تجویز کہ میں مکہ چلا جاؤں' وہاں یہ باغی میرا خون بہانا حلال نہیں سمجھیں گے تو میں اسے بھی اختیار نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قریش کا ایک آدمی مکہ میں بے دینی کے پھیلنے کا ذریعہ بنے گا' اس لئے اس پر ساری دنیا کا آدھا عذاب ہوگا۔ میں نہیں چاہتا کہ میں وہ آدمی بنوں اور تیسری تجویز کہ میں ملک شام چلا جاؤں' وہاں شام والے بھی ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں' سو میں اپنے دار ہجرت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔

(حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم 505/2)

نسبت مصطفیٰ کا احترام

حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو بہت سے نئے قانون بنائے' ان میں سے ایک قانون یہ بھی تھا کہ ایک آدمی نے ایک جھگڑے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حقارت آمیز معاملہ کیا۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی پٹائی کی۔ کسی نے اس پر اعتراض کیا تو اس سے فرمایا: کیا یہ ہو سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے چچا کی تعظیم فرمائیں اور میں ان کی تحقیر کی اجازت دے دوں؟ اس آدمی کی اس گستاخی کو جو اچھا سمجھ رہا ہے' وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر رہا ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس نئے قانون کو تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بہت پسند کیا۔ (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے گستاخ کی پٹائی ہوگی) (ایضاً 571/2)

☆......ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کو اپنے گھر کھانے کے لئے مدعو کیا۔ جب نبی علیہ السلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف چلے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سارا راستہ نبی علیہ السلام کے قدم مبارک دیکھتے (اور گنتے) رہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب یہ بات نبی علیہ السلام کو بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ

عنہ سے اس کی وجہ دریافت کی۔ عرض کیا: اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! آج میرے گھر میں اتنی مقدس ہستی آئی ہے کہ میری خوشی کی انتہا نہیں' میں نے نیت کی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جتنے قدم اپنے گھر سے چل کر یہاں آئیں گے' میں اتنے غلام اللہ کے راستے میں آزاد کروں گا۔ (جامع المعجزات)

فطرت او آتش اندوزد زعشق
عالم افروزی بیاموزد زعشق

کاشانۂ نبوت کے لئے خدمات

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی محبت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا سب کچھ خرچ کرنے کو ہر وقت تیار رہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ تکلیف کو دیکھ کر تڑپ جاتے۔ ایک مرتبہ اہل بیت نبوی پر کئی روز فاقہ سے گزر گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو بے چین ہو کر رونے لگے اور اسی وقت کئی بورے اور گندم' آٹا' بکری کا گوشت اور تین صد نقد لے کر حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں پیش کئے اور عرض کیا۔ جب اس قسم کی ضرورت پیش آئے تو عثمان کو یاد کر لیا کریں۔ (کنز ج 2 ص 376' تاریخ اسلام ص 24)

☆......ابن سعد کی روایت میں ہے کہ ابان نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: اے میرے چچازاد بھائی! آپ رضی اللہ عنہ نے بہت تواضع والی شکل وصورت بنا رکھی ہے' ذرا لنگی ٹخنوں سے نیچے لٹکاؤ جیسے کہ آپ کی قوم کا طریقہ ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں' ہمارے آقا اسی طرح آدھی پنڈلیوں تک لنگی باندھتے ہیں۔ ابان نے کہا: اے میرے چچازاد بھائی! بیت اللہ کا طواف کر لو۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تک ہمارے آقا کوئی کام نہ کرلیں اس وقت تک ہم وہ کام نہیں کرتے' ہم تو ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ (اس لئے میں طواف نہیں کروں گا)۔

(حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم 472/2)

(29)

نمرود کی بیٹی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بہو بن گئی

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو نمرود کی ایک کمسن لڑکی نے اصرار کیا کہ مجھے اجازت دی جائے اور میں یہ دیکھ لوں کہ اس آگ میں ابراہیم علیہ السلام کا کیا حال ہوا؟ چنانچہ نمرود نے اجازت دے دی تو اس لڑکی نے ایک بلند مقام سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھڑکتی آگ میں صحیح و سالم دیکھ کر بڑی حیرت سے دریافت کیا: ابراہیم علیہ السلام! آخر یہ شعلہ انگیز آگ آپ کو جلاتی کیوں نہیں؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ: جس کی زبان پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ جاری ہو اور قلب معرفت الٰہی کے نور سے بھرا ہوا اس پر آگ ہرگز اثر نہیں کرتی۔ یہ سن کر اس لڑکی نے عرض کیا: اے ابراہیم علیہ السلام! میں بھی آپ کے پاس آنا چاہتی ہوں، مگر آؤں کس طرح؟ چاروں طرف تو آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا: "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمُ رَسُوْلُ اللّٰهِ" پڑھ کر بے خوف چلی آؤ۔ لڑکی نے یہ پاک کلمہ اپنی زبان سے ادا کیا اور بے خوف ہو کر اس آگ میں کود گئی، خدا کی قدرت سے آگ سرد ہو گئی اور اس لڑکی پر کچھ اثر نہ کیا، لڑکی بالکل صحیح و سالم زندہ رہی جب اس نے اپنے گھر واپس آ کر نمرود کو تمام واقعہ کی خبر دی تو نمرود نے لڑکی سے کہا: بس اسی میں تیری خیریت ہے کہ ابراہیم کے

دین سے باز آ، اور بتوں کی پرستش سے منہ نہ پھیر اور ہر طرح نمرود نے اس کو ڈرایا دھمکایا مگر لڑکی کے دل میں ایمان گھر کر چکا تھا، اس نے نمرود کی ایک نہ مانی، یہ دیکھ کر نمرود نے اسے سخت سزائیں دینی شروع کیں، جب اس کی سختی حد سے گزر گئی تو خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس لڑکی کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچا دیا اور انہوں نے اپنے لڑکے سے اس کا نکاح کر دیا، جس سے اولوالعزم پیغمبر پیدا ہوئے۔

(خیر المونس)

❀❀❀

(30)

نماز گناہوں کو مٹا دیتی ہے

حضرت مجاہد فرماتے ہیں جو صبح و شام توبہ نہیں کرتا وہ ظالموں میں سے ہے اور بندے پر لازم ہے کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے اور پانچ نمازیں باقاعدگی سے ادا کرے بے شک اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازوں کو گناہ کبیرہ کے علاوہ باقی تمام گناہوں کی تطہیر کرنے والی بنایا ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں باغ میں ایک عورت سے ملا اسے میں نے بھینچا، بوس و کنار کیا اور اس سے مباشرت کی البتہ جماع نہیں کیا چند لمحات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے تو اتنے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ) ''اور نماز قائم کرو دن کے دونوں حصوں میں اور رات کے کچھ حصوں میں''۔ یعنی دن کے اول و آخر میں نماز ادا کریں اور یہ نمازیں فجر، ظہر اور عصر ہے اور رات میں مغرب اور عشاء ادا کرو کیونکہ نیکیاں گناہوں کو دھو ڈالتی ہیں یعنی پانچوں نمازیں گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں سوائے کبیرہ گناہوں کے یہ نصیحت ہے، قبول کرنے والوں کے لئے، چنانچہ حضور علیہ السلام نے اس کو بلا کر مذکورہ آیات تلاوت فرمائیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ یہ اسی کے لئے خاص ہے یا سب لوگوں کے لئے عام ہے۔

شیطان کی مایوسی

آپ نے فرمایا یہ سب کے لئے عام ہے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا: ہر بندے پر دو فرشتے ہیں دائیں جانب والا بائیں جانب والے پر حاکم ہے بندہ گناہ کرتا ہے تو بائیں جانب والا دریافت کرتا ہے کیا میں اس کو لکھ لوں حاکم فرشتہ کہتا ہے کہ پانچ گناہوں تک چھوڑ دو جب وہ پانچواں گناہ کرتا ہے تو پھر لکھنے کے لئے پوچھتا ہے، حاکم کہتا ہے ابھی چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ کوئی نیک عمل کرلے، جب وہ نیک عمل کر لیتا ہے تو حاکم فرشتہ کہتا ہے تحقیق ہمیں مطلع کیا گیا ہے کہ ایک نیکی دس کے مساوی ہوتی ہے۔ لہٰذا ہم اس کی پانچ نیکیاں پانچ گناہوں کے عوض مٹا دیتے ہیں اور اس کی بقیہ پانچ نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ فرمایا: اس پر شیطان فریاد کرتے ہوئے کہتا ہے ایسی صورت میں، میں کب اولاد آدم پر قابو پا سکتا ہوں۔ (تنبیہ الغافلین)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(31)

جانور، پتھر اور درختوں کی اطاعت شعاری

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے برادر حقیقی حضرت عقیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی میں سفر کی سعادت حاصل کر رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین معجزے دیکھے ایک یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قضا حاجت محسوس ہوئی اور وہ جگہ چٹیل میدان تھا درخت وجھاڑ کا کوئی نام ونشان نہ تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دور پہاڑ کی طرف دیکھا جس پر دو درخت تھے فرمایا: اے عقیل جاؤ اور ان دو درختوں سے کہو کہ تمہیں اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بلاتا ہے پس میں اس پہاڑ کے پاس گیا اور درختوں سے کہا تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاتے ہیں انہوں نے حرکت کی اور چلتے ہوئے میرے پاس آئے پھر میرے ساتھ چلتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پردے میں رفع حاجت فرمائی پھر فرمایا ان کو کہو کہ اپنی جگہ لوٹ جائیں میں نے انہیں کہا اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتا ہے واپس اپنی جگہ چلے جاؤ میں نے انہیں یہی کہا تو وہ چلے گئے دوسرا معجزہ یہ کہ ہم ایک بستی کے پاس گئے دیکھا کہ لوگ جمع ہیں اور ایک اونٹ کو ذبح کرنا چاہتے ہیں اونٹ نے سر اٹھا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو فرمایا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ مجھ بے قصور کو مارنا چاہتے ہیں مجھے ان سے بچا لیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا اسے کیوں ذبح کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ یہ اونٹ دیوانہ ہو گیا ہے ہمیں رات سوئے ہوؤں کو لاتیں مارتا اور دانتوں

سے کاٹتا ہے۔

نماز عشاء اور خوف خدا

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ سے پوچھا ایسا کیوں کرتے ہو اور دیوانے کیوں ہو عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخدا میں مجنون نہیں ہوں حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ سو جاتے ہیں اور نماز عشاء نہیں پڑھتے۔ میں ڈرتا ہوں کہ مبادا ان پر اللہ کا عذاب اترے اور میں بھی ان کے ساتھ ہلاک ہو جاؤں لہٰذا میں انہیں منہ اور پیروں سے جگاتا ہوں کہ نماز پڑھ لیں غفلت میں نہ سوئے رہیں یہ نادان سمجھتے ہیں کہ میں انہیں مارتا کاٹتا ہوں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا اس بے زبان کو چھوڑ دو اور عشاء ہر رات سونے سے پہلے پڑھا کرو اسے ترک نہ کیا کرو تو یہ ایسا نہیں کرے گا تیسرا یہ کہ مجھے دوران سفر پیاس لگی پس میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پیاس لگی ہے کہیں سے پانی عطا کیجئے فرمایا اس پہاڑ کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ تجھے اللہ کا رسول فرماتا ہے مجھے پینے کو پانی دو میں اس کے پاس گیا اور اسے کہا تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتے ہیں کہ مجھے پینے کو پانی دو پہاڑ زبان حال سے بولا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ یارسول اللہ پہاڑ عرض کرتا ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اتارا بچو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں تب سے میرا پانی ڈر سے خشک ہو گیا ہے ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا ورنہ انکار نہ کرتا اب تو نہ پانی رہا اور نہ سبزہ۔ (حکایات الصالحین)

❀❀❀

(32)

حضرت خطیب بغدادی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام احمد بن علی بن ثابت شافعی بغدادی ہے۔ کنیت ابوبکر اور خطیب بغدادی کے نام سے مشہور ہیں۔ 392ھ کو پیدا ہوئے اور 463ھ کو وصال فرمایا۔ (الاعلام للزرکلی، الخطیب البغدادی، ج1، ص172)

آپ کے والد ابوالحسن حافظ قرآن تھے۔ والد صاحب نے ابوحفص کتانی سے علم حاصل کیا اور بغداد کے علاقے درزیجان کے خطیب تھے۔ حضرت سیّدنا خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار مشہور ائمہ، کثیر تصانیف والے، نمایاں وممتاز حفاظ اور خاتم الحفاظ میں ہوتا ہے۔ ابوعمر بن مہدی، ابوعبداللہ احمد بن محمد بزار، ابوالحسین بن دشران، اور حافظ ابونعیم اصفہانی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ (تاریخ مدینۃ دمشق، الرقم: 16 احمد بن علی، ج5، ص31، تذکرۃ الحفاظ، الرقم: 1015 الخطیب الحافظ الکبیر، ج2، الجزء الثالث، ص1221)

آپ رحمۃ اللہ علیہ شافعی مذہب کے بہت بڑے امام تھے اور فقہ شافعی ابوحسن بن محاملی اور قاضی ابوطیب سے حاصل کی۔ (المرجع السابق، ج2، الجزء الثالث، ص222)

حضرت سیّدنا ابراہیم بن علی فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ حدیث کی معرفت اور حفظ میں حضرت سیّدنا امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے مشابہ ہیں۔'' (تاریخ مدینۃ دمشق، الرقم: 16 احمد بن علی، ج5 ص36)

ابوالحسن ہمدانی بیان کرتے ہیں: ''یہ علم حضرت سیّدنا خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے ساتھ چلا گیا۔'' شجاع ذہلی فرماتے ہیں: ''حضرت سیّدنا خطیب بغدادی

رحمۃ اللہ علیہ امام، مصنف، حافظ الحدیث تھے اور ان کی مثال نہیں ملتی۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب حج کیا تو تین گھونٹ میں آب زمزم پیا اور تین دعائیں کیں۔ پہلی دعا یہ کہ ''میں تاریخ بغداد کو بغداد میں بیان کروں، دوسری یہ کہ جامع منصور میں حدیث املا کراؤں (حدیث لکھواؤں) اور تیسری یہ کہ حضرت سیّدنا بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے برابر میں دفن کیا جاؤں۔'' (تاریخ مدینۃ دمشق، الرقم: 16 احمد بن علی، ج5، ص34)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تینوں دعائیں مقبول ہوئیں۔

وفات کے بعد کی شان

حضرت سیّدنا ابوعلی حسن بن احمد بن حسین بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے شیخ ابوبکر خطیب رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ خوبصورت سفید رنگ کا عمامہ اور سفید لباس پہنے ہشاش بشاش مسکرا رہے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ میرے سوال کرنے پر کہ ''مَا فَعَلَ اللہُ بِکَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' یا پھر انہوں نے خود ہی مجھے بتایا کہ ''اللہ عزوجل نے میری مغفرت فرمادی۔'' یا فرمایا: ''مجھ پر رحم فرمایا اور ہر اس شخص کی مغفرت یا ہر اس شخص پر رحم فرمایا جس نے توحید و رسالت کی گواہی دی۔ پس تم سب خوش ہو جاؤ۔''

(تاریخ مدینۃ دمشق، الرقم: 16 احمد بن علی خطیب بغدادی، ج5، ص40)

☆...... حضرت سیّدنا امام ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ابوالفضل بن خیرون نے بتایا کہ ایک نیک آدمی میرے پاس آئے اور مجھے بتایا کہ میں نے حضرت سیّدنا خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھ کر حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ''انا فی روح و ریحان و جنۃ نعیم یعنی میں راحت و پھول اور چین کے باغ میں ہوں۔''

(فَرَوْحٌ وَّرَیْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِیْمٍ ۝ (پ27، الواقعہ 89) اس آیت مبارکہ میں لفظ ''ریحان'' کے تحت سیّدنا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوالعالیہ نے

Scanned with CamScanner

کہا: مقربین سے جو کوئی دنیا سے مفارقت کرتا ہے اس کے پاس جنت کے پھولوں کی ڈالی لائی جاتی ہے اس کی خوشبو لیتا ہے تب روح قبض ہوتی ہے۔)

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کے ساتھ معاملہ

حضرت سیّدنا امام ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوالحسن محمد بن مرزوق زعفرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فقیہ حضرت سیدنا احسن ابن احمد بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان کیا کہ انہوں نے خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں اس حال میں دیکھا کہ انہوں نے خوبصورت سفید لباس زیب تن کیا ہے، سر پر سفید عمامہ سجا ہے، بہت خوش ہیں اور مسکرا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِكَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' جواب دیا: ''اللہ عزوجل نے مجھے بخش دیا اور مجھ پر رحم فرمایا اور جو بھی اس کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے وہ اس پر رحم فرماتا اور اسے بخش دیتا ہے۔ پس تمہیں خوش خبری ہو۔'' یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے چند دن بعد کی بات ہے۔

(سیر اعلام النبلاء، الرقم: 4210 الخطیب البغدادی، ج 13، ص 600)

❀❀❀

(33)

معرفت کی لذت

ابن جوزی فرماتے ہیں کہ میں نے غم و افکار کا سبب اللہ تعالیٰ سے اعراض اور دنیا کے میلان کو سمجھا ہے بس جونہی دنیا کی کوئی شی حاصل نہ ہوئی غم لاحق ہو گیا البتہ جسے معرفت الٰہی نصیب ہو جاتی ہے وہ راحت پا لیتا ہے اس لئے کہ رضا بالقضاء کی وجہ سے غنی ہو گیا ہے جب مقدر سے کچھ مل جائے راضی ہے اگر دعا مانگنے پر بھی کچھ اثر نہیں دیکھتا تو دل میں کوئی کھٹکا اعتراض کا پیدا نہیں ہوتا کیونکہ وہ مالک تدبیر کا مملوک ہے لہٰذا اس کی نظر تو خالق کی خدمت پر رہی ہے...... اور اسی وجہ سے اس کی صفات میں یہ بھی ہے کہ وہ مال جمع کرنے کو ترجیح نہیں دیتا مخلوق سے راہ و رسم اور خواہشات کی لذتوں میں نہیں پڑتا کیونکہ اگر وہ معرفت بھی ابھی ناقص ہے تو خالص عبادت میں مشغول فانی سے منہ موڑے تاکہ باقی کو حاصل کر لے اور اگر معرفت کا ذوق اسے حاصل ہے تو وہ کائنات سے ہٹ کر مالک کائنات سے وابستہ ہے، تو دیکھے گا کہ اپنی تنہائیوں میں بھی وہ آداب سے آراستہ ہے اس کے ساتھ مناجات سے انس پکڑتا ہے مخلوق کے ساتھ روابط میں وحشت دیکھتا ہے، جو اس کے مقدار میں ہے اس پر راضی ہے، اس کی زندگی اللہ تعالیٰ کی معیت میں یوں ہوتی ہے جیسے ایک محب اپنے محبوب کے ساتھ رہ کر اس کے سوا کسی پر نظر نہیں رکھتا اور کسی غیر کا اہتمام و فکر نہیں کرتا اور جس کو یہ صورت حاصل نہیں وہ ہمیشہ تکدر میں بدمزہ زندگی گزارتا ہے کیونکہ جس دنیا کا وہ طالب ہے اس پر قادر نہیں ہے لہٰذا ہمیشہ حسرتوں میں گھرا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ فاسد ہونے کی وجہ سے آخرت

Scanned with CamScanner

کی بربادی الگ۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں: وہ ہمیں اپنے لائق بنادے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ .(صيد الخاطر)

زندگی کی حقیقت

مزید لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے بارے میں نظر دوڑائی تو ہر طرح سے اپنے آپ کو مفلس پایا اگر زوجہ پر اعتماد کو دیکھوں تو وہ حسب منشاء نہیں اگر شکل وصورت اچھی ہے تو اس کے اخلاق کامل نہیں اور اگر اخلاق کامل ہیں تو وہ اپنی اغراض سامنے رکھتی ہے نہ کہ مجھے بلکہ یوں لگتا ہے کہ میرے کوچ کی منتظر ہے اولاد پر بھروسہ کروں تو وہ بھی اس طرح کی ہے اور میرے خادم اور مرید کا بھی یہی حال ہے اگر انہیں مجھ سے کوئی فائدہ نہ ہو تو میری انہیں کوئی خواہش نہیں اور دوست نام کی تو کوئی چیز ہی نہیں ہے اور اللہ کے نام پر بھائی چارہ عنقاء مغرب ہو چکا ہے اور اہل خیر سے حسن عقیدت رکھنے والے اور ان کی تلاش میں رہنے والے احباب سب رخصت ہو گئے اور میں تنہا رہ گیا ہوں میں نے اپنے نفس میں غور کیا تو اپنے لئے اس میں بھی اخلاص نہیں دیکھا نہ ہی سلامتی کی کسی حالت پر اسے قرار ہے بس خالق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات ہی باقی ہے پھر میں نے دیکھا کہ اس کے انعام پر اعتماد کروں مگر ابتلاء وآزمائش کا خطرہ ہے اس کی عفو ومعافی کی امید کے ساتھ بھی سزا کا زہر موجود ہے۔ ہائے افسوس اطمینان ہے نہ قرار ہائے میرا قلق واضطراب جو اس قلق کی وجہ سے ہے اور ہائے میری سوزش جو اس جلن کی وجہ سے ہے خدا کی قسم جنت کے سوا کہیں زندگی نہیں جہاں پر رضائے مولیٰ کا یقین ہے رفقاء ایسے ہیں جو ایذا رساں ہیں نہ خائن رہی دنیا وہ ان چیزوں کا مقام ہی نہیں۔ (ایضاً)

❀❀❀

(34)

تبلیغ تو ہو جائے گی ناں

علامہ عطاء المصطفیٰ جمیل بن مولانا محمد بشیر کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ناٹنگھم شہر (برطانیہ) میں شیرازی صاحب کے مکان پر بارہ بجے کا کھانا تھا۔ کھانے کی میز پر حاجی عبدالرحیم صاحب دلشاد (ڈربی) اور محمد بشیر صاحب (لیسٹر) کے علاوہ محمد اکبر بھٹی صاحب اور حاجی عبدالرشید صاحب بھی موجود تھے۔ مختلف موضوعات پر باتیں ہوتی رہیں۔ باتوں باتوں میں بھٹی صاحب نے حاجی عبدالرشید صاحب سے پوچھا:

"آجکل کیا کر رہے ہیں حاجی صاحب؟" "بیروزگار ہوں"۔

"ابھی تک کام نہیں مل سکا؟" "کوشش کے باوجود نہیں"۔

"تو آپ فیکٹری پر مقدمہ کر دیجئے"۔

"مقدمہ کا خرچہ کہاں سے آئے گا۔ میں تو پہلے ہی بے روزگار ہوں"۔

"خرچہ ہم مل جل کر برداشت کر لیں گے"۔

"لیکن مقدمہ سے حاصل کچھ بھی نہیں ہوگا"۔ "نہ سہی تبلیغ تو ہو جائے گی"۔

لفظ تبلیغ سنتے ہی مجھے تجسس ہوا۔ میں نے پوچھا: مقدمہ کیسا اور تبلیغ کیسی؟ اس پر حاجی عبدالرشید صاحب نے اپنی داستان بیان کی:

"آج سے چھ ماہ پہلے میں ایک فیکٹری میں ملازم تھا، فیکٹری کا مالک یہودی تھا۔ کام کے دوران ظہر کی نماز فیکٹری ہی میں ادا کیا کرتا تھا۔ ایک دن مالک نے مجھے نماز پڑھتے دیکھ لیا۔ اس نے مجھے نماز پڑھنے سے روکا تو میں نے کہا: یہ میری عبادت ہے۔

Scanned with CamScanner

اس نے مجھے وارننگ دیتے ہوئے کہا: کل تم نے نماز پڑھی تو تمہیں فیکٹری سے نکال دیا جائے گا۔ دوسرے روز میں نماز ظہر سے فارغ ہوا تو مالک نے مجھے فیکٹری سے فارغ کر دیا۔ آج تک بے کار ہوں کوشش تو بہت کی ہے لیکن کام نہیں مل سکا۔''

نماز پڑھنے پہ نوکری ختم

حاجی عبدالرشید صاحب کی باتیں سن کر میں بہت متاثر ہوا۔ ان کی ثابت قدمی کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ حاضرین نے متفقہ فیصلہ کیا کہ فیکٹری کے مالک پر مقدمہ دائر کیا جائے۔ اگر ہم جیت گئے، جس کے امکانات بہت کم ہیں، تو پورے برطانیہ کے مسلمانوں کو فیکٹریوں میں نماز کی سہولت قانوناً مل جائے گی۔ اگر ہار بھی گئے تو اخبارات پڑھ کر دوسرے مسلمانوں کو بھی جرأت ہوگی۔ غیر مسلم بھی تو اخبار پڑھیں گے اور یہ بھی تبلیغ اسلام ہوگی۔

کھانے سے فارغ ہوکر ہم جلسہ گاہ پہنچے۔ جلسہ میں بہت رونق تھی۔ میں نے تقریر کے دوران حاجی عبدالرشید صاحب کا واقعہ سنایا۔ مسلمانوں کو نماز کی اہمیت بتائی اور جلسہ میں مقدمہ کا اعلان بھی کر دیا۔ تمام مسلمانوں نے پورے تعاون کا یقین دلایا۔ میں جلسہ سے فارغ ہوکر لیسٹر چلا آیا۔

چند روز بعد ناٹنگھم سے بھٹی صاحب کا فون آیا۔ انہوں نے بتایا کہ کل نماز کے مقدمہ کی تاریخ ہے اور یہ کہ ہم نے ایک بہت قابل وکیل کی خدمات حاصل کر رکھی ہیں۔ وکیل نے کہا ہے کہ آپ کسی عالم دین کو بھی بلائیں ہوسکتا ہے کہ نماز پر کوئی علمی بحث چل نکلے۔ میں نے وعدہ کرلیا اور تمام رات قرآن پاک کی آیات اور احادیث مبارکہ درباۂ نماز جمع کرتا رہا۔ دوسرے روز چند ساتھیوں کے ہمراہ ناٹنگھم پہنچ گیا۔ مقدمہ ایک ٹریبونل میں پیش ہوا تھا۔ عدالت میں مسلمان اور عیسائی کثرت سے موجود تھے۔ کارروائی صبح سات بجے سے شام پانچ بجے تک جاری رہی اور ایک ہی دن میں مقدمہ کی سماعت مکمل ہوگئی۔ جج صاحبان نے اپنا فیصلہ محفوظ رکھا۔

سماعت کے دوران مدعا علیہ کے وکیل نے حاجی عبدالرشید پر جرح کرتے ہوئے کہا: ''مالک نے آپ کو نماز سے منع کیا تھا؟'' ''جی ہاں''

''تو آپ نے مالک کے حکم پر عمل کیوں نہ کیا؟''

یہ احکم الحاکمین کا حکم ہے

''جناب والا! ایک فیکٹری کا مالک ہے اور ایک میری جان کا مالک ہے جو Lord of the Lords احکم الحاکمین ہے۔ نماز اسی کا حکم ہے۔ میں جب سے بالغ ہوا ہوں، حلفیہ طور پر کہہ سکتا ہوں کہ تقریباً اٹھارہ سال سے آج تک میں نے نماز قضاء نہیں کی ہے۔'' وکیل نے کہا:

''لیکن فیکٹری کا مالک تمہیں کام کا معاوضہ دیتا ہے۔ کام کے دوران ذاتی کام کرنا خیانت ہے''۔ حاجی صاحب نے جواب دیا:

''میں اپنے مالک کا کام نہایت دیانتداری کے ساتھ کرتا ہوں فیکٹری کے کئی دوسرے ملازم کم از کم دو دو مرتبہ بیت الخلاء ضرور جاتے ہیں۔ وہاں لوگ سگریٹ پیتے حتی کہ اخبار پڑھتے ہیں۔ مجموعی طور پر وہ پندرہ بیس منٹ بیت الخلاء میں ضائع کرتے ہیں۔ لیکن میں گھر سے وضو کر کے آتا ہوں اور ظہر تک باوضو رہتا ہوں۔ نماز کا وقت آتا ہے تو نماز ادا کر لیتا ہوں۔ دوسرے ملازمین بیت الخلاء میں وقت ضائع کرتے ہیں جبکہ میں دس بارہ منٹ نماز میں صرف کرتا ہوں۔''

مخالف وکیل حاجی صاحب پر جرح کر رہا تھا کہ کھانے کا وقفہ ہوگیا۔ حاجی صاحب کے بعد میرا بیان تھا اور مجھ پر بھی مخالف وکیل کی جرح ہونا تھی۔ میں نے اپنے وکیل سے کہا: عدالت کی کارروائی دوبارہ شروع ہوگی تو نماز ظہر کا وقت بھی شروع ہو جائے گا۔ ایک عالم کی حیثیت سے میں پابندیٔ صلوٰۃ کا زیادہ پابند ہوں۔ ابھی میں اپنی بات بھی پوری نہ کر پایا تھا کہ وکیل خوشی سے اچھل پڑا اور بولا کہ یہی Winning Point وہ نکتہ ہے جس سے ہم مقدمہ جیت سکتے ہیں۔ وکیل نے مزید کہا: جب آپ پر جرح ہو رہی ہو

Scanned with CamScanner

گی تو آپ جج صاحبان سے یہ بات ضرور کہیئے گا اور ان سے نماز پڑھنے کا وقت ضرور مانگیے گا۔ وقفہ کے بعد عدالت کی کارروائی دوبارہ شروع ہوگئی۔ میرا بیان ختم ہوا تو مخالف وکیل نے مجھ پر جرح کرتے ہوئے کہا:

یہی ہے ویننگ پوائنٹ

''کیا ایک مسلمان گھر پر نماز نہیں پڑھ سکتا''۔ میں نے کہا:

''نماز کا وقت شروع ہو جائے تو مسلمان جہاں بھی ہو اُسے نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ مسلمان گھر پر ہو یا فیکٹری میں، ریل میں ہو یا ہوائی جہاز میں، نماز وقت پر پڑھنے کا پابند ہے۔'' وکیل نے پھر سوال کیا:

فیکٹری میں حاجی عبدالرشید کے علاوہ بارہ مسلمان اور بھی ملازم ہیں۔ وہ نماز کیوں نہیں پڑھتے ؟''

میں نے کہا: ''قانون کی پیروی کرنے والا اچھا شہری کہلاتا ہے اور قانون کی خلاف ورزی کرنے والا مجرم کہلاتا ہے۔ آپ مجرم کا حوالہ دے کر ایک اچھے شہری کو قانون کی خلاف ورزی پر آمادہ نہیں کر سکتے۔ ہر مذہب میں اچھے لوگ بھی ہوتے ہیں اور غیر مخلص بھی۔ آپ کے ہاں کتنے عیسائی ہیں جو باقاعدگی کے ساتھ ہر اتوار کو گرجا جاتے ہیں۔''

وکیل نے پہلو بدلا۔ ایک کتاب نکالی۔ یہ کتاب انگریزی میں تھی۔ لاہور کے ایک ادارے نے شائع کی تھی۔ اس میں اسلام کے ارکان خمسہ پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ وکیل نے اس کتاب کو کھول کر یہ عبارت پڑھی:

''جو شخص ایسا سفر کر رہا ہو جس میں نماز ادا کرنا ممکن نہ ہو سکے تو وہ سفر ختم ہونے پر نماز قضا کر لے''۔

یہ پڑھ کر وکیل نے مجھ سے پوچھا:

''کیا یہ درست ہے؟'' میں نے جج صاحبان سے مخاطب ہو کر کہا:

''جناب والا! یہ نکتہ وضاحت طلب ہے۔ اجازت ہو تو وضاحت کروں''

ایک جج بولا: ''اجازت ہے''۔

میں نے کہا:

''جناب والا! سفر ایک اضطراری حالت ہے، جب کہ فیکٹری میں ملازمت معمول کی زندگی ہے۔ سفر میں بعض اوقات وقت پر کھانا نہیں ملتا۔ بعض اوقات سفر کے دوران قضائے حاجت بھی نہیں ہو پاتی جب کہ فیکٹری کا ملازم وقت پر کھانا کھاتا ہے، پیاس لگے تو پانی پیتا ہے۔ حاجت ہو تو بیت الخلاء میں جاتا ہے۔'''' وکیل صاحب نے جو نکتہ اٹھایا ہے اس کا تعلق صرف اور صرف سفر کے ساتھ ہے۔ فیکٹری کے ساتھ نہیں''۔ اس کے ساتھ ہی میں نے جج صاحبان سے کہا:

''جناب والا! میں مسلمانوں کا مذہبی رہنما ہوں۔ عدالت میں موجود سینکڑوں مسلمان مجھے اپنا رہنما مانتے ہیں۔ ظہر کا وقت شروع ہو چکا ہے۔ مجھے نماز کے لئے وقت دیا جائے''

میں نے دیکھا کہ تینوں ججوں کے چہرے متغیر ہو گئے۔ ایک جج نے قلم پر پیشانی کو جھکایا، چند ثانیئے سوچ کر بولا: ''ظہر کی نماز پر کتنا وقت صرف ہوتا ہے''

میں نے کہا: ''جناب والا! تقریباً بارہ منٹ''

جج نے پھر پوچھا: ''ظہر کا وقت کب تک رہتا ہے؟''

میں نے کہا: ''جناب والا! برطانیہ کے وقت کے مطابق ایک بجے سے لے کر تقریباً ساڑھے چار بجے تک''

جج بولا: ''ٹھیک ہے ہم اس دوران نماز کا وقت دے دیں گے''

مجھ پر جرح ختم ہوئی تو جج نے کہا: آپ نماز ادا کر سکتے ہیں۔ عدالت سے متصل ایک بہت بڑے کمرے میں نماز کی اجازت دے دی گئی۔ عدالت میں موجود تمام مسلمانوں نے وضو کیا۔ اذان ہوئی اور ظہر کی نماز باجماعت ادا کی گئی۔ دوسرے روز

ناٹنگھم کے مقامی اخبار نے مقدمہ کی خبر کو سب سے بڑی سرخی کے ساتھ شائع کیا۔ اخبار کی سرخی یہ تھی:

This is What its All About Court Stops For Prayer

''یہی تو ہے جس کے گرد مقدمہ گھوم رہا ہے' نماز کے لئے عدالت کی کارروائی روک دی گئی ہے''

اس مقدمہ نے اتنی شہرت حاصل کی کہ اخبارات کے علاوہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بھی خبر دی گئی۔ عدالت نے فیصلہ محفوظ رکھا تھا۔ چندروز کے بعد اخبار میں فیصلہ پڑھا۔ جس کے مطابق حاجی عبدالرشید صاحب کو فیکٹری سے چھ ماہ کی تنخواہ دلوائی گئی تھی اور بس!

کاش! بیرون ممالک کے مسلمان ایسے ہو جائیں

اس دور قحط الرجال میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے کردار کو دیکھ کر قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ برطانیہ میں مقیم مسلمان حاجی عبدالرشید صاحب کے کردار کو نمونہ بنائیں تو تبلیغ اسلام کے لئے کسی مبلغ کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی لیکن افسوس کہ اکثر و بیشتر مسلمانوں نے وہاں حصول زر کو ہی نصب العین بنا رکھا ہے۔ وہاں ایسے مسلمان بھی موجود ہیں جو عید کے دن بھی فیکٹریوں میں کام پر چلے جاتے ہیں۔

آج یورپ روحانی سکون کی تلاش میں ہے۔ وہ لوگ اسلام کی طرف مائل تو ضرور ہوتے ہیں لیکن مسلمانوں کے کردار کو دیکھ کر متنفر ہو جاتے ہیں کاش برطانیہ میں مقیم مسلمان اسلام اور پاکستان کی آبرو کا پاس رکھتے۔

(سنی علماء کی حکایات)

❀❀❀

(35)

موت ایک اٹل حقیقت ہے

یاد رکھو! موت ایک اٹل حقیقت ہے نہ اس کا انکار ممکن ہے نہ ہی اس سے فرار ممکن ہے اور ہر نفس نے موت کو چکھنا ہے۔ موت سے کسی کو بھی چھٹکارا حاصل نہیں ہے۔ جب اس سے فرار ممکن نہیں ہے تو موت کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے' کیا معلوم کب یہ موت آ جائے۔ اس لئے موت کو یاد رکھنا چاہئے تاکہ دل و دماغ پر اللہ تعالیٰ کا خوف طاری رہے۔ اس کی بناء پر اعمال صالحہ سرانجام دینے کے لئے کوشاں رہے۔ اس سے اپنے خالق و مالک رب العلمین جل جلالہ' کی رضا کا حصول ہو اور بوقت موت آدمی اپنے رب کے حضور اس حالت میں حاضر ہو کہ نیک اعمال سے اس کا دامن مالا مال ہو اور دنیاوی آلائشوں سے اس کا دامن پاک ہو۔ اس لئے موت کو یاد رکھنا ضروری ہے۔ ہمارے آقا رسول اکرم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعلیم ارشاد فرمائی ہے۔ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لذتوں (دنیاوی) کو ختم کرنے والی موت کو کثرت سے یاد کرو۔

(جامع ترمذی ص57 ج2' سنن نسائی ص202 ج1' سنن ابن ماجہ ص324' مسند امام احمد ص294 ج2' صحیح ابن حبان ص281 ج5' مصنف ابن ابی شیبہ ص226 ج3' شرح الصدور ص8)

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لذتوں کو توڑنے والی حقیقت یعنی موت کو کثرت کے ساتھ یاد کرو۔ اس لئے کہ جو تنگدستی میں اسے یاد کرتا ہے تو اس پر فراخی ہوتی ہے اور جو فراخ دست اور خوش

Scanned with CamScanner

عیش ہوتا ہے اس پر تنگی ہوتی ہے۔ (شرح الصدور ص8)

موت کو یاد کرنے والا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھا۔ ایک انصاری شخص حاضر خدمت ہوا اور اس نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں سلام عرض کیا۔ پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مومنین میں سے کون افضل ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کا اخلاق سب سے بہتر ہے۔ اس انصاری شخص نے پھر عرض کیا: کون سا مومن سب سے زیادہ عقل مند ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موت کو کثرت سے یاد کرنے والا اور موت کے بعد آنے والے وقت کی اچھی تیاری کرنے والا سب سے زیادہ عقل مند ہے۔ (سنن ابن ماجہ ص324)

☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دنیا میں بہتر زہد موت کی یاد ہے اور بہتر عبادت تفکر ہے جس کو موت کی یاد خوفزدہ کرتی ہو اس کی قبر جنت کا باغ بن جائے گی۔ (شرح الصدور ص9)

حضرت عطا خراسانی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی مجلس سے گزرے جس میں خوب ہنسی مذاق ہو رہا تھا۔ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی مجلس میں لذتوں کو توڑ دینے والی بھی شامل کرو۔ عرض کیا گیا وہ کیا چیز ہے تو؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موت کی یاد۔ (شرح الصدور ص8)

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ وصیت فرمائی کہ موت کو کثرت سے یاد کرو تو دوسری چیزوں کو بھول جاؤ گے۔ (شرح الصدور ص8)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ شہداء کے ساتھ کسی اور کا بھی حشر

ہوگا؟ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں اس کا جو شب و روز بیس مرتبہ موت کو یاد کرے گا۔ (شرح الصدور ص8)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں موت کو پسند نہیں کرتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس مال ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پہلے اس کو مار ڈالو اس لئے کہ مومن کا دل اس کے مال کے ساتھ نہیں اور اگر وہ اس کو پہلے مار دے تو اس کا دل بھی اس کے پیچھے ہو جائے گا ورنہ وہ اس کے ہمراہ رہے گا۔ (شرح الصدور ص9-8)

☆..... حضرت ابن سابط سے روایت ہے کہ ایک آدمی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تعریف کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: وہ موت کو یاد کرتا ہے یا نہیں؟ عرض کی گئی کہ نہیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پھر وہ ایسا نہیں جس طرح تم بیان کرتے ہو۔ (شرح الصدور ص8)

ہر مرنے والا پشیمان ہوتا ہے

☆..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بھی مرتا ہے پشیمان ہوتا ہے۔ صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی پشیمانی کیا ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر وہ صالح ہے تو اس کی پشیمانی یہ ہے کہ اس نے نیکیاں زیادہ کیوں نہ کیں اور اگر بدکار ہے تو پشیمانی ہوگی کہ برائیوں کو کیوں نہ چھوڑا۔ (شرح الصدور ص9)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کہ ایک آدمی نے بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہتر شخص کون ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے بہتر وہ ہے جو طویل عمر والا ہو اور اعمال صالحہ کرے۔ اس نے عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم: سب سے برا شخص کون ہے؟ فرمایا

Scanned with CamScanner

طویل عمر پانے والا اعمال بد کرے۔ (مستدرک للحاکم ص 451 ج 1)

☆……حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں بہترین لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جن کی عمر زیادہ لمبی ہے اور اعمال صالحہ میں وہ تم میں سے زیادہ اچھے ہوں۔ (تعلیقات الحسان علی صحیح ابن حبان 3970)

موت کے بارے میں آیاتِ قرآنی

☆……قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

(پ 4 سورۃ آل عمران 185)

''ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے تو قیامت کو ہی پورے ملیں گے۔'' (کنزالایمان)

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (الجمعہ:8)

''تم فرماؤ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تو ضرور تمہیں ملنی ہے۔ پھر اس کی طرف پھیرے جاؤ گے جو چھپا اور ظاہر سب کو جانتا ہے' پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو تم نے کیا تھا۔ (کنزالایمان)

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ

(پ5 النساء 78)

تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آ لے گی۔ اگر چہ مضبوط قلعوں میں ہو۔ (کنزالایمان)

احادیث مبارکہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا:

تم میں سے کوئی بھی مصیبت اور تکلیف کے درپیش ہونے کی صورت میں موت کی تمنا نہ کرے اور اگر ضروری (اس کے بغیر چھٹکارا نہ ہو) تمنا کرنا ہو۔ تو یوں ہی کرے اے اللہ مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہے اور مجھے اس وقت موت دینا جب کہ موت میرے لئے بہتر ہو۔ (صحیح بخاری ص 940 ج 2' صحیح مسلم ص 342 ج 2' سنن ابن ماجہ ص 325' سنن ابوداؤد ص 87 ج 2' جامع ترمذی ص 91 ج 1' مسند امام احمد ص 171 ج 3' سنن کبریٰ للبیہقی ص 377 ج 3' سنن نسائی ص 202 ج 1)

☆……قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے کے لئے ان کے گھر گئے تو انہوں نے اپنے پیٹ پر داغ لگوائے ہوئے تھے پھر انہوں نے فرمایا: ہمارے ساتھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک (ظاہری) میں وصال فرما چکے تھے وہ یہاں سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ دنیا ان کا اجر و ثواب کچھ کم نہ کر سکی اور ان کے عمل میں کوئی کمی نہیں آئی اور ہم نے اتنا (مال) پایا جس کے خرچ کرنے کے لئے مٹی کے علاوہ کوئی عمل نہ پایا۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موت کی تمنا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اس کی دعا کرتا۔

(صحیح بخاری ص 847 ج 2' صحیح مسلم ص 342 ج 2' مسند ابی یعلی 1535' المعجم الکبیر للطبرانی ص 61 ج 4' مسند امام احمد ص 463 ج 4' حلیۃ الاولیاء ص 146 ج 1' مسند حمیدی 4-83 ج 1' سنن کبریٰ للبیہقی ص 377 ج 3' صحیح ابن حبان ص 285' ج 5' سنن کبریٰ للنسائی ص 600' ج 1)

موت کی تمنا کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی نہ تو موت کی تمنا کرے اور نہ موت سے پہلے اس کے لئے دعا کرے۔ اس لئے کہ موت کے بعد اس کے عمل و امید منقطع ہو جاتے ہیں اور بندہ مومن

Scanned with CamScanner

اپنی عمر میں سوائے بھلائیوں کے اور کچھ جمع نہیں کرسکتا۔

(بخاری ص 847 ج 2' صحیح مسلم ص 342 ج 2 صحیح ابن حبان ص 8 ج 6' سنن کبریٰ للبیہقی ص 377 ج 3)

☆......حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قریب سے گزرے۔ اس وقت میں اور میری والدہ گھر کی کسی دیوار کو درست کررہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: اے عبداللہ! کیا ہورہا ہے' میں نے عرض کیا گھر کی درستگی کررہے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موت اس سے پہلے وار کرنے والی ہے۔ (جامع ترمذی ص 51 ج 2' سنن ابوداؤد ص 254 ج 2' سنن ابن ماجہ 7-316' مسند امام احمد ص 161 ج 1' صحیح ابن حبان ص 283 ج 5)

انسان کی لمبی امیدیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر ابن آدم کے پاس مال ودولت کی دو وادیاں بھی آجائیں تو وہ تیسری کا بھی طلبگار ہوگا۔

(صحیح بخاری 954 ج 2' صحیح مسلم 335 ج 1' جامع ترمذی ص 15' ج 2' سنن دارمی ص 410 ج 2' مسند ابوداؤد طیالسی 2196' مسند ابی یعلی 2849' صحیح ابن حبان ص 9178 ج 2' مسند امام احمد ص 1223 ج 1)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمیشہ بوڑھے آدمی کا دل دو باتوں میں جوان ہوتا ہے۔ ایک دنیا کی محبت میں اور لمبی امید میں۔

(صحیح بخاری 950 ج 2' صحیح مسلم 335 ج 1' جامع ترمذی ص 59 ج 2' سنن ابن ماجہ ص 322' صحیح ابن حبان ص 90 ج 6' مسند امام احمد ص 8087' ج 2' شرح السنہ 4088)

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوکور خط کھینچا پھر اس کے درمیان میں ایک خط کھینچا جو چوکور خط سے نکلا ہوا

تھا پھر اس کے بعد درمیان والے خط کے اس حصے میں جو چوکور خط کے درمیان تھا چھوٹے چھوٹے کئی خطوط کھینچے فرمایا: یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے جو اسے احاطہ کیے ہوئے ہے اور یہ درمیان کا خط جو باہر نکلا ہوا ہے وہ اس کی امید ہے اور جو چھوٹے چھوٹے خط ہیں یہ اس کی مشکلات ہیں۔ بس انسان جب تک ایک مشکل سے بچ نکلتا ہے تو دوسری میں گرفتار ہوجاتا ہے تو دوسری سے نکلتا ہے تو تیسری میں پھنس جاتا ہے۔ (صحیح بخاری ص 950 ج 2' جامع ترمذی ص 72 ج 2' سنن ابن ماجہ ص 322' مسند امام احمد ص 385 ج 1' تحفۃ الاشراف ص 20 ج 7)

موت مؤمن کے لئے تحفہ ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کے لئے موت تحفہ ہے۔

(شرح الصدور ص 5 مجمع الزوائد ص 32 ج 2' الترغیب والترہیب ص 329 ج 4)

☆......حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آرام پانے والا ہے یا اس سے آرام حاصل کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کیا مراد ہے؟ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ مومن دنیاوی تھکاوٹوں اور تکلیف سے نجات حاصل کرکے اللہ کی رحمت میں آکر راحت پاتا ہے اور گناہ گار بندے سے بندے' آبادیاں اور درخت اور چوپائے آرام پاتے ہیں۔

(صحیح بخاری ص 624 ج 1' صحیح مسلم ص 308 ج 1' سنن کبریٰ للبیہقی ص 371 ج 3' سنن کبریٰ للنسائی ص 628 ج 1' صحیح ابن حبان ص 7 ج 2' موطا امام مالک ص 144 شرح السنۃ 1453)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔ (مسلم ص 407 ج 2' ابن ماجہ ص 317)

Scanned with CamScanner

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے خود پہاڑ سے گر کر خودکشی کر لی' وہ جہنم کی آگ میں ہو گا اور ہمیشہ ہمیشہ اس میں پڑا رہے گا۔ جس نے زہر پی کر خودکشی کی تو وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہو گا اور وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ پیتا ہی رہے گا۔ جس نے لوہے کے کسی ہتھیار سے خودکشی کی تو وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہو گا اور وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ اس ہتھیار کو اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا۔ (صحیح بخاری ص860ج2' صحیح مسلم ص72ج1' جامع ترمذی ص24ج2' سنن ابوداؤد ص158ج2' سنن النسائی ص215ج1' سنن ابن ماجہ ص155' سنن کبریٰ للبیہقی ص23ج8' صحیح ابن حبان ص590ج8' مسند امام احمد ص254ج2' سنن دارمی ص252ج2' ابن مندہ 627' مسند ابوداؤد طیالسی 2416)

خودکشی کی موت اور شہادت کی تمنا

حضرت ثابت ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے دنیا میں خود کو کسی چیز کے ساتھ قتل کیا اسے قیامت کے دن اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔

(صحیح مسلم ص72ج1' سنن ابوداؤد ص108ج2' مسند ابی یعلی ص1535' سنن دارمی ص252ج2' صحیح بخاری ص893ج2' مسند امام احمد ص422ج3' صحیح ابن حبن ص280ج7' مصنف عبدالرزاق ص482ج8' المعجم الکبیر للطبرانی ص72ج2' مسند حمیدی ص375ج2 مسند ابی داؤد طیالسی 1197)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے' میرا یہ جی چاہتا ہے کہ میں اللہ کے راستے میں قتل کر دیا جاؤں پھر مجھے زندہ کر دیا جائے۔ پھر میں قتل کر دیا جاؤں۔ (صحیح بخاری ص393ج1' صحیح مسلم ص133ج1' سنن نسائی ص50ج2' سنن ابن ماجہ ص202' سنن کبریٰ للبیہقی' ص11ج4' سنن سعید بن منصور 2311)

☆......حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

اللهم انی اعوذبك من الهرم والتردی والهدم والغم والطريق والغرق واعوذبك ان يتخبطی الشيطان عند الموت وان اقتل فی سبيلك مدبر اواعوذبك من ان اموت لديغاً۔

''اے اللہ بے شک میں بڑھاپے کی موت سے' بلندی سے گر کر مرنے سے' کسی ملبے کے نیچے دب کر مرنے سے' غم سے آنے والی موت سے' جل کر مرنے سے اور ڈوب کر مرنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور موت کے وقت شیطان کے حملے سے پناہ مانگتا ہوں' تیری راہ میں پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہوئے۔ (جہاد سے فرار) مرنے سے پناہ مانگتا ہوں اور جانور زہریلے کے ڈسنے کی وجہ سے آنے والی موت سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(سنن نسائی ص273ج2)

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید کو قتل کے وقت اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنی تم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے کی تکلیف ہوتی ہے۔

(جامع ترمذی ص296ج1' سنن نسائی ص51ج2' سنن ابن ماجہ ص206 موارد الظمآن ص1614)

☆......حضرت عبداللہ بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اچانک (اللہ تعالیٰ) کی ناراضگی کی پکڑ کافر کے لئے ہے اور مومن کے لئے رحمت ہے۔

(سنن ابوداؤد ص87ج2' مسند امام احمد 424ج3' سنن کبریٰ للبیہقی ص378ج3)

☆......اُمّ المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عذاب قبر حق ہے پھر میں نے ایسا نہیں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہو اور اس میں عذاب قبر سے پناہ نہ مانگی ہو۔
(صحیح بخاری ص183 ج1)

حضرت خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عذاب قبر سے پناہ مانگ رہے ہیں۔

☆ ..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ
''اے اللہ میں عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔'' (بخاری ص184 ج1)
عذاب قبر کے متعلق تفصیلی بحث جلد دوم میں کروں گا' انشاء اللہ۔

☆ ..... موت ایک اٹل حقیقت ہے اس کا وقت مقرر ہے؟ اس میں تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
اور ہر گروہ کا ایک وعدہ ہے تو جب ان کا وعدہ آئے گا' ایک گھڑی نہ پیچھے ہو گی نہ آگے۔ (یونس)

میدانِ بدر میں کفار کی موت کا حال

میدان بدر میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی موت کی جگہ کا بیان فرما دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان بدر میں ہمیں بدر میں مرنے والوں (کفار) کی موت کی جگہیں دکھائیں۔ ایک ایک کا نام لے کر ارشاد فرمایا: یہ فلاں کے مرنے کی جگہ ہے۔ وہ کل یہاں مرے گا۔ اور یہ فلاں کے مرنے کی جگہ ہے' اس نے کل یہاں مقتول ہونا ہے۔ ان شاء اللہ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قسم ہے اس ذات کی جس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ

وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ جس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حد بندی فرمائی تھی اس سے ذرہ بھر بھی کوئی آگے پیچھے نہیں ہوا بلکہ ہر شخص ابوجہل' عتبہ' شیبہ' وغیرہ وہیں مرے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نشان لگائے تھے۔ (صحیح مسلم ص102 ج2' سنن ابوداؤد ص8 ج2' سنن نسائی ص226 ج1' مشکوٰۃ المصابیح ص543' مسند ابوداؤد طیالسی ص9 خصائص کبری ص328 ج1' مصابیح السنۃ ص86 ج4' صحیح ابن حبان ص146 ج9)

قارئین کرام اس حدیث مبارک سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب شریف کا واضح ثبوت ہو رہا ہے۔ مذہب اہل سنت کی حقیقت واضح ہے۔ دوسری طرف ایسے لوگ بھی ہیں کہ جن کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔ ''نعوذ باللہ'' دیکھئے (براہین قاطعہ (ص55)

ابوجہل کی موت:

ابوجہل کو موت میدان بدر میں بلا رہی تھی۔ اس وجہ سے وہ کسی کی بات کو خاطر میں نہیں لا رہا تھا حالانکہ کہا جا رہا تھا کہ ابوسفیان کا قافلہ واپس پہنچ چکا ہے۔ اس لئے جنگ کرنا عبث ہے۔ اس کے باوجود وہ خانہ کعبہ کے اوپر کھڑا ہو کر آواز بلند پکار رہا تھا کہ لوگو! جلدی کرو جلدی نکلو۔ مکہ معظمہ سے روانگی سے قبل عاتکہ بنت عبدالمطلب نے اپنا خواب بیان کیا کہ کچھ شتر سوار آئے' مقام بطحہ میں کھڑے ہو کر با آواز بلند کہہ رہے ہیں اے قریش کے لوگو! جلدی کرو اور اپنی قتل گاہ میں آؤ۔ ابوجہل نے اس کا مذاق اڑایا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا: اے ابوالفضل یہ تم کب سے نبی ہو گئے ہو۔ اس طرح میدان بدر میں جاتے ہوئے قریش کا لشکر جب میدان جعفہ میں اترا تو جہم ابن صلت بن مخرمہ نے اپنا خواب بتایا۔ ایک شخص گھوڑے پر سوار آ رہا ہے اور اس کے ساتھ اونٹ ہے وہ کہہ رہا ہے عتبہ' شیبہ' ابوجہل اور امیہ اور فلاں فلاں مارے گئے ہیں۔ اس کے بعد اس نے ایک چھری اپنے اونٹ کی گردن میں ماری اور لشکر کے خیموں میں ایک خیمہ ایسا نہ تھا جس میں اس کا خون نہ ٹپکا ہو۔ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا اس خواب کا بھی

Scanned with CamScanner

ابوجہل نے مذاق اڑایا اور کہنے لگا' کہ اب یہ بھی نبی ہو گیا۔ کل معلوم ہو جائے گا کہ مقتول کون ہے؟ ادھر یہ اپنے لشکر اور ساز و سامان کے گھمنڈ میں تھا۔ دوسری طرف حبیب خدا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قتل گاہ کی نشاندہی فرما رہے تھے۔ میدان بدر میں دو بچوں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور معوذ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اپنے انجام کو ابوجہل پہنچ گیا۔

(مدارج النبوت ص 3-142 ج2)

❀❀❀

(36)

سلطان محمود اور ایاز

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایاز نام کا ایک بہت غریب شخص تھا' محمود بادشاہ نے اس کے اخلاق عالیہ کے سبب اس کو محبوب اور مقرب بنا لیا تھا' لیکن ایاز جس دن شاہ محمود کے یہاں حاضر ہوا تھا تو اس دن اس کے پاس صرف ایک پرانی گدڑی تھی اور ایک بوسیدہ پوستین تھا جو ایاز نے ایک حجرے میں مقفل کر دیا تھا اور ہر روز تنہا اس حجرے میں داخل ہوتا اور اپنی گدڑی کو دیکھتا اور اپنے نفس کو مخاطب کر کے یہ کہتا تھا: اے ایاز ایک وہ دن تھا کہ اسی بوسیدہ گدڑی میں تو یہاں آیا تھا اور آج تو مقرب بادشاہ ہے' دیکھ اپنی حقیقت کو مت بھولنا' نظر عنایت شاہ کی تجھ پر بہت ہے' ناز اور تکبر میں مبتلا نہ ہونا' بلکہ یہ شکر کا مقام ہے کہ یہی گدڑی پہننے والا آج مقرب اور محبوب سلطان ہے جس سے آج تمام وزراء حکمران لرزتے ہیں' رفتہ رفتہ یہ خبر عام ہوئی' سارے اراکین سلطنت کو پہلے ہی سے ایاز کے ساتھ حسد تھا کہ ایک معمولی غریب آدمی آج ہم سب سے سبقت لے گیا اور اس سے بڑھ کر شاہ محمود کا کوئی مقرب اور محبوب نہیں ہے' حاسدین میں یہ چہ مگوئیاں شروع ہوئیں کہ ایاز تنہا حجرہ میں جا کر کیا کرتا ہے' اور حجرے کو ہر وقت مقفل کیوں رکھتا ہے' ہو نہ ہو یہ خفیہ خفیہ شاہی خزانہ سے چرا چرا کر دولت جمع کر رہا ہے' پس سلطان کو اس کی اس حرکت کی خبر کرنی چاہیے تا کہ یہ تقرب ایاز کا عتاب شاہی سے بدل جائے۔

وزراء کی سازش ناکام

پس سب نے باہمی مشورہ کے بعد سلطان محمود کو خبر دی کہ حضور ایاز گندم نما جو فروش ہے، یہ آپ کا عاشق صادق نہیں، یہ منافق ہے، خزانہ شاہی سے اپنے خاص حجرے میں سیم و زر جمع کر رہا ہے۔ سلطان محمود کو ایاز کے متعلق ایسی حرکت کا گمان تک بھی نہ ہوا لیکن اراکین پر حجت تمام کرنے کے لئے اور ایاز کا مقام محبت اور اس کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے حکم نافذ کر دیا کہ آدھی رات کو ایاز کے حجرے کی تلاشی لی جائے، اراکین سلطنت بڑے خوش ہوئے کہ آج رات میں ایاز کی قلعی کھل جائے گی، اور اس کا تقرب ختم ہو جائے گا۔

چنانچہ نیم شب کو اس کے حجرے کا تالا توڑا گیا اور حکام سلطنت نے حجرے کے اندر کی تلاشی لی، لیکن بجز ایک پرانی گدڑی اور ایک بوسیدہ پوستین کے حجرے میں کچھ نہ تھا، اور حاسدین نے حجرے کی زمین بھی اس شبہ سے کھود دی کہ شاید زمین میں دفینہ ہو اور گدڑی کو دھوکہ دینے کے لئے ٹانگ رکھا ہو، بالآخر تلاشی لینے والے حکام تہی دست و نامراد شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور باصد شرمندگی معذرت اور معافی طلب کرنے لگے۔

محمود پر اس وقت ایاز کی محبت کا ایک حال غالب ہو گیا اور ایاز سے پوچھا: اے ایاز اس قدر اہتمام سے اس گدڑی اور پوستین بوسیدہ کو حجرے میں مقفل کر رکھا ہے؟ ایاز نے عرض کیا: حضور ہر روز اپنی اسی گدڑی اور پوستین بوسیدہ کو دیکھ کر عبرت حاصل کرتا ہوں، اور نفس سے کہتا ہوں: اے ایاز تیری یہ تمام نعمتیں عزت و شوکت سب عطائے شاہ محمود ہے ورنہ اے ایاز تیری حقیقت ایک دن یہی گدڑی اور بوسیدہ پوستین تھی۔

(مثنوی مولائے روم رحمۃ اللہ علیہ)

درس عبرت و نصیحت

اس واقعہ سے مولانا روم بطور عبرت و نصیحت کے فرماتے ہیں: اے لوگو تمہاری

حقیقت بھی ایک دن منی کا ایک نجس اور ذلیل قطرہ تھی، پھر جس ذات پاک نے اپنی قدرت کاملہ سے اور اپنی عطاء کامل سے اس ذلیل قطرۂ منی کو انسانیت اور آدمیت کی خلعت بخشی ہے، آج اسی ذات پاک کے مقابلہ میں خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں:

دھد نطفہ راصورتے چوں پری   کہ کردست برآب صورت گری

کس ذات پاک نے پانی جیسی پتلی اور بے جان منی پر صورت گری فرمائی ہے کہ اس کو پری جیسی صورت یعنی انسانیت کا پیکر عطا فرمایا ہے۔

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(37)

حیدر بہار باغ خصائل محمد است

(صلی اللہ علیہ وسلم۔ رضی اللہ عنہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت فاقہ کی نوبت آ گئی جس کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر ہوگئی۔ وہ کسی کام کی تلاش میں نکلے تاکہ کھانے کی کسی چیز کا انتظام ہو جائے اور وہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر سکیں۔ چنانچہ وہ ایک یہودی کے باغ میں گئے اور پانی کے سترہ ڈول نکالے۔ ہر ڈول کے بدلے ایک کھجور طے ہوئی تھی۔ یہودی نے اپنی تمام قسم کی کھجوریں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیں کہ جس میں سے چاہیں لے لیں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سترہ "عجوہ" کھجوریں لے لیں اور جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے ابوالحسن! تمہیں یہ کھجوریں کہاں سے مل گئیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یا نبی اللہ! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت فاقہ کی خبر ملی تو میں کسی کام کی تلاش میں گیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانے کی کوئی چیز حاصل کر سکوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے ایسا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے کیا ہے؟ حضرت علی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندۂ بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے' فقر و فاقہ اس کی طرف اس سے بھی زیادہ تیزی سے آتا ہے جتنی تیزی سے پانی کا سیلاب نچان کی طرف جاتا

ہے لہٰذا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے' اسے چاہئے کہ وہ بلا اور آزمائش کے لئے ڈھال (صبر' زہد و قناعت) اختیار کر لے۔

(حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم 410/2)

اے مٹی والے اُٹھ

ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا۔ جب یہ بھوک کی شدت سے بے تاب ہوئے تو کچھ کام کی تلاش میں نکلے۔ یہ ایک باغ کی بیوہ مالکن کے پاس پہنچے اور فرمایا میں ایک غریب مزدور ہوں' کیا تم اپنا باغ سیراب کرانا چاہتی ہو؟ جو معاوضہ تم مجھے دو گی وہ قبول ہوگا۔

اس نے کہا: ہاں مجھے اپنے باغ میں ایک پانی دینے والے کی ضرورت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام رات اس باغ کو پانی دیتے رہے۔ جب فجر کا وقت ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے کام بند کر دیا۔ اس عورت نے آپ کو کچھ کھجوریں رات بھر کی اجرت کے سلسلے میں پیش کیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں قبول کر لیا۔ بھوک کی شدت سے کلیجہ منہ کو آ رہا تھا' چاہا کہ تھوڑی کھجوریں کھا کر پانی پی لیں لیکن فوراً یہ خیال آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اکثر بھوکے رہتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فاقے سے ہوں اور میں اپنی بھوک کو تسکین دوں۔ چونکہ ان کی نظر میں اعمال کا محور شکم نہیں بلکہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا' اس لئے فوراً کھجوریں کھانے سے ہاتھ روک لیا۔ اپنی ہر چیز کو محبوب کی راہ میں قربان کرنا ہی محبت کا مقصود زندگی ہوتا ہے بلکہ یہ تو راہ محبت کی پہلی منزل ہے۔

غرض حضرت علی رضی اللہ عنہ کھجوروں کی پوٹلی بغل میں دبائے اس غرض سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھ کر یہ کھوریں کھائیں گے اور اپنی بھوک کو تسلی دیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی حجرے سے باہر تشریف نہیں لائے تھے۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد کے ایک

Scanned with CamScanner

گوشہ میں فرشِ خاک پر دراز ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو دیکھا کہ اللہ کا وہ شیر ننگے بدن زمین پر پڑا سو رہا ہے' خاک جسم پر لپٹی ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اجلس یا اباتراب ''یعنی اے مٹی کے مالک یا مٹی والے اُٹھ۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کھجوروں کا نذرانہ خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا۔ (شرح اسرار خودی 417)

چشمِ اقوام سے مخفی ہے حقیقت تیری

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کو آخری غسل دیتے وقت جو تاریخی الفاظ کہے' وہ پوری امت کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں۔

''میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے وہ چیز جاتی رہی جو کسی دوسرے کی موت سے نہ گئی تھی یعنی وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی عظیم صدمہ ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کا حکم نہ دیا ہوتا تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خوب خوب آنسو بہاتے تاہم درد و درمان اور زخم کا علاج پھر بھی نہ ہوتا۔''

چشم اقوام سے مخفی ہے حقیقت تیری
ہے ابھی محفل ہستی کو ضرورت تیری

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا حکم ہوا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کفار کی امانتیں رکھی ہوئی تھیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے پر آمادہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لے کر مدینہ منورہ کو روانگی کا ارادہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ چادر اوڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سو جائیں' صبح ہونے پر تمام لوگوں کی امانتیں تقسیم کر دیں۔ جب تمام امانتیں ان کے مالکوں تک پہنچ جائیں تو مدینہ کا سفر اختیار کریں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب صبح کو اٹھے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے نکل جانے پر کفار کے غصہ کو دیکھا۔ کفار نے یہ اعلان کر دیا کہ جو بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ یا مردہ پیش کرے گا' اس کو سو سرخ اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔ کئی لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے۔ قریش کا ایک بڑا قافلہ غارِ ثور تک جا پہنچا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کلیجے پر پتھر رکھے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان سازشوں کو دیکھ اور سن رہے تھے۔ اس سے ان کی بے چینی لحظہ بہ لحظہ بڑھتی جا رہی تھی۔

ہے ابھی محفل ہستی کو ضرورت تیری

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جلدی تمام امانتیں ان کے مالکوں کو پہنچائیں اور مدینہ منورہ کی طرف روانگی کا ارادہ کیا' سواری کا کوئی انتظام نہیں تھا نہ تو وہ مدینہ منورہ روانگی کا ارادہ ظاہر کر سکتے تھے اور نہ مکہ میں ان کا کوئی مخلص مددگار بچا تھا ایک طرف مدینہ کا پانچ سو کلومیٹر کا دشوار گزار راستہ جن میں دشوار گزار پہاڑ ہیں' ریت کے چلتے پھرتے ٹیلے تھے جن کو اڑا کر ہوا جگہ جگہ منتقل کرتی رہتی ہے' زہر آلود گرم ہوئیں' جنگلی جانور' گرمی' پیاس' نہ جانے کتنے ایسے خدشات جو زندگی کو ایک لحہ میں ختم کر دیں دوسری طرف اپنے محبوب کی پیاری زندگی اور ان کی خیرت سے پہنچ جانے کی فکر تھی' ان سے جدا ہو جانے کی تڑپ تھی جس نے بچپن سے ایک لحہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ نہیں گزارا تھا اب کئی دن سے اس پرنور چہرے کو دیکھنے کے لئے آنکھیں ترس گئیں تھیں اب وہ خوف و شوق کے دوراہے پر کھڑے تھے۔

خوف کہتا ہے کہ ''یثرب کی طرف اکیلا نہ چل''
شوق کہتا ہے کہ ''تو مسلم ہے بیباکانہ چل''

غرض ان کا شوق و اشتیاق خوف و احتیاط کے جذبہ پر غالب آ گیا اور وہ تن تنہا مدینہ کی طرف چل پڑے' بس ایک برہنہ تلوار ان کی ساتھی و مددگار تھی۔ ابھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قافلہ مدینہ پہنچا ہی نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جا پہنچے۔ یہ دیکھ کر ان کی

حیرت کی انتہا نہ رہی کہ مکہ سے بے یارو مددگار اپنے وطن عزیز کو خیر باد کہنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں دخل ہو رہے تھے تو ان کا شاندار استقبال ہو رہا تھا اسلام کے متوالے خوشی سے جھوم رہے تھے۔ لڑکیاں دف بجا بجا کر نعت پڑھ رہی تھیں کہ ان پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا ہے۔

شوق کہتا ہے کہ تو عاشق ہے بیباکانہ چل

لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو خوشی اور دوبالا ہوگئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے چلا نہیں جا رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی حالت دیکھ کر فرمایا ''علی رضی اللہ عنہ! یہ تمہارا کیا حال ہوگیا ہے؟ پیر سوجھے ہوئے ہیں' رنگ جلس کر متغیر ہو گیا ہے' کمزوری سے کھڑا نہیں ہوا جا رہا' ہونٹوں پر خشکی کی پرتیں جمی ہوئی ہیں' تم سے تو بولا تک نہیں جا رہا۔'' عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! بارہ دن سے لگاتار سفر کر رہا ہوں۔ رات کو سفر کرتا تھا اور دوپہر کو ریت کے ٹیلوں کی آڑ میں چھپا رہتا تھا' چلتے چلتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آتا تھا تو بھاگنا شروع کر دیتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی! کاش تم چند دن مکہ میں اور ٹھہرتے اور اطمینان سے سواری کا انتظام کر کے آتے۔ عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں نے سوچا مگر مجھ سے صبر نہ ہوسکا' میں ایک لمحہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی برداشت نہ کر سکا۔

(تاریخ اسلام' تاریخ خلفاء...... بحوالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت اور اس کی علامات 24)

شانِ ابوبکر بزبانِ حیدر (رضی اللہ عنہما)

☆...... حضرت اسید بن صفوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس روز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو مدینہ منورہ رونے والوں کی آوازوں سے گونج اٹھا اور لوگ اس طرح پریشان تھے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے روز پریشان تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے' روتے ہوئے انا للہ پڑھتے اور فرما رہے تھے کہ آج نبوت کی خلافت ختم ہوگئی۔ یہاں تک کہ اس دروازے پر کھڑے ہوئے جس میں

ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر فرمانے لگے: اے ابوبکر! تم سب سے پہلے ایمان لانے والے تھے اور خالص اسلام والے اور پختہ یقین والے اور بہت زیادہ قناعت والے تھے اور اسلام پر پکے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں محتاط تھے اور بہترین ساتھی تھے اور زیادہ مناقب والے بلند درجات والے اور مجلس کے لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب تھے۔ شرافت اور اخلاق میں' رہنمائی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مشابہ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا کرے تمام مسلمانوں کی طرف سے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی' جب لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلا رہے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ رضی اللہ عنہ کا نام صدیق رکھا۔

(اسد الغابۃ ج1 ص91)

❀❀❀

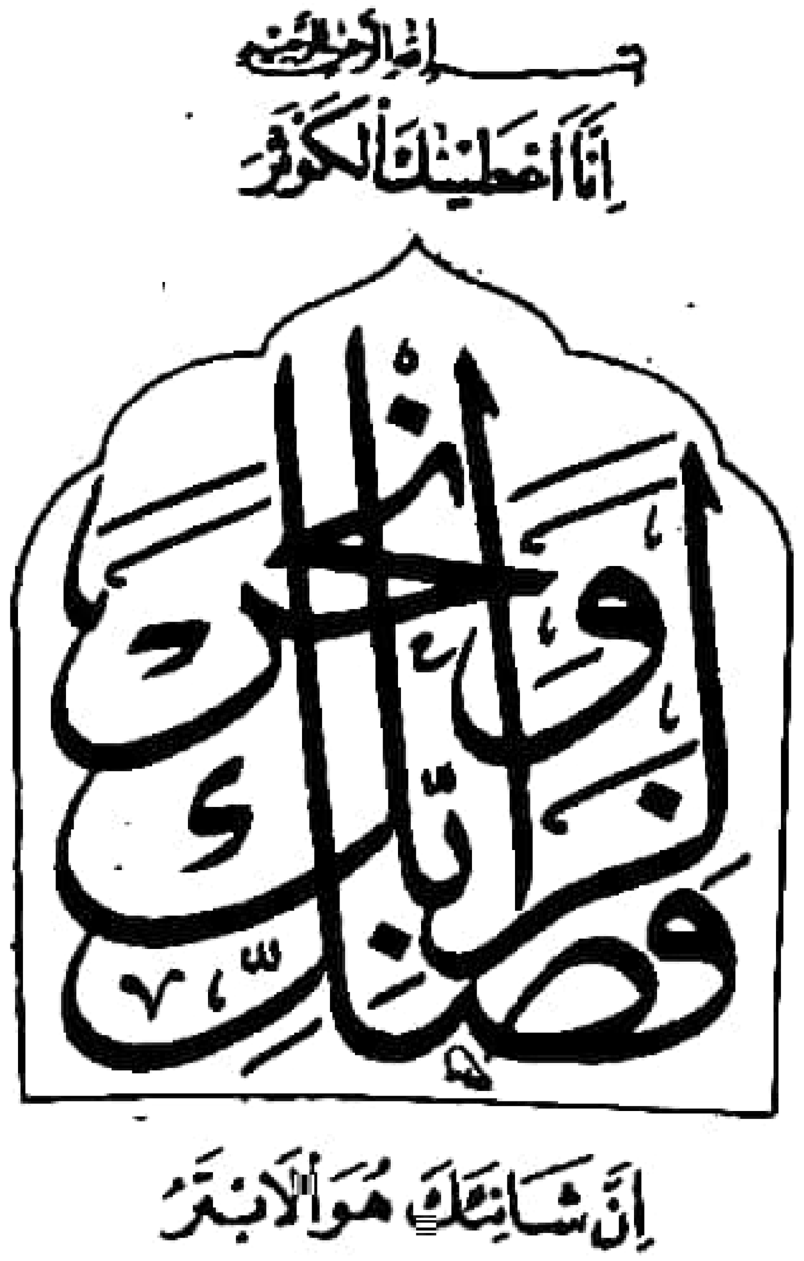

Scanned with CamScanner

(38)

آیت الکرسی کے فوائد

1......ایک شخص کا بیان ہے کہ میں اکثر اوقات آیت الکرسی کا ورد رکھتا تھا' اتفاقاً میرے پہلو میں سخت درد ہوا جس کی وجہ سے بڑی بے چینی تھی' تو میں نے خواب میں دو مرد دیکھے جس میں سے ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا کہ یہ مریض ایک ایسی آیت پڑھتا ہے جو تین سو ساٹھ رحمتیں لئے ہوئے تھی' تو کیا ایک رحمت بھی اسے نہ پہنچے گی؟ چنانچہ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو اپنے آپ کو بالکل صحیح اور تندرست پایا' اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیت الکرسی کی برکت سے مجھے شفاء عطا فرمائی اور میرا تمام درد دکھو دیا۔

2......دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص کسی ویرانہ سنسان جنگل سے گزر رہا تھا کہ خونخوار بھیڑیئے نے اس پر حملہ کر دیا' اس شخص نے بسم اللہ پڑھ کر آیت الکرسی پڑھنا شروع کی تو بھیڑیا دم دبا کر بھاگ گیا۔

3......ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ایک بڑا زبردست جن آپ کو دھوکا دینا چاہتا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو آیت الکرسی پڑھ کر دفع فرما دیجئے۔

4......ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ جس گھر میں آیت الکرسی پڑھی جاتی ہے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔

عذاب سے بچاؤ کا ذریعہ

حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھے گا اس کا نام اشقیاء کے دفتر سے نکال دیا جائے گا' اور جو شخص دو مرتبہ پڑھے گا اس کا نام شہداء کے دفتر میں لکھ دیا جائے گا' اور جو شخص تین مرتبہ پڑھے گا اس کے لئے فرشتے بخشش کی دعا کریں گے اور چار مرتبہ پڑھنے والے کی برگزیدہ انبیاء سفارش کریں' اور پانچ مرتبہ پڑھنے والا کا نام ابرار کے دفتر میں لکھا جائے گا' چھ مرتبہ پڑھنے والے کے لئے مچھلیاں دریا میں مغفرت کی دعا کریں گی' اور سات مرتبہ پڑھنے سے جہنم کے ساتوں دروازے اس پر بند کر دیئے جائیں گے' آٹھ مرتبہ پڑھنے والے کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے' نو مرتبہ پڑھنے والے کے لئے دونوں جہاں کے مقاصد پورے ہو جائیں گے اور تمام دلی مرادوں پر کامیابی حاصل ہوگی اور جو شخص دس مرتبہ پڑھے گا اس پر اللہ تعالیٰ نظر رحمت فرمائے گا اور کبھی عذاب میں مبتلا نہ کرے گا۔ (مجالس الابرار)

Scanned with CamScanner

(39)

حضرت ابو ہریرہ سے ایک عورت کا سوال

حضرت فقیہہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: میں ایک رات حضور علیہ السلام کے ہمراہ عشاء کی نماز پڑھ کر نکلا تو راستے میں نقاب اوڑھے ایک عورت کو کھڑے ہوئے دیکھا' عورت نے کہا: اے ابو ہریرہ میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے تو کیا میرے لئے توبہ ہے یعنی توبہ قبول ہوسکتی ہے' میں نے کہا وہ تیرا گناہ کیسا ہے کہنے لگے میں نے زنا کیا اور ناجائز بچے کو قتل کیا ہے میں نے اس سے کہا تو تباہ ہوئی اور بچے کو بھی ہلاک کر دیا قسم بخدا تیری توبہ قبول نہیں ہوسکتی یہ سنتے ہی وہ عورت چیخ مار کر گر پڑی اور میں چل پڑا پھر میں نے اپنے آپ سے کہا: حضور علیہ السلام کے حین حیات تو نے فتویٰ کیسے دیا؟ پس صبح کو حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: رات ایک عورت نے اس اس طرح مجھ سے سوال کیا اور اس طرح میں نے اس کو جواب دیا' حضور علیہ السلام نے یہ سنا اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّـا اِلَيْـهِ رَاجِـعُوْنَ پڑھ کر فرمایا: اے ابو ہریرہ خود بھی ہلاک ہوا اور تو نے اس کو بھی ہلاک کیا' آیا تجھے یہ آیت معلوم نہ تھی۔ (وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ...... وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا) ''اور وہ لوگ جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہیں کرتے اور ناحق اسے قتل نہیں کرتے جن کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اور نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جو ایسا کرتا ہے وہ گناہ کی کھائی میں جا گرا' روز قیامت اس کے لئے دگنا گناہ ہے اور ذلیل ہو کر اس میں ہمیشہ رہے گا مگر وہ جس نے

توبہ کی' ایمان لایا اور نیک عمل کیا' یہ وہ لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

ربّ کی رحمت ہے بڑی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں یہ سن کر اسی وقت مدینے کی گلیوں میں نکل کھڑا ہوا اور پکارتا تھا کہ مجھے اس عورت کے متعلق بتاؤ جس نے گذشتہ شب مجھ سے اس طرح کا مسئلہ معلوم کیا تھا اور بچے میری یہ حالت دیکھ کر کہتے تھے دیوانہ ہے ابو ہریرہ! یہاں تک کہ رات ہوگئی اور وہ عورت مجھے اسی جگہ کھڑی ملی تو میں نے اس کو فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم بتایا کہ اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے تو وہ خوشی سے چیخنے لگی اور کہا: میں اپنے گناہ کے کفارہ کے طور پر اپنے باغ کو مسکینوں میں صدقہ کرتی ہوں' نیز آیت اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا الخ کے ضمن میں علماء فرماتے ہیں: جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اس کے سابقہ گناہ نیکیوں میں ڈھل جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قیامت کے دن انسان اپنے اعمال نامے کے ابتداء میں گناہ اور آخر میں نیکیاں دیکھے گا اور جب پھر ابتدائے کتاب میں دیکھے گا تو اسے سب نیکیاں ہی نظر آئیں گی بالکل ایسے ہی حضرت ابوذر غفاری سے مروی ہے اور فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَات کا بھی یہی معنی ومفہوم ہے' بعض علماء نے اس آیت کا معنی یہ کیا ہے کہ وہ برے عمل سے نیک عمل کی طرف رجوع کر لیتا ہے اور توفیق ایزدی سے وہ برے عمل کی جگہ نیک عمل کرنے لگتا ہے ارشاد باری تعالیٰ کا یہی مطلب ہے' اے میرے بھائی! جان لے کہ یہ گناہ کفر سے بڑا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ) ''آپ کافروں سے فرما دیں کہ اگر وہ رک جائیں تو ان کے سابقہ تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے'' تو پھر کفر سے کم درجے کے گناہوں کے متعلق تیرا کیا گمان ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

❀❀❀

(40)

تین سو ابدال کا ذکر خیر

بعض نے بیان کیا جو کہ ابدالوں میں سے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک طرطوسی نے فرمایا میں نے محمد بن احمد العابد (وہ بھی ابدال تھے) سے سنا کہ میں بیت المقدس کی مسجد میں باب سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے پاس جمعہ کے بعد عصر تک تھا کہ دو شخصوں کو دیکھا ایک ان میں سے انسانوں کے مشابہ تھا دوسرا چوڑا سینہ بڑا سر ہیبت ناک صورت میں تھا وہ جو شکلاً انسانوں کے مشابہ تھا میرے پاس آیا اور مجھے سلام کہا دوسرا دور ہی بیٹھ گیا میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ کہا میں خضر علیہ السلام ہوں اور دوسرے الیاس علیہ السلام ہیں میں سنتے ہی ڈرا اس قدر عظیم ہستیوں کے آداب بجا نہ لا سکا وہ بولے ڈرو مت ہم تجھ سے محبت کرتے ہیں کیا تم چاہتے ہو کہ تجھے وہ دعا سکھائیں اس کے بعد جو مانگو پالو؟ میں نے کہا ہاں فرمایا بروز جمعہ سورج غروب ہونے سے قبل رخ بقبلہ ہو کر پڑھنا یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ خوشحالی ہوا اللہ تجھے خوشحال کر دے گا پھر میں نے خضر علیہ السلام سے پوچھا آپ جو اولیاء و ابدال زمین پر موجود ہیں سب کو جانتے ہو۔

فرمایا ہاں جانتا ہوں کیونکہ ان کے نام ہمارے نزدیک مشہور اور تعداد ظاہر ہے میں نے کہا یہ کیسے ممکن ہے؟ فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رحلت فرمائی تو زمین نے فریاد کی الٰہی اب تو میں قیامت تک انبیاء اسلام کے قدموں میں برکت سے محروم ہو گئی اللہ نے اسے الہام کیا کہ غم نہ کر تجھ پر میں ایسے بندوں کو پیدا کرتا رہوں گا جن کے دل انبیاء کے دلوں کی مانند مظہر فیوض و مرکز انوار ہوں گے۔

خضر علیہ السلام کا بیان

میں نے پوچھا یک زمانہ ان کی تعداد کتنی ہوتی ہے؟ فرمایا: تین سو ایک ان میں سے غوث اور ایک قطب ہوتا ہے جب غوث انتقال کرے تو قطب ان کی جگہ غوث بنتا ہے اور قطب کی جگہ تین مختار ولیوں سے ایک آتا ہے اور سات میں سے ایک تین میں شامل ہوتا ہے اور دس میں سے ایک سات میں منتقل ہو کر آتا ہے اور چالیس میں سے ایک دس میں آ ملتا ہے اور بہتر میں سے ایک چالیس میں شامل ہو جاتا ہے اسی طرح قیامت تک سلسلہ چلتا رہے گا زمین ان اولیاء کے وجود سے خالی نہیں رہے گی پس ان میں کوئی وہ جس کا دل نوح اور ابراہیم علیہما السلام کے مشابہ ہوگا پس میں ان کے بیان سے بہت حیران ہوا پھر ان سے پوچھا: کوئی ایسا بھی ان سے ہوگا جس کا دل سلیمان و ایوب و عیسیٰ علیہم السلام کے مشابہ ہو؟ فرمایا کیا تو نے نہ پڑھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی محکم کتاب میں فرمایا: پس تم انہیں پیغمبروں کی راہ چلو۔ اور انبیاء میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس کے اخلاق و اطوار پر امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نہ ہو پھر ان میں سے ہر بلند درجہ و فضیلت والے کا نیچے کے درجہ والے کو کمتر مقام معلوم ہو جائے تو کہے شاید ہم رب پر ایمان نہیں لائے ورنہ اس قدر ہمارا مقام پست نہ ہوتا یہ سن کر میں بہت متعجب ہوا خضر علیہ السلام بولے کیا میری بات سے متعجب ہوئے ہو میں نے کہا ہاں فرمایا کیا تم موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کی کیفیت اور ان کا مکالمہ بھول گئے جب انہوں نے کشتی والوں کو ڈوبتے دیکھا تو بولے کیا آپ نے کشتی اس لئے توڑی کہ اس کے سوار ڈوب جائیں اور جب لڑکے کو قتل ہوتے دیکھا تو کہا کیا آپ نے بے قصور کو بلا جرم مار دیا پھر جب دیوار کو ثابت رکھتے دیکھا تو کہا آپ اس پر کچھ اجرت لیتے پھر میں نے پوچھا آپ کہاں رہتے ہیں؟ خضر علیہ السلام نے فرمایا: جنگلوں میں، میں نے پوچھا: الیاس علیہ السلام کہاں ہوتے ہیں؟ کہا سمندر کے جزیرہ میں۔

Scanned with CamScanner

حضرت الیاس اور خضر علیہما السلام سے ملاقات کیسے ہو؟

پھر میں نے پوچھا: اس کے بعد بھی کبھی آپ دونوں کی ایک ہی جگہ زیارت کر سکوں گا؟ خضر نے فرمایا: ہاں جب کسی ولی کا وصال ہوتا ہے تو ہم دونوں اس کے جنازہ میں شریک ہوتے ہیں اور حج کے وقت ہم دونوں مکہ میں موجود ہوتے ہیں پھر میں نے کہا مجھے ان اولیاء اللہ کے نام بتا دو پس خضر علیہ السلام نے اپنا ہاتھ جیب میں ڈالا اور کاغذ نکالا جس میں اولیاء اور ابدالوں کے نام تھے تو میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا۔ خضر علیہ السلام نے پوچھا: تم کہاں چلتے ہو؟ میں نے کہا آپ دونوں کے ساتھ فرمایا تم ہمارے ساتھ نہ چل سکو گے پھر حضرت خضر نے بتایا کہ میں صبح کی نماز حرم مکہ میں رکن یمانی کی پاس پڑھتا ہوں پھر وہاں ٹھہر جاتا ہوں جب سورج بلند ہو جائے تو کعبہ کا طواف کرتا ہوں پر مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس نماز ادا کرتا ہوں پھر اپنی ڈیوٹی پر جنگل میں گھومتا ہوں اگر کوئی مسافر راستہ بھول جائے تو اسے راہ دیکھاتا ہوں جب کسی بوجھ والے کا بوجھ بھاری ہو تو اسے سواری پر رکھانے میں مدد دیتا ہوں پھر جب ظہر کا وقت آئے تو مدینہ منورہ کو جاتا ہوں وہاں نماز ظہر ادا کرتا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے پاس ان پر درود و سلام پیش کرتا ہوں پھر اپنی خدمت میں جنگل کا دور کرتا ہوں اگر کسی مسافر کا بوجھ بھاری ہوتو اس کی مدد کرتا ہوں پھر نماز عصر کے وقت بیت المقدس کو چلا جاتا ہوں وہاں نماز عصر ادا کرتا ہوں اور جب نماز مغرب کا وقت آئے تو طور سینا پر چلا جاتا ہوں اور وہاں نماز مغرب پڑھتا ہوں اور جب عشاء کا وقت آئے تو یاجوج و ماجوج کی دیوار کے پاس چلا جاتا ہوں اور وہاں نماز عشاء کے بعد اللہ سبحان تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ وہ یاجوج و ماجوج سے اس دیوار کو سلامت رکھے پھر جب صبح روشن ہو جائے اور یاجوج و ماجوج کے نکلنے کا خطرہ نہ رہے دن آنے کے سبب تو وہاں سے مکہ چلا آتا ہوں نماز فجر رکن شامی کے پاس ادا کرتا ہوں اور یہی مرا معمول قیامت تک رہے گا۔ (حکایات الصالحین)

(41)

امام ابو القاسم قشیری شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام عبدالکریم بن ہوازن بن عبدالملک قشیری شافعی اور کنیت ابوالقاسم ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ 376ھ کو پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں آپ کے والد فوت ہوگئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علم ادب اور عربی کی تعلیم حاصل کی۔ پھر حضرت سیّدنا ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہونے لگے۔

علم فقہ ابوبکر محمد بن بکر طوسی اور علم کلام ابوبکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔

(المنتظم لابن جوزی، الرقم 3423 عبدالکریم بن ہوازن، ج16 ص148)

آپ رحمۃ اللہ علیہ صوفی، مفسر، فقیہ، اصولی، محدث، متکلم، واعظ، ادیب اور شاعر تھے۔ 465ھ کو نیشاپور میں وفات پائی۔

(معجم المؤلفین، الرقم 7698 عبدالکریم القشیری، ج2، ص212)

اور اپنے شیخ حضرت سیّدنا ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کے برابر میں دفن کئے گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے کوئی بھی احتراماً چند سالوں تک آپ کے گھر میں داخل ہوا نہ آپ کی کتابوں اور کپڑوں کو ہاتھ لگایا۔

(المنتظم لابن جوزی، الرقم: 3423 عبدالکریم بن ہوازن، ج 16 ص149)

وعظ میں تاثیر

ابوحسن باخرزی بیان کرتے ہیں: ''اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے وعظ کا کوڑا کسی پتھر کی چٹان پر ماردیں تو وہ خوف خدا سے گھلنا شروع ہو جائے۔''

(سیر اعلام النبلاء، الرقم: 4182 القشیری، ج13، ص565)

آپ کے ارشادات میں سے مندرجہ ذیل ہیں:

☆......متوکل وہ ہوتا ہے جس کا دل رزق کا تقاضا کرنے سے خاموش رہتا ہے۔
(الرسالۃ القشیریۃ' باب الصمت' ص 157)

☆......اللہ عزوجل سے ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ دنیا یا آخرت میں اللہ عزوجل کی پکڑ سے ڈرے۔ (الرسالۃ القشیریۃ' باب الخوف' ص 161)

ابوتراب مراغی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں: ''میں پاکیزہ عیش اور کامل راحت میں ہوں۔''

(المنتظم لابن جوزی' الرقم' 3423 عبدالکریم بن ہوازن' ج16' 148' تاریخ الاسلام للذھبی' الرقم: 140 عبدالکریم بن ہوازن' ج31' ص176)

❀❀❀

(42)

قلت احتیاط آفت ہے

ابن جوزی فرماتے ہیں: سلطان کے درباری یا کسی رئیس کے مصاحب کو لائق ہے کہ اس کے ساتھ اپنا معاملہ ظاہر و باطن میں یکساں رکھے کیونکہ وہ اپنے مخبر چھوڑے رکھتے ہیں کبھی پھنس گئے تو رسوائی ہوگی دور سابق کے ملوک کسی درباری کو مقرب بنانا چاہتے تو اس کے لئے اپنے گھروں کے آس پاس رہائش تجویز کرتے اور خصوصی مقام پر فائز کرنے کے لئے درپردہ اس کا امتحان کرتے تھے اور اسے پتہ بھی نہ چلتا تھا اور کوئی نامناسب صورت سامنے آتی تو اسے مسترد کر دیتے تھے اسی طرح پرویز نے بھی اپنے ایک خاص آدمی کا امتحان لیا اور اس کے پاس بہت سے انعام و اکرام دے کر اپنی ایک باندی بھیجی اور حکم دیا کہ اس کے پاس بیٹھنا نہیں ہے وہ لے گئی۔ پھر اسے دوسری مرتبہ بھیجا اور حکم دیا کہ سلام کے بعد چند لحات کے لئے بیٹھ کر آئے اس نے ایسا ہی کیا اور اس مرد نے بھی باندی پر نظر ڈال لی پھر تیسری مرتبہ بھیجا اور حکم دیا کہ اس کی پاس کچھ دیر تک بیٹھے اور بات چیت کر کے آئے چنانچہ اس نے دیر تک گفتگو کی اور ادھر سے بھی اس کی طرف کچھ میلان کا ظہور ہوا تو باندی نے کہا: خطرہ ہے کہیں بادشاہ کو پتہ نہ چل جائے تاہم آپ موقعہ دیں میں کوئی تدبیر کرتی ہوں اور واپس آ کر بادشاہ کو قصہ سنا دیا بادشاہ نے اب کی بار ایک اور باندی اپنی خاص باندیوں میں سے اس کے پاس بھیجی یہ گئی تو وہ پوچھنے لگا کہ فلاں کیوں نہیں آئی کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا: وہ بیمار ہے یہ سن کر اس کا رنگ بدل گیا پھر اس دوسری باندی نے بھی پہلی کی طرح کیا اور اسے کہنے لگی کہ بادشاہ آجکل اپنے

Scanned with CamScanner

باغ میں جانے والا ہے اور کچھ دنوں تک وہیں قیام کرے گا اگر وہ تجھے ساتھ چلنے کو کہے تو کہہ دینا میں بیمار ہوں پھر اگر وہ تجھے اپنے گھر لوٹنے یا اسی جگہ ٹھہرنے میں اختیار دے تو یہیں ٹھہر جانا اور کہہ دینا کہ میں تو حرکت تک نہیں کرسکتا بس اگر تیری بات مان لی گئی تو میں تیرے پاس جب تک بادشاہ وہاں رہا ہر رات آتی رہوں گی اس شخص کو اطمینان ہو گیا اور باندی نے واپس جا کر سب کچھ بتا دیا بادشاہ نے تین دن کے بعد اپنے پاس بلایا تو اس نے جواب دیا کہ ''بیمار ہوں'' قاصد نے واپس آ کر بتایا تو بادشاہ نے مسکرا کر کہا: یہ پہلا شر ہے اور پالکی بھیج دی کہ اس میں سوار ہو کر آ جائے پرویز نے دیکھ کر کہا اور یہ پالکی دوسرا شر ہے اور اس کے سر پر پٹی بندھی دیکھ کر کہنے لگا یہ پٹی تیسرا شر ہے اب بادشاہ اسے پوچھتا ہے کہ کیا خیال ہے؟ واپس لوٹنا پسند کریں گے؟ تا کہ گھر کی عورتیں تیمارداری کریں یا میری واپسی تک یہیں پر رہنا پسند ہوگا کہنے لگا یہیں رہنا مناسب لگتا ہے اس لئے کہ میں حرکت بھی نہیں کرسکتا بادشاہ نے مسکرا کر کہا: یہاں رہ کر تیری حرکت گھر تک جانے والی حرکت سے بڑھ کر ہوگی اور اس کے لئے ایک عصا منگانے کا حکم دیا جو زانیوں کی خاص علامت تھی۔

فساد کی جڑ کو کاٹ دیا

اور حکم دیا کہ اس شخص کا پورا قصہ حرف بحرف لکھا جائے اور لوگوں کو جمع کر کے ایک ایک حرف سنایا جائے اور ملک کی کسی سرحد پر اسے بھیج دیا جائے اور نیزے کے اوپر اس عصاء زنا کو باندھ دیا جائے اور جہاں یہ جائے اس کے ساتھ ساتھ اسے بھی پھرایا جائے تا کہ ناواقف لوگوں کو بھی عبرت ہو جائے چنانچہ جب اسے بیرون ملک بھیج دیا گیا تو اس نے کسی نگران سپاہی سے چھری منگوائی اور اپنا ذکر کاٹ لیا اور کہنے لگا کہ جو اس چھوٹے عضو کی اطاعت کرتا ہے اس کے تمام اعضاء بے کار ہو جاتے ہیں اور اسی لمحہ فوت ہو گیا میں (مصنف) کہتا ہوں کہ امراء حضرات اپنے حالات میں تبدیلی محسوس کرتے تو عوام سے اپنے بارے سوال کیا کرتے تھے کبھی کوئی آدمی نامناسب بات کہہ دیتا تو اسے محفوظ

کرتے تھے اور کبھی اس کے لئے خفیہ آدمی بھیجتے تھے اور کبھی قاصد کی کہی ہوئی بات کوئی تیسرا آدمی امیر تک پہنچا دیتا تھا جو اس کی ہلاکت کا باعث بن جاتی۔

بادشاہ کی طرف سے آزمائش

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک اہلکار کو بکثرت نماز پڑھتے دیکھا تو ایک خفیہ آدمی بھیجا جو جا کر اسے کہنے لگا کہ اگر میں تجھے فلاں علاقہ کی سربراہی دلوا دوں تو مجھے کیا دے گا؟ اسی نے جواب دیا کہ یہ دوں گا اور فلاں فلاں'' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تو نے اپنی نماز کے ذریعہ ہمیں دھوکہ میں رکھا اور میں نے سنا ہے کہ ایک آدمی نے کسی عورت سے گفتگو کی اس نے آمادگی ظاہر کی اور اپنے گھر آنے کی دعوت دی، شوہر کی بات پر اطمینان نہ کر لینا چاہئے ممکن ہے وہ خود جاسوس ہو یا پھنسانے والا ایسے ہی بعض چیزیں جن کا اخفا مناسب ہوتا ہے ظاہر نہ کرنی چاہئیں مثلاً مال ہے مذہب ہے یا کسی کا سب و شتم کہ بعض دفعہ حاضرین میں اس کا کوئی قریبی ہوتا ہے، اور بے بنیاد دوستی تو قطعاً قابل اعتماد نہیں ہے کہ بسا اوقات اس کے پس پردہ آفت قصداً چھپائی ہوتی ہے بس ہر ممکن حادثہ سے بچنے کی فکر چاہئے کبھی ایک بات کوئی دوست اپنے دوست کے پاس کہتا ہے اور وہ ایسے شخص کے پاس نقل کر دیتا ہے جو قائل کا برا چاہنے والا نہیں مگر بات چل نکلتی ہے اور اس کا نقصان ہو جاتا ہے اور بہت سے شدید محبت کا اظہار کرنے والے صرف اپنی مراد پوری ہونے تک ہوتے ہیں لہٰذا ہرگز ہرگز کسی پر اطمینان نہ رکھو خصوصاً ایسے دشمن سے جسے تم ایذا دے چکے ہو یا اس کا قریبی قتل کر چکے ہو کہ وہ احسان کا مظاہرہ کبھی تجھے شکار کرنے کے لئے بطور جال بچھانے کے کرتا ہے، جیسا کہ زباء کے قصہ میں ہے۔

زباء کا قصہ

(جب یہ والد کے قتل ہونے کے بعد تخت نشین ہوئی اور نہایت ہی حسین و جمیل تھی اس کے باپ کے قاتل بادشاہ نے اس کو نکاح کا پیغام بھیجا جس کو اس نے قبول کر لیا اور پھر اس پر قابو پا کر قتل کر دیا اور یوں والد کا انتقام لیا اس عورت کا والد بھی اپنے ملک کا

Scanned with CamScanner

بادشاہ تھا۔)

عمر بڑھ جانے کے بعد میں نے دیکھا کہ اس کی امید قوی اور حرص بڑھتی جاتی ہے۔جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: ابن آدم بوڑھا ہوتا جاتا ہے اور اس کی دو خصلتیں ''حرص اور امید'' جوان ہوتی رہتی ہیں اور اس کے اسباب میں اکثر سبب میری نگاہ میں تہی دستی' اہل وعیال کی کثرت اور حاجت کا قوی ہونا ہے کہ ایسے وقت انسان حصول غرض کے لئے وہ کچھ کرنے کو تیار ہو جاتا ہے جو اس کی عزت کو داغدار کر دیتا ہے تو میں نے کہا میرے اللہ کیا عرفات کے پہاڑ دیکھنے کے بعد میں بہک جاؤں گا کیا حرم پاک کے قریب پہنچنے کے بعد جنگل کے بدو مجھے اغواء کر کے لے جائیں گے ہائے افسوس کیا میرے عرفات میں پہنچنے سے پہلے یوم نحر کی فجر طلوع ہو جائے گی اور حصول مقصود کے بغیر میری عمر کا سفر ضائع ہو جائے گا۔

میں خواہشات کو پانے کے لئے تجھ سے امید لگاتا تھا اور آج میں فقط تیری رضا کا طالب ہوں پھر میں نے کہا: اے نفس تیرے لئے پناہ گاہ اس کے سوا نہیں کہ اس کی پناہ حاصل کر اور ڈوبنے والے کی طرح فریاد کر پھر اگر رحمت ہوگئی تو ہوگی ورنہ کتنی حسرتیں ہیں جو پہلے بھی تہہ خاک دفن ہیں۔(صید الخاطر)

❀❀❀

(43)

برطانیہ میں اسلام کا نور

علامہ عطاء المصطفیٰ جمیل بن ابوالنور مولانا محمد بشیر کوٹلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

میں اسلامک سینٹر کے کمرۂ مطالعہ میں بیٹھا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی' میں نے فون اٹھایا تو ایک انگریز نے پوچھا: ''یہ اسلامک سینٹر ہے کیا؟'' میں نے کہا:

''جی ہاں! فرمائیے'' میں نے کہا تو وہ بولا:

''مجھے اسلامک سینٹر کے Priest خطیب سے ملنا ہے''

''فرمائیے! میں خطیب ہی تو بول رہا ہوں''۔ میں نے کہا:

''مجھے آپ سے ملنا ہے۔اگر آپ فارغ ہیں تو میں ابھی آ جاتا ہوں''

''اس وقت میں فارغ ہوں۔آپ تشریف لائیے''۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک انگریز آیا۔ میں نے چائے پیش کی اور آنے کی غرض پوچھی تو اس نے کہا: ''جان شیفرڈ میرا نام ہے۔لندن کا رہنے والا ہوں۔ان دنوں لیسٹر کے ٹیچر ٹریننگ کالج میں زیر تعلیم ہوں۔ میں نے مختلف ادیان کا تقابلی مطالعہ کیا ہے۔ اسلام سے بہت متاثر ہوا ہوں' تاہم کچھ باتیں وضاحت طلب ہیں۔''

وہ رک رک کر باتیں کر رہا تھا۔اس کے چہرے پر شرافت اور مزاج میں ٹھہراؤ دیکھ کر میری چھٹی حس نے کہا: اسلام اس کا مقدر بن چکا ہے۔پہلی نشست میں اس نے تعدد ازدواج پر کچھ سوالات کئے۔ میں نے محسوس کیا کہ وہ میری وضاحت سے مطمئن ہے۔ کچھ دیر کے بعد اس نے اجازت چاہی اور دوبارہ ملاقات کا وقت بھی طے کر گیا۔ وہ دوبارہ آیا۔اس دفعہ اس نے پردہ اور ''women Rights'' حقوق نسواں پر سوالات

Scanned with CamScanner

کیے۔ میں نے اسے ''اسلام میں عورت کا مقام'' سمجھایا تقریباً ایک گھنٹہ کی نشست رہی۔ پھر وہ چلا گیا ہفتہ میں ایک بار وہ ضرور آتا اور کئی کئی گھنٹے مختلف موضوعات پر تبادلۂ خیالات کرتا رہا۔ خدا کا فضل شامل حال رہا۔ ایک ایک کر کے اس کے تمام شبہات دور ہوتے چلے گئے اللہ نے اس کے دل کے دریچے کھول دیئے۔ ایک دن اس نے اسلام قبول کرنے کی خواہش ظاہر کر دی اور میرے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ جان شیفرڈ نے کہا: اب میرا نام بھی بدل دیجئے۔ میں نے کچھ نام بتائے تو وہ بولا:

جان شیفرڈ جان محمد ہو گیا

''مشکل یہ ہے کہ جان میرا SIR NAME ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ لفظ جان میرے نام کا حصہ رہے؟''

میں نے پوچھا: جان John کا معنی کیا ہے؟۔ اس نے کہا: ''بہادر لیر وغیرہ''

تو میں نے کہا: ''مبارک ہو' آج سے آپ کا نام جان شیفرڈ کی بجائے جان محمد ہو گا۔ اور یہ نام برصغیر کے مسلمانوں میں مروج ہے۔''

اس نے مسکرا کر مجھ سے مصافحہ کیا۔ جان شیفرڈ' اب جان محمد ہو چکا تھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ۔

یورپ میں روحانی سکون کے متلاشی لائبریوں میں مختلف ادیان کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اسلام کے آفاقی نظام سے متاثر ہو کر وہ اسلامی مراکز سے رجوع کرتے ہیں۔

اب خطیب کا فرض ہوتا ہے کہ وہ آنے والے کے سوالات کو اچھی طرح سمجھ کر اسے مطمئن کرنے کی کوشش کرے خطیب تعلیم یافتہ اور ذہین ہو تو انگریز کے قبول اسلام کے مواقع بڑھ جاتے ہیں۔

برطانیہ میں اسلام کا نور پھیل رہا ہے۔ آج بھی برطانیہ کے مسلمان تقویٰ وطہارت' راست گوئی و پاکبازی اور صداقت و دیانت پر عمل پیرا ہو جائیں تو وہاں اسلام بڑی سرعت کے ساتھ پھیل سکتا ہے۔ (سنی علماء کی حکایات)

(44)

بیماری اور اس کا ثواب

بیماری بھی اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے۔ اس کے فوائد اخروی بے شمار ہیں۔ اگر چہ بظاہر آدمی کو اس سے تکلیف پہنچتی ہے' مگر در حقیقت یہ اخروی راحت وسکون کا باعث ہے۔ آدمی ظاہری بیماری کو بیماری تصور کرتا ہے جبکہ وہ حقیقی طور پر روحانی بیماریوں کا علاج ہوتی ہے۔ حقیقی بیماری تو روحانی امراض ہیں۔ اصل میں مہلک بیماری یہی ہوتی ہے۔ اولیائے کرام تو بیماری کا استقبال کرتے ہیں جس طرح سکون کا استقبال کیا جاتا ہے۔ ہمیں کم از کم اس موقع پر صبر کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ بے صبری سے مصیبت رفع تو نہ ہو گی بلکہ ثواب بھی ہاتھ سے چلا جائے گا۔ ہمارے اس ماحول میں بیماری کے مواقع پر بعض لوگ اپنے منہ سے بڑے غلط بول بول جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس موقع پر زبان سے کئی مرتبہ کفریہ کلمات ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ سے گلے شکوے یہاں تک کہ ظلم کی نسبت رب تعالیٰ کی طرف کر دیتے ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ ۔

ہم یہاں بیماری کی فضیلت اور اس کا ثواب احادیث سے درج کر رہے ہیں تا کہ مسلمان اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشادات بغور پڑھیں اور ثواب سے ہرگز محروم نہ ہوں۔

احادیث مبارکہ

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے

Scanned with CamScanner

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مایصیب المسلم من نصب ولا وصب ولا هم ولاحزن ولا اذى ولا غم حتى الشوكة يشاكها الا كفر الله بها من خطاياه ۔

مسلمان کو جو تکلیف وہم وحزن واذیت وغم پہنچے یہاں تک کہ کانٹا جو اسکے چبھے اللہ تعالیٰ ان کے سبب اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (صحیح بخاری 843ج2' صحیح مسلم 319ج2' جامع ترمذی ص191 ج1 'مشکوۃ المصابیح 134' مسند امام احمد ص303 ج2' سنن کبریٰ للبیہقی ص373 ج3' صحیح ابن حبان ص247 ج5' مصنف ابن ابی شیبہ ص118 ج3' الادب المفرد ص72)

بیماری گناہ مٹا دیتی ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار تھا۔ میں نے اپنے ہاتھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مس کیا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو تو بہت شدید بخار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں مجھے تم میں سے دو آدمیوں کے برابر بخار ہوتا ہے۔ انہوں نے (حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے عرض کیا: اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوگنا اجر ملتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مامن مسلم يصيبه اذى من مرض فما سواه الا حط الله به سياته كما تحط الشجرة ورقها۔ مسلمان کو جو اذیت پہنچتی ہے بیماری ہو یا اس کے سوا کچھ اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے گناہوں کو گرا دیتا ہے جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ (صحیح مسلم ص318 ج2' صحیح بخاری ص843 ج2' مشکوۃ المصابیح ص134' صحیح ابن حبان ص259 ج5' سنن کبریٰ للبیہقی ص372 ج3' مصنف ابن ابی شیبہ ص117 ج3' حلیۃ الاولیاء ص128 ج4)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار کے پاس تشریف لے گئے۔ فرمایا تجھے کیا ہوا ہے؟ عرض کی: بخار ہے خدا اس میں برکت نہ

کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بخار کو برا نہ کہہ کہ وہ آدمی کی خطاؤں وگناہوں کو اس طرح دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔

(صحیح مسلم ص319' ج2' مشکوۃ المصابیح ص135' صحیح ابن حبان ص259 ج5)

اس کے مثل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ (سنن ابن ماجہ ص256)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ جب میں اپنے کسی بندے کو اس کے دو محبوب اعضاء (آنکھوں) کے متعلق آزماتا ہوں وہ صبر کرے تو میں اس کے بدلے اس کو جنت دوں گا۔ (صحیح بخاری ص844 ج2)

دو آیات کا مفہوم

امیہ نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان دو آیات کا مطلب دریافت کیا۔ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۭ (284,2) جو تمہارے نفس میں ہے اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ' اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب لے گا۔ اور' مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا يُّجْزَ بِهٖ ۔(123-4)

جو کسی قسم کی برائی کرے گا اس کا بدلہ دیا جائے گا (کہ جب ہر برائی کی جزاء ہے اور جو خطرہ دل میں گزرے' اس کا بھی حساب ہے تو بڑی مشکل ہے کہ اس سے کون بچے گا) اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جب سے میں نے اس کا سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کسی نے مجھ سے نہ پوچھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے مراد عتاب ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر کرتا ہے کہ اسے بخار اور تکلیف پہنچاتا ہے یہاں تک کہ مال جو کرتے کی آستین میں ہو اور گم جائے اور اس کی وجہ سے گھبرا جائے' ان امور کی وجہ سے گناہوں سے ایسا نکل جاتا ہے جیسے بھٹی سے سرخ سونا نکلتا ہے۔ (گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے' جیسا بھٹی سے سونا میل سے پاک ہو کر نکلتا ہے)۔ (جامع ترمذی ص128 ج2)

Scanned with CamScanner

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بندہ کو کوئی تکلیف کم و پیش نہیں پہنچتی مگر گناہ کے سبب جو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے وہ بہت زیادہ ہے اور یہ آیت کریمہ پڑھی۔

وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَ یَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ ٥ (30,42)

جو تمہیں مصیبت پہنچی وہ اس کا بدلہ ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کیا اور بہت معاف فرما دیتا ہے۔ (جامع ترمذی ص161 ج2)

فرشتوں کی معیت

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ عبادت کے اچھے طریقے پر ہو پھر بیمار ہو جائے تو فرشتہ اس پر مؤکل ہے۔ اس سے فرمایا جاتا ہے اس کے لئے ویسے ہی اعمال لکھ جب مرض میں مبتلا نہ تھا۔ یہاں تک کہ اسے مرض سے رہا کروں یا اپنی طرف بلالوں یعنی موت دوں۔

(مسند امام احمد ص204 ج3 الادب المفرد (73)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن مرد اور عورت کے جسم اس کے لال اور اس کی اولاد پر مسلسل مصائب نازل ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب اس کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوتی ہے تو وہ گناہوں سے بالکل پاک ہو جاتا ہے۔

(الادب المفرد ص72، جامع ترمذی ص65 ج2، صحیح ابن حبان ص254 ج5)

حضرت اسود فرماتے ہیں: قریش کا نوجوان اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ مقام منیٰ میں تشریف فرما تھیں وہ سب ہنس رہے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تم کیوں ہنس رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: فلاں شخص خیمے کی رسی پر گر گیا قریب تھا کہ اس کی گردن یا

اس کی آنکھ ضائع ہو جاتی تو آپ نے فرمایا مت ہنسو بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جس مسلمان کو کوئی کانٹا چبھا یا اس سے بھی کم تکلیف پہنچی تو اس کے لئے اس کے عوض میں ایک درجہ لکھ دیا جاتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری ص843 ج2، صحیح مسلم 318 ج2، جامع ترمذی 191 ج1، سنن کبریٰ للبیہقی (ص373 ج3، صحیح ابن حبان ص248 ج5، مؤطا امام مالک 585، مسند امام احمد ص115 ج6، سنن کبریٰ للنسائی ص175 ج4)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن جب مصیبت زدہ لوگوں کو ثواب دیا جائے گا تو عافیت والے تمنا کریں گے کاش دنیا میں قینچیوں سے ان کی کھالیں کاٹی جاتیں۔

(جامع ترمذی ص66 ج2، مجمع الزوائد ص304 ج2، الترغیب والترہیب ص72 ج2)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیمار کی عیادت کی (وہ بخار میں مبتلا تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا خوش رہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے بخار میری آگ ہے میں دنیا میں اپنے مومن بندے کو اس میں مبتلا کر دیتا ہوں تاکہ قیامت کے دن اس کے لئے جہنم کا عوض بن جائے۔ (سنن ابن ماجہ ص256، مستدرک ص345 ج1، مسند امام احمد ص440 ج2)

ایک جنتی عورت

حضرت عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے فرمایا: میں تمہیں ایک جنت میں جانے والی عورت کی زیارت نہ کراؤں۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں ضرور کرایئے۔ آپ نے فرمایا: یہ سیاہ عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر مرگی کا حملہ ہوتا ہے اور میرے کپڑے جسم سے اتر جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تو

Scanned with CamScanner

چاہے تو اس (بیماری) پر صبر کر اور تیرے لئے جنت ہے اور اگر تو چاہے تو میں اللہ تعالیٰ سے تیری عافیت کی دعا کر دیتا ہوں۔ اس عورت نے عرض کیا میں صبر کرتی ہوں۔ اس نے عرض کیا: اس حملے میں میرے کپڑے جسم سے دور ہو جاتے ہیں دعا فرمایئے کہ کپڑے جسم سے نہ اتریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی۔

(صحیح بخاری ص 844 ج 2' صحیح مسلم 319 ج 2' سنن کبریٰ للنسائی ص 149 ج 4' دلائل النبوت للبیہقی ص 156 ج 6' مسند امام احمد ص 1234' الادب المفرد ص 74)

حضرت شداد بن اوس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے۔ جب میں اپنے مومن بندے کو بلا میں مبتلا کروں اور وہ اس ابتلاء پر میری حمد کرے تو وہ اپنی خواب گاہ سے گناہوں سے ایسا پاک ہو کر اٹھے گا جیسے کہ اس دن اپنی ماں (کے پیٹ) سے پیدا ہوا اور رب تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے میں نے اپنے بندے کو مقید اور مبتلا کیا اس کے لئے عمل ویسا ہی جاری رکھو۔ جیسا موت میں تھا۔

(مسند امام احمد ص 138 ج 4)

❀❀❀

(45)

اصل مطلوب ذکر کی پابندی ہے

قصہ یہ کہ ایک بار ایک ذاکر بندے سے ابلیس نے کہا: تو اللہ اللہ پکارتا ہے' مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو کوئی جواب آتا نہیں ہے پھر کیوں تو سر دھنتا ہے' یہ بیچارہ بہت ملول خاطر ہوا' خواب میں حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی' اس بیچارہ نے اپنا ماجرا عرض کیا: ادھر سے کوئی جواب آتا نہیں' مجھے خوف ہے کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنا دروازہ بند کر دیا ہے' تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

"گفت آں اللہ لبیك ماست"

☆...... یہ تیرا خوف اور یہ تیرا عشق حق تعالیٰ کی طرف سے کمند شوق ہے جس کے ذریعہ تجھے جذب فرمالیتا ہے تیرے ہر لبیک کے ساتھ حق تعالیٰ کی طرف سے بہت سے لبیک مخفی ہیں۔

☆...... بعض لوگوں کو یہ دھوکہ ہوتا ہے کہ ہماری زبان ناپاک گنہگار ہے' اس ناپاک زبان سے ہم اللہ کا نام کیسے لیں' تو اس کا جواب حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ذکر حق پاک ہے' جب تم اس کا ذکر کرو گے تو اس نام پاک کی پاکی تم کو بھی پاک کر دے گی' اور تمہاری ناپاکی اور پلیدی اپنا بستر باندھ کر رخصت ہو جائے گی۔

☆...... ہر ضد اپنی ضد سے بھاگ جاتی ہے چنانچہ جب دن نکلتا ہے تو رات بھاگ نکلتی ہے اسی طرح ذکر کا نور جب تمہارے اندر پیدا ہوگا تمہاری تاریکی نکل جائے

Scanned with CamScanner

گی۔

☆......جب وہ نام پاک حق تمہارے منہ سے نکلے گا تو نہ اس وقت تمہاری پلیدی باقی رہے گی نہ تمہارا وہ منہ رہے گا۔

☆......ہمارے شاہ نے ہمارے لئے ''اذکروا'' کے امر سے ذکر کا دستور بنایا ہے' کیونکہ مجھے نفسانی خواہشات کی آگ میں اس شاہ حقیقی نے دیکھا' تو ہم کو اپنے نام پاک کا نور عطا فرمایا۔

☆......نار شہوت کو اگر بجھا سکتا ہے تو نور خدا ہی بجھا سکتا ہے جس طرح آتش نمرود کو نور ابراہیمی نے گلزار کر دیا تھا پس اسی نور کو حاصل کرو۔

هزار بار بشویم دهن بمشك و گلاب
هنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

اس راہ میں ذکر کی پابندی ہی اصل کامیابی ہے' خواہ ذوق وشوق حاصل ہو یا نہ ہو' یہ کیفیات محمود تو ہیں مگر مطلوب نہیں ہیں۔

جذبات ھی پہ اپنے نہ مجذوب شاد رہ
جذبات ہیچ ہیں جو مرتب عمل نہ ہو

(دلیل الصالحین)

❀❀❀

(46)

کیا تمہیں مجھ سے محبت ہے؟

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں' کیا بات ہے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ بدلا ہوا نظر آ رہا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین دن سے میرے پیٹ میں ایسی کوئی چیز نہیں گئی جو کسی جاندار کے پیٹ میں جا سکتی ہے۔ یہ سنتے ہی میں وہاں سے چلا گیا تو میں نے دیکھا کہ ایک یہودی (کنوئیں سے پانی نکال کر) اپنے اونٹوں کو پلانا چاہتا ہے۔ میں نے ایک ڈول کے بدلہ میں ایک کھجور مزدوری پر اس کے اونٹوں کو پانی پلانا شروع کیا' بالآخر کچھ کھجوریں جمع ہو گئیں جو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں جا کر پیش کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے کعب رضی اللہ عنہ! کیا تمہیں مجھ سے محبت ہے؟ میں نے کہا جی ہاں' میرا باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مجھ سے محبت کرتا ہے' اس کی طرف فقر اس سے بھی زیادہ تیزی سے آتا ہے جتنی تیزی سے سیلاب نچان کی طرف جاتا ہے۔ اب تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش آئے گی' اس کے لئے ڈھال تیار کرلو۔

حضور میرے گھر پیدل چل کر تشریف لائے

(اس کے بعد میں بیمار ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہ جا سکا)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چند دن نہ دیکھا تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا' کعب کو کیا ہوا؟ (نظر نہیں آ رہا) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بتایا کہ وہ بیمار ہیں۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چل کر میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا: اے کعب رضی اللہ عنہ! تمہیں خوش خبری ہو۔ میری والدہ نے کہا: اے کعب رضی اللہ عنہ! تمہیں جنت میں جانا مبارک ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اللہ پر قسم کھانے والی عورت کون ہے؟ میں نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ میری والدہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (میری والدہ کو) فرمایا: اے اُم کعب رضی اللہ عنہا! تمہیں کیا معلوم؟ شاید کعب رضی اللہ عنہ نے کوئی بے فائدہ بات کہی ہو اور (مانگنے والے ضرورت مند کو) ایسی چیز نہ دی ہو جس کی خود کعب رضی اللہ عنہ کو ضرورت نہ ہو۔

کنز کی روایت میں یہ الفاظ ہیں' شاید کعب رضی اللہ عنہ نے لایعنی بات کہی ہو یا ایسی چیز نہ دی ہو جس کی خود اسے ضرورت نہ ہو۔ (حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم 411/2)

❀❀❀

(47)

"لاحول" کا فائدہ

کسی شخص نے اپنی چچا زاد بہن سے نکاح کرنا چاہا مگر لڑکی کا باپ اس پر راضی نہ ہوا! اس نے کسی دوسرے شخص سے اس لڑکی کا نکاح کر دیا مگر خدا کی قدرت کہ شب زفاف میں ہی اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا' تو لڑکی کے والد نے کسی دوسرے شخص سے اس لڑکی کا نکاح کر دیا' مگر وہ بھی شب زفاف میں ہی کام آ گیا' پھر تیسرے شخص سے اس لڑکی کا نکاح کیا' اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا۔ اب چوتھے شخص نے اس لڑکی سے نکاح کے لئے پیغام بھیجا تو اس کو بھی لڑکی کے باپ نے منظور کر لیا اور مقررہ تاریخ پر اس چوتھے شخص سے لڑکی کا نکاح کر دیا' مگر شب باشی کے وقت وہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک بھیانک شکل کا جن اس کے سامنے آ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اگر تو نصف حصے پر تیار ہو تو فبہا ورنہ تیرا بھی وہی حشر ہو گا جو تجھ سے پہلے تین شخصوں کا ہو چکا ہے۔ آخر مرتا کیا نہ کرتا! مجبوراً اس نے جن کی اس شرط کو منظور کر لیا۔ اب وہ جن کہنے لگا کہ: رات بھر تو میں اس کے پاس رہوں گا البتہ دن کو تو رہ سکتا ہے۔ اس نے یہ بات بھی منظور کر لی۔ یہ سب باتیں طے ہونے کے بعد جن نے اس لڑکی کے شوہر سے کہا: آج رات آسمان پر جانے کا میرا نمبر ہے' تجھے بھی میرے ساتھ چلنا ہو گا' میں وہاں کے احکامات اور باتیں چرانے کے لئے جایا کرتا ہوں۔ اس نے کوئی بچاؤ کی تدبیر نہ دیکھتے ہوئے جن کی اس بات کو بھی منظور کر لیا اور اس جن نے اس شخص کو اپنے بازوؤں پر سوار کر کے آسمان کی راہ لی' جیسے ہی وہ آسمان کے قریب پہنچا تو اس شخص نے سنا کہ فرشتے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ

Scanned with CamScanner

"الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" پڑھ رہے ہیں' جب اس جن نے فرشتوں کی زبان سے یہ کلمات سنے تو اس سے وہاں نہ ٹھہرا گیا بلکہ وہاں سے دم دبا کر بھاگا اور زمین پر آ کر دم لیا۔ اب رات کو جب جن اس شخص کی منکوحہ کے پاس آیا تو اس نے وہی فرشتوں سے سنے ہوئے الفاظ: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" کہنا شروع کیے' جس کے سننے سے اس جن کے جسم پر آگ بھڑک اٹھی' جن جل کر خاک کا ڈھیر ہو گیا اور اس عورت پر قابو نہ پا سکا۔ (خیر المونس)

❀❀❀

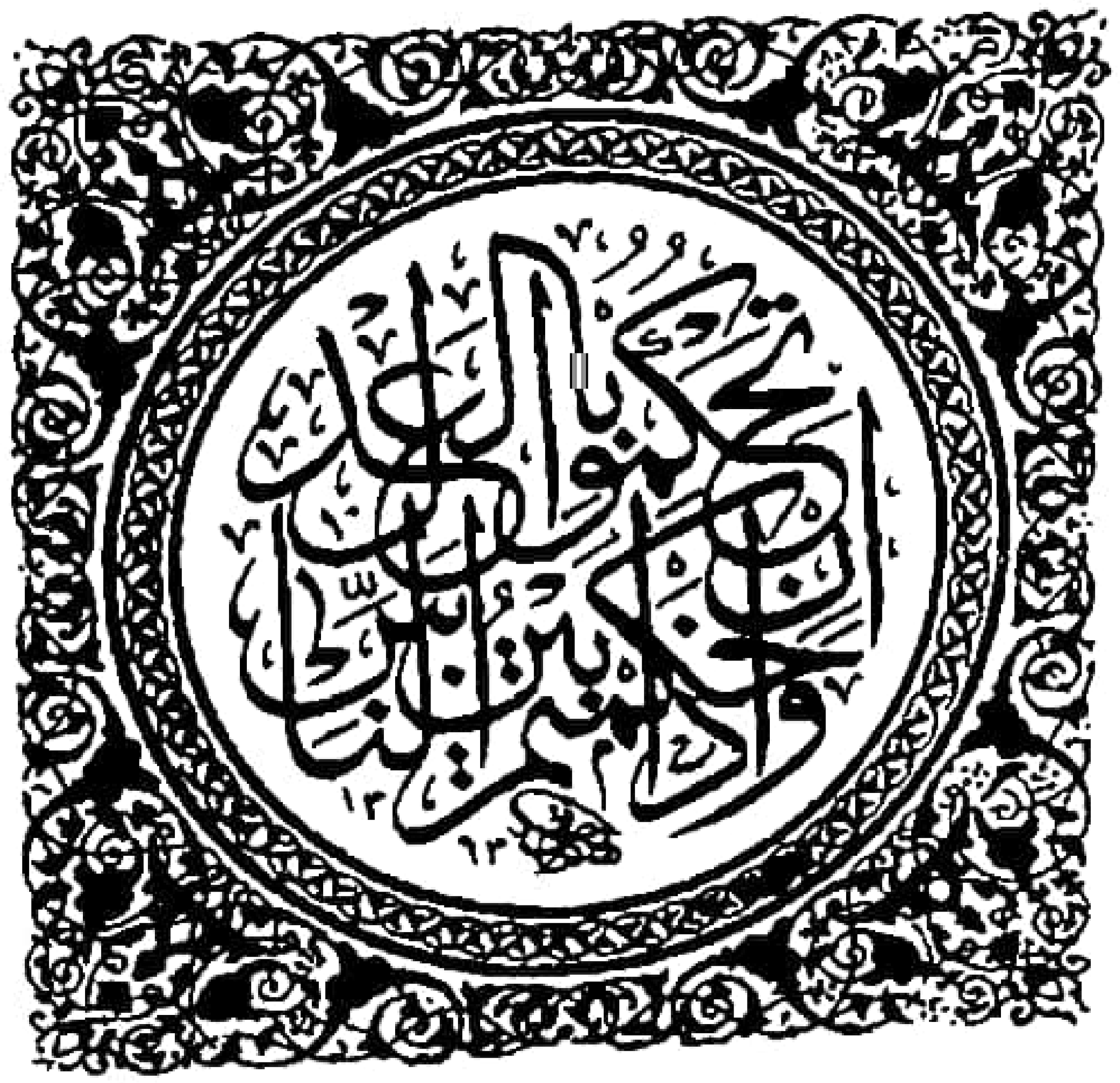

(48)

اللہ تعالیٰ کی حضرت آدم سے تین باتیں

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی ایک ایسا گناہ کرے کہ جس سے زمین و آسمان کے درمیان کا حصہ بھر جائے اور پھر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرما لیتا ہے یزید رقاشی سے مروی ہے کہ ایک دفعہ منبر نبوی پر بیٹھ کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا کہ حضرت آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام نوع انسانیت سے زیادہ اکرام والے ہیں' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کی تین باتوں کے ذریعے تشفی فرمائے گا۔

1 ......اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم اگر میں نے جھوٹوں پر لعنت نہ کی ہوتی اور جھوٹ پر غصہ نہ کیا ہوتا یا وعید نہ کی ہوتی اور اگر میرا یہ قول حق نہ ہوتا کہ میں جنوں اور انسانوں سے جہنم کو بھر دوں گا تو میں آج تیری تمام اولاد پر رحم فرماتا۔

2 ......اے آدم میں تیری اولاد میں سے کسی کو بھی جہنم میں نہ بھیجتا اور نہ میں اسے عذاب دیتا مگر میں اپنے ذاتی علم سے جانتا ہوں کہ اگر اس کو دوبارہ دنیا میں بھیج دوں تو یہ پہلے سے بھی زیادہ گناہ کرے گا اور بالکل توبہ نہیں کرے گا۔

3 ......اے آدم میں تجھے تیری اولاد کے لئے میں منصف بناتا ہوں' تم میزان کے نزدیک کھڑے ہو جاؤ اور جس کے نیک اعمال کے پلڑے کو جھکا ہوا دیکھو تو اس کے لئے جنت ہے یہاں تک کہ آپ جان لیں گے کہ میں ظالموں کو ہی جہنم میں ڈالتا ہوں۔

اعمال نامے کے تین دفاتر

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اعمال نامہ کے تین دفاتر ہیں:

1۔ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔2۔وہ جسے اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا۔ 3۔وہ جس سے اللہ تعالیٰ کوئی شے نہیں چھوڑیں گے۔یعنی پہلا وہ جسے اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا وہ شرک ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرک پر جنت کو حرام فرما دیا ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے دوسرا وہ کہ جسے اللہ تعالیٰ بخش دے گا وہ بندے کا اپنے اوپر یا اپنے اور رب کے درمیان حق پر ظلم ہے تیسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ نہیں چھوڑے گا وہ بندے کا بندوں پر ظلم ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا: قیامت کے دن حقدار کو اس کا حق دلایا جائے گا یہاں تک کہ سینگ والی بکری سے بے سینگ والی بکری کو مارنے کی جزاء دلائی جائے گی، بندے کے لئے لازمی ہے کہ جھگڑے کے دوران راضی نامے میں کوشش کرے، پس جب بندہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کا جرم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ رحیم ہے جو اسے استغفار کرنے پر بخش دے گا لیکن معاملہ اگر بندے کا ہے تو بندہ لامحالہ اپنے بدلے کا مطالبہ کرے گا اس وقت توبہ واستغفار اسے کوئی نفع نہ دے گی جب تک کہ وہ حقدار راضی نہ ہوا گر دنیا میں اس کو راضی نہ کیا تو قیامت کے دن وہ اس کی نیکیاں لے لے گا۔

مفلس کون ہے؟

جیسا کہ حدیث نبوی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا تم جانتے ہو میری امت کے مفلس کون ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا ہم میں تو مفلس وہ ہے جس کے پاس دینار و درہم اور مال واسباب نہ ہو، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا مفلس وہ ہے جو روز قیامت نماز و روزے کے ساتھ

یوں حاضر ہوگا کہ کسی کو گالی دی ہوگی کسی پر تہمت لگائی ہوگی کسی کا مال کھایا ہوگا کسی کا خون بہایا ہوگا کسی کو مارا پیٹا ہوگا تو ہر حقدار کو اس کی نیکیوں میں سے حق دیا جائے گا اگر نیکیاں ختم ہو گئیں اور حقداروں کے حقوق باقی رہ گئے تو ان کے گناہ اس کے پلڑے میں ڈالے جائیں گے پھر اسے جہنم میں ڈالا جائے گا ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں: وہ ہمیں توبہ کی توفیق بخشے اور اس پر ثابت قدم رکھے بے شک توبہ پر ثابت قدم رہنا توبہ کرنے سے مشکل ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

❀❀❀

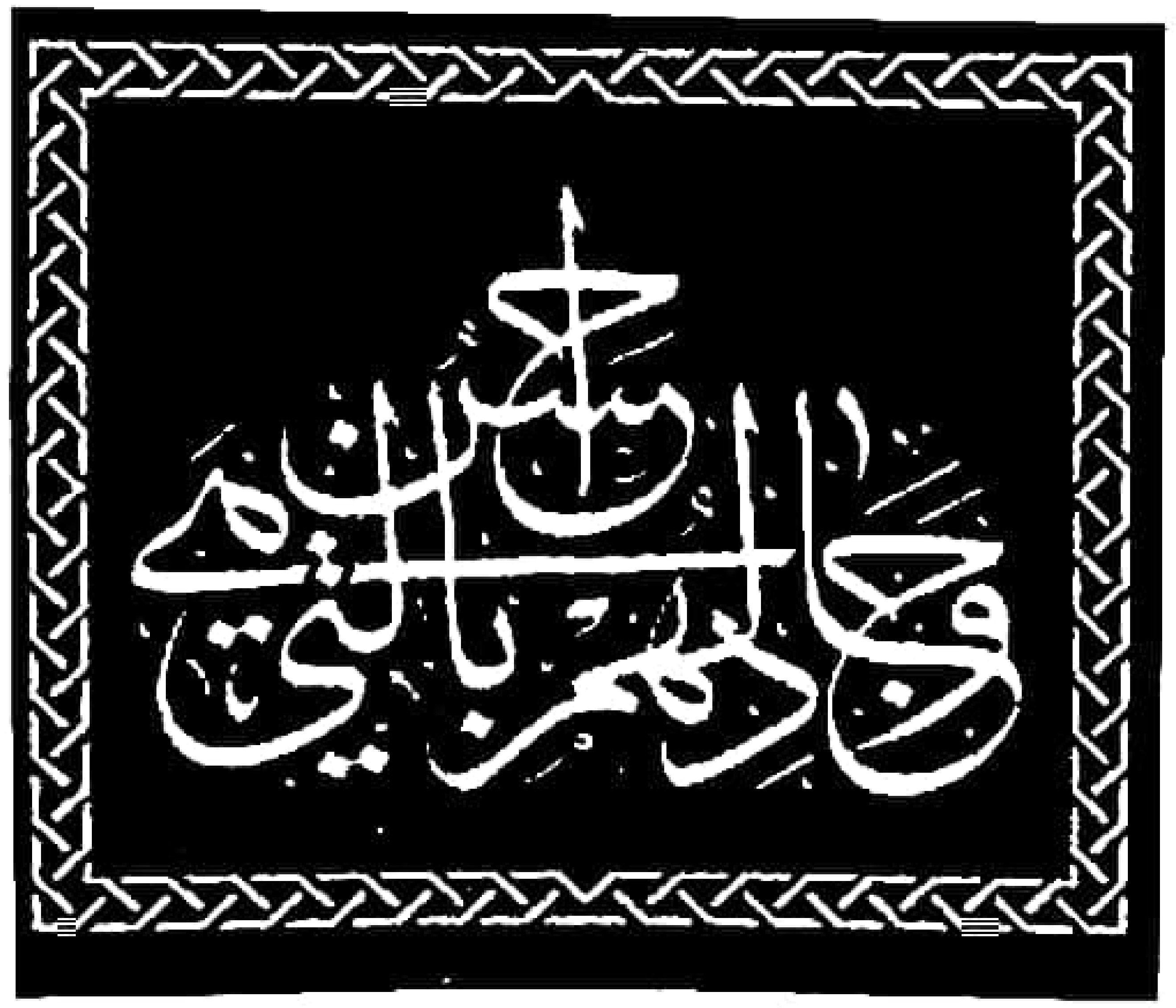

Scanned with CamScanner

(49)

اولاد کے باپ پر حقوق

منقول ہے کہ ایک شخص اپنا لڑکا لے کر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا حضرت یہ میرا بیٹا ہے اور میری تابعداری نہیں کرتا بلکہ ہر بات میں خلاف چلتا ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لڑکے اپنے باپ کا نافرمان کیوں ہے اور اس کا حق ادا کیوں نہیں کرتا؟ اس نے عرض کی یا حضرت اسلام نے حقوق سب باپ کو ہی اولاد پر دیئے ہیں یا کچھ اولاد کو بھی باپ پر؟ فرمایا: ہاں اولاد کو بھی حقوق باپ پر دیئے ہیں ایک یہ کہ وہ آزاد و ہم کفو عورت سے نکاح کرے تاکہ اولاد پر ماں کی وجہ سے کوئی طعنہ عار نہ آئے دوسرا یہ کہ اس کا اچھا نام رکھے تیسرا یہ کہ انہیں ادب وعلم دین سکھائے لڑکا بولا یا امیر المومنین میرے باپ نے جو حقوق آپ نے بیان کئے ان میں سے کوئی بھی ادا نہ کیا اول میری ماں لونڈی ہے جسے میرے باپ نے دو سو درہم سے خریدہ اور میرا نام جعل رکھا تیسرا علم دین سے مجھے بقدر ایک آیت کے بھی نہ سکھایا پھر حضرت عمر اس شخص پر بہت ناراض ہوئے اور فرمایا پہلے تو تم نے ظلم کیا کہ بیٹے کا حق ادا نہ کیا پھر بعد میں بیٹے نے تجھ پر زیادتی کی اب اٹھ کر مجھ سے دور ہو جا۔ (حکایات الصالحین)

(50)

درود پاک نے ہلاکت سے بچالیا

حضرت سیّدنا احمد بن عبد الملک بن علی، کنیت ابوصالح اور موذن کے نام سے مشہور تھے، 388ھ کو پیدا ہوئے۔ خراسان میں اپنے وقت کے محدث تھے۔ امین، صوفی اور حافظ الحدیث تھے۔ رضائے الٰہی کے لئے کئی صدقات وصول فرماتے اور مستحقین تک پہنچاتے تھے۔ 7 رمضان المبارک 470ھ کو وصال فرمایا۔

(تذکرۃ الحفاظ، الرقم 1022 المؤذن ابوصالح، ج2، ص236)

حضرت سیّدنا شیخ حسین بن احمد کوآز بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے اللہ عزوجل سے یہ دعا کی: ''یا اللہ عزوجل میں خواب میں ابوصالح موذن کو دیکھنا چاہتا ہوں۔'' چنانچہ میری دعا قبول ہوئی اور میں نے خواب میں انہیں اچھی حالت میں دیکھ کر پوچھا: ''اے ابوحسن! اگر سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر درود پاک کی کثرت نہ کی ہوتی تو میں ہلاک ہو گیا ہوتا۔''

(سعادۃ الدارین، الباب الرابع فیما ورد من لطائف......الخ، اللطیفۃ الثلاثون، ص136)

Scanned with CamScanner

(51)

عاجزوں کی خواہش

ابن جوزی فرماتے ہیں کہ ایک بوڑھے نے مجھ سے کہا: ''میری عمر زیادہ ہوگئی اور قوت کمزور پڑ گئی ہے اور میرا نفس مجھ سے کمسن باندیاں خریدنے کا تقاضہ کرتا ہے اور جانتا بھی ہے کہ انہیں نکاح کا تقاضہ ہوگا اور میں بے کار ہوں اور وہ میری اس اہلیہ پر قناعت نہیں کرتا جبکہ وہ سن رسیدہ ہو چکی ہے میں نے کہا اس کے میرے پاس دو جواب ہیں ایک عمومی جواب ہے وہ یہ کہ تجھے موت کی یاد میں اور اس کی طرف توجہ کے اسباب میں مشغول ہونا چاہئے اور ایسی باندی خریدنے سے پرہیز کر جس کا حق تو ادا نہیں کر سکتا کہ وہ تجھ سے بغض رکھے گی اور اگر تو نے کچھ کوشش کر دکھائی تو جلد ہی ختم ہو جائے گا اور اگر تو اپنی قوت کا تحفظ کرے گا تو وہ غضبناک ہوگی علاوہ ازیں یہ ہے کہ کچھ بھی ہو وہ بوڑھے کو پسند ہی نہیں کرے گی...... اور ہمیں علی بن عبداللہ نے محمد تیمی کے واسطہ سے یہ اشعار سنائے (ترجمہ) اے میرے دل اپنے عشق سے ہوش میں آ اور ایک غمزدہ کی بات سن لے جو تجھ پر شفیق ہے۔ تو نے ایسی دوشیزہ سے تعلق لگایا ہوا ہے جو کسی اور کے ساتھ وابستہ ہے لہٰذا تو نے ایک ناقابل اعتماد پر اعتماد کر لیا ہے اور وہ بھی قیدی کے دوران لہٰذا تو جان لے کہ وہ تیرے دن شمار کرتی رہے گی اور تجھ سے زائد مال حاصل کر کے کسی اور کے لئے تیاری کرے گی اور کبھی تجھے ختم کرنے کی فکر میں ہوگی اس لئے عافیت وسلامتی اس کے ترک ہی میں ہے اور جس سے بسر اوقات ہوتی رہے اس پر قناعت کرنے میں ہے۔

ابن جوزی کا عاجز کو دوسرا جواب

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ دو حال سے خالی نہیں یا تو کسی وقت وطی پر قادر ہوگا یا نہیں اگر نہیں تو بہتر یہ ہے کہ اس سلسلہ کو کلیتہً چھوڑ کر صبر کرے اگرچہ یوں ممکن ہے کہ عورت کے ساتھ نفقہ کی وسعت اور حسن اخلاق وغیرہ کے ذریعہ اس کے ساتھ بسر اوقات کرتا رہ مگر یہ خطرہ سے خالی نہیں اور اگر کسی وقت وطی پر قدرت ہوتی ہے اور نفس میں تو اس کا شدید تقاضا بھی محسوس کرے تو کسی قریب البلوغ کی تلاش کر کیونکہ وہ امور نکاح سے واقف نہیں لہٰذا اسے وطی کا تقاضا نہ ہوگا بس خرچ کی وسعت اور حسن اخلاق کے ذریعہ اسے ممنون رکھ تاہم احتیاط اور عورتوں کی مجالست سے تحفظ ضروری کرنا ہوگا اور جب کبھی وطی کا موقع ملے تو انزال سے بچنے کی کوشش کر اور یہ کہ عورت کی حاجت بھی پوری ہو جائے اور اسے پند ونصیحت کر اور آخرت کی یاد دلاتا رہ اور اسے عشاق کے واقعات بھی سنا جن میں مجامعت وغیرہ کا ذکر نہ ہو اور اس کی قبیح شکل کا تصور دلا صلحاء کے تذکرہ کی طرف اس کے قلب کو مائل کر اور خود ہمہ وقت خوشبو، زینت، حسن سلوک اور نرم معاملہ اور وسعت نفقہ کا خوب خیال رکھ یہ وہ تدابیر ہیں جو ناقہ (اونٹنی) کو سفر کے لئے مستعد رکھ سکتی ہیں گو سلامتی پھر بھی خطرہ میں ہے۔ (صید الخاطر)

(52)

جمادات میں روح

ابوالنور مولانا محمد بشیر کوٹلوی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے علامہ عطاء المصطفیٰ جمیل لکھتے ہیں:

اسلامک سینٹر میں عیسائیوں کا ایک وفد آیا۔ وہ اسلام کے بارے میں مختلف سوالات کرتے رہے باتوں ہی باتوں میں ایک عیسائی نے کہا:

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں قرآن میں لکھا ہے کہ آپ نے لاعلاج مریض تندرست کر دیئے حتیٰ کہ مردے زندہ کر دیئے۔

کیا آپ کے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مردے زندہ کئے تھے؟''

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس نے قرآنی آیات کا من وعن ترجمہ پڑھا تھا۔ اس وقت میرے ذہن میں خیال گزرا تھا کہ یہ شخص یا تو پادری ہے جو کہ عام لباس میں آیا تھا یا پھر وسیع مطالعہ رکھتا ہے۔ میرے ساتھ ماسٹر احمد خاں صاحب تھے۔ انہوں نے مجھ سے درخواست کی کہ اس کا جواب مجھے دینے دیجئے۔ میں نے اجازت دی تو ماسٹر صاحب نے کہا:

''مردے زندہ کرنا بہت بڑا کمال ہے لیکن اس کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ جسم اور روح کے ٹوٹے ہوئے رشتہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ جوڑ دیا۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہہ لیجئے کہ جسم سے روح کا فیوز اڑ گیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ فیوز لگا دیا۔

ہمارے حضور کا کمال

اس سے بھی بڑا کمال ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دکھایا کہ جن اشیاء میں روح، نہیں تھی ان میں بھی روح ڈال دی، ان سے جمادات نے کلام کیا، پتھر بولے، درختوں نے حکم مانا اور پہاڑوں نے سلام کہے۔'' ماسٹر صاحب کا جواب سن کر عیسائی خاموش ہو گیا۔

کیونکہ ماسٹر احمد خاں صاحب کا برجستہ جواب حقیقت پر مبنی تھا۔ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر ذوی الارواح کو روح اور نطق و گویائی عطا فرمائی ہے۔

برطانیہ کے مسلمان (عیسیٰ علیہ الرحمۃ اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں صحیح معلومات رکھیں اور فیکٹریوں میں غیر مسلموں کے سامنے اسلام کی صحیح تصویر پیش کریں تو اسلام کی اشاعت میں کئی گنا اضافہ ہو سکتا ہے۔ (سنی علماء کی حکایات)

❀❀❀

(53)

شہر مکہ اور اس کی زیارات

الحمد للہ مکہ المکرمہ زادھا اللہ شرفا و تعظیماً نہایت بابرکت اور صاحب عظمت شہر ہے' ہر مسلمان اس کی حاضری کی تمنا وحسرت رکھتا ہے اور اگر ثواب کی نیت ہو تو یقیناً دیدار مکۃ المکرّمہ کی آرزو بھی عبادت ہے۔ مکہ مکرمہ کی زیارتوں کے باقاعدہ بیان سے قبل اللہ جل جلالہ کے اس پیارے شہر کے فضائل ملاحظہ فرمائیے تا کہ دل میں اس کی مزید عقیدت جا گزیں ہو۔

وہاں پیارا کعبہ یہاں سبز گنبد
وہ مکہ بھی میٹھا تو پیارا مدینہ

(وسائل بخشش ص 327)

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر مکۃ المکرّمہ زادھا اللہ شرفا وتعظیماً کا بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ پارہ اول سورۃ البقرہ آیت نمبر 126 میں ہے:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا (پ1 'البقرۃ:126)

''اور جب عرض کی ابراہیم علیہ السلام نے: اے میرے رب عزوجل میرے اس شہر کو امان والا کر دے۔'' پارہ 30 سورۃ البلد کی پہلی آیت میں ہے:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ۝ (پ30 البلد:1)

''مجھے اس شہر کی قسم (مکہ مکرمہ کی)''۔ (خزائن العرفان ص 1104)

مکۃ المکرّمہ کے بہت سے نام کتابوں میں درج ہیں ان میں سے 10 یہ ہیں۔

1۔ البلد' 2۔ البلد الامین' 3۔ البلدہ' 4۔ القریہ'
5۔ القادسیہ' 6۔ البیت العتیق' 7۔ معاد' 8۔ بکہ'
9۔ الراس' 10۔ اُمّ القری۔

(العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین ج1 ص 204)

مکہ شریف میں رمضان گذارنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان معظم ہے: ''**رمضان بمکۃ افضل من الف رمضان بغیر مکۃ** یعنی مکے میں رمضان گزارنا غیر مکہ میں ہزار رمضان گزارنے سے افضل ہے۔'' (جمع الجوامع ج4 ص372 حدیث 12589)

حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں: مکۃ المکرّمہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما میں رہ کر رمضان المبارک کے مہینے کے روزے رکھنا غیر مکہ کے ہزار رمضان المبارک کے روزوں سے افضل ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے اس مکے کو اپنے گھر کے لئے منتخب فرمایا: اپنے بندوں کے لئے اس میں حج کے مقامات بنائے' اس کو امن والا حرم بنایا اور اس کو بہت سی خصوصیات سے نوازا۔

(فیض القدیر ج4 ص51 تحت الحدیث 4478)

پاک گھر کے طواف والوں پر
بارش اللہ کے کرم کی ہے

(وسائل بخشش ص124)

☆ ...... حضرت سیدنا عبداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام حزورہ کے پاس اپنی اونٹنی پر بیٹھے فرما رہے تھے: اللہ کی قسم! تو اللہ کی ساری زمین میں بہترین زمین ہے اور اللہ کی تمام زمین میں مجھے زیادہ پیاری ہے۔ خدا عزوجل کی قسم! اگر مجھے اس جگہ سے نہ نکالا

جاتا تو میں ہرگز نہ نکلتا۔ (ابن ماجہ ج3 ص518 حدیث3108)

شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کے تحت ''نزہۃ القاری'' میں لکھتے ہیں کہ یہ ارشاد ہجرت کے وقت کا ہے' اس وقت تک مدینہ طیبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف نہیں ہوا تھا' اس وقت تک مکہ پوری سرزمین سے افضل تھا مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہ شرف اسے حاصل ہو گیا۔ (نزہۃ القاری ج2 ص711)

جسے میں اس کے آیا میٹھے نبی کا روضہ

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ ''مراۃ المناجیح'' میں لکھتے ہیں: جمہور علماء (اکثر علماء) کے نزدیک مکہ معظمہ شہر مدینہ منورہ سے افضل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پیارا ہے' ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے افضل ہے۔ وہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: اس میں پہلی حالت کا ذکر ہے' پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ زیادہ پیارا ہو گیا۔ فتویٰ یہی ہے کہ مکۂ معظمہ مدینہ منورہ سے افضل ہے مگر عشاق کی نگاہ میں مدینہ منورہ افضل کیونکہ وہ محبوب کی آرام گاہ ہے۔ (مراۃ المناجیح ج4' ص204)

مکے سے اس لئے بھی افضل ہوا مدینہ
جسے میں اس کے آیا میٹھے نبی کا روضہ

(وسائل بخشش ص298)

☆.....ملفوظات اعلیٰ حضرت ص236 پر ہے:

عرض: حضور! مدینہ طیبہ میں ایک نماز پچاس ہزار کا ثواب رکھتی ہے اور مکہ معظمہ میں ایک لاکھ کا' اس سے مکۂ معظمہ کا افضل ہونا سمجھا جاتا ہے؟

ارشاد: جمہور حنفیہ (اکثر حنفی علماء) کا یہی مسلک ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مدینہ افضل اور یہی مذہب امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ہے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: مکہ معظمہ افضل ہے۔ (سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے! انہوں نے کہا: واللہ! بیت اللہ وحرم اللہ۔ فرمایا میں بیت اللہ اور حرم اللہ میں کچھ نہیں کہتا' کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینے سے افضل ہے؟ انہوں نے کہا: بخدا خانۂ خدا و حرم خدا۔ فرمایا: میں خانۂ خدا و حرم خدا میں کچھ نہیں کہتا' کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینے سے افضل ہے؟ (الموطا ج2 ص396 حدیث1700) وہ (صحابی) وہی کہتے رہے اور امیر المؤمنین (رضی اللہ عنہ) یہی فرماتے رہے اور یہی میرا (اعلیٰ حضرت کا) مسلک ہے۔ صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: المدینة خیر لهم لو کانوا یعلمون مدینہ ان کے لئے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔ (بخاری ج1 ص618 حدیث1875) دوسرے حدیث نص صریح ہے کہ فرمایا: المدینة خیر من مکة ۔ یعنی مدینہ مکے سے افضل ہے۔ (معجم کبیر ج4 ص288 حدیث4450)

ثواب میں فرق کیوں؟:

اور تفاوت ثواب (ثواب میں فرق) کا جواب باصواب شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب دیا کہ ''مکے میں کمیت یعنی مقدار زیادہ ہے اور مدینے میں کیفیت۔'' (جذب القلوب ص18) جسے یوں سمجھیں کہ لاکھ روپیہ زیادہ کہ پچاس ہزار اشرفیاں؟ گنتی میں وہ (لاکھ روپے) دونے (ڈبل) ہیں اور مالیت میں یہ (پچاس ہزار اشرفیاں) دس گنی۔ مکۂ معظمہ میں جس طرح ایک نیکی لاکھ نیکیاں ہیں یوں ہی ایک گناہ لاکھ گناہ ہیں اور وہاں (مکہ شریف میں) گناہ کے ارادے پر بھی گرفت ہے جس طرح نیکی کے ارادے پر ثواب۔ مدینۂ طیبہ میں نیکی کے ارادے پر ثواب اور گناہ کے ارادے پر کچھ نہیں اور گناہ کرے تو ایک ہی گناہ اور نیکی کرے تو پچاس ہزار نیکیاں۔ عجب نہیں کہ حدیث میں ''خیر لهم'' (ان کے حق میں بہتر) کا اشارہ اسی طرف ہو کہ ان کے حق میں مدینہ ہی بہتر ہے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت' ص236و238)

مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ مخرجہ جلد 10 صفحہ 711 پر

فرماتے ہیں: تربت اطہر یعنی وہ زمین کہ جسم انور سے متصل ہے کعبۂ معظمہ بلکہ عرش سے بھی افضل ہے۔ باقی مزار شریف کا بالائی حصہ اس میں داخل نہیں۔ کعبۂ معظمہ مدینہ طیبہ سے افضل ہے' ہاں اس میں اختلاف ہے کہ مدینۂ طیبہ سوائے موضع تربت اطہر اور مکہ معظمہ سوائے کعبۂ مکرمہ کے ان دونوں میں کون افضل ہے' اکثر جانب ثانی ہیں (اکثر کے نزدیک مکہ معظمہ افضل ہے) اور اپنا مسلک اول (مدینۂ طیبہ افضل ہے) اور یہی مذہب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہے' طبرانی کی حدیث میں تصریح ہے کہ المدینۃ افضل من مکۃ (مدینہ مکہ سے افضل ہے)۔

(معجم کبیر ج4 ص288 حدیث 4450) واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ مخرجہ ج10 ص 711)

مکہ پاک پر مدینہ پر
بارش اللہ کے کرم کی ہے

(وسائل بخشش ص124)

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا حرم کی ہے

حضرت سیدہ صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: نبی رحمت' شفیع امت' قاسم نعمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! اس شہر کو اسی دن سے اللہ نے حرم بنا دیا ہے جس دن آسمان وزمین پیدا کیے لہٰذا یہ قیامت تک اللہ کے حرام فرمانے سے حرام (حرمت والا) ہے۔ (ابن ماجہ ج3 ص519 حدیث 3109)

حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں: یعنی اس شہر پاک کا حرم شریف ہونا صرف اسلام ہی میں نہیں ہے بلکہ بڑا پرانا مسئلہ ہے' ہر دین میں یہ جگہ محترم تھی' وہ جو باب حرم مدینہ میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکۂ معظمہ کو حرم بنایا' وہاں یہ مطلب ہے کہ اس کے حرم ہونے کا اعلان ابراہیم علیہ السلام نے کیا' کیونکہ طوفان نوح میں جب بیت المعمور آسمان پر اٹھا لیا تو لوگ یہاں کی حرمت وغیرہ بھول گئے' حضرت خلیل علیہ السلام نے پھر اس کا اعلان

فرمایا (حدیث پاک میں ہے) الی یوم القیامۃ (قیمت تک) فرما کر بتایا کہ یہ حرمت کبھی منسوخ نہ ہوگی۔

(مراۃ المناجیح ج 4 ص200)

بارش اللہ کے کرم کی ہے

☆...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا یدخل الدجال مکۃ ولا المدینۃ یعنی مکے اور مدینے میں دجال داخل نہیں ہو سکے گا۔"

(مسند احمد بن حنبل ج10 ص85 حدیث 26106)

☆...... نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: "من صبر علی حر مکۃ ساعۃ من نہار تباعدت منہ النار" یعنی جو شخص دن کے کچھ وقت مکے کی گرمی پر صبر کرے جہنم کی آگ اس سے دور ہو جاتی ہے۔ (اخبار مکہ ج2 ص311 حدیث 1565)

☆...... حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جو شخص ایک دن کے میں بیمار ہو جائے اللہ عزوجل اس کے لئے اسے اس نیک عمل کا ثواب عطا فرماتا ہے جو وہ سات سال سے کر رہا ہوتا ہے (لیکن بیماری کی وجہ سے نہ کر سکتا ہو) اور اگر وہ (بیمار) مسافر ہو تو اسے دگنا اجر عطا فرمائے گا۔ (ایضاً)

☆...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس شخص کی حج یا عمرہ کرنے کی نیت تھی اور اسی حالت میں اسے حرمین یعنی مکے یا مدینے میں موت آ گئی تو اللہ تعالیٰ اسے بروز قیامت اس طرح اٹھائے گا کہ اس پر نہ حساب ہو گا نہ عذاب' ایک دوسری روایت میں ہے: بعث من الامنین یوم القیامۃ یعنی وہ بروز قیامت امن والے لوگوں میں اٹھایا جائے گا۔ (مصنف عبدالرزاق ج9 ص174 الحدیث 17479)

آمنہ کے مکاں پہ روز و شب
بارش اللہ کے کرم کی ہے

(وسائل بخشش ص124)

Scanned with CamScanner

مکۃ المکرّمہ میں محتاط رہیے !:

مکۃ المکرّمہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما میں ہر دم رحمتوں کی چھما چھم بارشیں برستی ہیں، لطف وکرم کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا، مانگنے والا کبھی محروم نہیں لوٹتا۔ حرم مکہ مکرمہ میں ایک نیکی لاکھ نیکیوں کے برابر ہے مگر یہ بھی یاد رہے کہ وہاں کا ایک گناہ بھی لاکھ گنا ہے۔ افسوس صد کروڑ افسوس! یہ جاننے کے باوجود بھی بلاتکلف گناہوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے، مثلاً 45 ڈگری کے زاویے کے اندر اندر قبلہ رخ یا قبلے کو پیٹھ کئے استنجا کرنا حرام ہے، نیز بدنگاہی، داڑھی منڈانا، غیبت، چغلی، جھوٹ، وعدہ خلافی، بلاوجہ شرعی مسلمان کی دل آزاری، غصے کا گناہ بھرا نفاذ، ایذاء تلخ کلامی وغیرہا جرائم کرتے وقت اکثر لوگوں کو یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ ہم جہنم کا سامان کر رہے ہیں۔ آہ! حرم مکۂ پاک زادھا اللہ شرفا وتعظیما میں اگر صرف ایک بار جھوٹ بول لیا، بلا اجازت شرعی کسی ایک فرد کی دل آزادی کر ڈالی، ایک مرتبہ غیبت یا چغلی کا ارتکاب کیا تو کسی اور مقام پر گویا ایک ایک لاکھ بار یہ گناہ صادر ہوئے! شاید وطن میں زندگی بھر بھی کوئی یہ گناہ لاکھ لاکھ بار نہ کر پائے! اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ معاذ اللہ عزوجل وطن میں گناہ کر لیا جائے، یقیناً وطن میں گناہ کرنا بھی عذاب نار کا حقدار بناتا ہے، بے شک آگ کی معمولی سی چنگاری بڑے سے بڑا گودام پھونک دینے کے لئے کافی ہے۔

امام اعظم علیہ الرحمۃ اور شہر مکہ میں رہائش

مکۃ المکرّمہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما میں وہی رہے جسے ظن غالب ہو کہ یہاں کا احترام بجالا سکے گا، خود کو گناہوں سے بچا سکے گا۔ کروڑوں حنفیوں کے پیشوا سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا سنہری دور پایا اور تابعیت کے شرف سے مشرف ہوئے، اس صلاح وفلاح (نیکی و بھلائی) کے دور میں لوگوں کو وہاں بے احتیاطیوں میں ملوث دیکھا تو حرم (مکہ المکرّمہ) کی رہائش مکروہ قرار دی، آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے مقلد گیارہویں صدی ہجری کے بہت بڑے حنفی امام حضرت

سیّدنا ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ قول امام اعظم پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا حرم (مکۃ المکرّمہ) میں سکونت (مستقل رہائش) مکروہ کہنا ان کے اپنے زمانے کے اعتبار سے ہے، ورنہ آج کل یہاں کے رہنے والوں کا ہم نے جو حال دیکھا ہے کہ حرام وظائف (ناجائز تنخواہیں) ہڑپ کر جاتے ہیں اور اس عظمت والے مقام کا ادب کرنے سے قاصر رہتے ہیں، اگر سیّدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ان حالات کا مشاہدہ فرماتے (دیکھتے) تو بلاشک یہاں (حرم مکۃ المکرّمہ) کی سکونت یعنی مستقل رہائش حرام کہتے۔ (المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط ص490)

☆...... گیارہویں صدی ہجری یعنی اب سے تقریباً سوا تین سو سال پہلے پرانی بات ہے اور اب......؟ مکۃ المکرّمہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما کا ادب کرنے کے متعلق اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ مخرجہ جلد 10 صفحہ 689 پر فرماتے ہیں: (صاحب مدخل حضرت علامہ) شیخ عبدری نے بعض اکابر اولیاء قدست اسرارہم کے بارے میں یہ بھی نقل کیا کہ وہ چالیس سال مکے میں رہے مگر حرم مکہ (جو کہ میلوں تک پھیلا ہوا ہے اس) میں پیشاب نہ کرتے اور نہ ہی وہاں لیٹتے تھے۔ پھر فرمایا: ایسے لوگوں کے لئے مجاورت (مستقل رہائش) مستحب ہے، یا انہیں کو اجازت دی جا سکتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ مخرجہ ج10 ص689)

مکہ شریف میں مستقل رہائش رکھنا

مکۃ المکرّمہ میں جہاں ایک نیکی لاکھ نیکی ہے وہاں ایک گناہ بھی لاکھ گنا ہے، عام شخص عموماً گناہوں سے بچ نہیں پاتا اس وجہ سے بھی اسے مکہ پاک میں ملازمت و تجارت وغیرہ کے لئے قیام نہیں کرنا چاہئے۔ حضرت سیّدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو یقیناً مکۃ المکرّمہ میں رہنے کے قابل تھے پھر بھی گناہوں کے خوف سے ہجرت کر کے طائف شریف لے گئے۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ مخرجہ جلد 10 صفحہ 693 پر نقل کرتے ہیں: فقیہ کی تعریف امام

Scanned with CamScanner

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے یوں کی ہے: دنیا سے اعراض کرنے (بچنے) والا آخرت کا شوق رکھنے والا اور اپنے عیوب سے آگاہ شخص فقیہ کہلاتا ہے۔ ایسے لوگ بلاشبہ مجاورت مکہ (مکے میں مستقل رہائش) کے اہل ہیں اور اللہ کی قسم! حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان اہل لوگوں میں سے بھی بڑے ہیں، لیکن اکابر (دینی اعتبار سے بڑے لوگ) ہمیشہ اپنے آپ کو چھوٹا اور عاجز سمجھتے ہیں، غور تو کیجئے! کتنا فرق ہے ان میں اور ان میں! کہ جو غلطی نہیں کرتا وہ عذاب سے ڈرتا ہے اور جو گناہ سے محفوظ نہیں وہ سلامتی کا دعویٰ کرتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ مخرجہ ج10 ص693)

مکہ والوں کو حضرت عمر کی ہدایت

مکۃ المکرّمہ میں طویل قیام سے جہاں گناہوں کے سبب ہلاکت کا خوف ہے وہاں جو گناہوں سے محتاط رہنے والے ہیں ان کے لئے بھی یہ امکان رہتا ہے کہ دل میں کعبہ مشرفہ کی ہیبت میں کمی آ جائے۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ مخرجہ جلد 10 صفحہ 688 پر نقل کرتے ہیں: امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو دیکھئے وہ جب حج سے فارغ ہوتے تو لوگوں میں دورہ کرتے اور فرماتے: ''اے اہل یمن! یمن چلے جاؤ، اے اہل عراق! عراق چلے جاؤ، اے اہل شام! اپنے وطن شام لوٹ جاؤ تاکہ تمہارے ذہنوں میں تمہارے رب کے گھر (کعبۃ اللہ) کی ہیبت خوب قائم رہے۔'' (یہ نقل کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں: یہ اس دور کی بات ہے جب صحابہ یا تابعین تھے جو نہایت مؤدب اور نہایت ہی احترام و اکرام کرنے والے تھے، ہمارے اس دور کا کیا حال ہوگا! اللہ تعالیٰ ہی اصلاح احوال کی توفیق دے۔ (فتاویٰ رضویہ مخرجہ ج10 ص688)

☆...... اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ مخرجہ جلد 10 صفحہ 690 پر فرماتے ہیں: (صاحب مدخل نے حضرت سیّدنا امام ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ کی قوت القلوب سے نقل کیا ہے: بعض اسلاف سے (منقول) ہے: ''بہت سے

خراسان (ایران) میں رہائش پذیر لوگ اس بیت اللہ کا طواف کرنے والے کے مقابلے میں کعبہ شریف سے زیادہ قریب ہیں۔'' بعض نے فرمایا: ''بندہ اپنے شہر میں ہو اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کے گھر (کعبۃ اللہ) سے متعلق ہو یہ اس سے بہتر ہے کہ بندہ بیت اللہ میں ہو اور دل کسی اور شہر کے ساتھ وابستہ ہو۔'' اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے حرمین طیبین میں مجاورت (مستقل قیام) کے بارے میں کئے گئے سوال کے جواب میں تفصیلی دلائل دینے کے بعد ارشاد فرمایا: ''بالجملہ ہمارے دور میں مجاورت (مستقل رہائش) کی قطعاً اجازت نہیں، عقلمند اپنے لئے فقط احتیاط ہی کی راہ اپناتا ہے اور ہر اس راستے سے اجتناب کرتا (بچتا) ہے جس سے ہلاکت میں گرنے کا خدشہ ہو، جس نے اپنے نفس کو سچا سمجھا (کہ بس جی خیر ہے، کچھ نہیں ہوتا) اس نے جھوٹے کی تصدیق کی (کہ نفس جو کہ ہے ہی جھوٹا اس کو سچا سمجھ بیٹھا!) اور خود اس کا مشاہدہ بھی کرے (دیکھ بھی لے) گا۔ (فتاویٰ رضویہ مخرجہ ج10 ص698) (حرمین طیبین میں رہائش اختیار کرنے کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ مخرجہ ج10 ص 677 تا 698 کا مطالعہ فرمائیے۔)

حرم ہے اسے ساحت ہر دو عالم
جو دل ہو چکا ہے شکار مدینہ

(ذوق نعت)

مکۃ المکرّمہ کی 19 خصوصیات:

1...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ المکرّمہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما میں پیدا ہوئے۔

2...... پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کی تبلیغ کا آغاز یہیں سے فرمایا۔

3...... کعبہ مشرفہ ہے، یہیں اسی کا طواف کیا جاتا ہے اور نماز میں دنیا بھر سے اسی طرف منہ کیا جاتا ہے۔

4...... مسجد الحرام یہیں پر ہے جس میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔

Scanned with CamScanner

5......آب زم زم کا کنواں۔

6......حجر اسود۔

7......مقام ابراہیم' اور

8......صفا مروہ یہیں ہیں۔

9......میقات کے باہر سے آنے والے بغیر احرام کے مکے میں داخل نہیں ہو سکتے۔

10......دنیا بھر سے مسلمان حج کی سعادت پانے کے لئے یہیں حاضر ہوتے ہیں۔

11......جو اس شہر مقدس میں داخل ہو جائے مامون (امن پانے والا) ہو گا۔

12......یہاں کی گرمی پر صبر کر لینے والے کو جہنم کی آگ سے دور کیا جاتا ہے۔

13......یہاں غار حرا ہے جہاں مکی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی۔

14......یہاں پر ہر موسم کے پھل ملتے ہیں۔

15......معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور

16......چاند کے دو ٹکڑے ہونے کے معجزات اس شہر میں ظاہر ہوئے۔

17......دنیا کا سب سے پہلا پہاڑ جبل ابی قبیس یہیں واقع ہے۔

18......ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں اپنی حیات ظاہری کے 53 برس گزارے۔

19......حضرت سیّدنا امام مہدی کا ظہور مکۃ المکرمہ میں ہی ہو گا۔

میں مکے میں جا کر کروں گا طواف اور
نصیب آب زم زم مجھے ہو گا پینا

(وسائل بخشش ص 323)

حیرت انگیز اور دل چسپ معلومات

مکہ مکرمہ کی سب سے عظیم زیارت گاہ کعبۂ مشرفہ ہے۔ ہر مسلمان اس کے دیدار و طواف کے لئے بے قرار رہتا ہے۔ کعبۃ اللہ کے بارے میں بعض دلچسپ معلومات پیش

کی جاتی ہیں۔ قرآن کریم میں کئی مقامات پر کعبہ شریف کا ذکر خیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ پارہ اول سورۃ البقرہ آیت 125 میں رب العباد عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا (پ ۱، البقرۃ:125)

اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لئے مرجع اور امان بنایا۔

☆......اس آیت کریمہ کے تحت صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ خزائن العرفان میں لکھتے ہیں: (اس آیت مبارکہ کے لفظ) ''بیت'' سے کعبہ شریف مراد ہے اور اس میں تمام حرم شریف داخل۔ ''امن'' بنانے سے یہ مراد ہے کہ حر کعبہ میں قتل و غارت حرام ہے یا یہ کہ وہاں شکار تک کو امن ہے یہاں تک کہ حرم شریف میں شیر' بھیڑیے بھی شکار کا پیچھا نہیں کرتے چھوڑ کر لوٹ جاتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ مومن اس میں داخل ہو کر عذاب سے مامون (محفوظ) ہو جاتا ہے۔ حرم کو اس لئے ''حرم'' کہا جاتا ہے کہ اس میں قتل' شکار حرام و ممنوع ہے۔ (تفسیرات احمدیہ ص 34) اگر کوئی مجرم بھی داخل ہو جائے تو وہاں اس سے تعرض (روک ٹوک) نہ کیا جائے گا۔ (تفسیر نسفی ص 77)

کعبہ معظّمہ کے فضائل

اللہ رحمٰن کا پارہ 4 سورہ آل عمران آیت نمبر 96 میں فرمان عالی شان ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝

''بیشک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے مقرر ہوا وہ ہے جو مکے میں ہے' برکت والا اور سارے جہان کا راہنما۔''

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں: اے مسلمانو! اے سارے انسانو! یقین سے جان لو کہ ساری روئے زمین پر سب سے پہلے اور سب سے افضل گھر جو لوگوں کے دینی اور دنیوی فائدوں کے لئے پیدا کیا گیا اور بنایا گیا وہ ہی ہے جو کہ مکہ شریف میں واقع ہے' نہ بیت المقدس جو درجے

Scanned with CamScanner

میں بھی کعبے کے بعد ہے اور فضیلت میں بھی۔ (تفسیر نعیمی ج 4 ص 29 مختصراً)

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کعبۂ معظمہ کے فضائل بے شمار ہیں' ان میں سے کچھ عرض کئے جاتے ہیں:

1 ...... بیت المقدس کے مشہور بانی حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں کہ آپ نے جنات سے تعمیر کرایا مگر کعبۃ اللہ کے مشہور بانی حضرت خلیل اللہ علیہ السلام ہیں۔

2 ...... کعبۂ معظمہ میں مقام ابراہیم' سنگ اسود وغیرہ ایسی قدرت کی نشانیاں موجود ہیں جو بیت المقدس میں نہیں۔

3 ...... کعبۂ معظمہ پر پرندے نہیں اڑتے بلکہ اس کے آس پاس آ کر پھٹ (ہٹ) جاتے ہیں۔

4 ...... حرم کعبہ مین بکری اور شیر ایک جگہ پانی پی لیتے ہیں' وہاں شکاری جانور بھی شکار نہیں کرتے۔

5 ...... حرم کعبہ میں تا قیامت جنگ و قتال حرام ہے۔

6 ...... کعبۂ معظمہ سارے حجازیوں خصوصاً مکے والوں کی پرورش کا ذریعہ ہے کہ وہ جگہ غیر ذی زرع (بے آب و گیا) ہے۔ جہاں معاش کے ذرائع سب ناپید ہیں مگر وہاں کے باشندے دوسروں سے زیادہ مزے میں ہیں' غرض کہ وہ جگہ صرف عبادتوں کے لئے ہے۔

7 ...... رب تعالیٰ نے کعبے کی حفاظت خود فرمائی کہ فیل (ہاتھی) والوں کو ابابیل سے مروادیا۔

8 ...... حج ہمیشہ کعبے ہی کا ہوا بیت المقدس کا حج کبھی نہ ہوا۔

9 ...... اللہ عزوجل کے آخری نبی حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کعبۂ معظمہ کے پاس مکہ شریف میں پیدا ہوئے۔

10 ...... رب تعالیٰ نے کعبے کے شہر ہی کو بَلَدِ اَمِیۡنَ (امن والا شہر) فرمایا اور اسی

کی قسم یاد فرمائی: "وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ٥" اور اس امن والے شہر کی (قسم)۔

11 ...... کعبۂ معظمہ کے پاس ایک "نیکی" کا ثواب ایک لاکھ اور بیت المقدس کے پاس پچیس ہزار۔

12 ...... فرشتوں اور بہت سے انبیاء علیہم السلام کا قبلہ کعبہ ہی رہا نہ کہ بیت المقدس۔ (تفسیر نعیمی' ج 4 ص 31,30)

نہ ہوا کرام جس بیمار کو سارے زمانے سے

صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ خزائن العرفان میں پارہ 4 سورہ آل عمران کی 97 ویں آیت کریمہ فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ (اس میں کھلی نشانیاں ہیں) کی تفسیر میں لکھتے ہیں: جو اس کی حرمت و فضیلت پر دلالت کرتی ہیں' ان نشانیوں میں سے بعض یہ ہیں کہ پرند کعبہ شریف کے اوپر نہیں بیٹھتے اور اس کے اوپر سے پرواز نہیں کرتے بلکہ پرواز کرتے ہوئے آتے ہیں تو ادھر ادھر ہٹ جاتے ہیں اور جو پرند بیمار ہو جاتے ہیں وہ اپنا علاج یہی کرتے ہیں کہ ہوائے کعبہ میں ہو کر گزر جائیں اسی سے انہیں شفا ہوتی ہے اور وحوش (جنگلی جانور) ایک دوسرے کو حرم میں ایذا نہیں دیتے حتیٰ کہ کتے اس سرزمین میں ہرن پر نہیں دوڑتے اور وہاں شکار نہیں کرتے اور لوگوں کے دل کعبۂ معظمہ کی طرف کھچتے ہیں اور اس کی طرف نظر کرنے سے آنسو جاری ہوتے ہیں اور ہر شب جمعہ کو ارواح اولیاء اس کے گرد حاضر ہوتی ہیں اور جو کوئی اس کی بے حرمتی کا قصد کرتا ہے برباد ہو جاتا ہے۔ (خزائن العرفان)

☆ ...... حدیث پاک میں ہے: کعبۂ معظمہ دیکھنا عبادت' قرآن عظیم کو دیکھنا عبادت ہے' اور عالم کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے۔ (فردوس الاخبار' حدیث 2791 ج 1 ص 376)

ایک اور روایت میں ہے: زمزم کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(اخبار مکۃ للفاکھی ج 2 ص 14 حدیث 1105)

☆ ...... حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ

Scanned with CamScanner

علیہ وسلم جب کعبہ شریف میں داخل ہوئے تو اس کے گوشوں (کونوں) میں دعا مانگی اور نماز نہ پڑھی حتیٰ کہ وہاں سے تشریف لے آئے جب نکلے تو دو رکعتیں کعبے کے سامنے پڑھیں اور فرمایا: یہ ہے قبلہ۔ (بخاری ج1 ص156 حدیث 398)

حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ "یہ ہے قبلہ" کی وضاحت میں لکھتے ہیں: یعنی تاقیامت کعبہ تمام مسلمانوں کا قبلہ ہو چکا کبھی منسوخ (Cancel) نہ ہوگا' اس میں لطیف (باریک) اشارہ اس طرف بھی ہو رہا ہے کہ کعبے کا ہر حصہ قبلہ ہے سارا کعبہ نمازی کے سامنے ہونا ضروری نہیں۔ (مراۃ المناجیح' ج1' ص429)

بہار شریعت جلد اول صفحہ 487 پر مسئلہ نمبر 50 ہے: کعبہ معظمہ کے اندر نماز پڑھی' تو جس رخ چاہے پڑھے' کعبے کی چھت پر بھی نماز ہو جائے گی' مگر اس کی چھت پر چڑھنا ممنوع ہے۔ (غنیۃ ص616 وغیرہا)

صرف تین مسجدوں کے لئے سفر کی حدیث:

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین مسجدوں کے سوا اور کسی طرف کجاوے نہ جاندھے جائیں (سفر نہ کیا جائے)۔ 1۔ مسجد حرام' 2۔ مسجد نبوی اور' 3۔ مسجد اقصیٰ۔

(بخاری ج1 ص401 حدیث 1189)

حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: یعنی سواء ان تین مسجدوں کے کسی اور مسجد کی طرف اس لئے سفر کر کے جانا کہ وہاں نماز کا ثواب زیادہ ہے ممنوع ہے جیسے بعض لوگ جمعہ پڑھنے بدایوں سے دہلی جاتے تھے تاکہ وہاں کی جامع مسجد میں ثواب زیادہ ملے یہ غلط ہے۔ (تین کے علاوہ) ہر جگہ کی مسجدیں ثواب میں برابر ہیں۔ اس توجیہ (دلیل) پر حدیث بالکل واضح ہے۔ بعض لوگوں نے اس کے معنی یہ سمجھے کہ سواء ان تین مسجدوں کے کسی اور مسجد کی طرف سفر ہی حرام ہے۔ لہٰذا عرس' زیارت قبور وغیرہ کے لئے سفر حرام۔ اگر یہ مطلب ہو تو پھر تجارت' علاج' دوستوں کی ملاقات' علم دین سیکھنے

وغیرہ تمام کاموں کے لئے سفر حرام ہوں گے اور یہ حدیث' قرآن کے خلاف بھی ہوگی اور دیگر احادیث کے بھی۔

رب عزوجل فرماتا ہے:

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ○ (پ7' الانعام: ۱۱)

"تم فرمادو' زمین میں سیر کرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔

"مرقاۃ" نے اسی جگہ اور "شامی" نے (باب) "زیارت قبور" میں فرمایا: "چونکہ ان تین مساجد کے سوا تمام مسجدیں ثواب میں برابر ہیں اس لئے اور مسجدوں کی طرف (زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے) سفر ممنوع ہے اور اولیاء اللہ کی قبریں فیوض و برکات میں مختلف ہیں' لہٰذا زیارت قبول کے لئے سفر جائز۔

(مراۃ المناجیح ج1 ص431' مرقاۃ ج2 ص397 تحت الحدیث 693' ردالمحتار ج3 ص178)

☆...... حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ابوالقاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "جو خانۂ کعبہ کے قصد (ارادے) سے آیا اور اونٹ پر سوار ہوا تو اونٹ جو قدم اٹھاتا اور رکھتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے لئے نیکی لکھتا ہے اور خطا مٹاتا ہے اور درجہ بلند فرماتا ہے' یہاں تک کہ جب کعبہ معظمہ کے پاس پہنچا اور طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی پھر سر منڈایا یا بال کتروائے تو گناہوں سے ایسا نکل گیا' جیسے اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔"

(شعب الایمان ج3 ص478 حدیث 4115)

سیّدنا آدم علیہ السلام اور کعبہ معظّمہ:

حضرت سیّدنا آدم صفی اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جب جنت سے اس دنیا میں تشریف لائے تو رب العباد عزوجل کی بارگاہ میں وحشت و تنہائی کی فریاد کی۔ پس اللہ عزوجل نے آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو کعبے کی تعمیر اور اس کے طواف کا حکم دیا'

Scanned with CamScanner

حضرت سیّدنا نوح نبی اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے تک یہی کعبہ برقرار رہا' طوفانِ نوح میں اس کعبہ کو ساتویں آسمان کی طرف اوپر کعبے کے حدود کی سیدھ میں اٹھالیا گیا' اب وہاں پر فرشتے اس گھر میں اللہ عزوجل کی عبادت کرتے ہیں۔

(تفسیر کبیر ج3 ص296)

سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے نصب کیے گئے۔ ایک مشرق میں' دوسرا مغرب میں' تیسرا کعبے کی چھت پر اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوگئی۔ (خصائص کبریٰ ج1 ص82 مختصراً)

روح الامین نے گاڑا کعبے کی چھت پہ جھنڈا
تا عرش اڑا پھریرا صبح شب ولادت

(ذوقِ نعت)

کعبے کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: بے شک کعبے کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں اور اس نے شکایت کرتے ہوئے عرض کی: یارب عزوجل! میری طرف بار بار آنے والے اور میری زیارت کرنے والے کم ہوگئے ہیں۔ تو اللہ عزوجل نے وحی فرمائی: میں خشوع وخضوع اور سجدے کرنے والا انسان پیدا فرمانے والا ہوں جو تیرا اس طرح مشتاق (شوق رکھنے والا) ہوگا جس طرح کبوتری اپنے انڈوں کی مشتاق (شوق رکھنے والی) ہوتی ہے۔ (معجم اوسط ج4 ص305 حدیث 6066)

☆..... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت صفحہ 130 پر ہے:

حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا پر اڑتا جا رہا تھا جب کعبۂ معظمہ سے گزرا تو کعبہ رویا اور بارگاہِ احدیت میں (اللہ عزوجل کے حضور) عرض کی کہ ایک نبی تیرے انبیاء سے اور ایک لشکر تیرے لشکروں سے گزرا نہ مجھ میں اترا' نہ نماز پڑھی۔ اس پر ارشاد باری تعالیٰ ہوا: نہ رو! میں تیرا حج اپنے بندوں پر فرض کروں گا جو تیری طرف ایسے ٹوٹیں

گے جیسے پرندا اپنے گھونسلے کی طرف اور ایسے روتے ہوئے دوڑیں گے جس طرح اونٹنی اپنے بچے کے شوق میں اور تجھ (تیرے شہر) میں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کروں گا جو مجھے سب انبیاء علیہم السلام سے زیادہ پیارا ہے۔

(تفسیر بغوی ج3 ص351 ملخصاً)

☆..... حضرت سیّدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تورات شریف میں ہے کہ اللہ عزوجل بروزِ قیامت اپنے ساتھ لاکھ مقرب فرشتوں کو بھیجے گا جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں سونے کی ایک زنجیر ہوگی اللہ عزوجل فرمائے گا: "جاؤ! اور کعبہ معظمہ کو ان زنجیروں میں باندھ کر محشر کی طرف لے آؤ" فرشتے جائیں گے اسے زنجیروں سے باندھ کر کھینچیں گے اور ایک فرشتہ پکارے گا: "اے کعبۃ اللہ! چل۔" تو کعبۂ مبارکہ کہے گا: "میں نہیں چلوں گا جب تک میرا سوال پورا نہ ہو جائے۔" فضائے آسمانی سے ایک فرشتہ پکارے گا: "تو سوال کر!" تو کعبہ بارگاہِ الٰہی میں عرض کرے گا: "اے اللہ عزوجل! تو میرے پڑوس میں مدفون مؤمنین کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔" تو کعبہ شریف ایک آواز سنے گا: "میں نے تیری درخواست قبول فرمالی۔" حضرت سیّدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "پھر مکۂ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں دفن ہونے والوں کو اٹھایا جائے گا جن کے چہرے سفید ہوں گے۔ وہ سب احرام کی حالت میں کعبے کے گرد جمع ہو کر تلبیہ (لبیک) کہہ رہے ہوں گے۔

کعبہ معظمہ کی سفارش قبول ہوگی

پھر فرشتے کہیں گے: اے کعبہ! اب چل۔ تو وہ کہے گا: "میں نہیں چلوں گا' جب تک کہ میری درخواست قبول ہو جائے۔" تو فضائے آسمانی سے ایک فرشتہ پکارے گا: تو مانگ' تجھے دیا جائے گا۔ تو کعبہ شریف کہے گا: "اے اللہ عزوجل! تیرے گنہگار بندے جو اکٹھے ہو کر دور دور سے غبار آلود میرے پاس آئے۔ انہوں نے اپنے اہل وعیال اور احباب کو چھوڑا' انہوں نے فرمانبرداری اور زیارت کے شوق میں نکل کر تیرے حکم کے

Scanned with CamScanner

مطابق مناسک حج ادا کیے' تو میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ ان کے حق میں میری شفاعت قبول فرما' ان کو قیامت کی گھبراہٹ سے امن عنایت فرما اور انہیں میرے گرد جمع کردے۔'' تو ایک فرشتہ ندا دے گا: اے کعبہ ان میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جنہوں نے تیرے طواف کے بعد گناہوں کا ارتکاب کیا ہوگا اور ان پر اصرار کر کے اپنے اوپر جہنم کو واجب کرلیا ہوگا۔ تو کعبہ عرض کرے گا: ''اے اللہ عزوجل! ان گنہگاروں کے حق میں بھی میری شفاعت قبول فرما جن پر جہنم واجب ہو چکا ہے۔'' تو اللہ عزوجل فرمائے گا: ''میں نے ان کے حق میں تیری شفاعت قبول فرمائی۔'' تو وہی فرشتہ ندا کرے گا: جس نے کعبے کی زیارت کی تھی وہ دیگر لوگوں سے الگ ہو جائے۔ اللہ عزوجل ان سب کو کعبے کے گرد جمع کردے گا۔ ان کے چہرے سفید ہوں گے اور وہ جہنم سے بے خوف ہو کر طواف کرتے ہوئے تلبیہ کہیں گے۔

تصدق ہو رہے ہیں لاکھوں بندے گرد پھر پھر کر

پھر فرشتہ پکارے گا: اے کعبۃ اللہ! چل۔ تو کعبہ شریف (اس طرح) تلبیہ کہے گا:
''لبیک اللھم لبیک' والخیر کلہ' بیدیک' لبیک لا شریک لک لبیک' ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک'' پھر فرشتے اس کو کھینچ کر میدان محشر تک لے جائیں گے۔

(الروض الفائق ص 66)

منقول ہے کہ اللہ عزوجل نے بیت اللہ سے وعدہ فرمایا: ہر سال چھ لاکھ افراد اس کا حج کریں گے' اگر کم ہوئے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے ان کی کمی پوری فرما دے گا۔ اور بروز قیامت کعبہ مشرفہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما پہلی رات کی دلہن کی طرح اٹھایا جائے گا تو جن لوگوں نے اس کا حج کیا وہ اس کے پردوں کے ساتھ لٹکے ہوں گے اور اس کے گرد طواف کر رہے ہوں گے یہاں تک کہ یہ (کعبہ شریف) جنت میں داخل ہوگا تو وہ بھی اس کے ساتھ داخل ہو جائیں گے۔ (احیاء العلوم ج 1 ص 324)

تصدق ہو رہے ہیں لاکھوں بندے گرد پھر پھر کر
طواف خانہ کعبہ عجب دلچسپ منظر ہے
(ذوق نعت)

طواف کعبہ اور اس کے فضائل:

پارہ 17 سورۃ الحج آیت 29 میں اللہ عزوجل کا فرمان عالی شان وعظمت نشان ہے:
وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ○ (پ17' حج:29) ''اور اس آزاد گھر کا طواف کریں۔''

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ ''تفسیر نعیمی'' میں نقل فرماتے ہیں: ''(صاحب تفسیر) روح البیان اور (صاحب تفسیر عزیزی) نے فرمایا: زمین سے پہلے پانی ہی پانی تھا۔ قدرتی طور پر دو ہزار سال پہلے کعبہ کی جگہ اس پر سفید جھاگ پیدا ہوا کچھ روز میں اس کو پھیلا کر زمین کر دیا گیا پھر جب فرشتوں کو رب (عزوجل) نے آدم علیہ السلام کی پیدائش کی خبر دی تو انہوں نے اپنا خلافت کا استحقاق پیش کیا اور آدم علیہ السلام کی پیداش کی خبر دی تو انہوں نے اپنا خلافت کا استحقاق (حق دار ہونے کا دعویٰ) پیش کیا اور آدم علیہ السلام کی پیدائش کی حکمت پوچھی۔ مگر اس جرات کی معذرت میں توبہ کی نیت سے سات برس عرش اعظم کا طواف کیا' حکم الٰہی ہوا کہ زمین میں بھی اسی جھاگ کی جگہ نشان لگا دو جہان میرے بندے خطا کر کے اس کے طواف سے مجھے راضی کیا کریں۔ (تفسیر نعیمی ج 1 ص 641' تفسیر روح البیان ج 1 ص 230)

نیکیوں کے انبار

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس نے گن کر طواف کے سات پھیرے کیے اور پھر دو رکعتیں ادا کیں تو یہ ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے اور طواف کرتے ہوئے آدمی کے

ہر قدم کے بدلے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کے دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور دس درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج 2 ص 202 حدیث 4462)

☆......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بیت اللہ کے طواف کے ساتھ پھیرے کرے اور اس میں کوئی لغو (بیہودہ) بات نہ کرے تو یہ ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ (المعجم الکبیر ج 20 ص 360 حدیث 845)

☆......فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ''جو شخص مسلمان غلام کو آزاد کرے گا اس (غلام) کے ہر عضو کے بدلے میں اللہ عزوجل اس (آزاد کرنے والے) کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد فرمائے گا۔'' حضرت سیّدنا سعید بن مرجانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے جب سیّدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ کی خدمت عالی میں یہ حدیث پاک سنائی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک ایسا غلام آزاد کر دیا جس کی حضرت سیّدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دس ہزار درہم قیمت لگا چکے تھے۔

(بخاری ج 2 ص 150 حدیث 2517)

☆......حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیت الحرام کا حج کرنے والوں پر ہر روز اللہ عزوجل 120 رحمتیں نازل فرماتا ہے 60 طواف کرنے والوں کے لئے اور 40 نماز پڑھنے والوں کے لئے اور 20 نظر کرنے والوں کے لئے۔'' (الترغیب والترھیب ج 2 ص 123 حدیث 6) یاد رکھئے! اس حدیث پاک میں بیان کردہ فضیلت صرف حاجیوں کے لئے ہے۔

☆......حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جس نے 50 مرتبہ طواف کیا گناہوں سے ایسا نکل گیا جیسے آج ہی اپنی ماں سے پیدا ہوا۔ (ترمذی ج 2 ص 244 حدیث 867)

طواف نماز کی طرح ہے مگر......

حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرور کائنات، شاہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیت اللہ کے گرد طواف نماز کی طرح ہے سوائے اس کے کہ تم اس میں کلام کر سکتے ہو، تو جو طواف میں کلام کرے تو اچھا ہی کلام کرے۔ (ترمذی ج 2 ص 286 حدیث 962)

حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ حدیث پاک کے اس حصے ''بیت اللہ کے گرد طواف نماز کی طرح ہے'' کے تحت فرماتے ہیں: ''طواف بھی نماز کی طرح بہترین عبادت ہے۔ علماء فرماتے ہیں: مکے والوں کے لئے (نفلی) نماز (نفلی) طواف سے افضل ہے اور باہر والوں کے لئے (نفلی) طواف (نفلی) نماز سے افضل کہ انہیں اس خاص زمانے ہی میں طواف میسر ہوتا ہے۔'' (مراۃ ج 4، ص 132)

☆......وضو نہ ہو تو نماز و سجدۂ تلاوت اور قرآن شریف چھونے کے لئے وضو کرنا فرض ہے اور خانۂ کعبہ کے طواف کے لئے وضو واجب ہے۔

(بہار شریعت ج 1 ص 301-302)

☆......حضرت علامہ محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں، فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے: جس نے خاموش، ذکر الٰہی کے ساتھ، شدت کی گرمی میں، طواف اس طرح کیا کہ نہ کلام کیا، نہ کسی کو ایذا دی اور ہر شوط (پھیرے) پر استلام کیا تو ہر قدم پر ستر ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی۔ ستر ہزار گناہ محو ہوں گے اور ستر ہزار درجے بلند ہوں گے۔

(کتاب الحج ص 280)

بارش کے دوران طواف کرنا

حدیث پاک میں ہے: جس نے برسات میں طواف کے ساتھ چکر لگائے اس کے سابقہ (پچھلے) گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (قوت القلوب ج 2 ص 198)

☆......حضرت سیّدنا ابو عقال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے بارش

Scanned with CamScanner

کے دوران حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ جب ہم طواف مکمل کرنے کے بعد ''مقام ابراہیم'' پر حاضر ہوئے اور دو رکعتیں ادا کیں تو حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے ہم سے فرمایا: ''نئے سرے سے عمل شروع کرو کیونکہ تمہاری مغفرت ہو چکی ہے۔'' پھر فرمایا: جب ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارش کے دوران طواف کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اسی طرح فرمایا تھا۔ (ابن ماجہ ج3 ص523 حدیث3118)

☆.....ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ 209 پر ہے: جب اواخر محرم (محرم الحرام کے آخری دنوں) میں بفضلہٖ تعالیٰ صحت ہوئی۔ وہاں ایک سلطانی حمام ہے میں اس میں نہایا۔ باہر نکلا ہوں کہ ابر (بادل) دیکھا' حرم شریف پہنچتے پہنچتے برسنا شروع ہوا۔ مجھے حدیث یاد آئی کہ ''جو مینہ (برسات) برستے میں طواف کرے وہ رحمت الٰہی میں تیرتا ہے۔'' فوراً سنگ اسود شریف کا بوسہ لے کر بارش ہی میں سات پھیرے طواف کیا' بخار پھر عود کر (واپس) آیا۔ مولانا سید اسماعیل نے فرمایا: ''ایک ضعیف حدیث کے لئے تم نے اپنے بدن کی یہ بے احتیاطی کی!'' میں نے کہا: ''حدیث ضعیف ہے مگر امید بحمد اللہ تعالیٰ قوی (طاقتور) ہے۔'' یہ طواف بحمد اللہ تعالیٰ بہت مزے کا تھا۔ بارش کے سبب طائفین (طواف کرنے والوں) کی وہ کثرت نہ تھی۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت' حصہ دوم ص209)

میں بارش میں طواف خانۂ کعبہ کروں یارب

یاد رہے: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں حاجیوں کی تعداد بہت کم ہوتی تھی مگر آج کل کافی بڑھ چکی ہے۔ لہٰذا بارش کے اندر طواف میں ٹھیک ٹھاک ہجوم ہوتا ہے' اس میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط' بے احتیاطیوں کی وجہ سے بے پردگیوں' بے ستریوں کے معاملات' میزاب رحمت سے حطیم شریف میں نچھاور ہونے والے پانی میں غسل کرنے والوں اور والیوں کی لپک جھپک وغیرہ سب کچھ ہوتا ہے' لہٰذا ایسے

موقع پر حاجیوں کو خوب غور کر لینا چاہیے کہ کہیں مستحب پر عمل کرتے کرتے گناہوں میں نہ جا پڑیں۔ اگر عورتوں سے بدن ٹکرائے بغیر بارش میں طواف ممکن نہ ہو تو تب تو جان بوجھ کر ایسا کرنے والے ثواب کے حقدار ہونے کے بجائے گنہگار ہوں گے۔ ہاں جن دنوں بھیڑ نہ ہو' موقع ملنے پر بارش میں طواف کی سعادت ضرور حاصل کرنی چاہیے۔

مدینے میں چلوں مکے کی گلیوں میں پھروں یا رب!
میں بارش میں طواف خانۂ کعبہ کروں یا رب!

صفا مروہ:۔

یہ دونوں پہاڑ اللہ عزوجل کی نشانیوں میں سے ہیں' چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۝ (پ2' البقرۃ:158)

بیشک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے اور کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے۔

☆.....حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پچھلے زمانے میں ایک شخص تھا اِساف اور ایک عورت تھی نائلہ' انہوں نے خانۂ کعبہ میں ایک دوسرے کو بدنیتی سے ہاتھ لگایا۔ عذاب الٰہی سے دونوں پتھر ہو (بت بن) گئے اور عبرت کے لئے ''اساف'' کو تو صفا پہاڑ پر رکھ دیا گیا اور ''نائلہ'' کو مروہ پر تاکہ لوگ انہیں دیکھ کر یہاں گناہ کے خیال سے بچیں' کچھ زمانے کے بعد جب جہالت کا زور ہوا تو لوگوں نے ان کی پرستش شروع کر دی کہ جب صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتے تو تعظیم کے ارادے سے

Scanned with CamScanner

انہیں چھو لیتے' مسلمانوں (صحابہ کرام) کو صفا مروہ کے درمیان دوڑنا ناپسند ہوا کیونکہ اس میں بت پرستوں اور بت پرستی سے مشابہت تھی۔ تب یہ آیت کریمہ اتری جس میں ان کی تسلی فرمائی گئی کہ تمہارا یہ کام (سعی کرنا) رضائے الٰہی کے لئے ہے' تم اس میں حرج نہ سمجھو۔ (تفسیر نعیمی ج2 ص97)

بی بی ہاجرہ کی سعی کی ایمان افروز حکایت:۔

حکم الٰہی سے حضرت سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کھجوروں کی ایک ٹوکری' کچھ روٹی کے ٹکڑے اور پانی کا مشکیزہ دے کر سیّدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اپنے دودھ پیتے لختِ جگر حضرت سیّدنا اسمٰعیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے آب و گیاہ میدان میں چھوڑ کر واپس تشریف لے گئے۔ مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب تک خرما (کھجوریں) اور پانی رہا حضرت ہاجرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اطمینان سے گزر کرتی اور فرزند کو دودھ پلاتی رہیں مگر پانی ختم ہونے پر پیاس نے ستایا' لختِ جگر نے بے اختیار رونا شروع کر دیا اپنی تو اتنی فکر نہ ہوئی مگر نورِ نظر کی بے قراری دیکھی نہ گئی' اٹھیں اور صفا پر چڑھیں کہ شاید کہیں پانی کا نشان ملے مگر نہ ملا مایوس ہو کر نیچے اتریں' مروہ پہاڑ کی طرف روانہ ہوئیں مگر نظر فرزند پر تھی' راہ کے کچھ حصے میں فرزند سے آڑ ہو گئی تو آپ اسے جلد طے کرنے کے لئے دوڑ کر چلیں' اس اڑ سے نکل جانے پر پھر آہستہ چلیں' یہاں تک کہ "مروہ" پر پہنچ گئیں وہاں چڑھ کر بھی پانی کہیں نہ دیکھا پھر "صفا" کی طرف روانہ ہوئیں۔ اسی طرح سات چکر کیے ہر دفعہ درمیان میں دوڑتی تھیں (صفا و مروہ کی سعی اسی کی یادگار ہے) اخیر بار "مروہ" پر چڑھیں تو ایک ہیبت ناک آواز کان میں پڑی! ڈر کر فرزند کے پاس آئیں دیکھا کہ وہ روتے میں اپنی ایڑیاں زمین پر رگڑ رہے ہیں جس سے شیریں (میٹھے) پانی کا چشمہ جاری ہے! بہت خوش ہوئیں اور اس کے گرد مٹی جمع کر کے فرمانے لگیں: یاماء زم زم (یعنی) "اے پانی! ٹھہر ٹھہر" اس لئے اس کا نام آبِ زم زم ہوا۔ (تفسیر نعیمی ج1 ص694)

اس میں زم زم ہو کہ تھم تھم اس میں جم جم ہو کہ بیش
کثرت کوثر میں زم زم کی طرح کم کم نہیں

(حدائق بخشش)

مقام ابراہیم (علیہ السلام):۔

مقام ابراہیم کا قرآن کریم میں ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ پارہ اول سورۃ البقرہ آیت 125 میں ارشاد ہوتا ہے: وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ط اور ابراہیم (علیہ السلام) کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

"مقام ابراہیم" جنتی پتھر ہے۔ حضرت سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر تین مرتبہ کھڑے ہوئے: (1) اس مبارک پتھر پر کھڑے ہوئے اور آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہو (زوجہ سیّدنا اسمٰعیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) نے آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا سر نور دھلایا۔

(2)..... تعمیر کعبہ کے وقت جب دیواریں اونچی ہوئیں سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیّدنا اسمٰعیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا: کوئی پتھر لاؤ تاکہ اس پر کھڑے ہو کر دیوار بنائیں۔ سیّدنا اسمٰعیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پتھر کی تلاش میں "جبل ابی قبیس" پر تشریف لے گئے۔ راہ میں حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ والصلوٰۃ والسلام ملے اور کہا: آیئے میں آپ کو ایک پتھر بتاؤں جو آدم علیہ السلام کے ساتھ دنیا میں آیا اور اسے ادریس علیہ السلام نے "طوفان نوحی" کے خوف سے اس پہاڑ میں دفن کر دیا ہے' اس جگہ چھوٹے بڑے دو پتھر مدفون ہیں چھوٹے کو تو کعبے کی دیوار میں دروازے کے قریب لگا دو کہ ہر طواف کرنے والا اس کو چوما کرے یعنی سنگِ اسود اور بڑے پر ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہو کر عمارت بنائیں۔ چنانچہ آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام دونوں پتھر لے آئے اور یہ پیغام الٰہی بھی پہنچایا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ

والسلام نے حکم الٰہی کے مطابق سنگ اسود کو تو ایک گوشے میں لگا دیا اور بڑے پر کھڑے ہو کر تعمیر کا کام جاری کیا جس قدر عمارت بلند ہوتی جاتی تھی یہ پتھر بھی اونچا ہوتا جاتا تھا یہاں تک کہ آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تعمیر سے فارغ ہوئے۔ (تفسیر نعیمی ج 1 ص 680)

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

(حدائق بخشش)

حجر اسود:۔

یہ جنتی پتھر ہے' حدیث پاک میں ہے: رکن (حجر اسود) اور مقام (ابراہیم) دو ''جنتی یاقوت'' ہیں۔ پہلے بہت نورانی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نور محو کر (چھپا) دیا اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ مشرق و مغرب کو چمکا تے۔ (تفسیر نعیمی ج 1 ص 630) ایک اور روایت میں ہے: جب سنگ اسود دیوار کعبہ میں قائم کیا گیا تو اس کی روشنی چاروں طرف دور تک جاتی تھی جہاں تک اس کی روشنی پہنچی وہاں تک حرم کی حدود مقرر ہوئیں جس میں شکار کرنا منع ہے اور سنگ اسود کا رنگ بالکل سفید تھا گنہگاروں کے ہاتھوں سے سیاہ ہو گیا۔ (ایضا ص 680,681) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چوما ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے حجر اسود! میں جانتا ہوں تو پتھر ہے' نفع ونقصان کا مالک نہیں' اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی نہ چومتا۔ (بلد الامین ص 61) فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ روز قیامت یہ پتھر اٹھایا جائے گا' اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے دیکھے گا' زبان ہوگی جس سے بولے گا اور اپنے استلام کرنے والے کے حق میں گواہی دے گا۔ (ترمذی ج 2 ص 286 حدیث 963)

اس کا مس کرنا (چھونا) گناہوں کو مٹاتا ہے۔ اعلان نبوت سے پہلے بھی یہ پتھر مبارک شاہ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہتا تھا۔ اس پتھر شریف کو پھر ایک مرتبہ اپنی

اصل شکل پر کر دیا جائے گا۔ قیامت کے دن اس کا حجم (جسام) جبل ابی قبیس جتنا ہوگا۔
(بلد الامین ص 62 والجامع اللطیف لابن ظہیرۃ ص 38,37)

کال جبین کی سجدۂ در سے چھڑاؤ گے
مجھ کو بھی لے چلو یہ تمنا حجر کی ہے

(حدائق بخشش)

شہر مکہ شریف کی مساجد:

مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما کی مشہور ترین مسجد ''مسجد الحرام'' ہے' اس میں کعبہ مشرفہ جلوہ فرما ہے۔ کئی احادیث مبارکہ میں اس بات کی صراحت کی گئی ہے کہ مسجد الحرام میں ایک نماز دوسری مسجد میں ایک لاکھ نمازیں ادا کرنے کے برابر ہے۔ قرآن کریم میں کئی مقامات پر مسجد الحرام کا ذکر خیر کیا گیا ہے۔ مثلاً 15 ویں پارے کی ابتدائی آیت میں ہے: سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصا تک۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ''فتاویٰ رضویہ'' جلد 7 صفحہ 303 تا 304 پر نقل کرتے ہیں: کسی نبی یا ولی کے قرب میں مسجد بنانا اور ان کی قبر کریم کے پاس نماز پڑھنا نہ ان دونیتوں سے (نہ نماز سے قبر کی تعظیم مقصود ہو نہ ہی اس قبر کی طرف منہ کرنے کی نیت ہو) بلکہ اس لئے کہ ان کی مدد مجھے پہنچے ان کے قرب کی برکت سے میری عبادت کامل ہو' اس میں کچھ مضایقہ نہیں کہ وارد ہوا ہے کہ اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزار پاک ''حطیم'' میں میزاب الرحمۃ کے نیچے ہے اور حطیم میں اور سنگ اسود و زمزم کے درمیان ستر پیغمبروں کی قبریں ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام اور وہاں نماز پڑھنے سے کسی نے منع نہ فرمایا۔

(لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج 3 ص 52)

Scanned with CamScanner

الحرم میں نماز مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے 11 مقامات:۔

1۔ بیت اللہ شریف کے اندر'2۔ مقام ابراہیم کے پیچھے'3۔ مطاف کے کنارے پر حجر اسود کی سیدھ میں'4۔ حطیم اور باب الکعبہ کے درمیان رکن عراقی کے قریب'5۔ مقام حفرہ پر جو باب الکعبہ اور حطیم کے درمیان دیوار کعبہ کی جڑ میں ہے۔اس مقام کو "مقام امامت جبرائیل" بھی کہتے ہیں۔شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مقام پر سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو پانچ نمازوں میں امامت کا شرف بخشا۔اسی مبارک مقام پر سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے "تعمیر کعبہ" کے وقت مٹی کا گارا بنایا تھا'6۔ باب الکعبہ کی طرف رخ کر کے۔(دروازہ کعبہ کی سیدھ میں نماز ادا کرنا تمام اطراف کی سیدھ سے افضل ہے۔کہا جاتا ہے پاک و ہند دروازۂ کعبہ ہی کی سمت واقع ہے الحمدللہ علی احسانہ۔)7۔ میزاب رحمت کی طرف رخ کر کے۔(کہا جاتا ہے مزار ضیابار میں سرکار عالی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ پرانوار اسی جانب ہے)۔8۔ تمام حطیم میں خصوصاً میزاب رحمت کے نیچے۔(9) رکن اسود اور رکن یمانی کے درمیان'(10)۔رکن شامی کے قریب اس طرح کہ "باب عمرہ" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت اقدس کے پیچھے ہوتا۔خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم "حطیم" کے اندر ہو کر نماز ادا فرماتے یا باہر'(11)۔حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے نماز پڑھنے کے مقام پر جو کہ رکن یمانی کے دائیں یا بائیں طرف ہے اور ظاہر تر یہ ہے کہ مصلّیٔ آدم "مستجار" پر ہے۔(کتاب الحج ص 274)

جن وانس وملک کو ہے بھروسا تیرا

مسجد جن جنت المعلیٰ کے قریب واقع ہے۔سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز فجر میں قرآن پاک کی تلاوت سن کر یہاں جنات مسلمان ہوئے تھے۔

حضرت سیدنا سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بوڑھے جن کو دیکھا جو ایک

بیش قیمت خوبصورت جبہ پہنے بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہے'اس کے سلام پھیرنے پر انہوں نے اسے سلام کیا' سلام کا جواب دیا اور کہا: آپ اس جبے پر تعجب کر رہے ہیں! یہ جبہ 700 برس سے میرے پاس ہے' میں نے اسی جبے میں حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار کیا ہے'اسی میں پیارے پیارے آقا' مکی مدنی مصطفیٰ' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی سعادت پائی ہے۔اور مزید سنئے' میں انہیں جنات میں سے ہوں جن کے بارے میں سورۃ الجن نازل ہوئی ہے۔(صفۃ الصفوۃ ج 4 ص 357' بلدالامین ص 128)

جن و انس و ملک کو ہے بھروسا تیرا
سرورا! مرجع کل ہے در والا تیرا

(ذوق نعت)

☆......مسجد رایہ' مسجد جن کے قریب ہی سیدھے ہاتھ کی طرف ہے۔"رایۃ" عربی میں جھنڈے کو کہتے ہیں۔یہ وہ تاریخی مقام ہے جہاں فتح مکہ کے موقع پر ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جھنڈا شریف نصب فرمایا تھا۔

وہ مسجد جس میں ستر نبی مدفون ہیں

مسجد خیف' منیٰ شریف میں واقع ہے۔حجۃ الوداع کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں نماز ادا فرمائی ہے۔مدینے کے سلطان' رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان رحمت نشان ہے: **صلی فی مسجد الخیف سبعون نبیا** ۔یعنی مسجد خیف میں 70 انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) نے نماز ادا فرمائی۔(معجم اوسط ج 4 ص 117 حدیث 5407)ایک اور روایت میں فرمایا: **فی مسجد الخیف قبر سبعین نبیا** ۔یعنی مسجد خیف میں 70 انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبریں ہیں۔(معجم کبیر ج 12 ص 316 حدیث 13525)اب اس مسجد شریف کی کافی توسیع ہو چکی ہے' مزارات کی زیارت نہیں ہو سکتی۔زائرین کرام کو چاہئے وہ بصد عقیدت واحترام اس مسجد شریف کی

Scanned with CamScanner

زیارت کریں، انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خدمتوں میں اس طرح سلام عرض کریں:
السلام علیکم یا انبیاء اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پھر ایصال ثواب کر کے دعا مانگیں۔

☆...... مسجد جعرانہ مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفا وتعظیماً سے جانب طائف تقریباً 26 کلومیٹر پر واقعہ ہے۔ آپ بھی یہاں سے عمرے کا احرام باندھئے کہ فتح مکہ کے بعد طائف شریف فتح کر کے واپسی پر ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں سے عمرے کا احرام زیب تن فرمایا تھا۔ یوسف بن ماہک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مقام جعرانہ سے 300 انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے عمرے کا احرام باندھا ہے، سرکار نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ پر اپنا عصا مبارک گاڑا جس سے پانی کا چشمہ ابلا جو نہایت ٹھنڈا اور میٹھا تھا۔ (بلد الامین ص 221، اخبار مکہ ج 5 ص 69,62) مشہور ہے اس جگہ پر کنواں ہے۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف سے واپسی پر یہاں قیام کیا اور یہیں مال غنیمت بھی تقسیم فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے 28 شوال المکرم کو یہاں سے عمرے کا احرام باندھا تھا۔ (بلد الامین ص 221,220) اس جگہ کی نسبت قریش کی ایک عورت کی طرف ہے جس کا لقب جعرانہ تھا۔ (ایضاً ص 137) عوام اس مقام کو "بڑا عمرہ" بولتے ہیں۔ یہ نہایت ہی پرسوز مقام ہے، حضرت سیّدنا شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "اخبار الاخیار" میں نقل کرتے ہیں: میرے پیر و مرشد حضرت سیّدنا شیخ عبد الوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے تاکید فرمائی ہے کہ موقع ملنے پر جعرانہ سے ضرور عمرے کا احرام باندھنا کہ یہ ایسا متبرک مقام ہے کہ میں نے یہاں ایک رات کے مختصر سے حصے کے اندر سو سے زائد بار مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں دیدار کیا ہے۔ **الحمد للہ علی احسانہ**۔ حضرت سیّدنا شیخ عبد الوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ عمرے کا احرام باندھنے کے لئے روزہ رکھ کر پیدل جعرانہ جایا کرتے تھے۔ (ملخص از اخبار الاخیار ص 278)

نہ اُٹھ سکے گا قیامت تلک خدا کی قسم

مسجد تنعیم، مسجد الحرام سے تقریباً سات کلومیٹر پر حدود حرم سے باہر مقام تنعیم پر یہ عالی شان مسجد واقع ہے، اسے "مسجد عائشہ" بھی کہتے ہیں۔ خوش نصیب زائرین کرام یہاں سے عمرے کا احرام باندھتے ہیں، عوام اس مقام کو "چھوٹا عمرہ" بولتے ہیں۔ اس مسجد کا تاریخی پس منظر ملاحظہ ہو۔ 9ھ میں جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لئے تشریف لائے اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ساتھ تھیں، باری کے دنوں کے باعث طواف ادا نہ کر سکیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہیں مغموم پایا اور فرمایا: عائشہ پریشان نہ ہو یہ عارضہ بنات آدم (خواتین) پر لکھا گیا ہے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بھائی حضرت سیّدنا عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو فرمایا: عائشہ کو لیجائیں اور مقام تنعیم سے احرام باندھ کر عمرہ کر لیں۔ (بخاری ج 1 ص 127 حدیث 317، بلد الامین ص 138)

ابن جبیر نے اپنے سفرنامے میں لکھا ہے: تنعیم سے کچھ دور بائیں طرف ابولہب اور اس کی بیوی اُمّ جمیل کی قبریں ہیں جن پر پتھروں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اب تک لوگ آتے جاتے ان منحوس قبروں پر پتھراؤ کرتے ہیں۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ۔) (بلد الامین ص 138، تاریخ مکہ ص 445) آج کل کا معلوم نہیں کہ ان کی قبریں نظر آتی ہیں یا زمین میں دھنس گئی ہیں یا کسی عمارت تلے دب گئی ہیں۔ بہر حال یہ کوئی زیارت گاہ نہیں صرف عبرت کے لئے تذکرہ کر دیا ہے۔

نہ اٹھ سکے گا قیامت تلک خدا کی قسم!
کہ جس کو تو نے نظر سے گرا کے چھوڑ دیا

تنعیم کے اس تاریخی مقام پر سب سے پہلے محمد بن علی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد تعمیر کی، پھر ابو العباس امیر مکہ نے قبہ (گنبد) بنوایا، بعد ازاں ایک بوڑھی خاتون نے خوبصورت مسجد بنوائی۔ (بلد الامین ص 139,138)

Scanned with CamScanner

☆...... مسجد نمرہ، میدانِ عرفات کے مغربی (West) کنارے پر اپنے جلوے لٹا رہی ہے، اس کے مزید دو نام یہ ہیں۔ 1۔ مسجد عرفہ 2۔ مسجد ابراہیم۔

☆...... مسجد ذی طویٰ مسجد الحرام سے جانب تنعیم جاتے ہوئے راستے میں واقع تھی۔ شہنشاہ دو عالم، شافع امم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ یا حج کے مبارک سفر میں اسی مسجد مقدس کو نوازا، یہاں رات قیام بھی فرمایا۔ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی میں سیّدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے اسفار مقدسہ میں ایسا ہی کیا۔

(بلد الامین ص 143 بخاری ج 1 ص 236)

یادگارِ ابراہیم علیہ السلام

مسجد کبش کوہ ثبیر کے پہلو میں ہے۔ اسی مقدس مقام پر سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے ارشاد ہوا:

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝

(پ 23، الصّٰفّٰت: 105)

بیشک تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔

کہا جاتا ہے اسی مقام پر حضرت سیّدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذبح کے لئے لٹایا گیا تھا، یہیں جنت سے نازل شدہ مینڈھا ذبح ہوا تھا، یہ قبولیت دعا کا مقام ہے، اب مسجد کی زیارت نہیں ہوسکتی۔ یہ مقام مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً سے آتے وقت ”بڑے شیطان“ کی سیدھی جانب 70 یا 80 قدم کے فاصلے پر ہے۔

مکہ مکرمہ کی دیگر زیارات:

غار مرسلات منیٰ شریف کی مسجد خیف سے شمال (NORTH) کی طرف پہاڑ پر واقع ہے، یہ پہاڑ عرفات شریف سے منیٰ آتے ہوئے سیدھے ہاتھ کی طرف پڑے گا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر اس مبارک غار میں ”سورۃ المرسلات“ نازل ہوئی۔ کہا جاتا ہے سرکار نامدار صلی اللہ علیہ وسلم اس مبارک غار میں تشریف فرما ہوئے تو

اوپر کے پتھر سے سرانور مس (TOUCH) ہوا، پتھر نرم ہوگیا اور اس میں سر پاک کا نشان بن گیا۔ عاشقانِ رسول حصول برکت کے لئے اس نشان مبارک سے اپنا سر لگاتے ہیں۔ (بلد الامین ص 215، کتاب الحج ص 297 بتغیر)

جائے ولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت علامہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت گاہ پر دعا قبول ہوتی ہے۔ (بلد الامین ص 201) یہاں پہنچنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ کوہ مروہ کے کسی بھی قریبی دروازے سے باہر آجائیے۔ سامنے نمازیوں کے لئے بہت بڑا احاطہ بنا ہوا ہے، احاطے کے اس پار یہ مکان عالیشان اپنے جلوے لٹا رہا ہے۔ ان شآء اللہ عزوجل دور ہی سے نظر آجائے گا۔ خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا نے یہاں مسجد تعمیر کروائی تھی۔ آج کل اس مکان عظمت نشان کی جگہ لائبریری قائم ہے اور اس پر یہ بورڈ لگا ہوا ہے: ”مکتبۃ مکۃ المکرمۃ“

☆...... دنیا کا سب سے پہلا پہاڑ جبل ابوقبیس ہے، مسجد الحرام کے باہر صفا و مروہ کے قریب واقع ہے۔ اس پہاڑ پر دعا قبول ہوتی ہے، اہل مکہ قحط سالی کے موقع پر اس پر آکر دعا مانگتے تھے۔ حدیث پاک میں ہے کہ حجر اسود جنت سے یہیں نازل ہوا تھا۔ (الترغیب والترہیب ج 2 ص 125 حدیث 20) اس پہاڑ کو ”الامین“ بھی کہا گیا ہے کہ ”طوفان نوح“ میں حجر اسود اس پہاڑ پر بحفاظت تمام تشریف فرما رہا، ایک روایت کے مطابق کعبۂ مشرفہ کی تعمیر کے موقع پر اس پہاڑ نے حضرت سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکار کر عرض کی: ”حجر اسود ادھر ہے“۔ (بلد الامین ص 203 بتغیر قلیل)

نور برساتے پہاڑوں کی قطاروں کو سلام

منقول ہے، ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پہاڑ پر جلوہ افروز ہو کر چاند کے دو ٹکڑے فرمائے تھے۔ چونکہ مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً پہاڑوں کے درمیان

Scanned with CamScanner

گھرا ہوا ہے۔ چنانچہ اس پر سے چاند دیکھا جاتا تھا پہلی (دوسری اور تیسری) رات کے چاند کو ہلال کہتے ہیں۔ لہٰذا اس جگہ پر بطور یادگار مسجد ہلال تعمیر کی گئی۔ بعض لوگ اسے مسجد بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم۔ پہاڑ پر اب شاہی محل تعمیر کر دیا گیا ہے' اور اب اس مسجد شریف کی زیارت نہیں ہو سکتی۔ 1409ھ کے موسم حج میں اس محل کے قریب بم کے دھماکے ہوئے تھے اور کئی حجاج کرام نے جام شہادت نوش کیا تھا' اس لئے اب محل کے گرد سخت پہرا رہتا ہے۔ محل کی حفاظت کے پیش نظر اسی پہاڑ کی سرنگوں میں بنائے ہوئے وضو خانے بھی ختم کر دیئے گئے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اسی جبل ابوقبیس پر واقع ''غار الکنز'' میں مدفون ہیں جبکہ ایک مستند روایت کے مطابق مسجد خیف میں دفن ہیں جو کہ منیٰ شریف میں ہے۔ **واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ اعلم عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔**

جبل نور و جبل ثور اور ان کے غاروں کو سلام
نور برساتے پہاڑوں کی قطاروں کو سلام

(وسائل بخشش ص 581)

اے خدیجہ! آپ کے گھر کی فضاؤں کو سلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب تک مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں رہے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مکان عالی شان میں سکونت پذیر رہے۔ شہزادہ عظیم سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ تمام اولاد بشمول شہزادئ کونین بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہیں ولادت ہوئی۔ سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام نے بارہا اس مکان عالی شان کے اندر بارگاہ رسالت میں حاضری دی' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے نزول وحی اسی میں ہوا۔ مسجد حرام کے بعد مکہ مکرم زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں اس سے بڑھ کر افضل کوئی مقام نہیں۔ صد کروڑ بلکہ اربوں کھربوں افسوس! کہ اب اس مکان والا شان کے

نشان تک مٹا دیئے گئے ہیں اور لوگوں کے چلنے کے لئے یہاں ہموار فرش بنا دیا گیا ہے۔ مروہ کی پہاڑی کے قریب واقع باب المروہ سے نکل کر بائیں طرف (LEFT SIDE) حسرت بھری نگاہوں سے صرف اس مکان عرش نشان کی فضاؤں کی زیارت کر لیجئے۔

اے خدیجہ! آپ کے گھر کی فضاؤں کو سلام
ٹھنڈی ٹھنڈی دلکشا مہکی ہواؤں کو سلام

مہکے مہکے پیارے پیارے دونوں غاروں کو سلام

غار جبل ثور مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کی دائیں جانب ''محلہ مسفلہ'' کی طرف کم وبیش چار کلومیٹر پر واقع ''جبل ثور'' میں ہے۔ یہ وہ مقدس غار ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یار غار و یار مزار عاشق اکبر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بوقت ہجرت یہاں تین رات قیام پذیر رہے۔ جب دشمن تلاشتے ہوئے غار ثور کے منہ پر آ پہنچے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غمزدہ ہو گئے اور عرض کی: یارسول اللہ! دشمن اپنے قریب آ چکے ہیں کہ اگر وہ اپنے قدموں کی طرف نظر ڈالیں گے تو ہمیں دیکھ لیں گے' سرکار نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: **لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا**۔ ترجمہ: غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (پ10، التوبہ:40) اسی جبل ثور پر قابیل نے سیدنا ہابیل رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔

خوب چومے ہیں قدم ثور و حرا نے شاہ کے
مہکے مہکے پیارے پیارے دونوں غاروں کو سلام

(وسائل بخشش ص582)

☆......تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ظہور رسالت سے پہلے غار حرا میں ذکر وفکر میں مشغول رہے ہیں۔ غار حرا قبلہ رخ واقع ہے۔ سرکار نامدار صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی اسی غار میں اتری' جو کہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ سے مَا لَمْ یَعْلَمْ تک پانچ آیتیں ہیں۔ یہ غار مبارک مسجد الحرام سے جانب مشرق تقریباً تین میل پر واقع ''جبل

حرا" پر ہے اس مبارک پہاڑ کو جبل نور بھی کہتے ہیں۔

"غار حرا" غار ثور سے افضل ہے کیوں کہ غار ثور نے تین دن تک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم چومے جبکہ غار حرا سلطان دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت سے زیادہ عرصہ مشرف ہوا۔

قسمت ثور و حرا کی حرص ہے
چاہتے ہیں دل میں گہرا غار ہم

(حدائق بخشش شریف)

تھا مکاں اس میں نبی کا تھے صحابہ کے مکان

دار ارقم کوہ صفا کے قریب واقع تھا۔ جب کفار جفا کار کی طرف سے خطرات بڑھے تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اسی میں پوشیدہ طور پر تشریف فرما رہے۔ اسی مکان عالی شان میں کئی صاحبان مشرف بہ اسلام ہوئے۔ سید الشہداء حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اسی مکان برکت نشان میں داخل اسلام ہوئے۔ اسی میں پارہ 10 سورۃ الانفال آیت نمبر 64 یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ o نازل ہوئی۔ خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا نے اس جگہ پر مسجد بنوائی۔ بعد کے کئی خلفاء اپنے اپنے دور میں اس کی تزئین (زینت دینے) میں حصہ لیتے رہے۔ اب یہ توسیع میں شامل کر لیا گیا ہے اور اس کی کوئی علامت نہیں ملتی۔

☆......محلہ مسفلہ بڑا تاریخی ہے، حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام یہیں رہا کرتے تھے، حضرات صدیق و فاروق و حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اسی محلّہ مبارک میں قیام پذیر تھے۔ یہ محلّہ خانہ کعبہ کے حصہ دیوار "مستجار" کی جانب واقع ہے۔

رحمتیں ہوں اس محلے پر اے رب دو جہاں!
تھا مکاں اس میں نبی کا تھے صحابہ کے مکاں

بے عدد ہوں رحمتیں اللہ کی ان پر مدام

جنت البقیع کے بعد جنت المعلیٰ دنیا کا سب سے افضل قبرستان ہے۔ یہاں اُم المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ، حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر اور کئی صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اولیاء صالحین رحمہم اللہ علیہم کے مزارات مقدسہ ہیں۔ اب ان کے قبے (گنبد) وغیرہ شہید کر دیئے گئے ہیں، مزارات مسمار کر کے ان پر راستے نکالے گئے ہیں۔ لہٰذا باہر رہ کر دور ہی سے اس طرح سلام عرض کیجئے:

السلام عـليم يا اهل الديار من المؤمنين والمسلمين وانا ان شآء الله بكم لا حقون نسئل الله لنا ولكم العافية ۔

سلام ہو آپ پر اے قبروں میں رہنے والے مومنو اور مسلمانو! اور ہم بھی ان شآء اللہ آپ سے ملنے والے ہیں، ہم اللہ عزوجل سے آپ کی اور اپنی عافیت کے طالب ہیں۔

اپنی، اپنے والدین اور تمام امت کی مغفرت کے لئے دعا مانگئے اور بالخصوص اہل جنت المعلیٰ کے لئے ایصال ثواب بھی کیجئے۔ اس قبرستان میں دعا قبول ہوتی ہے۔

جنت المعلیٰ کے مدفونین پر لاکھوں سلام
بے عدد ہوں رحمتیں اللہ کی ان پر مدام

مزار مبارک اُم المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا

☆......سرکار نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بحالت احرام نکاح فرمایا۔ مدینہ روڈ پر "نواریہ" کے قریب مقام سرف پر واقع ہے۔ یہ مزار شریف اگرچہ مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما سے باہر ہے تاہم یہاں حجاج کوشش کریں تو حاضری دے سکتے ہیں، حصول سعادت اور بامید نزول رحمت سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار شریف کا ذکر خیر کیا جاتا ہے۔ تادم تحریر (16 شعبان المعظم 1433ھ) یہاں کی حاضری کا ایک طریقہ یہ ہے کہ آپ بس 2A یا 13 میں سوار ہو

جائیے' یہ بس مدینہ روڈ پر تنعیم یعنی مسجد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے گزرتی ہوئی آگے بڑھتی ہے' مسجد الحرام سے تقریباً 17 کلومیٹر پر اس کا آخری سٹاپ ''نواریہ'' ہے' یہاں اتر جائیے اور پلٹ کر روڈ کے اسی کنارے پر مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کی طرف چلنا شروع کیجئے' دس یا پندرہ منٹ چلنے کے بعد ایک پولیس چیک پوسٹ (نکتہ تفتیش) ہے پھر موقف حجاج بنا ہوا ہے اس سے تھوڑا آگے روڈ کی دوسری جانب ایک چاردیواری نظر آئے گی یہیں اُمّ المؤمنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار فائض الانوار ہے۔ یہ مزار مبارک سڑک کے بیچ میں ہے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ سڑک کی تعمیر کے لئے اس مزار شریف کو شہید کرنے کی کوشش کی گئی تو ٹریکٹر الٹ جاتا تھا' ناچار یہاں چاردیواری بنادی گئی۔ ہماری پیاری پیاری امی جان سیّدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کرامت مرحبا!

اہل اسلام کی مادران شفیق
بانوان طہارت پہ لاکھوں سلام

بعد وفات سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے انگور کھلائے:

ام المومنین حضرت سیّدنا میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بعد وفات رونما ہونے والی کرامت پڑھئے اور ایمان تازہ کیجئے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار پر انوار کا ظاہری دروازہ جن دنوں زائرین کے لئے کھلا رہتا تھا ان دنوں کی حکایت ایک زائر کی زبانی سنئے: آدھی رات کے وقت ہم مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً سے مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً جانے والے راستے پر واقع مقام سرف پہنچے جہاں اُمّ المومنین حضرت سیّدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار ہے' عجیب اتفاق ہے کہ اس دن میں نے کچھ نہیں کھایا تھا' بھوک کی شدت کی وجہ سے میری طاقت جواب دے چکی تھی' روٹی حاصل کرنے کی بہت کوشش کی مگر کہیں سے نہ ملی' مجبوراً زیارت کے لئے حجرۂ مقدسہ میں گیا' میں نے مزار فائض الانوار کے سامنے سلام عرض کیا: سورۃ الفاتحہ اور سورۃ اخلاص پڑھ کر ان کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کیا' فقیرانہ صدا لگائی: ''اے پیاری امی جان! میں

آپ کا مہمان ہوں' کھانے کے لئے کچھ عنایت فرمائیے اور اپنے الطاف کریمانہ سے مجھے محروم نہ لوٹائیے۔'' میں بیٹھا ہوا تھا کہ رازق مطلق جل جلالہ کی طرف سے یکا یک تازہ انگور کے دو گچھے میرے ہاتھ میں آ گئے! عجیب ترین بات یہ تھی کہ سردیوں کا موسم تھا اور کہیں بھی تازہ انگور میسر نہ تھے' میں حیران رہ گیا' ایک گچھا تو میں نے وہیں کھا لیا' مزار شریف سے باہر آ کر ایک ایک دانہ ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ (مخزن احمدی ص 99)

ہاتھ اُٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم
ہیں سخی کے مال میں حق دار ہم

❀❀❀

(54)

عقیدۂ ختم نبوت اور اس کی اہمیت

ختم نبوت کا معنی اور مطلب یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے سلسلۂ نبوت کی ابتدا سیّدنا آدم علیہ السلام سے فرمائی اور اس کی انتہا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخرالانبیاء ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی نہ بنایا جائے گا۔ اس عقیدہ کو شریعت کی اصطلاح میں عقیدۂ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کا مطلب سمجھنے کے بعد ضروری ہے کہ ہمیں معلوم ہو کہ اس عقیدہ کی اہمیت کیا ہے؟

ختم نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے، جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار کیے گئے ہیں، اور عہد نبوت سے لے کر اس وقت تک ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم النبیین ہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت کو اس بات سے سمجھا جاسکتا ہے:

الف:...... قرآن مجید کی ایک سو آیات کریمہ۔

ب:...... رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ (دو سو دس احادیث مبارکہ) سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔ اس وقت صرف ایک آیت پر اکتفا کیا جارہا ہے۔

ترجمہ: ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور سب نبیوں میں پچھلے۔''

اس آیت میں یہ بتلا دیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے نسبی باپ نہیں تو حضرت زید رضی اللہ عنہ کے نسبی باپ بھی نہ ہوئے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زید رضی اللہ عنہ کی مطلقہ بی بی سے نکاح کر لینا بلاشبہ جائز اور مستحسن ہے، اور اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطعون کرنا سراسر نادانی اور حماقت ہے۔ ان کے دعوے کے رد کے لئے اتنا ہی کہہ دینا کافی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید رضی اللہ عنہ کے باپ نہیں، لیکن خداوند عالم نے ان کے مطاعن کو مبالغہ کے ساتھ رد کرنے اور بے اصل ثابت کرنے کے لئے اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا: یہی نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زید رضی اللہ عنہ کے باپ نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو کسی مرد کے بھی باپ نہیں، پس ایک ایسی ذات پر جس کا کوئی بیٹا ہی موجود نہیں یہ الزام لگانا کہ اس نے اپنے بیٹے کی بی بی سے نکاح کر لیا کس قدر ظلم اور کجروی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام فرزند بچپن ہی میں وفات پاگئے تھے، ان کو مرد کہے جانے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ آیت میں ''رجالکم'' کی قید اسی لئے بڑھائی گئی ہے۔ بالجملہ اس آیت کے نزول کی غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار ومنافقین کے اعتراضات کا جواب دینا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برأت اور عظمت شان بیان فرمانا ہے اور یہی آیت کا شان نزول ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے: ''وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ'' (لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر یعنی سب سے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم)

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی جنگ

اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ ودفاع کے لئے اسلام کی تاریخ میں پہلی جنگ جو سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے میدان میں لڑی گئی، اس ایک جنگ میں شہید ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رضی اللہ عنہ کی تعداد بارہ سو ہے (جن میں سات سو قرآن مجید کے حافظ اور عالم اور ستر بدری صحابہ رضی اللہ عنہم تھے)۔ (ختم نبوت کامل ص 304، حصہ سوم از مفتی محمد شفیع)

Scanned with CamScanner

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی کل کمائی اور گراں قدر اثاثہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں، جن کی بڑی تعداد اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے جام شہادت نوش کرگئی۔ اس سے ختم نبوت کے عقیدہ کی عظمت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

حضرت سیّدنا حبیب بن زید انصاری کی شہادت:۔

حضرات صحابہ کرام میں سے ایک صحابی حضرت حبیب بن زید انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ ملاحظہ ہو:

"حبيب بن زيد ...... الانصاري الخزرجي ...... هو الذى ارسله' رسول الله صلى الله عليه وسلم الى مسيلمة الكذاب الحنفى صاحب اليمامة فكان مسيلمة اذا قال له' اتشهد ان محمدا رسول الله قال نعم ! واذا قال اتشهد انى رسول الله قال انا اصم لا اسمع ففعل ذلك مرار افقطعه' مسيلمة عضوا عضوا فمات شهيدا ـ"

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ج:۱ ص: 421 طبع بیروت)

"حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمامہ کے قبیلہ بنو حنیفہ کے مسیلمہ کذاب کی طرف بھیجا، مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ سے کہا، کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، مسیلمہ نے کہا: کیا تم اس بات کی بھی گواہی دیتے ہو کہ میں (مسیلمہ) بھی اللہ کا رسول ہوں؟ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا: میں بہرا ہوں، تیری یہ بات نہیں سن سکتا، مسیلمہ بار بار سوال کرتا رہا، وہ یہی جواب دیتے رہے اور مسیلمہ ان کا ایک ایک عضو کاٹتا رہا حتی کہ حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کو شہید کر دیا گیا۔"

مفصل واقعہ:۔

حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ ایک ایسے خاندان کے چشم و چراغ تھے جس کے ایک ایک شخص سے ایمان کی خوشبو پھوٹتی تھی اور ان کی نشو ونما ایک ایسے گھر میں ہوئی، تھی جس کے ایک ایک فرد کی لوح جبین پر قربانی وفدا کاری کی ان گنت داستانیں رقم تھیں۔

ان کے والد حضرت زید بن عاصم رضی اللہ عنہ تھے جو یثرب میں مسلمانوں کے ہراول دستے میں شامل تھے۔ وہ ان ستر سعادت مند لوگوں میں سے تھے جو لیلۃ العقبہ میں موجود تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ اس موقع پر ان کے ساتھ ان کی زوجہ محترمہ اور ان کے دونوں صاحب زادے بھی موجود تھے اور ان کی والدہ تھیں حضرت اُمّ عمارہ نسیبہ مازنیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ یہ وہ پہلی خاتون تھیں جنہوں نے اللہ کے دین کی حفاظت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں ہتھیار اٹھایا تھا اور ان کے بھائی تھے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ جنہوں نے غزوہ احد کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں اپنی جان کی بازی لگادی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہوکر ان لوگوں کے متعلق فرمایا تھا۔

"بارك الله عليكم من اهل بيت رحمكم الله من اهل بيت"

"تم گھر والوں پر اللہ اپنی برکت نازل فرمائے، تم لوگوں پر اللہ اپنی رحمت نازل کرے۔"

جب ایمان کا نور سینے میں چمک اُٹھتا ہے

ایمان کا نور حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کے دل میں اس وقت جاگزیں ہو چکا تھا جب وہ ابھی اپنی عمر کی ابتدائی منزلیں طے کر رہے تھے اور قسام ازل کی طرف سے ان کے مقدر میں یہ بات لکھ دی گئی تھی کہ وہ اپنے والدین، خالہ اور بھائی کے ساتھ مکہ جائیں اور ستر خوش بخت اور فرخندہ فال ہستیوں کے ساتھ مل کر اسلام کی تاریخ بنانے

Scanned with CamScanner

میں اپنا کردار ادا کریں' جہاں انہوں نے تاریکی کے پردے میں اپنے ننھے ننھے ہاتھوں کو بڑھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبہ کی بیعت کی تھی اور اس تاریخ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے والدین سے زیادہ محبوب اور اس کا دین ان کے نزدیک اپنی جان سے زیادہ عزیز ہو گیا تھا۔

اپنی کم سنی کے باعث حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ معرکہ بدر میں شریک نہیں ہو سکے۔ اسی طرح وہ غزوۂ احد میں شرکت کے شرف سے بھی محروم رہے کیونکہ اس موقع پر بھی ان کی عمر ہتھیار اٹھانے کی نہیں تھی۔ البتہ اس کے بعد سارے غزوات میں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم رکابی کا شرف حاصل ہوتا رہا اور ان میں سے ہر ایک میں انہوں نے عزت وغلبہ' مجد وشرف اور فداکاری وجاں سپاری کے لافانی نقوش اور ناقابل فراموش کارنامے انجام دیئے۔

لیکن یہ سارے کارنامے اپنی عظمت و دلکشی کے باوجود حقیقت میں اس عظیم الشان کارنامے کی زبردستی تیاری کے مختلف مراحل تھے جس کا ذکر ہم آئندہ سطور میں کرنے والے ہیں جو آپ کے ضمیر کو اس طرح جھنجھوڑ کر رکھ دے گا جس طرح وہ زمانہ نبوت سے لے کر اب تک لاکھوں مسلمانوں کے ضمیر کو جھنجھوڑ چکا ہے اور جس کی کہانی مرور زمانہ کے باوجود آپ کو اسی طرح حیرت و استعجاب سے دوچار کر دے گی۔ جس طرح ان کو کر چکی ہے تو آیئے ہم اس المناک کہانی کو اس کے آغاز سے سنتے ہیں۔

وفد کی آمد

9ھ تک شجر اسلام کا تنا کافی مضبوط وتوانا ہو چکا تھا' اس کی شاخیں قوی ہو چکی تھیں اور اس کی جڑیں گہرائیوں میں اتر چکی تھیں۔ اس سال عرب کے اطراف وجوانب سے مختلف قبائل کے وفود کی آمد کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ یہ وفود مدینہ منورہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے' ان کے سامنے اپنے قبول اسلام کا اعلان کرتے اور ان کے دست مبارک پر سمع وطاعت کی بیعت کرتے تھے۔ انہیں وفود

میں بنی حنیفہ کا وہ وفد بھی تھا جو نجد کے بالائی حصے سے آیا تھا۔ اس وفد نے مدینۃ الرسول کے کنارے پڑاؤ ڈالا اور مسیلمہ بن حبیب نامی ایک شخص کو سامان کی حفاظت کے لئے پیچھے چھوڑ کر دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کے لئے روانہ ہو گیا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی اور اپنے قبیلے کی طرف سے اسلام کا اعلان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا' ان کی خاطر تواضع فرمائی اور پیچھے رہ جانے والے ساتھی سمیت ان میں سے ہر ایک کے لئے عطیات کا حکم دیا۔

اس وفد کے واپس نجد پہنچنے کے ساتھ ہی مسیلمہ ابن حبیب اسلام سے پھر گیا اور اس نے لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بنو حنیفہ کے لئے نبی بنا کر بھیجا ہے' جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ کو قریش کے لئے بھیجا ہے۔

اس اعلان کے ساتھ ہی بنو حنیفہ کے لوگ مختلف عوامل و داعیات کے تحت اس کے گرد جمع ہونے لگے۔ ان عوامل میں زبردست عامل قبائلی عصبیت کا جذبہ تھا۔ یہاں تک کہ اس کے سردار نے کہا:

''میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے اور مسیلمہ جھوٹا ہے لیکن مجھے بنو ربیعہ کا کذاب بنو مضر کے سچے سے زیادہ پسند ہے۔''

مسیلمہ کا خط

جب مسیلمہ کے بازو مضبوط ہو گئے' اس کا معاملہ قوی ہو گیا اور اس کے متبعین کی تعداد کافی بڑھ گئی تو اس نے اپنے دو آدمیوں کے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک خط بھیجا جس میں اس نے لکھا تھا۔

''اللہ کے رسول مسیلمہ کی طرف سے' اللہ کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو۔ سلام علیک۔ امابعد۔ نبوت کے اس منصب میں آپ کے ساتھ مجھے بھی شریک کیا گیا ہے لیکن قریش زیادتی کرتے ہیں۔''

Scanned with CamScanner

جب یہ خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پڑھ کر سنایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں قاصدوں سے پوچھا۔ ''تم دونوں اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟''

''ہم بھی وہی کہتے ہیں جو اس خط میں لکھا ہوا ہے۔'' ان دونوں نے جواب دیا۔

''خدا کی قسم! اگر سفراء کا قتل جائز ہوتا تو میں تم دونوں کی گردنیں اڑا دیتا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور یہ خط لکھ کر انہیں دونوں کے ہاتھ مسیلمہ کے یہاں بھیج دیا۔

''بسم اللہ الرحیمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی مسیلمة الکذاب' السلام علی من اتبع الھدی اما بعد' فان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبة للمتقین۔''

''اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان' نہایت رحم کرنے والا ہے۔ محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو۔ سلام اس پر جو ہدایت خداوندی کی پیروی کرے۔ امابعد۔ بلاشبہ زمین اللہ کی ہے' اسے جس کو چاہتا ہے' عطا فرماتا ہے اور آخرت کا بہترین انجام متقیوں کے لئے ہے۔''

جب مسیلمہ کا شر حد سے بڑھنے لگا

جب مسیلمہ کا شر حد سے تجاوز کرنے اور اس کا فساد ہر طرف پھیلنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب سمجھا کہ اس کی گمراہی پر زجر و توبیخ کرتے ہوئے اس کو ایک خط بھیجیں چنانچہ اس خدمت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری اس کہانی کی جان حضرت حبیب بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو طلب فرمایا جو اس وقت ایک خوبصورت اور بھرپور جوانی کے مالک اور سراپا ایمان کی ایک مکمل تصویر تھے۔

حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کسی سستی اور تاخیر کے بغیر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کے لئے روانہ ہو گئے۔ وہ راستے کے نشیب و فراز کو طے کرتے ہوئے نجد کے بالائی حصے میں واقع بنو حنیفہ کے دیار میں پہنچے اور انہوں نے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک مسیلمہ کے حوالے کر دیا۔

خط کے مندرجات سے آگاہ ہوتے ہی مسیلمہ کا سینہ نفرت اور کینہ سے پھول گیا اور اس کے زرد اور قبیح چہرے پر شرارت اور غداری کے آثار نمایاں ہو گئے۔ اس نے حکم دیا کہ حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کو پابہ زنجیر کر دیا جائے اور اگلے روز چاشت کے وقت میرے سامنے پیش کیا جائے۔

اگلے روز مسیلمہ نے اپنی مجلس منعقد کی' کرسی صدارت پر متمکن ہوا' دائیں بائیں اپنے متبعین کے سرغنوں کو بٹھایا اور عوام کو مجلس میں آنے کا حکم دیا پھر اس نے حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کو پیش کرنے کا اشارہ کیا چنانچہ وہ بوجھل بیڑیوں میں آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے اس کے سامنے پہنچے اور اس کینہ پرور مجمع میں اپنے لمبے قد' بلند سر اور اونچی ناک کے ساتھ اس طرح تن کر کھڑے ہو گئے جیسے کوئی مضبوط نیزہ زمین میں سیدھا گاڑ دیا گیا ہو۔ مسیلمہ نے ان کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

''کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں؟''

تیری بکواس سننے کے لیے میرے پاس کان نہیں ہیں

''ہاں'' انہوں نے فوراً جواب دیا۔ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہیں۔'' یہ جواب سن کر وہ غصے سے پھٹ پڑا' اس نے پھر پوچھا۔

''اور کیا تم یہ بھی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟''

''میرے کان تمہاری یہ بات سننے کے لئے بہرے ہیں۔'' انہوں نے تمسخر آمیز لہجے میں کہا۔ یہ سن کر مسیلمہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ غصے میں اس کے ہونٹ کانپنے لگے اور اس نے جلاد کو حکم دیا کہ اس کے بدن کا ایک عضو کاٹ دو۔ جلاد نے تلوار کا ایک بھرپور وار کیا اور ان کے جسم کا ایک حصہ کٹ کر زمین پر تڑپنے لگا۔ اس نے پھر وہی سوال دہرایا۔ ''کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔'' انہوں نے پھر وہی جواب دیا۔

Scanned with CamScanner

"اور تم یہ بھی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟" اس نے دوبارہ وہی سوال کیا۔ "میں کہہ چکا ہوں کہ میرے کان تمہاری بات سننے سے معذور ہیں۔" انہوں نے جواب دیا۔

اس نے جلاد کو اس کے جسم کا ایک اور عضو کاٹنے کا حکم دیا' جو کاٹ دیا گیا اور لڑھکتا ہوا پہلے عضو کے پاس جا کر ٹھہر گیا۔ لوگ پورے عرصے میں نگاہیں اٹھائے بڑی حیرت و استعجاب کے ساتھ ان کی ثابت قدمی اور ضد کو دیکھتے رہے۔

مسیلمہ سوال کرتا رہا' جلاد ایک ایک عضو کاٹتا رہا اور حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کہتے رہے۔ "میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔" یہاں تک کہ ان کا آدھا جسم کٹے ہوئے ٹکڑوں کی شکل میں زمین پر بکھر گیا اور آدھا گوشت کے لوتھڑے کے صورت میں بولتا رہا پھر ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اس وقت ان کے پاکیزہ ہونٹوں پر اسی رسول پاک کا نام تھا...... محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام...... جس کے دست مبارک پر انہوں نے عقبہ کی رات میں بیعت کی تھی۔

جب ان کی ماں' حضرت نسیبہ مازنیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کی شہادت کی خبر دی گئی تو انہوں نے صرف اتنا کہا۔ "میں نے ایسے ہی مواقع کے لئے اس کو تیار کیا تھا...... اور اس کے بدلے میں اللہ سے بہترین اجر کی توقع کی تھی...... اس نے بچپن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبہ کی بیعت کی اور جوان ہو کر ان سے وفاداری کا حق ادا کر دیا...... اگر اللہ نے مجھے مسیلمہ پر قابو بخشا میں اس کی لڑکیوں کو اس پر نوحہ کرنے کے لئے مجبور کر دوں گی۔"

مسیلمہ کذاب سے جنگ کے لئے نکلو

اور حضرت نسیبہ رضی اللہ عنہا نے جس دن کی تمنا کی تھی' اس کے آنے میں زیادہ دن نہیں لگے...... ایک روز خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ اعلان ان کے منادی کی زبانی مدینہ منورہ کے تمام گلی کوچوں میں سنائی دے رہا

تھا۔ "جھوٹے مدعی نبوت...... مسیلمہ کذاب...... سے جنگ کے لئے چلو۔"

اور مسلمان تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے اس سے مقابلے کے لئے روزانہ ہو گئے۔ اس فوج میں حضرت نسیبہ مازنیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے جنگ کے دوران یہ دیکھا گیا کہ حضرت نسیبہ رضی اللہ عنہا ایک بپھری ہوئی شیرنی کی طرح دشمن کی صفوں کو چیرتی ہوئی پکارتی پھر رہی تھیں۔

"کہاں ہے دشمن خدا...... بتاؤ مجھے' کہاں ہے وہ اللہ کا دشمن؟" اور جب اس کے پاس پہنچیں تو دیکھا کہ وہ زمین پر گرا ہوا ہے اور مسلمانوں کی پیاسی تلواریں اس کے خون سے سیراب ہو رہی ہیں۔ یہ دیکھ کر ان کا جی خوش ہو گیا اور آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں اور کیوں نہ ہوتیں کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے نیک اور متقی فرزند کا انتقام ان کے ظالم اور بدبخت قاتل سے نہیں لے لیا؟ کیوں نہیں' یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان کا انتقام لے لیا اور وہ دونوں فریق اپنے رب کی طرف گئے مگر ایک فریق جنت میں ہے اور دوسرا جہنم میں۔ (زندگیاں صحابہ کی از محمود احمد غضنفر)

منصبِ ختم نبوت کا اعزاز:

قرآن مجید میں ذات باری تعالیٰ نے اپنے متعلق "رب العالمین" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے لئے "رحمۃ للعالمین" قرآن مجید کے لئے "ذکر للعالمین" اور بیت اللہ شریف کے لئے "ھدی للعالمین" فرمایا ہے' اس سے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی آفاقیت و عالمگیریت ثابت ہوتی ہے' وہاں آپ کے وصف ختم نبوت کا اختصاص بھی آپ کی ذات اقدس کے لئے ثابت ہوتا ہے' اس لئے کہ پہلے تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے علاقہ' مخصوص قوم اور مخصوص وقت کے لئے تشریف لائے' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حق تعالیٰ نے کل کائنات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کے لئے ایک اکائی (ون یونٹ) بنا

Scanned with CamScanner

ساتھیوں نے اسے مشورہ دیا کہ ان کو جلاوطن کر دو' ورنہ خطرہ ہے کہ ان کی وجہ سے تمہارے ماننے والوں میں تزلزل نہ آجائے' چنانچہ حضرت ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کو یمن سے جلاوطن کر دیا گیا۔

نار کو گلزار کر دیتا ہے عشق

یمن سے نکل کر ایک ہی جائے پناہ تھی' یعنی مدینہ منورہ' چنانچہ یہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چلے' لیکن جب مدینہ منورہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ آفتاب رسالت روپوش ہو چکا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما چکے ہیں' اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بن چکے ہیں' انہوں نے اپنی اونٹنی مسجد نبوی کے دروازے کے پاس بٹھائی اور اندر آ کر ایک ستون کے پیچھے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ انہوں نے ایک اجنبی مسافر کو نماز پڑھتے دیکھا تو ان کے پاس آئے اور جب وہ نماز سے فارغ ہو گئے تو ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ کہاں سے آئے ہیں؟ یمن سے! حضرت ابومسلم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً پوچھا: اللہ کے دشمن (اسود عنسی) نے ہمارے ایک دوست کو آگ میں ڈال دیا تھا' اور آگ نے ان پر کوئی اثر نہیں کیا تھا' بعد میں ان صاحب کے ساتھ اسود نے کیا معاملہ کیا؟ حضرت ابومسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان کا نام عبداللہ بن ثوب ہے۔ اتنی دیر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فراست اپنا کام کر چکی تھی' انہوں نے فوراً فرمایا: میں آپ کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ ہی وہ صاحب ہیں؟ حضرت ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: ''جی ہاں!'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرط مسرت ومحبت سے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا' اور انہیں لے کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے' انہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اور اپنے درمیان بٹھایا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے موت سے پہلے امت محمدیہ کے اس شخص کی زیارت کرا دی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

جیسا معاملہ فرمایا ہے۔'' (حلیۃ الاولیاء ص 129' ج 2' ترجمان السنۃ ص 341 ج 4)

سامعین محترم! ایک تابعی رحمۃ اللہ علیہ عاشق صادق نے ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جان کی بازی لگا دی' مگر کریم رب نے اس عاشق کا ایمان بھی بچا لیا اور جان بھی بچا دی۔ اگر آج ہم بھی ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کریں گے تو رب کی رحمت اس طرح ہماری طرف بھی متوجہ ہوگی۔

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(55)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آخری وصیت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب خنجر لگا اور شہادت کا وقت قریب آ پہنچا تو آپ نے آخری وصیت یہ فرمائی کہ اپنے آپ کو سب سے برا سمجھنا جو اپنے کو اچھا سمجھے گا ہلاک ہو جائے گا' اتنے میں حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے (یہ رومی نہ تھے' لیکن اہل روم ان کو پکڑ کر لے گئے تھے اس لئے رومی کا لقب پڑ گیا تھا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حالت نزع میں دیکھ کر رونے لگے' واعمراہ واحبیباہ واخاہ کہنے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا ہی اچھی بات فرمائی؟ ایسی بات فرمائی جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے' دوسروں کو بندگی سکھا گئے' ارشاد فرمایا: ''اے صہیب! میری تعریف مت کرو' اگر حق تعالیٰ مجھے کسی عمل پر اجر نہ دے صرف برابر سرابر چھوڑ دے تو میں اس کو غنیمت سمجھوں گا۔''

یہ حضرات دین کی سمجھ رکھنے والے تھے' حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''من نوقش فی الحساب فقد عذب'' جس سے حساب میں کرید ہوگی قیامت کے دن تو سمجھ لو کہ بس اس کی خیر نہیں وہ عذاب میں پکڑ لیا گیا۔''

اسی لئے اس دعا کی تعلیم دی گئی کہ ''اللّٰھم حاسبنی حسابًا یسیرا'' اے اللہ! قیامت کے دن مجھ سے حساب آسان فرمانا اسی کو حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ذرۂ سایہ عنایت بہتر است
از ہزاراں کوشش طاعت پرست

ایک ذرہ عنایت حق کا سایہ بہتر ہے طاعت پرست کی ہزاروں کوشش سے۔

زانکہ شیطان خشت طاعت بر کند
گرد وصد خشت است خود راکند

اس واسطے کہ شیطان عبادت کی اینٹ ہٹا دیتا ہے' اور دو سو اینٹیں بھی ہوں تب بھی اس کے اندر اپنا راستہ بنا لیتا ہے۔

یعنی طاعات میں ریاء ونمود کی آمیزش کر کے طاعت کو خراب کر دیتا ہے' یہی وجہ ہے کہ جو سالک کسی اللہ والے سے دین کی باریک سمجھ نہیں حاصل کرتا ہے' اس کی ہر عبادت میں نفس اور شیطان کا شمول ہو جاتا ہے۔ (ماخوذ از معرفت الٰہیہ)

❀❀❀

(56)

جاؤ! اپنے باپ کو مار دو

حضرت حسین بن وحوح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ملنے گئے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹنے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کا بوسہ لینے لگے اور عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے جو چاہیں حکم دیں، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نوعمر لڑکے تھے اس لئے ان کی اس بات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا تعجب ہوا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: جاؤ اور جا کر اپنے باپ کو قتل کر دو۔ وہ اپنے باپ کو قتل کرنے کے ارادے سے چل پڑے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا اور فرمایا: ادھر آ جاؤ مجھے رشتے توڑنے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہے۔ اس کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ سردی کا زمانہ تھا، خوب سردی پڑ رہی تھی اور بادل بھی تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آنے لگے تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر والوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: مجھے تو طلحہ رضی اللہ عنہ پر موت کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ جب ان کا انتقال ہو تو مجھے خبر کر دینا تاکہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھ سکوں اور ان کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا۔

حضور علیہ السلام کی تکلیف کا احساس

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی قبیلہ بنو سلم بن عوف تک نہیں پہنچے تھے کہ حضرت طلحہ رضی

اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا اور رات کا وقت ہو گیا تھا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے انتقال سے پہلے جو باتیں کیں، ان میں یہ وصیت بھی تھی کہ مجھے جلدی سے دفن کر کے مجھے میرے رب عز و جل کے پاس پہنچا دینا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ بلانا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری وجہ سے رات کو ہی تشریف لائیں اور راستہ میں یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف پہنچا دیں۔ چنانچہ (رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دیئے بغیر نماز جنازہ پڑھ کر ان کے گھر والوں نے ان کو دفنا دیا) صبح کو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی: اے اللہ! تیری ملاقات طلحہ رضی اللہ عنہ سے اس حال میں ہو کہ تو (اپنی شان کے مطابق) اسے دیکھ کر ہنس رہا ہو اور وہ تجھے دیکھ کر ہنس رہا ہو۔ (حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم 412/2)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(56)

خدا کی مرضی کے مطابق عمل کا نتیجہ

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بکریاں چراتے چراتے ایک ایسے بھیانک جنگل میں پہنچ گئے جہاں کثرت سے بھیڑیے رہا کرتے تھے' چونکہ موسیٰ علیہ السلام دور دراز کا سفر طے کر کے آئے تھے تھک کر لیٹ گئے اور ٹھنڈی ہواؤں کے خوش آئند جھونکوں میں نیند کا غلبہ ہونے لگا' آخر موسیٰ علیہ السلام نے سوچا کہ ایسی حالت میں کس طرح بکریوں کی حفاظت کر سکوں گا؟ تکان کے غلبہ نے عاجز کر دیا ہے' اگر اسی حالت میں اور زیادہ جاگتا رہا تو ممکن ہے تکلیف کا اضافہ ہو جائے اور اگر آرام حاصل کرنے کے لئے سو جاتا ہوں تو بکریوں کی خیر نہیں' کیونکہ ہر طرف بھیڑیوں کا ہجوم ہے' اسی کشمکش میں تھے کہ آسمان کی جانب نظر کر کے فرمانے لگے: الٰہی! تیرا علم ہر چیز کو محیط ہے' اور تیرا ارادہ وتقدیر سب پر غالب ہے' اور یہ کہہ کر ایک پتھر پر سر رکھ کر سو گئے' جب سو کر اٹھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بھیڑیا کندھے پر لکڑی رکھے ہوئے بکریوں کی حفاظت کر رہا ہے' یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑا تعجب ہوا اور حیرت میں پڑ گئے کہ بھیڑیا جو بکریوں کا دشمن ہے وہی خود بکریوں کی حفاظت کر رہا ہے' اتنے میں وحی نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ تو میری مرضی پر چلتا رہ' میں تیری مرضی پوری کرتا رہوں گا۔ ''من کان اللہ کان اللہ لہ'' کی تفسیر ہے' یعنی جو اللہ کا ہو گیا' اللہ اس کا ہو گیا۔ (خیر المونس)

❀❀❀

(57)

صحف موسیٰ علیہ السلام کی چھ باتیں اور گویے کی توبہ

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نیکی کا کام شروع کر کے نہ چھوڑو۔ کیونکہ توبہ کر کے چھوڑنے والا کبھی کامیاب نہیں ہوتا' توبہ کرنے والے کو چاہئے کہ وہ اپنی موت کو آنکھوں کے سامنے رکھے تاکہ وہ توبہ پر ثابت قدم رہ سکے اور سابقہ گناہوں کی فکر کرے' اور بکثرت استغفار کرے توبہ کی توفیق پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور روز حشر ثواب کا خیال رکھے جس نے آخرت کے ثواب کی فکر کی وہ نیکیوں کی طرف راغب ہوگا کیونکہ عذاب کی فکر گناہوں سے بچاتی ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: ہمیں صحف موسیٰ کی کچھ باتیں ارشاد فرمائیں تو آپ نے فرمایا:

یہ چھ باتیں ہیں:

1...... مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو دوزخ پر یقین رکھتا ہے پھر وہ کیسے ہنستا ہے۔
2...... مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو موت پر یقین رکھتے ہوئے' کیسے خوش رہتا ہے۔
3...... مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو حساب پر یقین رکھتے ہوئے گناہ کے کام کرتا ہے۔
4...... مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو تقدیر پر یقین رکھتے ہوئے سرگرداں پھرتا ہے۔
5...... مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو دنیا کو الٹتے پلٹتے دیکھ کر پھر بھی مطمئن ہے۔
6...... مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو جنت پر یقین رکھتے ہوئے نیک عمل نہیں کرتا۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

Scanned with CamScanner

جب کرم ہوتا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں کوفے کے قریب ایک دن گزرا تو فاسقوں کا ایک مجمع دیکھا وہ شراب پی رہے تھے اور ان میں زاذان نامی گویا دف بجا کر گا رہا تھا اس کی آواز بہت ہی اچھی تھی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا یہ آواز کتنی اچھی ہے یہ آواز تو قرآن پڑھنے کے لئے ہونی چاہیے تھی یہ کہا اور سر پر چادر ڈال کر چل دیئے، زاذان نے ان کی بات سن کر پوچھا یہ کون تھا؟ لوگوں نے کہا صحابی رسول عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے اور کہہ رہے تھے کہ اتنی خوبصورت آواز تو قرآن پڑھنے کے لئے ہونی چاہئے تھی پس اس کے دل میں ہیبت پیدا ہوئی۔ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی سارنگی کو توڑ کر زمین پر پھینکا اور دوڑ کر حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جا پہنچا اور رومال اپنے گلے میں ڈال کر ان کے سامنے رونا شروع کر دیا۔ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو گلے لگایا اور خود بھی رونے لگے پھر آپ نے فرمایا: میں کس طرح اس شخص سے محبت نہ کروں جس سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے پس زاذان نے توبہ کی اور آپ کی خدمت میں رہ کر قرآن کی تعلیم حاصل کی اور قرآنی و دیگر علوم میں اتنی دسترس حاصل کی کہ کئی علوم میں امام بن گئے اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اکثر احادیث ان ہی سے مروی ہیں۔ (تنبیہ الغافلین)

❀❀❀

(58)

سب سے پہلے قاتل کا عذاب

ابوالحسن کاتب کتاب المناقب میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص کشتی پر سوار تھا سب ڈوب گئے مگر وہ محفوظ رہا وہ تختہ پر سوار ہوا تو موجوں نے اسے خوب الٹ پلٹ کیا دل ڈرتا تھا اور زندگی سے مایوس تھا مگر رحمت خداوندی نے دستگیری کی طوفان نے تختہ سمندری جزیرہ پر جا لگایا وہ شخص جزیرہ میں اتر گیا اور اللہ کا شکر بجا لایا پھر جب چلا دیکھا تو ایک مکان نظر آیا جب اندر گیا تو وہاں ایک آدمی بیٹھا تھا اسے سلام کہا اس نے جواب دیا پھر پوچھا: تم کون اور کہاں سے آئے ہو؟ کہا میں ایک مسلمان ہوں اور سمندر سے نکل کر آیا ہوں پھر پوچھا کس نبی کی امت سے ہو اس نے کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہوں پھر پوچھا: کس قوم سے ہو اور اس جزیرہ میں کیا کرتے ہو؟ کہا میں قوم موسیٰ علیہ السلام کے ان لوگوں سے ہوں جن کا ذکر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن میں کیا کہ قوم موسیٰ سے ایک جماعت وہ ہے جنہوں نے راہ حق پائی اور اسی کے مطابق وہ انصاف کرتے ہیں۔ پھر کہا میں اپنے بھائی کے ساتھ اس جزیرہ میں مشغول عبادت رہتا تھا اور قضائے الٰہیہ سے بھائی اس جزیرہ میں فوت ہو گیا اور میں نے اسے دفن کر دیا اب میں اکیلا رہ گیا ہوں پھر اس نے کہا اگر چاہتے ہو کہ اللہ کی اطاعت میں اس جزیرہ میں میرے ساتھ زندگی گزارو اور ہم دونوں اکٹھے اللہ کی عبادت میں مشغول رہیں تو میرے پاس ہی رہو میں نے کہا بہت اچھا پس کچھ عرصہ اس کے ساتھ عبادت میں مشغول رہا۔ ایک دن میں اس جزیرہ میں گھوم رہا تھا کہ ایک ندی میں پانی بہتا دیکھا پس میں اس کے آنے کی

Scanned with CamScanner

طرف چل پڑا تا کہ پانی نکلنے کی جگہ دیکھوں' کیا دیکھا کہ ایک دروازہ ہے جس سے وہ پانی آرہا ہے جب میں دروازہ میں داخل ہوا۔

بادل بھی اللہ والوں کا تابع ہے

کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص ندی کنارے زنجیروں سے جکڑا کھڑا فریاد کررہا ہے کہ ہائے پیاسا ہوں میں متعجب ہو کر سوچنے لگا کہ کیا معاملہ ہے جب اس نے مجھے دیکھا تو بولا اے شخص خدا کے لئے مجھے پانی پلا دو پس میں نے قریب ہو کر پانی سے چلو بھرا اور اس کے منہ کے قریب کیا جب پینے لگا تو زنجیریں بلند ہو گئیں اور اسے اوپر اٹھا لیا جب چلو سے پانی بہہ گیا تو زنجیریں نیچے ہو گئی ایسے ہی تین بار ہوا پس میں بہت متحیر و متعجب ہوا اور پوچھا: تم کون ہو اور کس لئے اس عذاب میں گرفتار ہو کہ پانی بھی نصیب نہیں؟ بولا: میں آدم کا بیٹا قابیل اپنے بھائی ہابیل کا قاتل ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے قیامت تک پیاس کا عذاب دیا ہے اور میں نے جب سے اپنے بھائی ہابیل کو ناحق قتل اور لوگوں میں قتل کی رسم جاری کی سارے جہان میں کوئی بھی قاتل نہیں مگر اس کے قتل کا وبال و عذاب برابر مجھے بھی ہوتا ہے جس طرح اس کے قاتل کو ہوتا ہے یہ سن کر میں بہت ڈرا اور واپس لوٹ آیا جب عابد کے پاس آیا تو مجھے پریشان دیکھ کر اس نے پوچھا کیا دیکھ آئے کہ اس قدر پریشان نظر آتے ہو میں نے اسے پورا قصہ سنایا پھر کچھ مدت اس کے پاس رہا ایک روز اس کے پاس بیٹھا تھا کہ اولاد کی یاد نے بہت ستایا اور زار زار رونے لگا جب اس نے مجھے دیکھا تو پوچھا بھائی کیا پریشانی ہے کیوں اس قدر روتے ہو۔ شاید تجھے گھر یاد آیا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ پوچھا تمہارا گھر کس شہر میں ہے میں نے کہا بصرہ میں پس اس نے آسمان کو چہرہ کیا ایک بادل دیکھ کر پوچھا: اے بادل تجھے کہاں تک جانے کا حکم ہے کہا صرف یہاں کے اردگرد کا پھر دوسرے بادل سے پوچھا تم کہاں تک جا سکتے ہو؟ اس نے کہا: بصرہ تک عابد نے کہا اس شخص کو لے جا اور بصرہ پہنچا دے پھر اس بادل نے مجھے گھیر کر اٹھا لیا ہوا میں اڑا بصرہ میں میرے گھر کی چھت پر لا چھوڑا۔ (حکایات الصالحین)

(59)

محدثین کی مجلس کی برکت

حضرت سیدنا ابوالقاسم سعد زنجانی رحمۃ اللہ علیہ جن کا پورا نام سعد بن علی بن محمد بن علی اور کنیت ابوالقاسم ہے۔ 380ھ کے شروع میں یا 379ھ کے آخر میں پیدا ہوئے۔ حافظ الحدیث' پرہیزگار' صاحب کرامت اور حرم شریف کے شیخ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علم حدیث حاصل کرنے کے لئے مصر' غزہ' زنجان اور دمشق کا سفر کیا آخر میں مکہ مکرمہ زادہا اللہ شرفا وتعظیما میں رہنے لگے اور شیخ حرم شریف مشہور ہو گئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ حرم شریف میں تشریف لاتے تو مطاف خالی ہو جاتا' لوگ حجر اسود سے زیادہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دست بوسی کیا کرتے۔ اسماعیل تیمی فرماتے ہیں: آپ رحمۃ اللہ علیہ امام کبیر' حدیث اور سنت کو جاننے والے تھے۔ 471ھ کے شروع میں یا 470ھ کے آخر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔

(تذکرۃ الحفاظ' الرقم 1026' ج 2' الجزء الاول' ص 244,243)

ابوالقاسم ثابت بن احمد بن حسین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے ابوالقاسم سعد بن محمد زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا' آپ بار بار فرما رہے تھے کہ ''اے ابوالقاسم' اللہ عزوجل محدثین کے لئے ان کی ہر مجلس کے عوض جنت میں ایک گھر بناتا ہے۔'' (تاریخ مدینہ دمشق' الرقم: 2422' سعد بن علی بن محمد' ج 20' ص 275)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(60)

اللہ پر اعتماد

ابن جوزی فرماتے ہیں: احمق ترین وہ شخص ہے جو صرف موجودہ حالات کو اپنے عمل کی بنیاد بناتا ہے ان کے بدل جانے کا تصور نہیں کرتا اور نہ ہی آئندہ ممکن واقعات کا دھیان رکھتا ہے مثلاً حاضر مال پر دھوکہ کھا کر ملکیت کے تقاضے کے مطابق کوئی کام کر لیا حالات بدل گئے تو ہلاکت نصیب ہوئی اور کبھی لوگوں سے عداوت کرتا ہے اس دھوکہ میں کہ صاحب اقتدار ہے رئیس ہے مگر حالات نے پلٹا کھایا کہ تلافی تک ممکن نہ رہی اور ندامت کی وجہ سے ہاتھ ملتا رہ گیا ایسے ہی ایک شخص کے پاس مال ہے جس سے مطمئن ہو کر وہ اسراف میں لگا ہوا ہے اور بھولا ہوا ہے کہ یہ نہ ہوگا تو کیا ہوگا اور یہی حال اس شخص کا ہے جو خواہشات میں مگن ہے موجودہ عافیت کے سرور میں کھانے پینے اور نکاح وغیرہ میں مشغول ہے مگر اس کے بعد کیا آفات و مصائب آ سکتے ہیں اس سے غافل ہے اور سب سے زیادہ تعجب خیز حال یہ ہے کہ ایک آدمی اپنی باندی سے محبت رکھتا ہے اسے آزاد کر کے خوب مال و متاع دیتا ہے یا کسی عورت کی محبت میں خوب مال لٹا رہا ہے اور وہ اس پر قابو پائے ہوئے ہے کچھ دن گذرنے پر اسے بھلا دیتا ہے یا کسی اور کی تلاش کرنے لگتا ہے مگر اس سے خلاصی کی صورت نہیں اگر خود الگ ہو بھی گیا تو جس مال پر عورت قابض ہو چکی ہے وہ اسی کا مال غنیمت ہے اور اس نے اتنی لذت نہیں اٹھائی جتنی یہ کوفت دیکھی۔ لہٰذا اعتماد کسی عورت پر نہ چاہئے اس لئے کہ کبھی یہ کسی عورت سے محبت کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ اسے کبھی نہ چھوڑے گا اس کے ساتھ انبساط رکھتا ہے مگر پھر علیحدگی ہو جاتی ہے

اور بعض دفعہ کسی اور سے محبت کرنے لگتا ہے۔

محتاط لوگوں کا حال

اور پہلی کو بھلا بیٹھتا ہے اور اس سے خلاصی بھی مشکل ہو جاتی ہے اور عاقل وہ ہے جو داخل ہونے سے قبل نکلنے کی راہ دیکھتا ہے کیونکہ اشیاء سدا موجود نہیں رہتیں اور محبت کو دوام نہیں ہے اور ہر حال تغیر پذیر ہے ایسے ہی وہ کبھی اپنی اولاد کو مال دے دیتا ہے پھر ان کے لئے بوجھ بنتا ہے اور اولاد اس کی موت کی منتظر ہو جاتی ہے اور کبھی وہ نفقہ کی وجہ سے بیمار پڑ جاتا ہے اور ایسے ہی کبھی آدمی اپنے دوست پر اعتماد کر لیتا ہے اور اپنا راز اسے بتا دیتا ہے اور وہ کبھی آگے چلا دیتا ہے جس سے اس کی ہلاکت ہو جاتی ہے اور ایسے ہی انسان کبھی اپنی سلامتی سے دھوکہ کھا بیٹھتا ہے اور موت کے اسباب سے غافل ہو جاتا ہے اور وہ اس پر اچانک آ جاتی ہے جس سے یہ بدحواس ہو کے رہ جاتا ہے تلافی کا وقت ختم اور ندامت باقی رہ جاتی ہے پس عاقل وہ ہے جس کی نگاہ انجام پر لگی رہتی ہے ہر ممکن اور واقع ہو سکنے والی چیز سے محتاط رہتا ہے ہر حال میں احتیاط پر عمل اور اپنے مال اور اسرار کی حفاظت کرتا ہے کسی پر کلی اعتماد نہیں کرتا وہ بیوی ہو یا اولاد یا دوست ہر وقت سفر کی تیاری میں انتقال مکان کے لئے مستعد ہے۔ جی ہاں محتاط لوگوں کا یہی حال ہوتا ہے۔

(صید الخاطر)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(61)

اللہ اور بھگوان

مولانا عطاء المصطفیٰ جمیل لکھتے ہیں۔ آکسفورڈ یونیورسٹی سے طلبہ اور طالبات کا ایک وفد اسلامک سینٹر آیا۔ وفد میں عیسائی بھی تھے ہندو اور سکھ بھی۔ یہ وفد نماز مغرب سے تھوڑی دیر پہلے پہنچا تھا۔ اذان کے بعد مغرب کی نماز ہوئی۔ وفد نے مسلمانوں کی عبادت کو بڑے غور سے دیکھا۔ نماز کے بعد محفل آراستہ ہوگئی۔ میری دائیں جانب ماسٹر احمد خاں صاحب اور ان کے بھائی حامد خاں صاحب تھے۔ جب کہ بائیں جانب جماعت اسلامی کے ایک متحرک کارکن ڈاکٹر مناظر صاحب تھے۔ طلبہ نے نماز سے متعلق سوالات کئے۔ سوال و جواب کا سلسلہ جاری تھا کہ ایک سکھ طالب علم نے پوچھا:

''کافر کسے کہتے ہیں؟'' جماعت اسلام کے ڈاکٹر مناظر صاحب بولے:

''جو شخص اللہ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک مانے یا اس کا ساجھی ٹھہرائے' کافر ہوتا ہے۔'' سکھ نے فوراً کہا:

''ہم بھی بھگوان کو ایک مانتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ آپ نے جس ذات کو اللہ کا نام دے رکھا ہے' ہم اسے بھگوان کہہ کر پکارتے ہیں' پھر آپ ہمیں کافر کیوں کہتے ہیں؟'' ڈاکٹر مناظر صاحب لاجواب ہو کر مجھ سے کہنے لگے کہ اس کی وضاحت آپ کیجئے۔ میں نے ڈاکٹر صاحب کے کان میں کہا: لفظ شرک تو آپ کے اعصاب پر ایسا سوار ہو چکا ہے کہ آپ کو ہر طرف شرک ہی شرک نظر آتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب یہ سن کر مسکرائے اور بولے کہ پہلے سکھ کو جواب دیجئے۔ میں نے سکھ سے کہا:

کیا کافر کو کافر کہنا گالی ہے؟

''معاف کیجئے گا۔ ڈاکٹر صاحب نے آپ کو مشرک کی تعریف بتائی ہے۔ کافر اسے کہتے ہیں جو اسلام کے بنیادی عقائد میں سے کسی عقیدہ کا انکار کر دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو تسلیم نہ کرے یا ارکان اسلام میں سے کسی ایک رکن کی فرضیت کا منکر ہو جائے''۔ سکھ بولا: ''آپ کے مذہب میں' معاف رکھنا' شائستگی نہیں ہے' جو شخص اسلام کو نہیں مانتا آپ اسے فوراً کافر کا خطاب دے دیتے ہیں۔ حالانکہ کافر ایک ایسی گالی ہے جو مخاطب کا دل دکھانے کے لئے بہت کافی ہے۔'' میں نے کہا: ''سردار جی! آپ چوں کہ عربی زبان سے واقف نہیں ہیں۔ اس لئے آپ نے لفظ کافر کو گالی سمجھ رکھا ہے۔ عربی میں لفظ کفر کا معنی ہے۔ انکار کرنا اور کافر کے معنی ہیں: ''انکار کرنے والا'' آپ خود اندازہ فرمائیے کہ اسلام کے حقائق کو تسلیم نہ کرنے والے انسان کے لئے' اسلام نے کتنا مہذب لفظ استعمال کیا ہے۔ لفظ ''کافر'' ایک مسلمان کے لئے تو گالی ہو سکتا ہے۔ لیکن غیر مسلم کے لئے گالی ہرگز ہرگز نہیں ہے''۔ سکھ نے کہا: ''لیکن آپ کو یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں' یہودیوں اور بت پرستوں کو جہنمی کہا ہے اور جنت پر صرف مسلمانوں کا حق جتلایا ہے۔ لیکن ہمارے گورونانک علیہ السلام (سکھ نے اسی طرح کہا تھا۔ نقل کفر' کفر نباشد) ایک بین الاقوامی نبی تھے۔ آپ نے کسی کا دل نہیں دکھایا۔ بابا جی نے فرمایا: مسلمان' ہندو عیسائی اور یہودی سب کے سب حق پر ہیں۔ موجودہ دور میں گورونانک جیسے نبی کی ضرورت ہے جو International Brother hood بین الاقوامی اخوت قائم کر سکے۔'' میں نے کہا:

''سردار جی! پہلے ایک مثال سن لیجئے پھر جواب دیجئے گا۔

جنگل میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر ایک شخص کھڑا ہے۔ جنگل میں مختلف راستے ہیں جو سب کے سب خطرناک اور جان لیوا ہیں۔ سلامتی کا صرف ایک راستہ ہے جسے پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا شخص جانتا ہے۔ وہ پہاڑ کے نیچے دیکھ رہا ہے کہ بہت سے لوگ ہلاکت کی راہ

Scanned with CamScanner

اختیار کرنے والے ہیں۔ سردار جی! بتائیے کہ اس شخص کا اخلاقی فرض کیا ہوگا؟

کیا یہ درست ہوگا کہ وہ ہلاکت کی راہ پر گامزن لوگوں سے کہے کہ آپ سب کے سب ٹھیک چلے جا رہے ہیں؟ ہرگز نہیں، حق تو یہی ہے کہ وہ پکار پکار کر لوگوں کو ہلاکت کی راہ سے بچائے اور صراط مستقیم پر چلائے۔ یہی وہ فریضہ ہے جو ایک پیغمبر کو تفویض کیا جاتا ہے۔ پیغمبر عظمتوں کی بلند و بالا چوٹیوں سے جب دیکھتا ہے کہ دنیا ہلاکت کی راہ پر گامزن ہے تو وہ انہیں صراط مستقیم کی دعوت دیتا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فریضہ بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ لیکن بابا گورو نانک صاحب نے کہا: سب کے سب ٹھیک چلے جا رہے ہیں۔

اور سردار جی خاموش ہو گئے

سردار جی فرمائیے! اگر اسی کا نام پیغمبری ہے تو دنیا میں پیغمبروں کی ضرورت ہی کیا تھی؟ رہی بات بین الاقوامی اخوت کی تو اس کا نظارہ بھی آپ کو اسلام میں نظر آئے گا جس نے بندہ و مولیٰ، ادنیٰ و اعلیٰ اور رنگ و نسل کے تمام امتیازات مٹا کر، مختلف قوموں کو وحدت کی لڑی میں پرو دیا ہے۔"

اس پر سکھ خاموش ہو گیا اور دوسرے طلبہ نے سوالات شروع کر دیئے۔

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی ہیں۔ لیکن سکھ نے بابا گورو نانک کو بزعم خویش "علیہ السلام" کہہ ڈالا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کچھ لوگوں نے مرزا قادیانی کو نبی بنا رکھا ہے۔

کافر کو کافر یا برے کو برا کہنا اگر برا ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہرگز نہ کرتے ہاں اچھے کو برا کہنا یا برے کو اچھا کہنا، برا ہے۔

جماعت اسلامی کے ایک پڑھے لکھے فرد نے "کافر" کی تعریف پوچھنے پر "مشرک" کی تعریف بتا دی۔ لیکن تعجب تو اس بات پر ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں پر بھی "مشرک" کا لیبل لگانے سے نہیں چوکتے۔ (سنی علماء کی حکایات)

(62)

علماء اور خوف خدا

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد:

فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم ۔"

اس حدیث کے پیش نظر بعض علماء اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ اہل علم کو نفلی عبادت کی بجائے علمی مشغلہ رکھنا چاہئے، اوابین، تہجد اور ذکر و فکر وغیرہ میں مشغول ہونا صحیح نہیں، یہ وقت علم دین کی خدمت و اشاعت میں صرف کرنا افضل ہے۔ مگر یہ محض مغالطہ اور نفس و شیطان کا کید ہے، اس لئے حدیث مذکور کی تشریح کی ضرورت پیش آئی۔

اولاً یہ سمجھنا ضروری ہے کہ شریعت کی نظر میں علم کسے کہتے؟ سو واضح ہو کہ نظر شرع میں علم وہ معتبر ہے جس سے خشوع و خضوع اور تقویٰ و فکر آخرت اور حساب کتاب کا استحضار اور دنیا و مافیہا سے زہد اور آخرت کی طرف رغبت پیدا ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا) (الفاطر:28)

ترجمہ: خدا سے تو اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو صاحب علم ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ علم سے خشیت پیدا ہوتی ہے۔

وقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "انا اتقاكم واعلمكم بالله، اى انا اتقاكم لانى اعلمكم الله ."

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تم میں سب سے زیادہ متقی ہوں کیونکہ مجھے تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ زیادہ علم زیادہ تقویٰ کی مورث ہے۔ اور ارشاد فرمایا:

جہل وعلم کی حقیقت

قولہ تعالیٰ: فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِىْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِىَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ○ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ○ (القصص 79)

ترجمہ: تو ایک روز قارون (بڑی) آرائش (اور ٹھاٹھ) سے اپنی قوم کے سامنے نکلا، جو لوگ دنیا کی زندگی کے طالب تھے کہنے لگے کہ جیسا (مال و متاع) قارون کو ملا ہے کاش (ایسا ہی) ہمیں بھی ملے، وہ تو بڑا ہی صاحب نصیب ہے اور جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا وہ کہنے لگے کہ تم پر افسوس ہو، مومنوں اور نیکوکاروں کے لئے (جو) ثواب خدا (کے ہاں تیار ہے وہ) کہیں بہتر ہے اور وہ صرف صبر کرنے والوں ہی کو ملے گا۔

ان آیات سے جہل وعلم کی حقیقت معلوم ہوئی کہ حیات دنیا پر نظر رہنا جہل اور ثواب اللہ پر نظر رہنا علم ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ثواب اللہ خیر کا صرف اعتقاد حاصل ہو جانا علم نہیں بلکہ تحقیق علم کے لئے اس کا استحضار اور اس کے مطابق عمل ضروری ہے۔ (وَلَا يُلَقّٰهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ○) سے اس کی مزید تاکید فرمادی، لہٰذا خواہ کوئی دنیا بھر کے علوم حاصل کرلے مگر بدون تقویٰ کے وہ نظر شرع میں:

كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ (الجمعۃ:5)

ترجمہ: ان کی مثال گدھے کی سی ہے جس پر بڑی بڑی کتابیں لدی ہوں۔

اور "چار پائے بروکتابے چند" کے مصداق ہیں۔

عقلاً بھی یہ امر مسلم اور بدیہی ہے کہ حقیقی علم معرفت خالق ہے۔

فکر آں باشد کہ بکشاید رہے
راہ آں باشد کہ پیش آید شہے

حقیقی فکر وہ ہے جو راستہ کھول دے اور اصلی راستہ وہ جو مالک حقیقی تک پہنچادے۔

اور یہ بھی مسلم ہے کہ کسی چیز کی صفات کی جس حد تک معرفت ہوگی، اسی حد تک اس کے آثار بھی مرتب ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ کی شان جلالی و جمالی کی معرفت کے بعد غلبہ شوق وغلبہ خوف اور ان کے آثار کا ترتب لازمی ہے، دوسری بات یہ سمجھ لیں کہ تقویٰ اور خشوع کیسے حاصل ہوتا ہے؟ اس کی تحصیل کے لئے قرآن کریم نے مختلف مواضع میں متعدد طریقے بیان فرمائے ہیں۔

زھد عن الدنیا کی حقیقت:

ارشاد ہے: وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○ (البقرۃ:46,45)

ترجمہ: اور (رنج وتکلیف میں) صبر اور نماز سے مدد لیا کرو اور بے شک نماز گراں ہے مگر ان لوگوں پر (گراں نہیں) جو عجز کرنے والے ہیں جو یقین کئے ہوئے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اس مضمون کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ توجہ الی الآخرۃ موقوف ہے زہد عن الدنیا پر کیونکہ تحلیہ (حسن وجمال) بلا تخلیہ ناممکن ہے، حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

آئینت دانی چرا غماز نیست
زانکہ زنگار از رخش ممتاز نیست

Scanned with CamScanner

روتو زنگار از رخ اوپاک کن

بعد زیں ایں نورا ادراک کن

حب جاہ و مال کا علاج

اور زہد عن الدنیا نام ہے ازالہ حب دنیا کا جو شامل ہے حب مال وحب جاہ کو پس فرماتے ہیں: حب مال کا علاج صبر یعنی ترک لذات وشہوات سے کرو' اس لئے کہ تحصیل لذات کے لئے مال کی ضرورت پڑے گی تو مال کی طلب بڑھے گی' لہٰذا نفس کو ترک کا عادی بنا دو تا کہ مال کثیر کی ضرورت نہ پڑے۔قال بوصیری رحمۃ اللہ علیہ:

النفس كالطفل ان تهمله شب على

حب الرضاع وان تفطمه ينفطم

ترجمہ: نفس کی مثال بچہ کی طرح ہے اگر اس کو چھوڑ دو تو جوانی تک دودھ پیتا رہے' اور اگر دودھ چھڑوا دو چھوڑ دے۔

اور حب جاہ کا علاج نماز سے کرو' اس لئے کہ نماز میں سراسر عجز وانکساری ہے اور نماز کی گرانی کا علاج خشوع وخضوع یعنی سکون قلب ہے اس طرح کہ اعضاء کی حرکات خیالات وعادات) کے تابع ہیں' اس لئے نماز میں سکون اعضاء کی قیود (چلنے پھرنے' بولنے' دیکھنے کھانے پینے سے ممانعت) اس وقت تک گراں معلوم ہوں گی جب تک قلب میں سکون پیدا نہیں ہوگا' اور سکون قلب (خشوع) حاصل کرنے کا طریقہ بیان فرماتے ہیں کہ اپنے رب سے لقاء اور حساب وکتاب' جزا وسزا کا مراقبہ کرتے رہا کرو۔

(يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ○ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ○) (الحج:21)

ترجمہ: لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو کہ قیامت کا زلزلہ ایک حادثہ عظیم

ہے۔(اے مخاطب) جس دن تو دیکھے گا اس کو (اس دن یہ حال ہوگا) کہ تمام دودھ پلانے والی عورتیں اپنے بچوں کو بھول جائیں گی اور تمام حمل والیوں کے حمل گر پڑیں گے اور لوگ تجھ کو متوالے (نشی) نظر آئیں گے مگر وہ متوالے (نشے میں) نہیں ہوں گے بلکہ (عذاب دیکھ کر مدہوش ہو رہے ہوں گے) بے شک خدا کا عذاب بڑا سخت ہے۔(دلیل الصالحین)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(63)

مدینہ شریف اور اس کی زیارت

نبی اکرم نور مجسم تاجدار مدینہ سرور قلب وسینہ امام الانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی تریسٹھ سالہ ظاہری حیات کی نسبت سے تریسٹھواں واقعہ مدینہ شریف اور اس کی زیارت کے بارے میں لکھا جا رہا ہے۔

الحمدللہ عزوجل ذکر مدینہ عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے باعث راحت قلب وسینہ ہے۔ عشاق مدینہ اس کی فرقت میں تڑپتے اور زیارت کے بے حد مشتاق رہتے ہیں۔ دنیا کی جتنی زبانوں میں جس قدر قصیدے مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما کے ہجر وفراق اور اس کے دیدار کی تمنا میں پڑھے گئے یا پڑھے جاتے ہیں اتنے دنیا کے کسی اور شہر یا خطے کے لئے نہیں پڑھے گئے اور نہیں پڑھے جاتے، جسے ایک بار بھی مدینے کا دیدار ہو جاتا ہے وہ اپنے آپ کو بخت بیدار سمجھتا اور مدینے میں گزرے ہوئے حسین لمحات کو ہمیشہ کے لئے یادگار قرار دیتا ہے۔ کسی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب کہا ہے:

وہی ساعتیں تھیں سرور کی، وہی دن تھے حاصل زندگی
بحضور شافع امتاں مری جن دنوں طلبی رہی

مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما کی زیارات کی تفصیلات سے قبل دیار حبیب کے کچھ فضائل ملاحظہ فرمایئے تا کہ دل میں مدینے کی محبت ولگن مزید موج زن ہو:

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ذکر مدینہ کیا گیا ہے مثلاً پارہ 28 سورۃ المنفقون آیت نمبر 8 میں ہے:

يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ط وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ (پ28، المنافقون:8)

ترجمہ: کہتے ہیں: ''ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلت والا ہے'' اور عزت تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

مدینہ شریف کے اسماء مبارکہ

مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما کے علمائے کرام رحمہم اللہ السلام نے کم و بیش 100 نام لکھے ہیں اور دنیا کے کسی بھی شہر کے اتنے نام نہیں۔ حصول برکت کے لئے یہاں صرف 12 مبارک نام پیش کئے جاتے ہیں۔

1۔ مدینہ، 2۔ مدینۃ الرسول، 3۔ طیبہ، 4۔ دارالابرار، 5۔ طابہ، 6۔ مبارکہ، 7۔ ناجیہ، 8۔ عاصمہ، 9۔ شافیہ، 10۔ حسنہ، 11۔ جزیرۃ العرب، 12۔ سیدۃ البلدان۔

نام مدینہ لے دیا چلنے لگی نسیم خلد
سوزش غم کو ہم نے بھی کیسی ہوا بتائی کیوں

(حدائق بخشش شریف)

☆ ...... حضور دوجہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''تم میں سے جو مدینے میں مرنے کی استطاعت رکھے وہ مدینے ہی میں مرے کیونکہ جو مدینے میں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے حق میں گواہی دوں گا۔'' (شعب الایمان ج3 ص497، حدیث 1482)

Scanned with CamScanner

زمین تھوڑی سی دیدے بہر مدفن اپنے کوچے میں
لگا دے میرے پیارے میری مٹی بھی ٹھکانے سے

(ذوق نعت)

☆......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **علی انقاب المدینة ملائکة لا یدخلها الطاعون ولا الدجال** مدینے میں داخل ہونے کے تمام راستوں پر فرشتے ہیں اس میں طاعون اور دجال داخل نہ ہوں گے۔ (بخاری ج ۱ ص 619 حدیث 1880)

☆......نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! مدینے میں نہ کوئی گھاٹی ہے نہ کوئی راستہ مگر اس پر دو فرشتے ہیں جو اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔'' (مسلم ص 714، حدیث 1374)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت میں مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفا و تعظیما کی فضیلت کا بیان ہے اور تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس کی حفاظت کی جاتی تھی، کثرت سے فرشتے حفاظت کرتے اور انہوں نے تمام گھاٹیوں کو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت افزائی کے لئے گھیرا ہوا ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی ج 5، ج 9، ص 148)

ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی
شب و روز خاک مزار مدینہ

(ذوق نعت)

مدینہ میں مکہ سے دُگنی برکت کی دعا

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ جب موسم کا پہلا پھل دیکھتے، اسے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سراپا رحمت میں حاضر لاتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے لے کر اس طرح دعا کرتے: الٰہی! تو ہمارے لئے پھلوں میں برکت دے اور ہمارے لئے ہمارے مدینے میں برکت کر اور ہمارے صاع و مد (یہ

پیمانوں کے نام ہیں ان) میں برکت کر، یا اللہ عزوجل بے شک ابراہیم تیرے بندے اور تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور بے شک میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ انہوں نے مکے کے لئے تجھ سے دعا کی اور میں مدینے کے لئے تجھ سے دعا کرتا ہوں اسی کی مثل جس کی دعا مکے کے لئے انہوں نے کی اور اتنی ہی اور (مدینے کی برکتیں مکے سے دگنی ہوں)۔ پھر جو چھوٹا بچہ سامنے ہوتا ہے اسے بلا کر وہ پھل عطا فرما دیتے۔

(مسلم ص 713 حدیث 1373)

ہاتھ اٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم!
ہیں سخی کے مال میں حقدار ہم

(حدائق بخشش شریف)

مدینہ کو یثرب کہنے کی ممانعت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''مجھے ایک ایسی بستی کی طرف (ہجرت) کا حکم ہوا جو تمام بستیوں کو کھا جائے گی (سب پر غالب آئے گی) لوگ اسے ''یثرب'' کہتے ہیں اور وہ مدینہ ہے۔ (یہ بستی) لوگوں کو اس طرح پاک وصاف کرے گی جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔'' (صحیح البخاری حدیث 1871، ج 1، ص 617)

اس روایت میں مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفا و تعظیما کو ''یثرب'' کہنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد 21 صفحہ 116 پر ہے: مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا ناجائز و ممنوع و گناہ ہے اور کہنے والا گنہگار۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو مدینہ کو یثرب کہے اس پر توبہ واجب ہے، مدینہ طابہ ہے مدینہ طابہ ہے۔

علامہ مناوی ''تیسیر شرح جامع صغیر'' میں فرماتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ کا یثرب نام رکھنا حرام ہے کہ یثرب کہنے سے توبہ کا حکم فرمایا اور توبہ گناہ ہی سے ہوتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج 21 ص 116)

فتاویٰ رضویہ جلد 21 صفحہ 119 پر ہے: حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی

Scanned with CamScanner

رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح المشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں لوگوں کے رہنے سہنے اور جمع ہونے اور اس شہر سے محبت کی وجہ سے اس کا نام ''مدینہ'' رکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یثرب کہنے سے منع فرمایا اس لئے کہ یہ زمانۂ جاہلیت کا نام ہے یا اس لئے کہ یہ ''ثرب'' سے بنا ہے جس کے معنی ہلاکت اور فساد ہے اور تثریب بمعنی سرزنش اور ملامت ہے یا اس وجہ سے کہ یثرب کسی بت یا کسی جابر و سرکش بندے کا نام تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں ایک حدیث لائے ہیں کہ جو کوئی ''ایک مرتبہ مدینہ کو یثرب'' کہہ دے تو اسے (کفارے ہیں) ''دس مرتبہ مدینہ'' کہنا چاہئے۔ قرآن مجید میں جو ''یاھل یثرب'' (اے یثرب والو!) آیا ہے۔ وہ دراصل منافقین کا قول ہے کہ یثرب کہہ کر وہ مدینۃ المنورہ کی توہین کا ارادہ رکھتے تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ یثرب کہنے والا اللہ تعالیٰ سے استغفار (توبہ) کرے اور معافی مانگے اور بعض نے فرمایا ہے کہ مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کو جو یثرب کہے اس کو سزا دینی چاہئے۔ حیرت کی بات ہے کہ بعض بڑے لوگوں کی زبان سے اشعار میں لفظ ''یثرب'' صادر ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور عظمت وشان والے کا علم بالکل پختہ اور ہر طرح سے مکمل ہے۔

زندگی کیا ہے! مدینے کے کسی کوچے میں موت
موت پاک و ہند کے ظلمت کدے کی زندگی

شہر شفاعت نگر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: میرا کوئی امتی مدینے کی تکلیف اور سختی پر صبر نہ کرے گا مگر میں قیامت کے دن اس کا شفیع (شفاعت کرنے والا) ہوں گا۔

(مسلم ص716 حدیث1378)

حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں: (یعنی) شفاعت خصوصی' حق یہ ہے کہ یہ وعدہ ساری امت کے لئے ہے کہ مدینے میں

مرنے والے حضور انور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اس شفاعت کے مستحق ہیں۔

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے

(حدائق بخشش شریف)

خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں رہنا بہتر تھا اور ہجرت کے بعد فتح مکہ کے بعد وہاں رہنا تو جائز ہوا' مگر مدینہ منورہ میں رہنا افضل قرار پایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب ہے' اسی لئے زیادہ تر فضائل مدینۂ پاک میں رہنے کے آئے ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج4' ص210)

مدینہ اس لئے عطار جان و دل سے ہے پیارا
کہ رہتے ہیں مرے آقا مرے دلبر مدینے میں

(وسائل بخشش ص406)

☆......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان روح پرور ہے: ''اہل مدینہ پر ایک زمانہ ایسا ضرور آئے گا کہ لوگ خوشحالی کی تلاش میں یہاں سے چراگاہوں کی طرف نکل جائیں گے' پھر جب وہ خوشحالی پالیں گے تو لوٹ کر آئیں گے اور اہل مدینہ کو اس کشادگی کی طرف جانے پر آمادہ کریں گے حالانکہ وہ جان لیں تو مدینہ ان کے لئے بہتر ہے۔''

(مسند احمد بن حنبل ج5 ص106' حدیث14686)

ان کے در کی بھیک چھوڑیں سروری کے واسطے
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

(ذوق نعت)

مدینہ شریف کی تکالیف پہ صبر کرنا

امیر المومنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مدینے میں چیزوں کے نرخ (بھاؤ) بڑھ گئے اور حالات سخت ہوگئے تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

Scanned with CamScanner

نے فرمایا: صبر کرو اور خوش ہو جاؤ کہ میں نے تمہارے صاع اور مد کو بابرکت کر دیا اور اکٹھے ہو کر کھایا کرو کیونکہ ایک کا کھانا دو کو اور دو کا کھانا چار کو اور چار کا کھانا پانچ اور چھ کو کفایت کرتا ہے اور بیشک برکت جماعت میں ہے تو جس نے مدینے کی تنگدستی اور سختی پر صبر کیا میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا یا اس کے حق میں گواہی دوں گا اور جو اس کے حالات سے منہ پھیر کر مدینے سے نکلا اللہ عزوجل اس سے بہتر لوگوں کو اس میں بسا دے گا اور جس نے اہل مدینہ سے برائی کرنے کا ارادہ کیا اللہ عزوجل اسے اس طرح پگھلا دے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ (مجمع الزوائد ج3 ص657 حدیث 5819)

شہ کونین نے جب صدقہ بانٹا
زمانے بھر کو دم میں کر دیا خوش

(ذوق نعت)

مدینہ شریف کی رہائش

''بہشت کی کنجیاں'' صفحہ 116 پر ہے: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بالقصد (ارادۃً) میری زیارت کو آیا وہ قیامت کے دن میری محافظت (حفاظت) میں رہے گا اور جو شخص مدینے میں سکونت (رہائش اختیار) کرے گا اور مدینے کی تکلیف پر صبر کرے گا تو میں قیامت کے دن اس کی گواہی دوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا اور جو شخص حرمین (مکے، مدینے) میں سے کسی ایک میں مرے گا اللہ عزوجل اس کو اس حال میں قبر سے اٹھائے گا کہ وہ قیامت کے خوف سے امن میں رہے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ج1 ص512 حدیث 2755)

یاد رہے! مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں صرف اسی کو قیام کی اجازت ہے جو یہاں کا احترام برقرار رکھ سکتا ہو، جو ایسا نہیں کر سکتا اس کے لئے یہاں مستقل یا زیادہ عرصے رہائش کی ممانعت ہے چنانچہ فتاویٰ رضویہ مخرجہ جلد 10 صفحہ 695 پر ہے: (صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں: کیونکہ مدینہ طیبہ میں رحمت اکثر، لطف

وافر، کرم سب سے وسیع اور عفو (معافی ملنا) سب سے جلدی ہوتا ہے، جیسا کہ شاہد مجرب (تجربے سے ثابت) ہے۔ والحمدللہ رب العلمین۔ اس کے باوجود گستاخی کا ڈر اور وہاں کے احترام وتوقیر میں قلت ادب کا خوف تو موجود ہے اور یہ بھی تو مجاورت سے مانع (مستقل رہائش سے رکاوٹ) ہے، ہاں وہ افراد جو فرشتہ صفت ہوں تو ان کا وہاں ٹھہرنا اور (طویل رہائش اختیار کر کے) فوت ہونا سعادت کاملہ ہے۔

کہاں کے حجاج؟

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 689 پر ''المدخل'' کے حوالے سے حکایت نقل کرتے ہیں: ''السید الجلیل ابو عبد اللہ القاضی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بیان کیا گیا کہ انہیں شہر مدینہ میں رفع حاجت کی ضرورت پیش آئی تو وہ شہر میں ایک مقام کی طرف گئے اور وہاں قضاء حاجت کا ارادہ کیا تو غیب سے آواز آئی جو اس عمل سے انہیں منع کر رہی تھی، تو انہوں نے کہا: ''تمام حجاج ایسا کرتے ہیں'' تو جواب میں تین دفعہ آواز آئی: کہاں کے حجاج؟ کہاں کے حجاج؟ کہاں کے حجاج؟ پھر وہ شہر سے باہر چلے گئے اور رفع حاجت کی (پیشاب وغیرہ) اور پھر لوٹے۔

آگے چل کر صاحب مدخل کے حوالے سے مزید تحریر ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجاورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر اتباع (احکامات کی بجا آوری) اور نواہی سے اجتناب (جن باتوں سے منع فرمایا ان سے بچنے) کی صورت میں ہے خواہ انسان کسی جگہ مقیم ہو اور اصلاً (حقیقتاً) مجاورت یہی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ مخرجہ ج10 ص689)

غم مصطفیٰ جس کے سینے میں ہے
گو کہیں بھی رہے وہ مدینے میں ہے

مدینہ شریف کی سترہ خصوصیات:

(یوں تو مدینے میں بے شمار خوبیاں ہیں مگر حصول برکت کے لئے یہاں صرف 17 بیان کی ہیں)

Scanned with CamScanner

1- روئے زمین کا کوئی ایسا شہر نہیں جس کے اسمائے گرامی یعنی مبارک نام اتنی کثرت کو پہنچے ہوں جتنے مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما کے نام ہیں۔ بعض علماء نے 100 تک نام تحریر کئے ہیں۔

2- مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما ایسا شہر ہے جس کی محبت اور ہجر وفرقت میں دنیا کے اندر سب سے زیادہ زبانوں اور سب سے زیادہ تعداد میں قصیدے لکھے گئے، لکھے جارہے ہیں اور لکھے جاتے رہیں گے۔

3- اللہ عزوجل کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف ہجرت کی اور یہیں قیام پذیر رہے۔

4- اللہ عزوجل نے اس کا نام طابہ رکھا۔

5- سرکار علی وقار مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما کے قریب پہنچ کر زیادتی شوق سے اپنی سواری تیز کردیتے۔

6- مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک سکون پاتا۔

مدینہ کی خاک میں شفا ہے

7- یہاں کا گرد وغبار اپنے چہرۂ انور سے صاف نہ فرماتے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی اس سے منع فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ خاک مدینہ میں شفاء ہے (جذب القلوب ص22) حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لارہے تھے تو تبوک میں شامل ہونے سے رہ جانے والے کچھ صحابۂ کرام علیہم الرضوان ملے انہوں نے گرد اڑائی، ایک شخص نے اپنی ناک ڈھانپ لی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ناک سے کپڑا ہٹایا اور ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے!

"مدینے کی خاک میں ہر بیماری سے شفا ہے۔" (جامع الاصول للجزری ج 9 ص 297 حدیث 6962)

8- جب کوئی مسلمان زیارت کی نیت سے مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما آتا ہے تو فرشتے رحمت کے تحفوں سے اس کا استقبال کرتے ہیں۔ الخ (جذب القلوب ص 211)

9- سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما میں مرنے کی ترغیب ارشاد فرمائی۔

10- یہاں مرنے والے کی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے۔

11- جو وضو کر کے آئے اور مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں نماز ادا کرے اسے حج کا ثواب ملتا ہے۔

رہیں ان کے جلوے بسیں ان کے جلوے

12- حجرۂ مبارکہ اور منبر منور کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ (جنت کی کیاری ہے)۔

13- مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں ایک نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ ج2 ص176 حدیث 1413)

14- مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما کی سرزمین پر مزار مصطفیٰ ہے جہاں صبح و شام ستر ستر ہزار فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

15- یہاں کی زمین کا وہ مبارک حصہ جس پر رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم منور تشریف فرما ہے وہ ہر مقام حتیٰ کہ خانۂ کعبہ، بیت المعمور، عرش و کرسی اور جنت سے بھی افضل ہے۔

16- دجال مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما میں داخل نہیں ہوسکے گا۔

17- اہل مدینہ سے برائی کا ارادہ کرنے والا عذاب میں گرفتار ہوگا۔

18- یہاں کا قبرستان جنت البقیع دنیا کے تمام قبرستانوں سے افضل ہے، یہاں

Scanned with CamScanner

تقریباً 10 ہزار صحابہ کرام واجلہ اہلبیت اطہار علیہم الرضوان اور بے شمار تابعین کرام و اولیاء عظام رحمہم اللہ اور دیگر خوش نصیب مسلمان مدفون ہیں۔

رہیں ان کے جلوے بسیں ان کے جلوے
مرا دل بنے یادگار مدینہ

(ذوق نعت)

مسجد نبوی شریف کی اراضی

☆......مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کی اراضی (زمین) دو یتیم بچوں سہل اور سہیل (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی ملکیت تھی' یہاں مشرکین کی قبریں تھیں' زمین ناہموار تھی' یہ دونوں بچے حضرت سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے زیر کفالت (ذمے داری میں) تھے۔ اس زمین پر کھجوریں خشک کی جاتی تھیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں سے فرمایا: یہ قطعہ اراضی (PLOT) ہمیں فروخت کر دو تاکہ یہاں مسجد تعمیر کی جاسکے۔ بچوں نے بصد ادب و نیاز عرض کی: آقا! یہ اراضی ہماری طرف سے بطور نذرانہ قبول فرمائیے تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس پیش کش کو شرف قبولیت سے نہ نوازا۔ بالآخر قیمت ادا کر کے یہ زمین خرید لی گئی۔ عاشق اکبر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے 10 ہزار دینار ادا کیے۔

(مدینۃ الرسول ص130)

دوسری روایت میں ہے کہ یہ جگہ بنو نجار کی تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ جگہ قیمتاً خریدنی چاہی تو انہوں نے عرض کی: ہم اس کی قیمت (اجر) اللہ تعالیٰ سے لیں گے۔ (وفاء الوفاء ج1 ص323) اراضی کا رقبہ تقریباً 100 مربع گز تھا۔

مسجد نبوی شریف کا سنگ بنیاد

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' جب حضور انور' صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کی تعمیر کا ارادہ فرمایا تو

حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس کی اونچائی سات ہاتھ (تقریباً ساڑھے تین گز) رکھئے' اس کی تزئین (زیب و زینت) میں تکلف نہ ہو۔ (وفاء الوفاء ج1 ص336) اس وقت تعمیرات کا یہی انداز تھا' مسجد میں طاق نما محراب' گنبد اور منارہ وغیرہ نہ ہوتا۔ تبدیلی حالات کے سبب اب عالی شان مسجدیں بنانے کی اجازت ہے۔ فتاویٰ رضویہ شریف جلد 8 صفحہ 106 پر ''درمختار'' کے حوالے سے دیئے ہوئے ایک جزئیے کا حصہ ہے: (محراب کے علاوہ (مسجد کے دیگر حصے) منقش کرنے میں کوئی حرج نہیں) کیونکہ محراب کا نقش ونگار نمازی کو مشغول (غافل) کر دیتا ہے' البتہ بہت زیادہ نقش ونگار کے لئے تکلف کرنا خصوصاً دیوار قبلہ میں مکروہ ہے۔

☆......اس قطعہ اراضی (PLOT) سے کھجوروں کے درخت کٹوا دیئے گئے' مشرکین کی قبریں اکھڑوا دی گئیں۔ (ربیع الاول 1ھ مطابق اکتوبر 622ء میں مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ خود حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے اور اپنی زبان فیض ترجمان سے یہ بھی فرماتے: **اللھم ان الاجر اجر الاخرۃ۔ فارحم الانصار والمھاجرۃ۔** اے رب قدوس! آخرت کا بدلہ ہی بہتر ہے تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔ (وفاء الوفاء ج1 ص328,326)

☆......سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے' یہ دیکھ کر میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ اینٹیں مجھے دے دیجئے میں لے جاتا ہوں۔ فرمایا: اور کافی اینٹیں رکھی ہیں' اٹھالاؤ! یہ میں لے جا رہا ہوں۔ (مسند امام احمد ج3 ص323 حدیث8960) مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کچی اینٹوں سے تعمیر کی گئی اور اس کی چھت کھجور کی شاخوں سے تھی اور اس کے ستون کھجور کے تنے تھے۔ (وفاء الوفاء ج1 ص327)

Scanned with CamScanner

تری سادگی پہ لاکھوں تری عاجزی پہ لاکھوں
ہوں سلام عاجزانہ مدنی مدینے والے

(وسائل بخشش ص 285)

مسجد نبوی شریف کی نماز:

اس بارے میں حضور علیہ السلام کے تین ارشاد ہیں:

1- جس نے مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں چالیس نمازیں متواتر ادا کیں اس کے لئے جہنم اور نفاق سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔

(مسند امام احمد ج4 ص 311 حدیث 12584)

2- جو پاک وصاف ہو کر صرف میری مسجد میں نماز کی ادائیگی کے ارادے سے نکلا یہاں تک کہ اس میں نماز ادا کی تو اس کا ثواب حج کے برابر ہے۔

(شعب الایمان ج3 ص 499 حدیث 4191)

3- میری اس مسجد کی ایک نماز پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔

(ابن ماجہ ج2 ص 176 حدیث 1413)

صد غیرت فردوس مدینے کی زمیں ہے
باعث ہے یہی اس کا کہ تو اس میں مکیں ہے

دلچسپ معلومات:

سبز سبز گنبد ہر آنکھ کا نور اور ہر دل کا سرور ہے۔ ہر عاشق رسول اس بات کا تمنائی ہوتا ہے کہ وہ جیتے جی کم از کم ایک بار تو ضرور سبز سبز گنبد و مینار کے دیدار فرحت آثار سے شرفیاب ہو۔ مدینۃ المنورہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً میں سب سے بابرکت بلکہ روئے زمین کی عظیم ترین زیارت گاہ روضۂ رسول ہے۔ کسی عاشق نے کتنا پیارا شعر رقم کیا ہے:

اعزاز یہ حاصل ہے تو حاصل ہے زمیں کو
افلاک پہ تو گنبد خضرا نہیں کوئی

☆...... مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں مشرقی جانب وہ بقعۂ نور واقع ہے جہاں مدینے کے تاجور، محبوب رب اکبر صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہیں، یہ وہی حجرۂ مبارکہ ہے جسے مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی پہلی بار تعمیر کے وقت ہی سرکار عالی وقار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کی رہائش کے لئے تیار کیا گیا تھا اور یہیں اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تقریباً 9 برس تک اپنے سرتاج، صاحب معراج صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں حاضر رہیں، اسی بنا پر اسے حجرۂ عائشہ بھی کہتے ہیں۔ گارے اور مٹی سے بنی دیواروں اور کھجور کی ٹہنیوں اور پتوں کی چھت پر مشتمل مختصر رقبے کا یہ گھر شاید اس وقت مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً کی سادہ ترین عمارت تھی اس مکان عالی شان کی چھت شریف کی بلندی قد آدم سے ایک ہاتھ (تقریباً آدھا گز زیادہ بلند) تھی۔ بعد میں اس کے اطراف میں ایسے ہی حجرات مبارکہ دیگر امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے لئے یکے بعد دیگرے تعمیر کئے گئے۔ حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض مکانات جرید نخل یعنی کھجور کی صاف ٹہنیوں کے تھے، ان کو کمبل سے ڈھانپا ہوا تھا اور دروازے پر بھی کمبل کے پردے تھے۔ تمام مکانات قبلے کی طرف اور مشرق وشام کی جانب تھے، مغرب کی سمت کوئی مکان نہ تھا۔ بعض مکان شریف کچی اینٹوں کے بھی تھے۔ (جذب القلوب ص 97) جن عاشقان رسول کو اپنے مکان چھوٹے اور تنگ محسوس ہوتے ہیں ان کو چاہئے کہ سلطان دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان عالی شان پر غور کر کے اپنے لئے صبر وتحمل کا سامان کریں۔

خسروِ کون و مکاں اور تواضع ایسی
ہاتھ تکیہ ہے ترا خاک بچھونا تیرا

(ذوق نعت)

حجرۂ مبارکہ سیّدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا):

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حجرۂ عائشہ میں وصال فرمایا: گھر کے جس حصے میں

Scanned with CamScanner

انتقال شریف ہوا وہی حصہ زمین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور بننے اور جسم منور سے لپٹنے سے مشرف ہوا۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی وفات شریف تک اسی حجرہ مقدسہ میں مقیم رہے۔

☆...... امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جب وقت رخصت آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ میرے جنازے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کے پاک در کے سامنے رکھ کر عرض کرنا: **السلام علیك یارسول اللہ ھذا ابوبکر بالباب** ''سلام ہو آپ پر یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر حاضر دربار ہے۔'' اگر دروازۂ مبارکہ خود بخود کھل جائے تو اندر لے جانا ورنہ جنت البقیع میں دفن کر دینا۔ بعد رحلت حسب وصیت روضۂ انور کے سامنے جنازہ مبارکہ رکھ کر جوں ہی عرض کیا گیا: ''**السلام علیك یارسول اللہ** !ابوبکر حاضر دربار ہے۔'' دروازے کا تالا خود بخود کھل گیا اور آواز آنے لگی: **ادخلوا الحبیب الی الحبیب فان الحبیب الی الحبیب مشتاق** دوست کو دوست سے ملا دو کہ دوست کو دوست کا اشتیاق (شوق) ہے۔'' (ابن عساکر ج30، ص436، تفسیر کبیر ج7 ص433)

چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو (برابر) میں دفن کیا گیا اور قبر اس طرح کھودی گئی کہ آپ رضی اللہ عنہ کا مبارک سر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک شانوں (برکت والے کندھوں) کے سامنے آتا تھا۔ پھر تقریباً 10 سال بعد جب امام العادلین، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی تو آپ رضی اللہ عنہ بھی حجرۂ مطہرہ کے اندر خلیفۃ المسلمین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پہلوئے انور میں مدفون ہوئے۔

یاالٰہی! ازپئے حضرات صدیق و عمر
خیر دے دنیا کے اندر آخرت محمود کر

حجرۂ مبارکہ کی تقسیم

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ مبارکہ دو حصوں میں منقسم (تقسیم) تھا، ایک وہ حصہ جہاں قبور مبارکہ تھیں اور دوسرا وہ جہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رہائش تھی، دونوں حصوں کے درمیان ایک دیوار تھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے گھر کے اس حصے میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے والد ماجد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آرام فرما تھے، اس حال میں داخل ہوا کرتی تھی کہ پردے کا کچھ خاص اہتمام نہ ہوتا تھا، میں کہتی تھی کہ ایک میرے شوہر نامدار ہیں اور دوسرے میرے والد بزرگوار۔ جب ان کے ساتھ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دفن ہوئے تو اللہ عزوجل کی قسم! حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے حیا کی بنا پر اس طرح داخل ہوتی تھی کہ میں نے اپنے جسم کو خوب اچھی طرح کپڑوں میں لپیٹا ہوا ہوتا تھا۔ (مسند امام احمد ج10 ص12 حدیث 25718) معلوم ہوا کہ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس امر میں کوئی شک نہ تھا کہ دنیا سے پردہ فرما لینے کے باوجود بھی صاحب معراج صلی اللہ علیہ وسلم اور پیارے پدر سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے روضۂ انور کے اندر رہتے ہوئے بھی مجھے دیکھ رہے ہیں اور یہی عقیدہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں تھا، جبھی تو آپ رضی اللہ عنہ کے روضۂ اطہر میں دفن ہونے کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاضری دیتے وقت پردے کا خصوصی اہتمام فرمایا کرتی تھیں۔ حالانکہ قبروں کے پاس اس طرح پردے کا حکم نہیں ہے۔

میری مدنی بیٹیاں یا رب، سبھی پردہ کریں
سنتوں کی خوب خدمت بہر صدیقہ کریں

کسی اور کی تدفین حجرۂ مبارکہ میں کیوں نہ ہوسکی

شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد حجرۂ مبارکہ میں کسی اور کی تدفین نہ ہوسکی،

Scanned with CamScanner

ذوالنورین، جامع القرآن حضرت سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت اگرچہ مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں ہوئی لیکن ایک فسادی گروہ نے حجرۂ پاک کے اندر آپ رضی اللہ عنہ کی تدفین نہیں ہونے دی چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ جبکہ مولیٰ مشکل کشا حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم کی شہادت مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً سے بہت دور کوفے میں ہوئی لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ کی تدفین بھی حجرہ مطہرہ میں نہ ہوئی۔ جب نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول حضرت سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو زہر دے کر شہید کیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی تدفین حجرہ مقدسہ میں کرنے کی کوشش ہوئی تو اس وقت مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کا گورنر مروان جو کہ اہل بیت کا مخالف تھا، مسلح ہو کر آڑے آیا چنانچہ خونیں تصادم سے بچنے کے لئے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی تدفین جنت البقیع میں کر دی گئی۔

وہ حسن مجتبیٰ سید الاسخیا
راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش شریف)

☆......اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جب وصال ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا اور حجرۂ مطہرہ کے دروازۂ مبارک کے باہر ایک مضبوط دیوار کھڑی کر کے اس میں داخلے کا راستہ بند کر دیا گیا۔ اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد وہ جگہ بھی خالی ہوگئی جہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قیام پذیر تھیں، یوں اب حجرۂ منورہ میں چوتھی قبر کی جگہ خالی ہے۔ قرب قیامت میں حضرت سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول ہوگا اور بعد انتقال آپ علیہ السلام کی تدفین حجرۂ پاک میں کی جائے گی۔

☆......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری کے دور میں مکان عالی شان کی دیواریں پکی نہ تھیں، سب سے پہلے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ

عنہ نے پکی دیواریں تعمیر کروائیں، پھر پہلی صدی کے مجدد حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے پہلی صدی ہجری میں جب مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کی تعمیر نو کی تو سیاہ پتھروں سے (بغیر دروازے کے) دیواریں بنا کر حجرۂ عائشہ کا اصلی رقبہ محفوظ کر دیا اور اس کے گرد پنج گوشہ (پانچ کونے والی) دیوار تعمیر کروادی جس میں کوئی دروازہ نہیں ہے۔

جالی مبارک کی تاریخ:

مقصورہ شریف لوہے اور پیتل کی اس جالی مبارکہ کو کہا جاتا ہے جسے قبورِ مبارکہ کے اطراف میں حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی تعمیر کردہ پنج گوشہ (پانچ کونی) دیوار کے اردگرد نصب کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے مصری سلطان رکن الدین بیبرس نے 668ھ میں لکڑی کی جالی مبارک بنائی تھی، اس وقت اس کی بلندی دو آدمیوں کے قد کے برابر تھی۔ پھر شاہ زین الدین کتبغا نے 694ھ میں اس کے اوپر مزید جالی بڑھا دی جو چھت سے جا لگی۔ 886ھ میں آتش زدگی کے حادثے میں یہ جالی مبارک شہید ہوگئی تو سلطان قایتبائی نے لوہے اور پیتل کی جالیاں تیار کروائیں جن میں سے پیتل کی جالیاں جانب قبلہ جبکہ لوہے کی جالیاں بقیہ تینوں اطراف میں نصب کی گئیں۔ مقصورہ شریف میں کئی دروازے ہیں: ایک قبلے کی دیوار میں جس کا نام باب التوبہ ہے، ایک مغربی دیوار میں جسے باب الوفود کہتے ہیں، ایک مشرقی دیوار میں جس کا نام باب فاطمہ ہے اور ایک شمالی جانب جسے باب التہجد کہتے ہیں۔ باب فاطمہ کے علاوہ تمام دروازے بند ہی رہتے ہیں، باب فاطمہ بھی اسی وقت کھولا جاتا ہے جب کوئی گورنمنٹ کا مہمان یا وفد آئے، یہ لوگ اگرچہ مقصورہ شریف یعنی جالی مبارک میں داخل تو ہو جاتے ہیں لیکن پنج گوشہ دیوار کے اندر نہیں جا سکتے کیونکہ اس میں داخلے کا کوئی دروازہ ہی نہیں ہے۔ پنج گوشہ کے اردگرد بڑے بڑے پردے آویزاں ہیں۔

یاد رہے آج کل تین قبروں کی تصویر والے طغرے بازار میں بکتے ہیں، جس میں

Scanned with CamScanner

ایک قبر سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دو قبریں شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف منسوب کی ہوئی ہیں' یہ جعلی (نقلی) ہیں کیونکہ تینوں مبارک قبریں پنج گوشہ دیواروں کے اندر ہیں اور اندر حاضر ہونے کا کوئی راستہ ہی نہیں۔ جب ظاہری آنکھوں سے ان مبارک قبروں کی زیارت ممکن ہی نہیں تو یہ تصویریں کہاں سے اور کس طرح اتاری گئیں؟

ہجر و فراق میں جو یارب! تڑپ رہے ہیں
ان کو دکھادے مولیٰ میٹھے نبی کا روضہ

(وسائل بخشش ص299)

روضۂ انور پر گنبد اطہر کی تعمیر:

حجرۂ مبارکہ پر پہلے کسی قسم کا گنبد نہ تھا' چھت پر صرف نصف قد آدم (آدھے انسانی قد) کے برابر چاردیواری تھی تاکہ جو کوئی بھی کسی غرض سے مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی چھت پر جائے اسے احساس رہے کہ وہ نہایت ادب کے مقام پر ہے اور کہیں بھول میں بھی اس پر نہ چڑھے۔ یہاں یہ بیان کرنا دلچسپی سے خالی نہیں کہ عباسی خلافت کے ابتدائی دور میں مقتدر شخصیات کے مزارات پر گنبد بنانے کا سلسلہ ہوا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے بغداد شریف اور دمشق میں گنبد دینی شخصیات کے مزارات کا باقاعدہ حصہ بن گیا۔ بغداد شریف میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار فائض الانوار پر بھی گنبد سلجوقی سلطان ملک شاہ نے پانچویں صدی میں تعمیر کروایا تھا۔ اس کے بعد اس طرز تعمیر کو مصر میں خوب رواج ملا اود وہاں تھوڑے ہی عرصے میں بہت سے مزارات پر گنبد بن گئے۔ جب قلاوون خاندان کا دور آیا تو گنبد تقریباً تمام مسلم علاقوں میں عام ہو چکا تھا۔ مصر میں چونکہ یہ فن تعمیر بہت مقبول تھا اس لئے سلطان منصور قلاوون نے جب روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی مرتبہ گنبد بنوانے کا فیصلہ کیا تو مصری معماروں کی خدمات حاصل کی گئیں جنہوں نے اپنے ہنر کو کام میں لاتے ہوئے 678 ہجری میں حجرہ مطہرہ پر لکڑی کے تختوں کی مدد سے خوبصورت گنبد بنایا۔ روضۂ رسول

صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت نے اس گنبد شریف کو ایسا حسن بخشا کہ زائرین مدینہ کی آنکھوں کا تارا بن گیا۔

وسیلہ تجھ کو بوبکر و عمر' عثمان و حیدر کا
الٰہی تو عطا کر دے ہمیں بھی گھر مدینے میں

(وسائل بخشش ص404)

تعمیر کے مختلف مراحل

پہلا گنبد شریف تقریباً ایک صدی تک عاشقان رسول کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا رہا۔ پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سیسہ پلائے ہوئے لکڑی کے تختوں میں سے چند تختے ''ضعیف'' ہو گئے' چنانچہ سلطان الناصر حسن بن محمد قلاوون نے گنبد شریف کی کچھ خدمت کی' پھر بعد میں سلطان اشرف شعبان بن حسین بن محمد نے 765 ہجری میں مزید خدمت کی سعادت حاصل کی۔ ابھی ایک صدی اور گزری ہوگی کہ اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ گنبد شریف کی وسیع بنیادوں پر ''خدمت'' یا تعمیر نو کی جائے اور ساتھ ہی اس پنج گوشہ احاطے کی بھی ''تعمیری خدمت'' کی جائے جو حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بنوایا تھا۔ سلطان اشرف قاتیبائی نے اولاً اپنے ایک نمائندے کو اس کی تحقیقات پر مامور کیا۔ نمائندے کی رپورٹ کے مطابق حجرہ مطہرہ کی دیواروں کی ''خدمت'' کی اشد ضرورت تھی اور خاص طور پر پنج گوشہ شریف کی شرقی (EAST) دیوار کی بھی کہ اس میں کچھ دراڑیں پڑنی شروع ہو گئی تھیں۔ چنانچہ 14 شعبان المعظم 881 سن ہجری کو پنج گوشہ شریف کے متاثرہ حصے نکال لئے گئے' ساتھ ہی ساتھ حجرۂ مطہرہ کی پرانی چھت شریف بھی ہٹالی گئی اور شرقی جانب تقریباً ایک تہائی حصے پر چھت ڈال دی گئی جس سے یہ ایک تہ خانے کی مانند نظر آنے لگا' جب کہ باقی کے دوتہائی حصے پر چھت نہیں ڈالی گئی بلکہ اس کے اوپر تینوں مبارک قبروں کے سرہانوں کی جانب منقش پتھروں سے بنا ہوا ایک چھوٹا سا گرعظمت میں

Scanned with CamScanner

بہت بڑا گنبد حجرہ پاک پر تعمیر کر دیا گیا اس کے اوپر سفید سنگ مرمر لگایا گیا اور پیتل کا ہلال (چاند) نصب کر دیا گیا۔ اس کے اوپر مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی چھت کو مزید بلند کر دیا گیا تاکہ یہ چھوٹا گنبد اپنے ہلال (چاند) سمیت مسجد کریم کی چھت شریف کے نیچے آ جائے۔ پھر اس کے اوپر بڑا گنبد شریف تعمیر کیا گیا۔

17 شعبان المعظم 881 ہجری کو حجرہ مطہرہ کی ''خدمت'' اور تعمیر نو کا کام شروع ہوا اور دو ماہ میں مکمل ہوا' یہ کام 7 شوال المکرم 881 ہجری کو ختم ہوا۔ سلطان قیتبائی مورخہ 22 ذوالحجہ الحرام 881ھ کو مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیماً حاضر ہوئے اور انہوں نے اسی مقام سے حاضری دی جہاں سے عوام الناس کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے ہیں (جالی مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر مواجھہ شریف کے سامنے سے)۔ جب انہیں جالی مبارک کے اندر داخل ہونے کی عرض کی گئی تو فرمانے لگے: میں اس قابل کہاں! اگر ممکن ہوتا تو میں مواجہہ شریف سے بھی دور کھڑے ہو کر سلام عرض کرتا۔

نہ ہم آنے کے لائق تھے نہ قابل منہ دکھانے کے
مگر ان کا کرم بندہ نواز و بندہ پرور ہے

(ذوق نعت)

مؤذن پر دوران اذان آسمانی بجلی گری:

13 رمضان المبارک 886 ہجری کو آسمان مدینہ کا مطلع ابر آلود تھا' موذن صاحب حسب معمول مینارۂ رئیسیہ پر اذان دینے کی غرض سے چڑھے ہی تھے کہ اچانک ان پر بجلی گری' مؤذن صاحب موقع پر ہی شہید ہو گئے اور مینارۂ رئیسیہ مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی جانب گر پڑا' مسجد کریم میں آگ بھڑک اٹھی' ناگہانی آگ کی لپیٹ میں آ کر اور بھگدڑ وغیرہ میں مزید دس آدمی فوت ہوئے' آگ اور منارے کے گرنے سے گنبد شریف کو بھی ''صدمہ'' پہنچا اور ملبہ حجرہ مطہرہ کے اندر بھی

حاضری کے لئے جا پہنچا' تاہم حجرہ شریفہ ''صدمے'' سے محفوظ رہا' اگرچہ فوری نوعیت کی ''تعمیری خدمت'' تو کروا دی گئی مگر مکمل تفصیلات کے ساتھ سلطان قایتبائی کو 16 رمضان المبارک کو قاصد کے ذریعے پیغام بھیج دیا گیا۔ سلطان نے مصر سے ضروری سامان اور ایک سو سے زیادہ معمار' کاریگر اور مزدور مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیماً روانہ کر دیئے۔ کام شروع کر دیا گیا' باہر والا گنبد شریف جس کو بہت زیادہ ''صدمہ'' پہنچا تھا مکمل طور پر ہٹا لیا گیا' سلطان قایتبائی کے حکم سے 892 سن ہجری میں باہر کی جانب ایک نیا گنبد شریف تعمیر کیا گیا جو صدیوں تک قائم رہا۔

سبز گنبد کب بنایا؟:

کسی ضرورت کی وجہ سے ترکی سلطان محمود بن عبدالحمید خان نے سطان قایتبائی کا بنوایا ہوا گنبد شریف شہید کروا کر 1233 ہجری میں دوبارہ گنبد تعمیر کروا دیا۔ 1253ھ مطابق 1837ء میں اسے سبز رنگ کر دیا گیا اور اس کے سبز رنگ کی وجہ سے اسے گنبد خضرا کہا جاتا ہے۔ اس میں 67 روشن دان ہیں' جن میں سے کچھ تو گول شکل کے ہیں اور باقی مستطیل (لم چورس) ہیں۔

گنبد خضرا خدا تجھ کو سلامت رکھے
دیکھ لیتے ہیں تجھے پیاس بجھا لیتے ہیں

☆...... نچلے گنبد شریف کے اوپر ایک ایسا سوراخ رکھا گیا ہے جس سے قبر شریف اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں رہتی' اس پر ایک باریک جالی لگائی گئی ہے تاکہ اس میں کبوتر وغیرہ داخل نہ ہو سکیں۔ اور بالکل اسی طرح اس کے عین اوپر گنبد خضرا میں جنوب کی سمت ہلال (چاند) کے نیچے بھی سوراخ رکھا گیا تھا' جب کبھی قحط کا سامنا ہوتا اہل مدینہ اس روزن (سوراخ شریف) کو کھول دیا کرتے تھے' جونہی دھوپ کی کرنیں حجرہ مطہرہ کے اندر حاضری کی سعادت پاتیں' بادل پانی لے کر حاضر ہو جاتے اور اہل مدینہ کے لئے خوب باران رحمت برساتے۔ اب اسے بند کر دیا گیا ہے۔

Scanned with CamScanner

بادل گھرے ہوئے ہیں بارش برس رہی ہے
لگتا ہے کیا سہانا میٹھے نبی کا روضہ

(وسائلِ بخشش ص299)

گنبد شریف کے مختلف رنگ:

گنبد شریف کے مختلف ادوار میں مختلف رنگوں کی وجہ سے اسے ان رنگوں کی نسبت سے شہرت رہی ہے‘ مثلاً جب اس کا رنگ سفید تھا تو اسے ’’قبۃ البیضاء‘‘ کہتے‘ جب نیلا رنگ ہوا تو اسے ’’قبۃ الزرقاء‘‘ کہنے لگے‘ اور پھر 1253ھ مطابق 1837ء سے اب تک یہ سبز رنگ کی وجہ سے ’’قبۃ الخضراء‘‘ (سبز گنبد) کے نام مشہور ہے۔ یہ نہایت دلآویز‘ بہت ہی پیارا اور عاشقان رسول کی آنکھوں کا تارا ہے‘ دنیا بھر کے عاشقان رسول اس سے بے حد محبت کرتے ہیں اور اس کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ دنیا بھر کی بے شمار مسجدوں کے گنبد ’’گنبد خضرا‘‘ کی یاد میں سبز رنگ کے بنائے جاتے ہیں۔ یعنی بعض مساجد پر تو گنبدوں کی شکل وشباہت اور سبز رنگت میں کافی مشابہت (یکسانیت) دیکھی جاتی ہے۔

کیسا ہے پیارا پیارا یہ سبز سبز گنبد
کتنا ہے میٹھا میٹھا میٹھے نبی کا روضہ

(وسائلِ بخشش ص298)

مسجد نبوی کے 8 ستون رحمت:

مسجد النبوی الشریف علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے رحمتوں بھرے آٹھ ستونوں کو خصوصی فضیلت حاصل ہے‘ ان پر ان کے نام بھی لکھے ہوئے ہیں اور روضۃ الجنۃ (جنت کی کیاری) کے اندر 6 ستونوں کی زیارت ممکن ہے‘ دو ستون چونکہ اب حجرہ مطہرہ کے اندر ہیں لہٰذا ان کی زیارت مشکل ہے۔ ستون کو عربی میں ’’اسطوانہ‘‘ کہتے ہیں۔ آٹھوں اسطوانات کی تفصیل یہ ہے:

1-استوانہ حنانہ:

یہ ستون رحمت سیدھی جانب محراب نبوی علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے بالکل ملا ہوا ہے۔ ’’منبر منور‘‘ بننے سے پہلے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب منبر اطہر بنایا گیا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تشریف فرما ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا تو وہ تنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق (جدائی) میں پھٹ گیا اور چیخیں مار مار کر رونے اور گابھن اونٹنی کی طرح چلانے لگا‘ یہ حال دیکھ کر تمام حاضرین بھی بے اختیار رونے لگے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر منور سے اتر کر اس کھجور کے تنے پر دست انور پھیر کر فرمایا: ’’تو چاہے تو تجھے تیری جگہ چھوڑ دوں جس حالت میں تو پہلے تھا‘ اگر تو چاہے تو جنت میں لگا دوں تا کہ جنتی تیرا پھل کھاتے رہیں‘‘ لمحے بھر کے بعد سرکار نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ’’اس نے جنت اختیار کی۔‘‘ اسی رونے کی وجہ سے اس تنے کا نام ’’حنانہ‘‘ پڑ گیا۔ حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب یہ واقعہ سنتے تو خوب روتے اور فرماتے: اے لوگو! جب کھجور کا ایک بے جان تنا فراق رسول میں رو سکتا ہے تو کیا تم نہیں رو سکتے؟۔ (وفاء الوفاء ج1 ص439,390,389,388)

2-اسطوانہ عائشہ:

یہ ستونِ رحمت روضۂ انور سے تیسرے نمبر پر ہے اور منبر منور سے بھی تیسرے نمبر پر۔ رحمت انام صلی اللہ علیہ وسلم نے اور کئی اکابر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے یہاں بارہا نماز پڑھی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں اکثر تشریف رکھا کرتے تھے۔

(وفاء الوفاء ج1 ص441)

☆...... اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مرتبہ سرکار عالی وقار‘ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد خوشگوار بیان کیا: ’’مسجد النبوی الشریف علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ایک جگہ بہت زیادہ بابرکت ہے‘ اگر لوگوں کو علم ہو جائے تو

Scanned with CamScanner

انہیں وہاں نماز پڑھنے کے لئے ہجوم کی وجہ سے قرعہ ڈالنا پڑے!'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وہ جگہ دریافت کرنا چاہی مگر انہوں نے بتانے سے پہلوتہی کی' بعدازاں سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے اصرار پر انہوں نے اس جگہ کی نشاندہی فرمادی جس پر موصوف فوراً وہاں پہنچے اور نفل پڑھنے میں مصروف ہوگئے۔ اس طرح صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی اس ستون رحمت کا علم ہوگیا۔ اسی وجہ سے اسے ''اسطوانہ عائشہ'' کہا جاتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہ جگہ دعا کی قبولیت کے لئے خصوصی اہمیت رکھتی ہے۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص 440)

3- اسطوانہ توبہ:

یہ ستون رحمت قبر انور سے دوسرے اور منبر منور سے چوتھے نمبر پر ہے۔ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہاں نفل ادا فرماتے تھے۔ مسافر یا مہمان بھی یہاں آکر ٹھہرتے تھے۔ اسی جگہ تشریف فرما ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فقراء و مساکین حضرات میں قرآن کریم کی تعلیم اور اسلامی احکام کی تربیت فرماتے تھے۔ اس ستون رحمت کا دوسرا نام ''اسطوانہ ابولبابہ'' ہے۔ ایک غلطی کی بنا پر بغرض قبول توبہ حضرت سیّدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو اسی ستون رحمت کے ساتھ بندھوا دیا تھا اور قسم کھائی تھی کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک ہاتھوں سے آزاد نہیں فرمائیں گے نہ اس قید سے نکلوں گا نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا' بس اسی حالت میں مرجاؤں گا یا میرا گناہ بخشا جائے گا۔ انہیں صرف نمازوں اور طبعی حاجتوں کے لئے کھولا جاتا' وہ تقریباً سات دن بندھے رہے نہ کچھ کھایا نہ پیا' پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور آقائے نامدار' مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے دست پرانوار سے کھولا۔

(وفاء الوفاء ج ۱ ص 445,442)

4- اسطوانہ السریر:

یہ ستون رحمت اسطوانہ توبہ کی مشرقی جانب جالی مبارک سے ملا ہوا ہے۔ جب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کے لئے مسجد النبوی شریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں قیام فرماتے تو کبھی اسی جگہ سریر یعنی چارپائی بچھاتے جو کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی۔ اور اکثر رات کو حصیر یعنی چٹائی پر استراحت (آرام) فرماتے۔

(وفاء الوفاء ج ۱ ص 447' جذب القلوب ص 93)

5- اسطوانہ الحرس:

اسے اسطوانہ الحرس اور ''اسطوانہ علی'' بھی کہتے ہیں۔ حضرت مولا علی مشکل کشا شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اکثر یہاں نوافل ادا فرماتے اور راتوں کو محبوب باری صلی اللہ علیہ وسلم کی پہرے داری کی خدمات انجام دیتے۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص 449,448)

6- اسطوانہ وفود:

یہ ستون رحمت اسطوانہ الحرس کے پیچھے واقع ہے۔ جب کبھی گردونواح سے وفود عرب قبول اسلام کے لئے دربار رسالت میں حاضر ہوتے تو ہمارے پیارے آقا مکی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اسی مقام پر تشریف فرما ہوکر ان کو اپنی زیارت سے مشرف فرماتے اور صحابہ کبار علیہم الرضوان اردگرد بیٹھتے۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص 449)

اک سمت علی اک سمت عمرؓ صدیق ادھر عثمان ادھر
ان جگمگ جگمگ کرتے تاروں میں' مہتاب کا عالم کیا ہوگا

7- اسطوانہ جبرائیل:

حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام اکثر یہیں وحی لے کر نازل ہوتے۔ یہ ستون مبارک سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ پاک سے متصل اور ''صفہ شریف'' کے ٹھیک سامنے یعنی قبلے کی سمت سبز جالی مبارک کے اندر ہے۔ (جذب القلوب ص 94)

8- اسطوانہ تہجد:

یہاں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار ہا نماز تہجد ادا فرمائی ہے' ستون رحمت

Scanned with CamScanner

"صفہ شریف" کے سامنے جانب قبلہ حجرہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیچھے جانب شمال سبز جالیوں کے اندر ہے۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص 452) باہر قرآن پاک رکھنے کی الماریوں کے سبب زیارت مشکل ہے۔

یاد رہے! مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے متذکرہ آٹھ ستون رحمت بے شک افضل ترین ہیں مگر دیگر ستون مبارک بھی بلکہ ساری ہی مسجد شریف متبرک ہے۔ قدیم مسجد النبوی الشریف کے ہر ہر ستون پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک نظر پڑی ہے اور کوئی بھی اسطوانہ (ستون) ایسا نہیں جہاں صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے نماز نہ پڑھی ہو۔ صحیح بخاری میں ہے: حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو دیکھا ہے کہ وہ مغرب کے وقت ستونوں کی طرف سبقت کرتے یعنی جلدی جلدی پہنچتے تھے۔ (بخاری ج ۱ ص 187 حدیث 503)

روضۃ الجنۃ (جنت کی کیاری):

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ مبارکہ (جس میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار پرانوار ہے) اور منبر نور بار (جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے) کا درمیانی حصہ جس کا طول (لمبائی) 22 میٹر اور عرض (چوڑائی) 15 میٹر ہے۔ روضۃ الجنۃ یعنی "جنت کی کیاری" ہے۔ چنانچہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ یعنی میرے گھر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے باغ ہے۔ (بخاری ج ۱ ص 402 حدیث 1195) عام بول چال میں لوگ اسے "ریاض الجنۃ" کہتے ہیں مگر اصل لفظ "روضۃ الجنۃ" ہے۔

یہ پیاری پیاری کیاری ترے خانہ باغ کی
سرد اس کی آب و تاب سے آتش سقر کی ہے

(حدائق بخشش شریف)

محراب نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام:

مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں تادم تحریر چار محرابیں اپنے انوار لٹا رہی ہیں۔ 1۔ محراب النبی 2۔ محراب عثمانی 3۔ محراب تہجد 4۔ محراب سلیمانی۔ یہاں صرف محراب النبی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تحویل قبلہ (قبلے کی تبدیلی) کا حکم نازل ہونے کے بعد 14 یا 15 روز تک امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ستون عائشہ کے سامنے کھڑے ہو کر امامت فرماتے رہے پھر 15 شعبان المعظم 2 کو "ستون حنانہ" کے مقام کو شرف قیام سے مشرف فرمایا، یہ محراب شریف اسی جگہ پر کعبہ مشرفہ کے "میزاب رحمت" کی سمت بنی ہوئی ہے۔ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین علیہم الرضوان کے دور زریں میں محراب کی موجودہ علامت رائج نہیں تھی اس کو حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ولید بن عبد الملک کے حکم سے 88 ہجری (706ء) میں ایجاد کیا اور یہ وہ "بدعت حسنہ" ہے جسے تمام امت نے قبول کیا اور اب دنیا بھر کی مساجد کی طاق نما محرابیں حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی ایجاد مبارک سے برکتیں لئے ہوئے ہیں۔ اس سے یہ بات بھی سیکھنے کو ملی کہ دور صحابہ میں کسی چیز کا نہ ہونا اسے ناجائز نہیں کر دیتا، جیسے یہی مروجہ محراب، سنگ مرمر کے منبر، مساجد پر گنبد و مینار، سبز سبز گنبد و مینار، قبور اولیاء پر عمارات و گنبد، ختم بخاری، مائک پر اذان و خطبہ، اذان سے قبل درود شریف پڑھنا، ہر سال جشن ولادت کی دھوم دھام، گیارھویں شریف، اعراس بزرگان دین وغیرہ۔

محراب و منبر اور وہ ہریالی جالیاں
اور مسجد حبیب کا جلوہ نصیب ہو

(وسائل بخشش ص 119)

منبر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم):

اس سلسلہ میں دو فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرمائیں:

1-منبری علی حوضی-یعنی میرا منبر میرے حوض (حوض کوثر) پر ہے۔
(بخاری ج1 ص403 حدیث1196) منبر شریف کا وہ گولا جسے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تھاما کرتے تھے' صحابہ کرام علیہم الرضوان (برکت کے لئے) اس پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔
(الطبقات الکبری لابن سعد ج1 ص196)

2-منبر علی ترعة من ترع الجنة یعنی میرا منبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں واقع ہے۔ (وفاء الوفاء ج1 ص426)

☆......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سب سے پہلا منبر منور 8 ہجری میں تیار کیا گیا تھا' اس کے تین زینے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر مطہر پر رونق افروز ہوتے وقت تیسرے درجے (زینے) پر بیٹھتے اور دوسرے درجے پر پاؤں مبارک رکھتے تھے۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر مبارک کا طول (لمبائی) دو ہاتھ' عرض (چوڑائی) ایک ہاتھ اور ہر زینے کی چوڑائی ایک بالشت تھی۔ (جذب القلوب ص90) درمیان والا حصہ جس کے ساتھ تکیہ (ٹیک) لگاتے تھے وہ ایک ہاتھ لمبا اور جن حصوں پر خطبے کے لئے بیٹھتے وقت ہاتھ مبارک رکھتے تھے وہ ایک بالشت اور دو انگل اونچے تھے۔ (وفاء الوفاء ج1 ص402,400) منبر منور مبارک کے تینوں جانب پانچ لکڑیاں لگی ہوئی تھیں۔منبر اطہر کی یہ کیفیت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا صدیق اکبر' سیدنا فاروق اعظم' سیدنا عثمان غنی اور حضرت مولائے کائنات' علی المرتضیٰ شیر خدا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے میں بھی قائم رہی۔ (جذب القلوب ص90) موجودہ دور کے سنگ مرمر کے منبر "دور صحابہ" میں نہ ہونے کے باوجود جائز ہیں۔

چھپ چھپ کے دیکھوں منبر اقدس کی پھر بہار
شاید کبھی تو شاہ کا جلوہ نصیب ہو

(وسائل بخشش ص119)

مقام اذان حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ:

یاد رہے مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اندر جنت کی کیاری

میں موجود منبر شریف کے عین سامنے آٹھ ستونوں پر قائم سنگ مرمر کا خوبصورت چبوترہ ہے' اسے "مکبریہ" کہتے ہیں' اسی پر کھڑے ہو کر اذان و اقامت کہی جاتی ہے۔اس جگہ پر حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا اذان دینا ثابت نہیں۔ (ملخصا جستجوئے مدینہ ص518) حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کہاں کھڑے ہو کر اذان دیتے تھے اب اس جگہ کی نشاندہی دشوار ہے' تاہم اس کی تاریخ ملاحظہ ہو: احکام اذان کے نفاذ کے بعد شروع شروع میں حضرت سیدنا بلال ابن رباح مسجد النبوی شریف کے قریب واقع ایک اونچے مکان کی چھت پر تشریف لے جا کر اذان دیا کرتے تھے مگر اس کے بعد ان کے لئے لکڑی کا ایک اسٹول بنوا دیا گیا تھا جس پر کھڑے ہو کر وہ اس وقت تک اذان دیتے رہے جب تک کہ وہ عازم دمشق نہیں ہوئے۔اس اسٹول کو حجرۂ ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی چھت پر رکھ دیا گیا تھا جس پر کھڑے ہو کر اذان دی جاتی تھی۔اس کے بعد آل عمر فاروق نے اسے سیدنا حضرت بلال ابن رباح حبشی رضی اللہ عنہ کے تبرک اور آثار کے طور پر سنبھال لیا تھا جو کہ صدیوں تک محفوظ رہا۔قطب الدین حنفی (متوفی 990 ہجری) اپنی تاریخ مدینہ میں تصدیق کرتے ہیں: ان کے ایام میں بھی وہ اسٹول حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے آثار کے طور پر محفوظ تھا پھر جب دار آل عمر کو ایک مدرسہ میں تحویل کر دیا گیا تب بھی وہ متبرک آثار قائم و دائم رہا لیکن بیسویں صدی کے شروع میں وہ گوشۂ گمنامی میں چلا گیا۔

صفہ شریف:

صفہ سائبان اور سائے دار جگہ کو کہتے ہیں۔مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے داخل ہوں تو کچھ قدم چلنے کے بعد سیدھے ہاتھ کی جانب صفہ شریف اپنے جلوے لٹا رہا ہے۔صفہ زمین سے آدھا میٹر بلند ہے جبکہ اس کی لمبائی 12 میٹر اور چوڑائی 8 میٹر ہے اور اس کے اطراف میں تقریباً دو فٹ اونچی پیتل کی جالی کا خوبصورت حصار (جنگلہ) بنا ہوا ہے' یہاں زائرین تلاوت قرآن مبین بھی

Scanned with CamScanner

کرتے ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں فقراء مہاجرین صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ایک گروہ اسلامی تعلیم کے حصول پر تطہیر قلوب (دلوں کی پاکیزگی کے حصول) کی خاطر صبح وشام قیام پذیر رہتا تھا۔ ان کی تعداد 70 اور 400 کے درمیان رہی ہے۔ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کہیں سے صدقہ حاضر کیا جاتا تو اصحاب صفہ علیہم الرضوان کے یہاں بھجوا دیتے اور اگر کہیں سے ہدیہ (تحفہ و نذرانہ) حاضر خدمت ہوتا تو خود بھی تناول فرماتے اور اصحابِ صفہ علیہم الرضوان کو بھی شریک فرما لیتے۔ علم دین کے یہ شائقین نہایت سادہ اور غریب ومسکین ہوا کرتے تھے انہیں میں سے ایک مشہور صحابی حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: میں نے 70 اصحاب صفہ کو دیکھا کہ ان کے پاس چادر تک نہ تھی فقط تہبند تھا یا کمبل جسے اپنی گردن میں باندھ کر لٹکا لیتے تھے اور وہ بھی اس قدر چھوٹا ہوتا کہ کسی کی آدھی پنڈلیوں تک پہنچتا اور کسی کے ٹخنوں تک اور ہاتھ سے اسے تھامے رہتے کہ کہیں ستر کھل نہ جائے۔ (بخاری ج 1 ص 169 حدیث 442)

ہم تو سرکار کے ٹکڑوں پہ پلا کرتے ہیں

سیّدنا مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرمایا کرتے تھے: قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کہ میں بسا اوقات بھوک کی شدت کے باعث اپنا شکم (پیٹ) اور سینہ زمین پر لگا دیتا اور بعض اوقات پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تاکہ سیدھا کھڑا ہو سکوں۔ (بخاری ج 4 ص 234 حدیث 6452) جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان علم دین کے عاشقین کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اپنے وجد آفرین کلمات سے نوازتے ہوئے ان سے فرمایا: ''اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ رب کائنات (عزوجل) نے تمہارے لئے کیسے کیسے انعامات تیار کر رکھے ہیں تو تم تمنا کرتے کہ کاش! فقر وفاقے کا یہ سلسلہ اور طویل ہو جائے۔''

(ترمذی ج 4 ص 162 حدیث 2375)

جستجو میں کیوں پھریں مال کی مارے مارے
ہم تو سرکار کے ٹکڑوں پہ پلا کرتے ہیں

(وسائل بخشش ص 144)

مساجد مدینہ منورہ:

مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً اور اس کے گردونواح میں متعدد ایسی مساجد ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں۔ ان میں اکثر کے نشانات ختم ہو چکے ہیں۔ تاہم حصول برکت کے لئے چند کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ زائرین عاشقین انہیں تلاش کر کے جہاں جہاں مسجدیں ملیں وہاں نفلیں پڑھیں اور جہاں آثار نہ پائیں وہاں بنگاہ حسرت فضاؤں کی زیارت کر کے برکت حاصل کریں اور وہاں دعائیں مانگیں کہ جہاں جہاں سلطان کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی ہے وہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ محقق علی الاطلاق، خاتم المحدثین، حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عشق ومستی میں ڈوب کر کتنی پیاری بات کہی ہے کہ ''ارباب بصیرت (دل کی نظر رکھنے والے) یہ جانتے ہیں کہ ان (مکے مدینے کے) پہاڑوں اور وادیوں میں اثر جمال محمدی اور ظہور کمال احمدی سے کس قدر نورانیت ظاہر ہو رہی ہے! بے شک اس کا سبب یہی ہے کہ ان تمام جگہوں میں کوئی بھی ایسا ذرہ نہیں جس پر نظر مبارک نہ پڑی ہو اور وہ دیدار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے شرفیاب نہ ہوا ہو۔ (جذب القلوب ص 148)

آ کے میں روح کے ہر تہ میں سمولوں تجھ کو
اے ہوا تو نے سرکار کو دیکھا ہو گا

۱۔ مسجد قبا:

مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً سے تقریباً تین کلومیٹر جنوب مغرب کی طرف ''قبا'' نامی ایک قدیمی گاؤں ہے جہاں یہ متبرک مسجد بنی ہوئی ہے، قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں اس کے فضائل نہایت اہتمام سے بیان فرمائے گئے ہیں۔ مسجد النبوی

Scanned with CamScanner

الشریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے درمیانی چال سے چل کر تقریباً 40 منٹ میں عاشقانِ رسول مسجد قبا پہنچ سکتے ہیں۔ بخاری شریف میں ہے: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کو کبھی پیدل تو کبھی سواری پر مسجد قبا تشریف لے جاتے تھے۔

(بخاری ج 1 ص 402 حدیث 1193)

پیارے آقا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مسجد قبا میں نماز پڑھنا ''عمرے'' کے برابر ہے۔

(ترمذی ج 1 ص 348 حدیث 324)

نیز فرمایا: جس شخص نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر مسجد قبا میں جا کر نماز پڑھی تو اسے ''عمرے'' کا ثواب ملے گا۔ (ابن ماجہ ج 2 ص 175 حدیث 1412)

☆...... امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد قبا میں داخل ہوئے تو ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے اس مسجد میں ایک نماز پڑھنا بیت المقدس میں ایک نماز پڑھنے کے بعد چار رکعتیں پڑھنے سے زیادہ محبوب ہے، اور اگر یہ مسجد دور دراز علاقے میں ہوتی تب بھی ہم اونٹوں کے جگر فنا کر دیتے (اس کی زیارت کے لئے ہم ضرور سفر کرتے)۔ (کنز العمال ج 7 ص 62 حدیث 38174)

حضرت سیّدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہر ہفتے مسجد قبا میں حاضر ہوتے تھے۔ (مسلم ص 724 حدیث 1399) **لا تشدوا الرحال** والی حدیث سے مغالطہ دینے والے ذرا ان ارشادات پہ غور فرمائیں۔

2- مسجد فضیخ:

یہ مسجد شریف مسجد قبا سے مشرقی جانب ایک کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ جبکہ لشکر اسلام نے بنی نضیر کا محاصرہ کیا تھا، اس وقت شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک خیمہ یہیں لگایا گیا تھا اور اس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے 6 دن نمازیں ادا فرمائی تھیں۔ (وفاء الوفاء ج 2 ص 821) اس کی یادگار میں یہ مسجد بنائی گئی۔ بعض لوگ غلط فہمی کے

سب اس کو ''مسجد شمس'' کہتے تھے۔ اگست 2001ء میں یہ مبارک مسجد شہید کر دی گئی، کچھ عرصہ ملبہ شریف تشریف فرما رہا پھر وہ بھی اٹھا لیا گیا، جگہ ہموار ہو گئی اور علاقے کے لوگوں کی گاڑیوں کی پارکنگ کی جگہ بن گئی! (فیا اسفاہ)

3- خمسہ (یا سبعہ) مساجد:

مدینہ طیبہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کے شمال مغربی طرف سلع پہاڑ کے دامن میں پانچ مسجدیں ایک دوسرے کے قریب قریب واقع ہیں۔ دراصل یہاں پہلے سات مساجد ہوا کرتی تھیں عربی میں سات کو ''سبع'' کہتے ہیں لہٰذا یہ علاقہ ''سبع مساجد'' کے نام سے جانا جاتا تھا۔ کچھ سال قبل دو مساجد شہید کر کے وہاں لاری اڈہ، دکانیں اور پارکنگ ایریا وغیرہ بنا دیا گیا ہے (فیا عجباہ) چونکہ اب پانچ مسجدیں رہ گئی ہیں اور عربی میں پانچ کو ''خمسہ'' کہتے ہیں اس لئے آہستہ آہستہ یہ مقام ''خمسہ مساجد'' کے نام سے مشہور ہو گیا۔ ان پانچ میں سے ایک مسجد بنام ''مسجد الفتح'' ٹیلے پر واقع ہے جس پر چڑھنے کے لئے سیڑھیاں بھی موجود ہیں۔ ''غزوۂ احزاب'' کے موقع پر (جسے غزوۂ خندق بھی کہا جاتا ہے) حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد الفتح کے مقام پر پیر، منگل، بدھ تین دن مسلمانوں کی فتح و نصرت کے لئے دعا فرمائی، تیسرے دن ظہر و عصر کے درمیان فتح کی بشارت ملی اور ایسی فتح کامل حاصل ہوئی کہ اس کے بعد ہمیشہ کفار مغلوب (دبے ہوئے) رہے۔

حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جب مجھے مشکل پیش آتی ہے تو ''مسجد فتح'' میں جا کر دعا مانگتا ہوں تو مشکل حل ہو جاتی ہے۔'' مسجد الفتح کے علاوہ دیگر چھ مسجدوں کے نام یہ ہیں۔ 1۔ مسجد سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یہ اصل میں مسجد علی بن ابی طالب ہے)۔ 2۔ مسجد سیّدنا عمر بن خطاب (شہید ہو چکی ہے)۔ 3۔ مسجد سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم یہ ماضی قریب میں مسجد ابوبکر صدیق کے نام سے جانی جاتی تھی اب شہید کر دی گئی ہے۔ 4۔ مسجد سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ (یہ مسجد دورِ صحابہ میں نہ تھی، اس کی کوئی تاریخ منقول نہیں، کہا جاتا ہے کہ 1329ھ (1911ء) کے بعد بنائی گئی

Scanned with CamScanner

ہے)۔ 5۔ مسجد سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ۔ 6۔ مسجد ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ (شہید ہوچکی ہے۔)

4- مسجد غمامہ:

مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما یا جدہ شریف سے جب مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا و تعظیما آتے ہیں تو مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام آنے سے قبل اونچے قبوں (گنبدوں) والی ایک نہایت ہی خوب صورت مسجد آتی ہے یہی ''مسجد غمامہ'' ہے۔ ہمارے پیارے آقا مکی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے 2ھ میں پہلی بار عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز اس مقام پر کھلے میدان میں ادا فرمائی ہے۔ یہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کے لئے دعا فرمائی' دعا فرماتے ہی بادل گھر گئے اور بارش برسنی شروع ہوگئی۔ ''بادل'' کو عربی زبان میں غمامہ کہتے ہیں اسی نسبت سے اسے اب مسجد غمامہ کہتے ہیں۔ یہاں کھلا میدان تھا' پہلی صدی کے مجدد' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے یہاں مسجد تعمیر کروادی۔

5- مسجد اجابہ:

یہ مسجد مبارک مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما کی قدیم ترین 9 مساجد میں سے ایک ہے جو کہ شارع ملک فیصل (پرانا نام شارع ستین یا پہلے طریق دائری ROUND ABOUT) پر جنت البقیع کی شمال مشرقی جانب (شارع ستین اور شارع ملک عبد العزیز کے چوک کی الٹی طرف) واقع ہے۔ اس مقام پر ایک بار ہمارے پیارے آقا' مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور ''تین دعائیں'' فرمائیں ان میں سے دو قبول ہوئیں اور ایک سے روک دیا گیا۔ وہ تین دعائیں یہ تھیں: 1۔ یا اللہ عزوجل! میری امت قحط سالی کے سبب ہلاک نہ ہو۔ (قبول ہوئی)۔ 2۔ یا اللہ عزوجل! میری امت پانی میں ڈوب کر ہلاک نہ ہو۔ (قبول ہوئی)۔ 3۔ یا اللہ عزوجل! میری امت آپس میں نہ لڑے۔ (روک دیا گیا)۔ (مسلم ص1544 حدیث 2890)

6- مسجد سقیا:

یہ مسجد شریف' عجائب گھر کے قریب مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما کے ریلوے اسٹیشن کے احاطے میں ہے' مسجد سقیا اس تاریخی مقام پر بنائی گئی تھی جہاں یہ ایمان افروز واقعہ ہوا تھا چنانچہ امیر المؤمنین حضرت مولائے کائنات' علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بیان کرتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ہم مدینہ طیبہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما سے نکلے' جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حرۃ السقیا کے قریب پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا' وضو کرکے قبلہ رو کھڑے ہوکر اہالیان مدینہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما کے لئے اس طرح خیر و برکت کی دعا فرمائی: اے اللہ عزوجل! ابراہیم تیرے بندے اور خلیل تھے' انہوں نے مکے والوں کے لئے برکت کی دعا فرمائی تھی اور میں تیرا بندہ اور رسول ہوں تجھ سے اہل مدینہ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ ان کے مد اور صاع (یہ دو پیمانوں کے نام ہیں ان) میں اہل مکہ کی نسبت دوگنا برکت عطا فرما۔

(ترمذی ج5 ص482 حدیث3940)

7- مسجد سجدہ:

جنت میں لے جانے والے اعمال صفحہ 496 پر ہے: حضرت سیّدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ باہر تشریف لائے تو میں بھی پیچھے ہولیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے اور سجدے میں تشریف لے گئے' آپ نے سجدہ اتنا طویل کردیا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہیں اللہ عزوجل نے روح مبارکہ قبض نہ فرمالی ہو! چنانچہ میں قریب ہوکر بغور دیکھنے لگا' جب سر اقدس اٹھایا تو فرمایا: ''اے عبد الرحمٰن! کیا ہوا؟'' میں نے جواباً اپنا خدشہ ظاہر کردیا تو فرمایا: جبرائیل امین علیہ السلام نے مجھ سے کہا: ''کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات خوش نہیں کرتی کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جو تم پر درود پاک پڑھے گا میں اس پر رحمت نازل فرماؤں گا اور جو تم پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلامتی نازل فرماؤں گا۔'' (مسند احمد ج1 ص 406)

Scanned with CamScanner

حدیث 1662) بطور یادگار اس مقام پر انوار پر ''مسجد سجدہ'' بنادی گئی تھی۔ آج کل وہ جدید تعمیر کے ساتھ موجود تو ہے مگر وہاں آویزاں تختی پر ''مسجد ابوذر'' لکھا ہوا ہے۔

8-مسجد ذباب (یا مسجد رایہ):

''ثنیۃ الوداع'' سے جبل احد کی طرف جاتے ہوئے الٹے ہاتھ پر مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما سے شمال (NORTH) کی طرف ''ذباب'' نامی پہاڑ پر غزوہ تبوک سے واپسی پر یا بعض روایات کے مطابق ''غزوہ خندق'' کے موقع پر سرکار مدینہ منورہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ شریف نصب کیا گیا تھا۔ روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''جبل ذباب'' پر نماز بھی ادا فرمائی ہے۔ (جذب القلوب 136، 137، وفاء الوفاء ج2 ص845) اس مبارک پہاڑ پر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے بطور یادگار ایک مسجد بنائی جسے ''مسجد ذباب'' یا ''مسجد رایہ'' کہا جاتا ہے۔ اسے ماضی میں مسجد قرین اور ''مسجد زاویہ'' کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا۔

9-مسجد عینین:

یہ مسجد شریف مزار حضرت سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے دروازۂ مبارکہ کے سامنے جانب قبلہ واقع پہاڑ ''جبل الرماۃ'' پر واقع تھی، احد کے دن لشکر اسلام کے تیر انداز اس پر کھڑے تھے۔ کہتے ہیں، سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو اسی مقام پر برچھی لگی تھی۔ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مع صحابہ کرام علیہم الرضوان وہاں مسلح نماز ادا فرمائی تھی۔ (وفاء الوفاء ج2 ص848-849)

10-مسجد مشربہ اُمّ ابراہیم:

یہ مسجد شریف حرہ شرقیہ کے قریب نخلستان (کھجور کے باغ) میں واقع تھی۔ مشربہ یعنی باغ اور اُمّ ابراہیم سے مراد اُمّ المؤمنین حضرت سیّدنا ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں، یہ ان ہی کا باغ تھا اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلارے حضرت سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت یہیں ہوئی تھیں۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہاں نماز

پڑھنا ثابت ہے۔ (جذب القلوب ص127) آج کل یہ مقدس مشربہ یعنی مبارک باغ قبرستان بنا ہوا ہے اور اسے چار دیواری میں بند کر دیا گیا ہے اور یہاں عاشقان رسول کا داخلہ ممنوع ہے، قبرستان کے درمیان ایک چھوٹی سی قدیم مسجد ہے جس کے صحن میں ایک نہایت ہی خستہ حال کنواں ہے۔ ایک مورخ کا بیان ہے: ''مجھے جب بھی داخلے میں کامیابی ملی، میں نے اس مسجد میں تدفین کا سامان پایا ہے!'' موجودہ چار دیواری کے باہر پرانی طرز کی ایک بغیر چھت کی مسجد بنا دی گئی ہے۔ ایک محقق کا کہنا ہے کہ اس کی کوئی تاریخی حیثیت نہیں اصل مسجد شریف مشربہ (باغ شریف) کے اندر ہی ہے۔

11-مسجد بنی قریظہ:

یہ مسجد شریف حرہ شرقیہ کے پاس ''مسجد شمس'' سے کافی فاصلے پر جانب مشرق (EAST) مسجد فضیح اور مشربہ اُمّ ابراہیم کے درمیان واقع تھی۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کے محاصرے کے دوران اس مسجد کو نماز کے لئے مقرر کیا تھا۔ (فتح الباری ج8 ص106) ایک روایت کے مطابق مسجد بنی قریظہ'' اس مقدس مقام پر بنائی گئی تھی جہاں 5 ہجری (627ء) میں ''غزوۂ بنو قریظہ'' کے موقع پر محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ''عریش'' (دھوپ سے بچنے کے لئے سائبان) نصب کیا گیا تھا۔ ایک روایت کے مطابق قریب ہی ایک خاتون کا گھر تھا جس میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی تھی۔ حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے توسیع کے دوران اس مبارک مکان کو بھی مسجد شریف میں شامل کرلیا تھا۔ (جذب القلوب ص126) اب اس مسجد بنو قریظہ کی زیارت نہیں ہوسکتی۔ آہ! اس مقدس مقام پر پچھلے سالوں ''ورکشاپ'' بنی ہوئی دیکھی گئی تھی! وہاں کی فضاؤں کو حسرت سے چومیے اور عشق رسول میں دل جلایئے۔

12-مسجد النور:

ایک بار حضرت سیّدنا اسید بن حضیر اور حضرت سیّدنا عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

Scanned with CamScanner

دونوں دربارِ رسالت سے کافی رات گزرنے کے بعد اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔
اندھیری رات میں جب راستہ نظر نہیں آیا تو اچانک حضرت سیّدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی لاٹھی روشن ہوگئی اور یہ دونوں اس کی روشنی میں چلتے رہے۔ جب دونوں کا راستہ الگ الگ ہوگیا تو حضرت سیّدنا عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی اور دونوں اپنی اپنی لاٹھی شریف کی روشنی میں اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔ (مسند امام احمد ج4 ص277 حدیث 12407) جہاں دونوں صحابی جدا ہوئے تھے وہاں یعنی مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کے شمال مشرقی حصے میں جنت البقیع کے اس پار جہاں قبیلہ بنی عبدالاشہل آباد تھا پہلی صدی ہجری کے مجدد امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے "مسجدِ نور" تعمیر کروائی تھی۔ اب اس کی زیارت نہیں ہو سکتی، عاشقانِ رسول صرف فضائیں چوم کر برکتیں حاصل کریں۔

13-مسجدِ فسح:

جبلِ احد کے دامن میں "شعب جرار" کی جانب ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ غزوۂ احد کے مشہور و معروف کم سن مجاہد حضرت سیّدنا رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں چند نمازیں ادا کی تھیں۔" (تاریخ المدینۃ المنورۃ لابن شبہ ج1 ص57) مطری کے قول کے مطابق "ظہر و عصر کی نمازیں یہاں ادا فرمائی تھیں۔" (وفاء الوفاء ج2 ص848) بعض مورخین کے نزدیک غزوہ احد میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم ہائے مبارکہ یہاں دھوئے گئے تھے اس لئے یہ "مسجدِ غسل" کے نام سے بھی جانی جاتی تھی۔ زائرین نے بہت سال پہلے اس مقام پر مسجد کا ایک کھنڈر دیکھا تھا جس کے گرد لوہے کے خاردار تار لگے ہوئے تھے۔ غالباً یہ "مسجدِ فسح" ہی تھی۔
اس مسجد شریف کی زبوں حالی خون کے آنسو بہانے کا مقام ہے کہ یہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سجدہ گاہ کی یادگار ہے۔ خدا جانے اب وہ کھنڈر بھی باقی ہے یا نہیں!

14-مسجد بنی ظفر (یا مسجد بغلہ):

جنت البقیع کے شرقی جانب (EAST میں) حرہ شرقیہ کی طرف "اوس" نامی قبیلے کی ایک شاخ "قبیلہ بنی ظفر" آباد تھا، یہ "مسجد بنی ظفر" وہاں تھی، اسے مسجد بغلہ (خچر والی مسجد) بھی کہا جاتا ہے۔ وہاں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چٹان پر تشریف فرما ہوکر حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تلاوت سنی تھی، اور اس قدر روئے تھے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی تھی۔

(معجم کبیر ج19 ص243 حدیث 546)

وہ چٹان مبارک تبرکاً مسجد میں رکھی گئی تھی، عاشقانِ رسول اس کی زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے تھے۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ بے اولاد عورتیں اس پر بیٹھ کر دعا کرتیں تو اولاد کی نعمت سے سرفراز ہوجاتی تھیں۔ (جذب القلوب ص128) وہاں اور بھی تبرکات تھے، جن میں ایک پتھر شریف پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے خچر کے سم (کھر) مبارک کا نشان تھا، ایک پتھر منور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کہنی مبارک اور مقدس انگلیوں کے نشانات تھے۔ (ایضاً) افسوس نہ اب اس مسجد کی عمارت رہی نہ ہی تبرکات۔ عاشقانِ رسول صرف وہاں کی فضاؤں کی زیارت فرمائیں، دل جلائیں اور ہو سکے تو آنسو بہائیں۔

15-مسجد مائدہ:

مسجد بنی ظفر کے قریب ہی "مسجد مائدہ" واقع تھی۔ منقول ہے کہ یہ اسی مقام پر بنی تھی جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے نصرانیوں کے ساتھ مباہلے کے لئے منتخب فرمایا تھا اور جس جگہ سیّدنا سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ نے سرکار نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لکڑیاں گاڑ کر اپنی چادر تان کر سائبان کھڑا کیا تھا اور حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل بیت کے ہمراہ وہاں تشریف لائے تھے۔ ایک تاریخی روایت کے مطابق اس مقام پر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت اطہار کے لئے جنت سے "پانچ پیالوں" میں

Scanned with CamScanner

کھانا نازل ہوا تھا۔ اس لئے اسے ''مسجد پنج پیالہ'' بھی کہتے ہیں۔ یہاں عاشقان رسول نے بطور یادگار گنبد بنائے تھے۔ 1400ھ میں زرین نے اس مقدس مقام کے کھنڈر کی زیارت کی تھی' گنبد وغیرہ موجود نہیں تھے اور یہ لکھتے وقت فضاؤں کے سوا کچھ نہیں بچا۔ عاشقان رسول کے لئے ان فضاؤں کی زیارت کر کے عشق رسول میں دل جلانا بھی بہت بڑی سعادت ہے۔

16- مسجد بنی حرام:

یہ مسجد شریف حضرت سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے اسی مکان عالیشان کی جگہ پر عاشق رسول' حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے بنوائی تھی جہاں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ تین معجزات ظاہر ہوئے تھے:

1- ایک بکری سے بہت سارے (ایک روایت کے مطابق 1500) صحابہ کرام علیہم الرضوان کا پیٹ بھر گیا تھا۔

2- سرکار نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ہڈیوں پر دست مبارک رکھ کر کچھ پڑھا تو بکری زندہ ہوگئی تھی۔

3- سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کے فوت شدہ دو شہزادے سرکار نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے زندہ ہوگئے تھے۔ (ان ایمان افروز واقعات کی تفصیل ''فیضان سنت'' جلد اول صفحہ 345 تا 349 پر ملاحظہ فرمایئے) اسی مکان عظیم الشان میں سرکار دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز بھی ادا فرمائی تھی۔ یہ مسجد شریف' مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ''خمسہ مساجد'' جاتے ہوئے ''السیح'' کے علاقے میں سڑک کے سیدھے ہاتھ پر اس بستی کے اندر واقع ہے جو کہ جبل سلع کے دامن میں آباد ہے۔ 1409ھ میں قدیم بنیادوں پر یہاں شاندار مسجد بنا دی گئی ہے مگر باہر ملکوں سے آئے ہوئے حجاج و معتمرین اکثر اس کے دیدار سے محروم ہی رہتے ہیں کیونکہ اسے آبادی کے اندر جا کر تلاش کرنا دشوار ہے۔

17- مسجد شیخین:

مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے مزار سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ پر جاتے ہوئے الٹے ہاتھ پر دور ہی سے یہ مسجد شریف نظر آ جاتی ہے۔ اس مبارک مقام کو بہت ساری نسبتیں حاصل ہیں مثلاً:

1- غزوۂ اُحد کے لئے جاتے ہوئے سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں پر پڑاؤ فرمایا اور رات کا کچھ حصہ گزارا تھا۔

2- یہاں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یا دو نمازیں ادا فرمائی تھیں۔

3- اسی جگہ جسم پرانوار پر ہتھیار اور زرہیں سجائی تھیں۔

4- یہاں جنگی تیاریوں کا معاینہ اور مجاہدین کا انتخاب فرمایا تھا اور کئی بچوں کو واپس لوٹایا تھا۔

5- یہیں حضرت سیّدنا رافع رضی اللہ عنہ بڑے نظر آنے کے لئے پاؤں کی انگلیوں پر کھڑے ہو گئے تھے تو بارگاہ رحمت سے اجازت مل گئی تھی' اس پر ایک اور بچے سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے عرض کی تھی کہ میں رافع سے زیادہ طاقتور ہوں' پھر دونوں میں کشتی ہوئی اور سمرہ غالب آ گئے تھے اور ساتھ چلنے کی اجازت پا گئے تھے۔ اس مسجد شریف کو ''مسجد الشیخین'' کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہاں ایک بوڑھے اندھے یہودی اور اندھی یہودن بڑھیا کے جدا جدا دو قلعے تھے۔ بوڑھے کو عربی میں ''شیخ'' کہتے ہیں' اس وجہ سے وہ آبادی دو بوڑھوں کے سبب ''الشیخین'' کے نام سے مشہور تھی۔ اس مسجد شریف کے اور بھی نام ہیں۔ 1۔ مسجد درع 2۔ مسجد بدائع اور 3۔ مسجد عدوی۔ آج کل اوقاف مدینہ کی طرف سے جدید طرز پر تعمیر کر کے اس کا نام ''مسجد خیر'' رکھا گیا ہے۔

18- مسجد مستراح:

یہ مسجد شریف مسجد شیخین سے تھوڑے ہی فاصلے پر احد شریف کی طرف جاتے ہوئے عین سڑک پر واقع ہے۔ ابتدائے اسلام میں اسے ''مسجد بنی حارثہ'' کہا جاتا تھا

Scanned with CamScanner

کیوں کہ وہاں قبیلۂ بنی حارثہ (اوسی) آباد تھا۔ ایک روایت کے مطابق ایک صحابی (سیّدنا حارث بن سعد بن عبید الحارثی رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مسجد میں نماز ادا فرمائی تھی۔'' (وفاء الوفاء ج2 ص865) سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد سے واپسی پر یہاں تھوڑی دیر استراحت یعنی آرام فرمایا تھا۔ اسی لئے اسے ''مسجد مستراح'' کہا جاتا ہے۔ آج کل یہاں عالی شان مسجد بنی ہوئی ہے۔

19-مسجدِ مصبح (یا مسجد بنی انیف):

یہ مسجد شریف مسجد قبا کے سامنے والے علاقے میں واقع ہے۔ مسجد قبا کے سامنے سروس روڈ پر آبادی کے اندر ایک طرف داخل ہوں تو آگے چل کر ''مستودعات الغسان'' کے فوراً بعد ایک خستہ حال مسجد شریف کی غیر مسقّف (بغیر چھت کے) چار دیواری نظر آتی تھی جس کے اطراف میں ملبے کا ڈھیر بھی دیکھا گیا ہے۔ (خدا جانے تادم تحریر وہ مسجد شریف کس حال میں ہے!) قبیلہ بنی انیف کے لوگ یہاں آباد تھے' اس مقام پر صحابۂ کرام علیہم الرضوان جمع ہو کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ شریف سے آمد کا انتظار کیا کرتے تھے' آخر کار ان کی مراد بر آئی اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بصورت ہجرت تشریف آوری ہو گئی۔ اسی مقام پر سرکار عالی وقار صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد پہلی نماز فجر ادا فرمائی تھی۔

20-مسجد بنی زُرَیق:

بیعت عقبہ اول میں ایمان لانے کے بعد حضرت سیّدنا ابو رافع بن مالک زریق رضی اللہ عنہ نے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما میں ورود مسعود سے قبل ہی یہ مسجد شریف بنالی تھی اور ایمان لانے والے حضرات وہاں نماز پڑھتے اور سیّدنا ابو رافع بن مالک زریق رضی اللہ عنہ کو بارگاہ رسالت سے اس وقت تک کا نازل شدہ قرآن کریم کا جو حصہ عنایت ہوا تھا اس کی تلاوت کرتے تھے۔ سرکار

Scanned with CamScanner

مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مسجد میں داخل ہوئے ہیں۔ (وفاء الوفاء ج2 ص857) مسجد زریق مسجد غمامہ اور موجودہ کورٹ کے درمیانی حصے میں کسی جگہ پر واقع تھی' آہ! اس تاریخی اور مدینے کی سب سے پہلی مسجد کا اب کوئی نام و نشان باقی نہیں رہا۔ عاشقان رسول اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ وہاں کی فضاؤں کو نگاہوں سے چوم کر برکتیں حاصل کریں۔ (اور حکومت کے لیے ہدایت کی دعا بھی کریں)

21-مسجد کتیبہ:

مدینہ منورہ زادہ اللہ شرفا وتعظیما کے اولین انصاری صحابی حضرت سیّدنا ابو رافع بن مالک زریق رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں شہید ہو گئے۔ مبارک لاش کی آپ رضی اللہ عنہ کے مکان عالی شان ہی میں تدفین کی گئی۔ بعد میں خاندان والوں نے اس مکان برکت نشان پر اس طرح مسجد تعمیر کی کہ آپ رضی اللہ عنہ کا مزار پر انوار صحن میں آ گیا۔ صوفیائے کرام رحمہم اللہ السلام کا مشہور سلسلۂ طریقت ''سنوسیہ'' آپ رضی اللہ عنہ ہی کی اولاد سے جاری ہوا ہے۔ اس مسجد شریف کے قریب عثمانیوں (ترکوں) نے عارضی فوجی بارکیں بنوائی ہوئی تھیں' چونکہ عربی میں فوجی بٹالین یا یونٹ کو ''کتیبہ'' کہتے ہیں اس لئے وہ علاقہ ''کِتیبہ'' کہلانے لگا اور اسی وجہ سے اس مسجد شریف کو ''مسجد الکتیبہ'' کہا جانے لگا۔ یہ مسجد مع ایک قدیم مینار اس تحریر سے چند سال قبل تک باقی تھی' پنج وقتہ نماز بھی ہوتی تھی' البتہ صد کروڑ افسوس کہ مزار شریف شہید کر کے فرش ہموار کر دیا گیا تھا۔

22-مسجد بنی دینار:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما میں خاندان بنی دینار بن النجار کی ایک خاتون سے شادی فرمائی' ایک بار انہوں نے سرکار نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دعوت پیش کی اور تشریف لا کر نماز ادا کر کے گھر کو منور کرنے کی التجاء کی۔ شرف قبولیت سے سرفرازی ملی اور وہاں قدم رنجہ فرما کر شہنشاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی۔ (وفاء الوفا ج2 ص866)

اسی مکان عالی شان پر سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے بطور یادگار ''مسجد بنی دینار'' بنوائی۔ بعد میں علاقہ بنی دینار میں دھوبیوں کی آبادی ہوگئی' وہاں دھوبی گھاٹ بن گئے' جس سے وہ محلّہ ''علاقہ غسالین'' مشہور ہوا اور یہ مسجد ''مسجد غسالین'' کہلانے لگی۔ آج کل اسے ''مسجد مقیسلہ'' کہتے ہیں۔ اس مسجد شریف کا نیا محل وقوع یعنی پتا: محلۃ المالۃ مدرسہ عسکریہ کے پیچھے آبادی میں تقریباً آدھا کلومیٹر اندر کی طرف ہے۔ اب اس تاریخی متبرک مسجد کے قریب جدید سہولتوں سے آراستہ ایک بڑی مسجد بنا دی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے اس مبارک مسجد کی طرف لوگوں کا رجحان کم ہے اور اس کی اصل حیثیت پر گمنامی کی دھندلاہٹ چھا رہی ہے۔

23- مسجد منارتین:

حضرت سیّدنا حرام بن سعد بن محیصہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شاہ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر نماز پڑھی تھی۔ (وفاء الوفاء ج2 ص878-879) عاشقان رسول نے بطور یادگار یہاں ''مسجد منارتین'' تعمیر فرمائی۔ اس کا پتا یہ ہے: مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام سے شارع عنبریہ (قدیم نام شارع مکہ) سے ہو کر وادیٔ عقیق کی طرف جائیں تو تقریباً آدھے کلومیٹر کے فاصلے پر پیٹرول پمپ آئے گا' اس سے تھوڑا سا آگے سیدھے ہاتھ پر ایک کھلا میدان ہے جہاں اس تحریر سے قبل دور ہی سے اس مسجد شریف کے کھنڈرات نظر آجاتے تھے۔ بقول ایک جدید مورخ کے اس مقام پر اب ایک بہت بڑی مسجد بنانے کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے' جسے ''مسجد منارتیں'' ہی کے نام سے پکارا جائے گا' مگر صد کروڑ افسوس! وہ ظاہراً مختصر سی مسجد جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سجدہ گاہ بننے کا شرف حاصل ہوا تھا وہ غلط منصوبہ بندی سے نئی عمارت کے صدر دروازے (مین انٹرنس) کے پاس معاذ اللہ جوتے اتارنے کی جگہ پڑتی ہے۔ (اس تحقیق کو تادم تحریر کچھ سال گزر چکے ہیں' ہوسکتا ہے نئی مسجد اب بن چکی ہو۔

مری ہوئی بکری کا واقعہ پیش آیا:

''مسجد منارتین'' والے مقام کی طرف گزرتے ہوئے ہوا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ہمراہ اسی مقام سے گزر رہے تھے۔ اچانک حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مبارک ایک مردہ بکری پر پڑی جس سے بدبو آ رہی تھی' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ناک پر کپڑے ڈال لئے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس بکری کا اپنے مالک پر کیا اثر دیکھتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ کیا اثر دکھا سکتی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ دنیا اس سے بھی ہلکی ہے جتنا یہ بکری اپنے مالک کے لئے ہلکی ہے۔ (وفاء الوفاء ج2 ص878)

24- مسجد جمعہ:

یہ مسجد شریف مسجد قبا سے مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کی طرف جاتے ہوئے سیدھے ہاتھ پر آتی ہے۔ ہجرت مبارکہ کے موقع پر قبا شریف سے فارغ ہو کر محبوب رب الانام صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرام علیہم الرضوان عازم مدینہ ہوئے اور یہ جلوس مبارک جب ''بنی سالم'' کے علاقے سے گزرا تو مقامی حضرات نے کچھ دیر اپنے یہاں قیام کی التجاء کی' جو منظور کر لی گئی۔ اسی دوران نماز جمعہ کا وقت آ گیا' تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ہمراہ باجماعت پہلی نماز جمعۃ المبارک ادا فرمائی۔ جہاں نماز ادا کی گئی وہاں باقاعدہ مسجد بنالی گئی۔

25- مسجد معرّس:

یہ مسجد شریف میقات اہل مدینہ ''ذوالحلیفہ'' قبلے کی جانب ہوا کرتی تھی۔ یہ اس مقدس جگہ پر واقع تھی جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً سے واپسی پر رات گزاری تھی اور آرام فرمایا تھا۔ اب اس مسجد مبارکہ کی زیارت نہیں ہوسکتی

Scanned with CamScanner

26-مسجد ذوالحلیفہ :

یہ مسجد شریف مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کے جنوب مغرب میں تقریباً 9 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ آج کل یہ مقام بیر علی یا ابیار علی کے نام سے مشہور ہے اور یہ اہل مدینۂ منورہ کا میقات ہے۔ مسجد ذوالحلیفہ کا پرانا نام ''مسجد شجرہ'' ہے۔ حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف سے ''شجرہ'' کے راستے سے باہر تشریف لے جاتے اور معرس کے راستے سے مدینے آتے اور جب مکۃ المکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً تشریف لے جاتے تو ''مسجد شجرہ'' میں نماز پڑھتے تھے اور جب واپس تشریف فرما ہوتے تو ذوالحلیفہ میں نالے کے بیچ میں نماز ادا کرتے تھے' وہیں رات بھر قیام رہتا یہاں تک صبح ہوتی۔ (بخاری ج 1 ص 516 حدیث 1533) حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں رات بسر فرمائی اور اس کی مسجد میں نماز پڑھی۔ (مسلم ص 607 حدیث 1188)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے جاتے وقت ذوالحلیفہ پہنچے تو وہاں مسجد میں دو رکعت پڑھیں۔ (ایضاً ص 394' تاریخ المدینۃ المنورہ ص 501-502) اب یہاں بنام ''مسجد ذوالحلیفہ'' ایک عالی شان مسجد قائم ہے۔

27-مسجد قبلتین :

یہ مبارک مسجد الحرۃ الوبرۃ (الحرۃ الغربیۃ) میں ''وادیٔ عقیق'' کے ''العرصہ'' نامی میدان کے قریب واقعہ ہے۔ مساجد خمسہ بھی وہیں قریب ہی واقع ہیں۔ ''بیر رومہ'' (حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا کنواں) مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً سے جاتے ہوئے اس مسجد شریف کے دائیں (سیدھی) جانب ہے۔ یہ مسجد مقدس ''بنوسلیم'' کے نام سے متعارف تھی کیونکہ یہاں قبیلہ بنوسلیم آباد تھا۔ ہجرت کے سترھویں مہینے 15 رجب المرجب 2ھ (جنوری 624ء) بروز شنبہ (ہفتے کے روز) میرے آقا صلی اللہ

علیہ وسلم نے یہاں پر ابھی ظہر کی دو رکعت ادا فرمائی تھیں کہ تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوگیا' بقیہ دو رکعت بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے ادا فرمائیں۔ اسی وجہ سے اس کا نام مسجد قبلتین (دو قبلوں والی مسجد) ہوا۔ بطور یادگار عاشقان رسول نے بیت المقدس کی طرف دیوار میں قبلے کا نشان بنا دیا تھا اور اس میں ''آیات تحویل قبلہ'' نقش کر دی تھیں' عاشقین زائرین اس نشان کو بھی مس کر کے برکت حاصل کرتے تھے۔ اب وہ دیوار شریف ہٹا دی گئی ہے اور صدر دروازے کی جانب چھت پر قبلہ اول کی سمت کے اظہار کے لئے مصلے کا نقش بنا دیا گیا ہے۔

جبل احد اور شہدائے احد :

جبل احد مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کی جانب شمال واقع ہے یہ ایک نہایت ہی مقدس پہاڑ ہے۔ حضرت سیّدنا ابوعبس بن جبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احد هذا جبل یحبنا ونحبه یعنی ''یہ احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ (مزید فرمایا:) اور یہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے جبکہ عَیر جو ہم سے دشمنی کرتا ہے اور ہم اسے دشمن سمجھتے ہیں' وہ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دوروازے پر ہے۔'' (معجم اوسط ج 5 ص 37 حدیث 6505) ''جبل عیر'' احد پہاڑ کے سامنے جنوب (SOUTH) کی طرف مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کے راستے میں واقع ہے جسے سرکار نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دشمن قرار دیا ہے۔ معلوم ہوا جمادات (ٹھوس چیزوں) میں بھی محبت و عداوت کی کیفیت پائی جاتی ہے۔

☆ ...... حضرت سیّدنا ہارون علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزار پرانوار جبل احد پر واقع ہے۔ مگر افسوس! اب اس کی زیارت بے حد مشکل ہے' پہاڑ کے نیچے ہی سے ''السلام علیك یا نبی الله'' عرض کر دیجئے۔

☆ ...... حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ غزوہ احد (3ھ) میں شہید ہوئے تھے' آپ رضی

Scanned with CamScanner

اللہ عنہ کا مزار فائض الانوار احد شریف کے قریب واقع ہے۔ ساتھ ہی حضرت سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے مزارات بھی ہیں۔ نیز غزوہ احد میں 70 صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے جام شہادت نوش کیا تھا ان میں سے بیشتر شہدائے احد بھی ساتھ ہی بنی ہوئی چار دیواری میں ہیں۔

شہدائے اُحد کو حضور علیہ السلام کا سلام

ان میں سے چند شہداء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مبارک قبریں سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت گاہ سے ''سید الشہدا امیر حمزہ اسکول'' کی دوسری جانب ایک چھوٹی سی گھاٹی پر ہیں جس کے گرد ترکوں نے ایک چار دیواری تعمیر کروادی تھی۔ اس چار دیواری کو حال ہی میں مزید بلند کر دیا گیا ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا قبرستان ہے جس میں حضرت سیّدنا عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ' آپ رضی اللہ عنہ کے ایک غلام اور آپ رضی اللہ عنہ کے ایک بھتیجے کی مبارک قبریں ہیں۔ پہلی بار حضرت سیّدنا عمرو بن جموح اور حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن الحرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اکٹھا ایک قبر میں دفن کیا گیا تھا' مگر جب تدفین نو ہوئی تو ان کو علیحدہ علیحدہ قبروں میں منتقل کیا گیا۔ ''واقدی'' کے قول کے مطابق اس قبرستان میں حضرت سیّدنا خارجہ بن زید' حضرت سیّدنا سعد بن ربیع' حضرت سیّدنا نعمان بن مالک اور حضرت سیّدنا عبدۃ بن حسحاس رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی مدفون ہیں۔ (تاریخ المدینۃ المنورۃ لابن شبہ ج1 ص129) اس کے علاوہ مزید دو صحابۂ کرام حضرت سیّدنا ابوالیمن اور حضرت سیّدنا خلاد بن عمرو بن جموح بھی وہیں آرام فرما ہیں۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کے شروع میں قبور شہدائے احد پر آتے اور فرماتے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ۔ (سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا!)

(مصنف عبدالرزاق ج3 ص381 حدیث 6745)

☆..... حضرت سیّدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں: جو شخص ان شہدائے احد سے گزرے اور ان کو سلام کرے یہ قیام تک اس پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ شہدائے احد علیہم الرضوان اور بالخصوص مزار سید الشہداء سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ سے بارہا جواب سلام کی آواز سنی گئی ہے۔ (جذب القلوب ص177)

السلام عليك يا عم المصطفىٰ صلى الله عليه وسلم :

حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں یوں سلام عرض کریں۔

السلام عليك يا سيّدنا حمزة السلام عليك يا عم رسول الله السلام عليك ياعم نبي الله السلام عليك يا عم حبيب الله السلام عليك يا عم المصطفىٰ السلام عليك يا سيد الشهدآء ويا اسد الله واسد رسوله السلام عليك يا سيّدنا عبدالله بن جحش السلام عليك يا مصعب بن عمير السلام عليكم يا شهدآء احد كآفة عآمة ورحمة الله وبركاته .

''ترجمہ: سلام ہو آپ پر اے سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ۔ سلام ہو آپ پر اے محترم چچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے' سلام ہو آپ پر اے عم بزرگوار اللہ عزوجل کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے' سلام ہو آپ پر اے چچا اللہ عزوجل کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے' سلام ہو آپ پر اے چچا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے' سلام ہو آپ پر اے سردار شہیدوں کے اور اے شیر اللہ عزوجل کے اور شیر اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ سلام ہو آپ پر اے سیّدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ' سلام ہو آپ پر اے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ' سلام ہو اے شہدائے احد آپ سبھی پر اور اللہ عزوجل کی رحمتیں اور برکتیں۔''

Scanned with CamScanner

م ہو تم پر اے شہدائے اُحد

اس کے بعد شہداء احد کی بارگاہ میں اس طرح سلام عرض کرے۔

السلام علیکم یا شھدآء یا سعدآء یانجبآء یانقبآء یآ اھل الصدق والوفآء السلام علیکم یا مجاھدین فی سبیل اللہ حق جھادہ (سلم علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار ○) السلام علیکم یاشھدآء احد کآفۃ عآمۃ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

”ترجمہ: سلام ہو آپ پر اے شہیدو! اے نیک بختو! اے شریفو! اے سردارو! اے مجسم صدق ووفا! سلام ہو آپ پر اے مجاہدو! اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کا حق ادا کرنے والو! (ترجمہ: سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا) سلام ہو اے شہدائے احد آپ سبھی پر اور اللہ عزوجل کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔“

❀❀❀

(64)

حضور ﷺ کی نسبت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جنگ بدر کے دن دوسرے قیدیوں کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی قید ہوئے تھے۔ انہیں ایک انصاری نے قید کیا تھا۔ انصار نے انہیں قتل کرنے کی دھمکی دی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات میں اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کی وجہ سے سو نہیں سکا کیونکہ انصار کہہ چکے ہیں کہ وہ عباس رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں انصار کے پاس جاؤں؟ (اور ان سے عباس رضی اللہ عنہ کو لے آؤں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں جاؤ۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جا کر انصار سے کہا، عباس رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دو۔ انصار نے کہا نہیں، اللہ کی قسم! ہم انہیں نہیں چھوڑیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر ان کے چھوڑنے سے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی اور خوش ہوں تو پھر؟ انصار نے کہا، اگر ان کے چھوڑنے سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی اور خوش ہیں تو پھر تم ان کو لے لو۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انصار سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو لے لیا۔ جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آ گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: اے عباس رضی اللہ عنہ! مسلمان ہو جاؤ، اللہ کی قسم! تمہارا مسلمان ہونا مجھے (اپنے باپ) خطاب کے مسلمان ہونے سے زیادہ محبوب ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارا مسلمان ہونا زیادہ پسند ہے۔

Scanned with CamScanner

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا' اسلام لے آؤ' تمہارا اسلام لانا مجھے (اپنے باپ) خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں اسلام لانے میں سبقت حاصل ہو جائے۔

(حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم 416/2)

❀❀❀

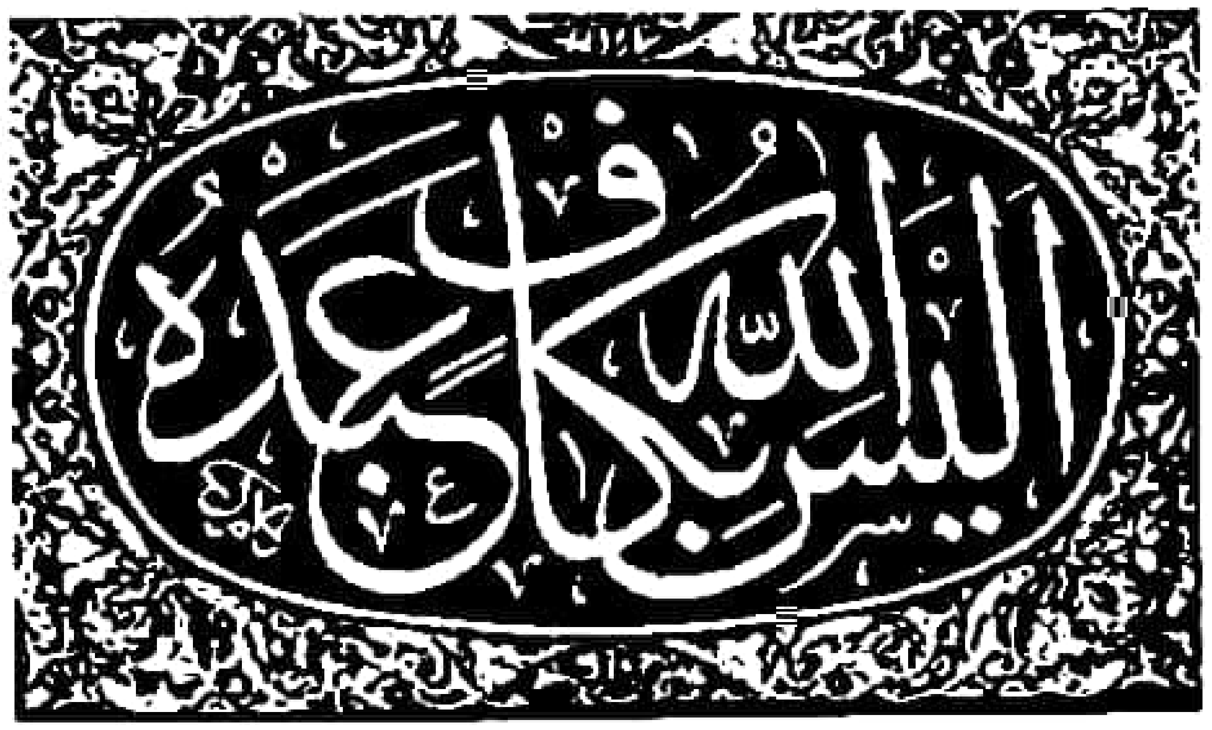

(65)

ہزار اشرفیوں کا ایک کلمہ

کچھ لوگ کشتی پر سوار دریا کا سفر کر رہے تھے' وسط دریا میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص بغیر کسی سہارے کے دریا کے پانی پر بیٹھا ہوا ہے' جس نے کشتی والوں سے کہا: میرے پاس ایک کلمہ ہے جس کی قیمت ایک ہزار اشرفیاں ہیں۔ یہ بات سن کر کشتی والوں میں سے کسی نے کہا: یہ لیجئے! میرے پاس ہزار اشرفیاں موجود ہیں۔ اس نے کہا: پھینک دے' اس نے فوراً وہ اشرفیاں پانی میں پھینک دیں تو اس نے کہا: اچھی طرح سن لے! وہ کلمہ یہ ہے: "وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا ۝ وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ط" اشرفیاں پھینکنے والے نے اس کو یاد کرنا شروع کیا تو وہ شخص کہنے لگا: اچھی طرح یاد کر لے' بھول نہ جانا! یہ سن کر اس شخص نے ان کلمات کو اچھی طرح محفوظ کر لیا اور کشتی روانہ ہوگئی۔ اتفاقاً چلتے چلتے کشتی کو کوئی حادثہ پیش آیا اور وہ کشتی چلتے چلتے دریا میں ٹوٹ گئی اور یہ شخص ایک چھوٹے تختے پر بہہ نکلا جس کو چاروں طرف سے موجیں ٹکرا رہی تھیں' مگر اس آیت کے پڑھنے کے سبب سے وہ شخص صحیح وسالم رفتہ رفتہ ایک جزیرے میں جا پہنچا اور تختے سے اتر کر ادھر ادھر ٹہلنے لگا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہاں ایک حسین عورت بیٹھی ہے' جس کو دیکھ کر اس شخص نے دریافت کیا: تو کون ہے؟ کہاں کی رہنے والی ہے؟ اور یہاں کیوں بیٹھی ہے؟ عورت نے کہا: میں فلاں شہر کی رہنے والی ہوں' ایک جن مجھے یہاں لے آیا ہے جو ہر روز فلاں وقت دریا سے نکل کر میری عصمت کے شیشے کو بدنیتی کے پتھر سے چورا چورا کرنا چاہتا ہے' مگر اللہ تعالیٰ نے اب تک مجھے اس موذی سے بچا رکھا ہے۔

اس کلمہ کی برکت

یہ سن کر وہ شخص کہنے لگا: اچھا! تو مجھے ایسی جگہ بٹھا دے جہاں سے میں تو اسے دیکھ سکوں مگر وہ مجھے نہ دیکھ سکے۔ عورت نے ایسا ہی کیا' چنانچہ وہ جن اپنی عادت کے مطابق دریا سے نکل کر آیا اور اس شخص کی نظر اس پر پڑی تو اس نے وہی آیت: "وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ" آخر تک پڑھنی شروع کی' ابھی آیت پوری بھی نہ ہونے پائی تھی کہ اس جن میں سے ایک بڑا شعلہ پیدا ہوا جس نے اسے جلا کر خاک کا ڈھیر بنا دیا۔ یہ دیکھ کر عورت کو بے انتہا خوشی حاصل ہوئی اور وہ اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر ایک ایسی جگہ لے گئی جہاں موتی اور ہر قسم کے جواہرات کا انبار تھا' اور جس قدر ممکن ہو سکا موتی اور جواہرات اٹھا کر وہ دونوں باہر نکل آئے۔ اتنے میں ایک کشتی نمودار ہوئی جس کو اشارہ سے اپنی جانب بلایا اور کشتی والوں نے کشتی دریا کے کنارے پر لگا دی اور وہ دونوں موتی اور جوہرات کا خزانہ لے کر خیریت سے روانہ ہو گئے۔ (خیر المونس)

❀❀❀

(66)

بنی اسرائیل کی ایک عورت کا واقعہ

فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے یہ حکایت سنی کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت تھی جو کہ فاحشہ تھی' اپنے حسن کے باعث لوگوں میں فتنہ بپا کر رکھا تھا اس کے گھر کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا تھا اور جو بھی اس کے دروازے کے پاس سے گزرتا وہ اس کو دروازے میں چارپائی پر بیٹھے ہوئے دیکھتا پس جو بھی اس کی طرف دیکھتا تو وہ اس کے فتنے میں مبتلا ہو جاتا اور جب کوئی اس کے پاس جانے کا ارادہ کرتا تو کم و بیش اسے دس دینار دینا پڑتے ایک روز ایک عابد وہاں سے گزرا تو اس کی نظر بھی اس گھر پر پڑ گئی اور وہ اپنی چارپائی پر بیٹھی تھی' عابد کا دل بھی لٹو ہو گیا اس نے اپنے نفس پر قابو پانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے بہت دعا کی لیکن اس عورت کی کشش اپنے دل سے نہ نکال سکا اور اس وجہ سے کافی مشکلات سے دوچار رہا یہاں تک کہ حسب ضرورت اپنا مال و متاع بیچ باچ کر اس کے دروازے پر جا پہنچا' عورت نے دینار اپنے وکیل کے سپرد کرنے کو کہا اور اسے آنے کا وقت دے دیا اور وہ عابد وقت مقررہ پر اس کے پاس پہنچ گیا' عورت بن سنور کر اپنے گھر میں چارپائی پر بیٹھی تھی عابد بھی جا کر اس کے پاس بیٹھ گیا اور مسرور ہو کر اس کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و برکت سے اس عابد کی حفاظت فرمائی اور اس کے دل میں آیا کہ صاحب عرش "اللہ عزوجل" مجھے اس حال میں دیکھ رہا ہے کہ میں حرام کام کر رہا ہوں اور اس سے میرے تمام اعمال ضبط کر لئے جائیں گے۔ پس اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ہیبت پیدا ہو گئی اس کا جسم کپکپانے لگا

Scanned with CamScanner

اور اس کا رنگ بدل گیا۔

عورت کے سوال پر عابد کا جواب

عورت نے اس کا رنگ بدلتا دیکھ کر کہا کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ عابد نے کہا مجھے اپنے رب سے ڈر لگتا ہے بس مجھے جانے کی اجازت دیدے' عورت نے عابد سے کہا تجھ پر افسوس' اکثر لوگ تو مجھے پانے کی تمنائیں کرتے رہتے ہیں اور تو نے پالیا ہے' عابد نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ سے ڈر لگتا ہے یہ مال تیرا ہے اور تجھ پر حلال ہے بس مجھے یہاں سے جانے کی اجازت دیدے۔ عورت نے کہا شاید تو نے پہلے کبھی یہ کام نہیں کیا؟ عابد نے کہا نہیں' عورت نے عابد سے کہا تو کہاں سے آیا ہے تمہارا نام کیا ہے اور تمہارے گاؤں کا نام کیا ہے اور وہ کہاں ہے؟ سب کچھ پوچھ کر عورت نے عابد کو جانے کی اجازت دے دی۔

پس وہ عابد وہاں سے نکلا تو چیختا چلاتا' افسوس کرتا روتا اور سر میں مٹی ڈالتا تھا' اسی طرح اس عورت کے دل میں بھی اس عابد کی برکت سے خوف خدا پیدا ہوا' اس نے اپنے دل میں کہا: اس شخص نے پہلی دفعہ گناہ کیا ہے تو اس پر کتنا خوف الٰہی طاری تھا جب کہ میں کتنے سالوں سے گناہ کر رہی ہوں جس رب نے اس کے دل میں خوف پیدا کیا ہے وہی میرا رب بھی ہے لہٰذا مجھے بھی رب سے ڈرنا چاہیے' پھر اس نے توبہ کی اور گھر کا دروازہ بند کر دیا' پاک کپڑے پہنے اور عبادت میں منہمک ہو گئی اور جب تک اللہ کو منظور ہوتا وہ عبادت میں مشغول رہتی' اسی اثناء میں اس نے دل میں سوچا کہ کیوں نہ میں اس عابد کے پاس چلی جاؤں ہو سکتا ہے وہ مجھ سے شادی کر لیں اور وہاں رہ کر میں کچھ دینی امور سیکھ لوں گی اور عبادت الٰہی پر بھی وہ شخص میرا معاون ہو گا چنانچہ تیاری کر کے حسب ضرورت مال اور خدام لے کر اس گاؤں جا پہنچی اور عابد کے متعلق معلوم کیا' لوگوں نے عابد سے کہا: ایک عورت آپ سے ملنا چاہتی ہے' عابد باہر آیا' اس نے عورت کو دیکھا تو عورت نے نقاب اٹھا دیا تاکہ وہ پہچان سکیں تو عابد نے اس کو دیکھ کر پہچان لیا اور سارا واقعہ اس کی نگاہوں کے سامنے آ گیا پس اس عابد نے ایک چیخ ماری اور اس کی روح قفس عنصری

سے پرواز کر گئی۔

جب کرم ہوتا ہے

جب کہ عورت غمزدہ کھڑی دیکھتی رہ گئی پھر کہنے لگی کہ میں تو ان کی تلاش میں نکلی تھی مگر یہ تو فوت ہو گئے ہیں کیا کوئی ان کے رشتے داروں میں ایسا ہے جو شادی کرنا چاہتا ہو؟ لوگوں نے کہا: ان کا ایک نیک صالح بھائی ہے مگر اس کے پاس مال نہیں ہے' عورت نے کہا کوئی فکر کی بات نہیں میرے پاس بہت مال ہے لہٰذا اس کے بھائی کے ساتھ اس کی شادی ہو گئی اس سے سات بچے ہوئے اور ساتوں کے ساتوں بنی اسرائیل کے نبی ہوئے تھے۔ (تنبیہ الغافلین)

❀❀❀

(67)

ارادے جن کے پختہ ہوں

حجاج بن یوسف نے بیس سپاہیوں پر مشتمل ایک دستہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی تلاش میں بھیجا انہوں نے بہت تلاش کیا نہ پایا پھر پہاڑ پر ایک نصرانی کو اپنے عبادت خانہ میں دیکھا اس سے آپ کے بارے دریافت کیا اس نے کہا میں انہیں نہیں جانتا ان کا حلیہ بتاؤ انہوں نے آپ کے وصف بیان کئے تو اس نے آپ کے حجرہ کی طرف اشارہ کیا کہ وہاں تلاش کرو پس جس حجرہ کی طرف اشارہ کیا تھا' وہاں پہنچے دیکھا تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ سجدہ میں اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ کے حضور عاجزی کر رہے ہیں قریب ہو کر آپ کو سلام کہا آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا پھر جب نماز پوری کی تو ان سے پوچھا یہاں کیا تلاش کرتے ہو بولے ہمیں امیر حجاج بن یوسف نے حکم دیا ہے کہ آپ کو گرفتار کر کے اس کے پاس لائیں اب آپ کو ضرور اس کے پاس جانا پڑے گا اگر انکار کرو گے تو ہم پھر بھی نہ چھوڑیں گے آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ اٹھائے اور اس کی حمد وثنا کی اور حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ہدیہ درود وسلام پیش کیا پھر ان کے ساتھ چل دیئے جب نصرانی راہب کے مکان کے پاس آئے تو رات ہونے کو تھی راہب نے عبادت خانہ سے سر اٹھا کر دیکھا تو انہیں آواز بلند کہا: اے سپاہیو تم نے تلاش کر لیا؟ وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ کس لئے ڈھونڈتے ہیں۔ وہ بولے ہم جسے ڈھونڈتے تھے پالیا۔ کہا پھر جلدی چل کر رات چھانے سے قبل میرے مکان میں آ جاؤ کیوں کہ اس جگہ درندے بہت رہتے ہیں کہیں تمہیں ہلاک نہ کر ڈالیں حضرت سعید بن جبیر کے سوا وہ

سب نصرانی کے مکان میں چلے گئے پھر حضرت سعید سے بولے: تم بھاگنا چاہتے ہو اس لئے ہمارے ساتھ داخل نہ ہوئے؟ آپ نے فرمایا: میں بھاگنے والا نہیں مگر میں ایسے شخص کے مکان میں نہیں جاتا جو ہمارے رب کی ایسی صفت بتائے جو اس کے لائق نہیں وہ بولے ہم آپ کو مکان سے باہر نہیں چھوڑیں گے کیونکہ اگر آپ کو درندے کھا جائیں تو ہم امیر کو کیا جواب دیں گے؟ فرمایا: تم اپنے دل سے یہ خیال نکال دو پس بے شک اللہ تعالیٰ بندوں کو درندوں اور حشرات ارض سے محفوظ رکھنے پر قادر ہے تو وہ بولے تم نبی ہو کہ اپنے پر خطرہ نہیں جانتے اور نبوت کے سبب اپنے معجزوں پر فخر ہے کہا ہرگز دعویٰ نبوت نہیں محض ستمکار خطا کار بندہ ہوں پھر جب مکان میں لے جانے پر انہوں نے اصرار کیا تو آپ نے کہا قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں تم سے ہرگز نہ بھاگوں گا پھر انہوں نے دروازہ بند کر دیا اور چھت پر چڑھ کر اسے دیکھتے رہے۔

نظر جن کی خدا پر ہو

حتیٰ کہ آپ نماز میں مشغول ہو گئے پس اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک شیر آیا اور ادب کے ساتھ آپ سے کچھ دور بیٹھ گیا ساری رات بیٹھا رہا اور حضرت سعید اپنے رب کی عبادت میں لگے رہے شیر چوکیدار کی طرح ان کی نگرانی کرتا رہا جب صبح روشن ہوئی تو وہ نصرانی کے مکان سے نیچے آئے اور آپ کے ہاتھ پاؤں چومنے لگے اور ان کے قدموں کی مٹی چہروں پر ملنے لگے اور عرض کرنے لگے: ہم سب آپ کے غلام وفدائی ہیں بہت افسوس اس پر جو آپ جیسی شخصیت کو قتل کرے لیکن مجبوری کہ حجاج نے ہمیں آپ کی گرفتاری کو بھیجا ہے اور ہم سے حلف لیا ہے کہ اگر آپ کو پالیں تو نہ چھوڑیں اور نہ چھپائیں مگر آپ کو اس کے پاس لے جائیں لیکن یا حضرت جو آپ ہمیں حکم دیں ہم اس پر پورا اتریں گے اور اپنی موت کی بھی پرواہ نہیں کریں گے فرمایا میں اپنی وجہ سے کسی کا نقصان نہیں چاہتا اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو ٹال بھی نہیں سکتا اگر اس نے ہمارے متعلق کسی کام کا فیصلہ کر دیا ہے تو ہمیں اس کے فیصلہ پر راضی رہنا ضروری ہے اور بھاگنا اس کی قضا

Scanned with CamScanner

سے بچا نہ سکے گا پھران کے ساتھ چل دیئے جب شہر سے قریب پہنچے جس کا نام واسطہ تھا تو ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے ساتھیوں میں کچھ دنوں سے تمہارے ساتھ رہا لہٰذا اب حق صحبت تم پر لازم ہے اور میں نے جان لیا ہے کہ میری موت کا وقت قریب ہے اور ظالم امیر سے خلاصی نہ پاسکوں گا پس مجھے آج رات مہلت دیجئے کہ آخرت کی تیاری کرلوں اور کچھ اپنے سفر کا سامان کرلوں اور اپنے خالق کے حضور گناہوں کی بخشش مانگ لوں تا کہ مجھ پر سکرت موت اور نکیرین کے سوال آسان ہوں یہ سن کر وہ سب زار زار رونے لگے اور بولے خرابی ہے ہمارے لئے جبکہ آپ اس قدر زہد وعبادت کے باجود ڈرنے اور پریشان ہونے والے ہیں ہم تو جہالت وکثرت گناہوں کے باوجود بے فکرو بے خوف ہیں پھر آپ نے غسل کیا اور کپڑے دھوئے اور تمام رات عبادت میں مشغول رہے جو حاجت تھی اللہ تعالیٰ سے طلب کی اور اپنے رب سے تمام عمر کے کئے سے معافی چاہی پھر جب صبح کو شہر میں داخل ہوئے۔

تلاطم خیز طوفانوں سے گھبرایا نہیں کرتے

ملازموں نے حجاج بن یوسف کو سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو لانے کی خبر دی اور انہوں نے حجاج سے کہا: اے امیر ہم نے تو ایسے ایسے اس سے عجیب کرامتیں دیکھی ہیں وہ بولا میں نے تم سے اس کی یہ باتیں نہ پوچھیں اسے میرے پاس حاضر کرو پس وہ انہیں اس کے پاس لائے تو حجاج بن یوسف نے آپ کے سامنے کھڑا ہو کر پوچھا تمہارا نام کیا ہے کہا سعید بن جبیر۔ حجاج بولا: نہیں بلکہ تیرا نام شقی بن کسیر۔ آپ نے کہا: میری ماں نے میرا نام یہی رکھا ہے۔ بولا: تم شقی ہو اور تمہاری والدہ بھی ایسی ہی ہے۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ تو اللہ جانتا ہے کہ اس کے بندوں میں سے کون نیک بخت اور کون بد بخت ہے پھر حجاج نے چاہا کہ ان کے قتل کا کوئی بہانہ ہاتھ آئے۔ لہٰذا کہا: تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کہتے ہو؟ فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی اور مخلوق کو سیدھی راہ دکھانے والے ہادی ہیں کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا کہتے ہو؟ فرمایا: وہ غار

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُمت میں خلیفہ وامیر المومنین ہیں کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا کہتے ہو؟ فرمایا: اللہ کے سچے دین اسلام کے ناصر و مددگار تھے کہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا رائے ہے؟ فرمایا: وہ اسلام سے پہلے اور اسلام میں پاکدامن اور ظلماً شہید اور اللہ کے پیاروں پر مال خرچنے والے تھے۔ کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا اعتقاد رکھتے ہو؟ فرمایا: آپ باب علم اور علم وحلم میں لوگوں سے افضل اور فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر اور حضور خاتم الانبیاء علیہ السلام کے داماد ہیں۔ حجاج نے پوچھا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا کہتے ہو؟ فرمایا: وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور کاتب وحی تھے۔

شانِ مردِ مومن

جب حجاج کے کوئی بات ہاتھ نہ آئی تو کچھ دیر خاموش رہا پھر کہا: اے سعید تیرے لئے خرابی ہو فرمایا خرابی اس کی ہے جو جنت کا راستہ چھوڑ کر جہنم کا مستحق ہوا پھر بولا اے سعید بتاؤ تجھے کس طرح قتل کریں جو طریقہ چاہتے ہو بتاؤ فرمایا: جس طرح چاہو کیونکہ بدلہ تجھے دینا پڑے گا پس بے شک جیسا دنیا میں کرو گے ویسا قیامت کو بدلہ پاؤ گے جیسا کرو گے ویسا بھرو گے حجاج بولا لگتا ہے معافی چاہتے ہو فرمایا معافی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اسی سے معافی کی امید رکھنی چاہئیے پھر حجاج نے جلادوں کو حکم دیا کہ اسے یہاں سے نکال کر قتل کردو جب دروازے کے پاس پہنچے تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے تبسم فرمایا جلاد واپس لائے کہ یہ ہنستے ہیں حجاج نے پوچھا سعید کیوں ہنستے ہو حالانکہ یہ وقت ہنسنے کا نہیں موت سامنے ہے فرمایا مجھے تیرے ظلم اور رب کے حلم پر حیرت ہوئی کہ تجھ جیسے ظالم کو عذاب کرنے میں قیامت تک مہلت دیتا ہے یہ سن کر وہ آگ غضب میں بھڑک اٹھا اور سامنے ہی قتل کا حکم دیا جب انہوں نے لٹایا تو آپ نے رخ بقبلہ ہو کر پڑھا میں نے اپنا چہرہ ہر باطل سے جدا ہو کر اس ذات کے حضور جھکایا جس نے آسمانوں اور

Scanned with CamScanner

زمین کو پیدا کیا اور میں شرک والوں سے نہیں"۔ پس اس کا غصہ اور زیادہ بھڑکا اور ان کا چہرہ قبلہ سے موڑنے کا حکم دیا۔ آپ نے پڑھا۔ "مشرق ومغرب اللہ کا ہے جس طرف منہ کرو اسی سمت اللہ کا قبلہ اور رحمت وقبولیت پاؤ گے" پھر بولا: اس کا چہرہ زمین پر گھسیٹو تو آپ نے اللہ کا ارشاد پڑھا: "اس سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں لوٹائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے"۔ حجاج نے حکم دیا کہ اس کی گردن پر چھری رکھ کر کاٹ دو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ انا اللہ وانا الیہ رجعون ۔(حکایات الصالحین)

نشانِ مرد مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم بر لبِ اوست

(اقبال)

❀❀❀

(68)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام محمد بن محمد بن محمد بن احمد طوسی غزالی، کنیت ابو حامد اور لقب حجۃ الاسلام ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 450ھ بمطابق 1058ء کو "طابران" میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے شہر میں حاصل کی جہاں فقہ کی کتابیں حضرت سیدنا احمد بن محمد راذکانی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ پھر جرجان تشریف لے گئے وہاں امام ابونصر اسماعیلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہے۔ اس کے بعد اپنے شہر "طوس" واپس آ گئے۔ نیشاپور میں امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں زانوائے تلمذ طے کیا اور ان سے اصول دین، اختلافی مسائل، مناظرہ، منطق، حکمت اور فلسفہ وغیرہ میں مہارتِ تامہ حاصل کی۔ حضرت سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حضرت سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ قطب کے درجے پر فائز ہیں۔" بزرگان دین رحمہم اللہ فرماتے ہیں: "قطب 3 ہیں۔ علوم کے قطب امام غزالی، احوال کے قطب بایزید بسطامی اور مقامات کے قطب حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم ہیں۔" آپ کے شاگرد حضرت سیدنا محمد بن یحییٰ نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل کو صرف کامل عقل والا ہی پہچان سکتا ہے۔

حضرت سیدنا امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "سیر اعلام النبلاء" میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ان القابات سے یاد فرمایا: الشیخ الامام البحر، حجۃ الاسلام، اعجوبۃ الزمان، زین الدین، ابوحامد محمد بن محمد بن محمد بن احمد الطوسی، الشافعی الغزالی، صاحب التصانیف والذکاء

المفرط۔ تصوف میں آپ کی کتاب ''احیاء العلوم'' بہت مشہور و معروف ہے۔

حضرت سیّدنا امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''احیاء العلوم ان کتابوں میں سے ہے جن کی حفاظت اور اشاعت مسلمانوں پر لازم ہے تا کہ زیادہ سے زیادہ مخلوق ہدایت یافتہ ہو جو بھی اس کتاب میں غور کرتا ہے خواب غفلت سے بیدار ہو جاتا ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کا 505ھ بمطابق 1111ء کو ''طابران'' میں وصال ہوا۔ (الاعلام للزرکلی' الغزالی' ج7' ص22' اتحاف السادۃ المتقین' ج1' ص37,13,9' سیر اعلام النبلاء الرقم:4603 الغزالی' ج14' ص320)

☆...... اللہ عزوجل سے امید کرتے ہوئے عمل کرنا خوف کے ساتھ عمل کرنے سے اعلیٰ ہے کیونکہ وہ بندے اللہ عزوجل کے زیادہ قریب ہوتے ہیں جو اللہ عزوجل سے زیادہ محبت کرتے ہیں اور محبت امید کے ذریعے غالب ہوتی ہے۔ (احیاء علوم الدین' کتاب الخوف والرجاء' بیان فضیلۃ الرجاء ج4' ص177)

☆...... پیر کا باطنی ادب یہ ہے کہ ان سے جو کچھ سنے اس کو ظاہر میں قبول کرے اور باطن میں قولاً فعلاً اس کا انکار نہ کرے تا کہ اس پر منافقت کا داغ نہ لگے۔

(مجموعۃ رسائل للامام الغزالی' ایھا الولد' ص263)

صرف اتنی سی بات پہ بخشش

حجۃ الاسلام حضرت سیّدنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا: ''تم میری بارگاہ میں کیا لائے ہو؟'' میں نے مختلف عبادات کا ذکر کیا تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''تم ایک مرتبہ بیٹھے لکھ رہے تھے کہ ایک مکھی تمہارے قلم پر آ گری تو تم نے اس پر رحم کرتے ہوئے سیاہی چوسنے کے لئے اسے چھوڑ دیا اور کچھ نہ کہا پس اسی کی وجہ سے آج تم پر رحم کرتا ہوں۔ جاؤ! میں نے تمہیں بخش دیا۔'' (فیض القدیر شرح جامع الصغیر تحت الحدیث: 941' ج1' ص606)

(69)

تسلیم کی راحت

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تمام امور میں پسندیدہ امر اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی معرفت کی طلب و تحقیق ہے جو بہت بعید ہے ہاں اجمالی معرفت ممکن ہے متکلمین نے اس میں بہت شدت اختیار کی اور مبالغہ کیا اور کچھ نہ پا سکے اور ان کے عقلاء نے تسلیم کو اختیار کر لیا یہی حال اہل رائے کا ہے جو قیاس کی طرف مائل ہوئے اور بہت سی باتیں خلاف مطلب پائیں تو تسلیم کے سوا کوئی چارہ نہ دیکھا اور اپنے قیاس کے خلاف کو انہوں نے استحسان کا نام دیا پس فقیہ وہ ہے جو ممکن ہو تو علت معلوم کرتا ہے عاجز آ جائے تو تسلیم اختیار کرتا ہے' بندے کی شان یہی ہے اور جو یوں کہتا ہے کہ یہ کیوں کیا اس کی کیا حقیقت ہے تو یہ اسرار ملوک پر اطلاع پانا چاہتا ہے اور دو وجہ سے وہ اس میں ناکام رہے گا ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بہت سی حکمتیں مخلوق سے چھپا رکھی ہیں۔ دوسری یہ کہ بشری طاقت میں یہ نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تمام حکمتوں کو پا سکے تو معترض کے پاس اس اعتراض کے سوا کچھ نہیں رہتا جو اسے کفر میں لے جاتا ہے۔ **''فلیمد دبسبب الی السماء ثم لیقطع فلینظر ھل یذھبن کیدہ مایغیظ''** ''جس کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص میرے افعال پر راضی ہے وہ راضی رہے ورنہ اپنا گلا گھونٹ لے کہ میں جو ارادہ کرتا ہوں وہی کرتا ہوں۔''

(صید الخاطر)

❀❀❀

(70)

ایک سکھ کا ترانۂ نعت

مولانا عطاء المصطفیٰ جمیل لکھتے ہیں: ڈربی میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ تھا۔ عظیم الشان اجتماع تھا۔ سامعین کی پہلی قطار میں ایک سکھ بھی موجود تھا۔ حاجی عبدالرحیم صاحب دلشاد نوشاہی نے مجھ سے کہا: یہ سکھ شاعر ہے۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسہ میں اپنی کہی ہوئی نعت پڑھنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا: اسے ضرور موقع دیا جائے۔ تلاوت قرآن کے بعد سکھ کو نعت کا موقع دیا گیا۔ وہ سٹیج پر آیا۔ نعت سے پہلے اس نے کہا:

''آج آپ اس محسن کی یاد میں جمع ہوئے ہیں جو بنی نوع انسان کے لئے رحمت کا پیامی بن کر آیا تھا۔ حضرت محمد صرف مسلمانوں ہی کے نہیں بلکہ پوری بنی نوع انسان کے لئے ہیں۔ وہ بے سہاروں کے سہارا اور زیردستوں کے آسرا تھے' ہمارے گورونانک صاحب نے گرنتھ میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بہت تعریف کی ہے۔ اپنے گورو کی تقلید کرتے ہوئے میں نے بھی چند اشعار حضور کی نذر کئے ہیں۔'' اس کے بعد سکھ نے پنجابی زبان میں کہی ہوئی ایک بہت خوبصورت نعت پڑھی نعت بہت طویل تھی چند اشعار مجھے یاد ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

مرا کملی والا جہاناں دا والی
اوہ ستے زمیں آسماناں دا والی
اوہ روحاں دا راکھا تے جاناں دا والی
میرا کملی والا جہاناں دا والی

غریباں فقیراں یتیماں دا راکھا
خداوی نہ موڑے کدی جسدا آکھا
توراتاں زبوراں قراناں دا والی
میرا کملی والا جہاناں دا والی

سکھ کی زبان سے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت سن کر سامعین بے پناہ داد دے رہے تھے اور میں سر جھکائے بادیدۂ نم سوچ رہا تھا کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کتنے عظیم ہیں جنہیں ایک سکھ ''مرا کملی والا'' کہہ کر پکار رہا تھا۔

دعا ہے عمر درود وسلام میں گزرے:

تو یاد رکھو! ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم انفس و آفاق کے رسول ہیں۔ فرشتے درود و سلام کے ترانے الاپتے ہیں۔ انبیاء ان کی خبریں دیتے ہیں' جانور انہیں سجدہ کرتے ہیں' درخت ان کا حکم بجالاتے ہیں۔ سنگریزے انہیں سلام کہتے ہیں اور نہ صرف مسلمان بلکہ ہندو اور سکھ بھی ثنائے خواجہ میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
سب اسی زلف کے اسیر ہوئے

کتنے بدنصیب ہیں وہ لوگ جو ممدوح کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ تو پڑھتے ہیں لیکن نعت کی سرمدی لذتوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔

ہمیشہ مدحت خیر الانام میں گذرے
دعا ہے عمر درود و سلام میں گزرے

(سنی علماء کی حکایات)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(71)

حصولِ تقویٰ کا نسخہ

پروردگارِ عالم جل وعلا کا فرمانِ عالی شان ہے:

(۱)"یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ وَاخْشَوْا یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِہٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ ھُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِہٖ شَیْئًا"(لقمان:33)

ترجمہ: لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو کہ نہ تو باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آئے اور نہ بیٹا باپ کے کچھ کام آسکے' بے شک خدا کا وعدہ سچا ہے پس دنیا کی زندگی تم کو دھوکہ میں نہ ڈال دے اور نہ فریب دے۔

اس آیت میں تقویٰ کا حکم فرمایا کہ قیامت اور اس کی ہولناکیوں کا مراقبہ کیا کرو۔ اس سے تقویٰ حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔

(۲)یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً (النساء:۱)

ترجمہ: لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا (ایک مرد سے) اس سے اس کا جوڑا بنایا پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد و عورت پیدا کر کے روئے زمین پر پھیلا دیئے۔

اس میں تحصیل تقویٰ کے لئے باری تعالیٰ کی قدرت قاہرہ کے مراقبہ کا حکم فرمایا:

(۳)وَاِنَّہٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ ○ اَفَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی

الْقُبُوْرِ ○ وَحُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ ○ اِنَّ رَبَّھُمْ بِھِمْ یَوْمَئِذٍ لَّخَبِیْرٌ ○

(العادیات:8-11)

ترجمہ: وہ تو مال کی سخت محبت کرنے والا ہے کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا کہ جو (مردے) قبروں میں ہیں وہ باہر نکالے جائیں گے اور جو (بھید) دلوں میں ہیں ظاہر کر دیئے جائیں گے' بے شک ان کا پروردگار اس روز ان سے خوب واقف ہوگا۔

سیّد الاتقیاء کے فرامین

اس میں حب مال کا علاج بیان فرمایا: نیز فرمایا: حشر اور حساب و کتاب کا مراقبہ کیا کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تقویٰ اور فکر آخرت پیدا کرنے کے لئے مراقبہ موت کی تعلیم فرمائی۔ فرمایا:

"اکثروا من ذکر ھازم اللذات"

ترجمہ: لذات کو توڑنے والی چیز موت کو کثرت سے یاد کرو۔

"کفی بالموت واعظا"

ترجمہ: موت بطور واعظ کے کافی ہے۔

"زوروا (القبور) فانھا تذکر الآخرۃ ۔"

ترجمہ: قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ آخرت کو یاد دلاتی ہے۔

"ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم یکن تراہ فانہ یراک ۔"

(مشکوۃ کتاب الایمان)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی اس طرح خشوع وخضوع کے ساتھ عبادت کرو گویا کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو' اگر اتنا نہ ہو سکے تو کم از کم یہ خیال جما لو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ گویا نماز میں مراقبہ ذات حق کا حکم فرمایا:

Scanned with CamScanner

"حقیق بالمرء ان یکون له مجالس یخلو فیها ویذکر ذنوبه فیستغفر الله منها ." (ابن حبان)

ہر آدمی کے لئے مناسب ہے کہ خلوت کی ایسی مجالس اختیار کرے جس میں اپنے گناہوں کو یاد کر کے استغفار کرے۔ اس میں محاسبہ کی تاکید فرمائی۔

مراقبہ ومحاسبہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ج

(الحشر:18)

ترجمہ: اے ایمان والو! خدا سے ڈرتے رہو اور ہر شخص کو دیکھنا چاہئے کہ اس نے کل (فردائے قیامت) کے لئے کیا (سامان) بھیجا ہے۔

یہاں تقویٰ اختیار کرنے کے لئے محاسبہ کا حکم فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ o (التوبة :119)

ترجمہ: اے اہل ایمان خدا سے ڈرتے رہو اور راست بازوں کے ساتھ رہو۔

اس آیت میں تحصیل تقویٰ کا طریقہ یہ بیان فرمایا کہ صادقین کے ساتھ رہ پڑو یعنی کثرت سے صادقین کی مجالس میں آنا جانا رکھو۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ o (الرعد:28)

ترجمہ: سن رکھو کہ خدا کی یاد سے دل آرام پاتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ کثرت ذکر اللہ سے قلب کو اطمینان اور سکون حاصل ہوتا ہے آیہ کریمہ (وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ) کی تفسیر میں بیان فرمایا گیا ہے کہ سکون قلب سے نماز سہل ہو جاتی ہے جس سے حب جاہ زائل ہو جاتی ہے جس سے فکر آخرت پیدا ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے:

"ذکر الله خالیا ففاضت عیناه" . (الحدیث)

یعنی جو شخص خلوت میں ذکر اللہ کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگیں تو اللہ تعالیٰ اسے ایسے قرب سے نوازتا ہے کہ قیامت کے روز اس کو اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا، جبکہ لوگ تمازت سے پریشان ہوں گے اور پسینوں میں ڈوب رہے ہوں گے، غرضیکہ مراقبہ، محاسبہ، صحبت اولیاء اور کثرت ذکر سے علم ومعرفت میں ترقی ہوتی ہے جس سے تقویٰ، خشوع اور تعلق مع اللہ پیدا ہوتا ہے، اس لئے کثرت ذکر کا حکم دیا گیا ہے۔

ذکر الٰہی کی کثرت

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا o وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا o (الاحزاب: 42.41)

ترجمہ: اے اہل ایمان! خدا کا بہت ذکر کیا کرو اور صبح وشام اس کی پاکی بیان کرتے رہو۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ o (احزاب:205)

ترجمہ: اور اپنے پروردگار کو دل ہی دل میں عاجزی اور خوف سے پست آواز سے صبح وشام یاد کرتے رہو اور (دیکھنا) غافل نہ ہونا۔

وقال العارف الرومی رحمه الله تعالیٰ:

ایں قدر گفتیم باقی فکر کن
فکر گر جامد بودو ذکر کن
ذکر آرد فکر وادرا ھزار
ذکر را خورشید ایں افسردہ ساز

ترجمہ: اس قدر ہم نے کہا باقی فکر کرو، فکر اگر جامد ہو تو اس کو حرکت دینے کے لئے

ذکر اختیار کرو ذکر فکر کو حرکت میں لاتا ہے' افسردہ فکر کو خورشید ذکر کے ذریعہ گرم کرو۔

نتیجہ یہ نکلا کہ علم موقوف ہے کثرت ذکر' محاسبہ' مراقبہ اور صحبت اولیاء اللہ پر سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کئی روز تک مراقبہ اور تخلیہ کروانے کے بعد علم وعرفان سے آپ کا تحلیہ فرمایا گیا۔ پس ابتداءً تو یہ اذکار واشغال جہل سے نجات حاصل کرنے کے لئے بطور علاج کے ضروری ہیں' جب کسی مرض کے لئے افیون یا تمباکو استعمال کروایا جائے' جس سے اصل مرض کا علاج تو ہو جائے مگر خود افیون یا تمباکو کی عادت کا لا علاج مرض ہمیشہ کے لئے سوہان روح بن جائے' ابتداء میں انسان علاج کے طور پر بادل نخواستہ ان چیزوں کو اختیار کرتا ہے مگر کچھ وقت کے بعد یہ اذکار واشغال انسان کو ایسے پکڑتے ہیں کہ ان سے بچنا ناممکن ہو جاتا ہے۔

مکتب عشق کا دستور نرالا دیکھا
اس کو چھٹی نہ ملی جس کو سبق یاد رہا

اسی حالت کے بارے میں کسی نے کہا ہے:

اب تو چھوڑے بھی نہ چھوٹے ذکر ترا اے میرے خدا
حلق سے نکلے سانس کے بدلے ذکر ترا اے میرے خدا

اذکار واشغال میں یہ فرق ہے کہ اشغال خود مقصود نہیں صرف ذریعہ مقصود ہیں' اور اذکار ذریعہ مقصود ہونے کے ساتھ بذات خود بھی مقصود ہیں۔

تلاوت آیات کے اثرات

ارشاد ہے: وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ (المائدۃ:83)

ترجمہ: اور جب اس (کتاب) کو سنتے ہیں جو (سب سے پچھلے) پیغمبر (محمد) پر نازل ہوئی تو تم دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ (الانفال:2)

ترجمہ: مؤمن تو وہ ہیں کہ جب خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ (الزمر:23)

ترجمہ: خدا نے نہایت اچھی باتیں نازل فرمائی ہیں۔ (یعنی) کتاب (جس کی آیتیں باہم) ملتی (ہیں) اور دہرائی جاتی (ہیں) جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے بدن کے (اس سے) رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر ان کے بدن اور دل نرم (ہو کر) خدا کی یاد کی طرف (متوجہ) ہو جاتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ وَّ يَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَ يَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝

(بنی اسرائیل:109-107)

ترجمہ: جن لوگوں کو اس سے پہلے علم (کتاب) دیا گیا ہے جب وہ ان کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں کہ ہمارا پروردگار پاک ہے' بے شک ہمارے پروردگار کا وعدہ پورا ہو کر رہا' اور وہ ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں (اور) روتے جاتے ہیں اور اس سے ان کو زیادہ عاجزی پیدا ہوتی ہے۔

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ بُكِيًّا ۝ (مریم:58)

ترجمہ: جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اور روتے رہتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

کثرت ذکر سے دل کا نرم ہونا:

یعنی کثرت ذکر و مراقبات سے ان پر ایسی رقت طاری ہو جاتی ہے کہ اپنے محبوب کی باتیں سن کر ان کے قلوب پر زلزلہ آنے لگتا ہے، رگوں کا خون گرما جاتا ہے، رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، روتے ہوئے بے ساختہ سجدے میں گر جاتے ہیں اور آنکھوں سے سیل اشک جاری ہو جاتا ہے جو اس قدر کثرت سے بہتا ہے کہ گویا خود آنکھیں ہی بہی جارہی ہیں:

کوئی جو یار کی لادے خبر مجھے
اے سیل اشک تو ہی بہادے ادھر مجھے

از حال خود آگه نیم جز ایں قدر دانم که تو
هر گه بخاطر بگذری اشکم زداماں بگذرد

ترجمہ: اپنے حال سے صرف اس قدر آگاہ ہیں کہ جہاں آپ کا خیال گذرتا ہے آنسوؤں سے دامن تر ہو جاتا ہے محبوب حقیقی نے اپنے عشاق کے مراقبہ، محاسبہ، کثرت ذکر، کثر صلاۃ اور قیام اللیل کا تذکرہ قرآن کریم میں بار بار دہرایا ہے۔

فرمایا: یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝ (النور: 37)

ترجمہ: وہ اس سے جب دل (خوف اور گھبراہٹ کے سبب) الٹ جائیں گے اور آنکھیں (اوپر چڑھ جائیں گی) ڈرتے ہیں۔

یعنی قیامت کی ہولناکی کا مراقبہ کرتے رہتے ہیں۔

یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰی رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝ (المؤمنون: 60)

ترجمہ: اور جو دے سکتے ہیں دیتے ہیں اور ان کے دل اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ ان کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہتے ہیں اور ڈرتے رہتے ہیں حسنات قبول بھی ہوئی یا نہیں۔ (لیل الصالحین)

(72)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضور علیہ السلام

حضرت ادرع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں ایک رات آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دینے لگا تو وہاں ایک آدمی اونچی آواز سے قرآن پاک پڑھ رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ (اونچی آواز میں قرآن پڑھنے والا) ریا کار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (نہیں) یہ تو عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ ہے۔ پھر ان کا مدینہ میں انتقال ہو گیا۔ جب صحابہ کرام علیہم الرضوان ان کا جنازہ تیار کر کے انہیں اٹھا کر لے چلے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے ساتھ نرمی کرو، اللہ نے ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے مرنے کا بڑا غم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے تھے۔ (حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم 414/2)

☆......حضرت عبدالرحمٰن بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا، ان کا پاؤں سو گیا۔ میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! آپ رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: یہاں سے اس کا پٹھا اکٹھا ہو گیا ہے۔ میں نے کہا: آپ رضی اللہ عنہ کو جس سے سب سے زیادہ محبت ہے، اس کا نام لے کر پکاریں (انشاء اللہ پاؤں ٹھیک ہو جائے گا) انہوں نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اور یہ کہتے ہی ان کا پاؤں ٹھیک ہو گیا اور انہوں نے اسے پھیلا لیا۔ (ایضاً 414/2)

Scanned with CamScanner

نہیں دیکھی جاتی مشقت ''نبی'' کی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو شروع میں ہمارا دستور یہ تھا کہ جب ہم میں سے کسی کا انتقال ہونے لگتا، ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر خبر کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے جاتے اور اس کے لئے استغفار فرماتے، یہاں تک کہ جب اس کا انتقال ہو جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس تشریف لے آتے اور کبھی اس کے دفنانے تک وہیں تشریف رکھتے۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض دفعہ وہاں بڑی دیر لگ جاتی۔ جب ہم لوگوں نے محسوس کیا کہ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی مشقت ہوتی ہے تو ہم نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا: ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انتقال ہو جانے کے بعد خبر دیا کریں تو اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ ٹھہرانے کی مشقت نہ ہوگی چنانچہ پھر ہم لوگ ایسے ہی کرنے لگ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھی کے انتقال کے بعد خبر کرتے آپ تشریف لا کر اس کی نماز جنازہ پڑھاتے۔ اس کے لئے استغفار کرتے کبھی نماز جنازہ سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے جاتے اور کبھی دفن تک ٹھہرے رہتے ایک عرصہ تک ہمارا یہی دستور رہا۔

پھر ہم نے آپس میں کہا اللہ کی قسم! اگر ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لانے کی زحمت نہ دیا کریں بلکہ ہم جنازہ کو اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے پاس لے جایا کریں، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کیا کریں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے پاس ہی اس کی نماز جنازہ پڑھا دیا کریں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ سہولت ہوگی چنانچہ ہم نے پھر ایسا کرنا شروع کر دیا۔

حضرت محمد بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، اس وجہ سے اس جگہ کو جنازہ گاہ کہا جاتا ہے کیونکہ جنازے اٹھا کر وہاں لائے جاتے تھے اور پھر اس کے بعد سے آج تک یہی

سلسلہ چلا آ رہا ہے کہ لوگ اپنے جنازے وہاں لاتے ہیں اور وہاں ان پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ (ایضاً 417/2)

محبت دلیل کی محتاج نہیں ہوتی

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھے ایک قابل اعتماد انصاری نے یہ بیان کیا ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے اور کھنکارتے تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جھپٹ کر وضو کا پانی اور کھنکار لے لیتے اور اسے اپنے چہرے پر مل لیتے۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، تم ایسا کیوں کر رہے ہو؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: ہم اس سے برکت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی اللہ اور اس کے رسول کا محبوب بننا چاہتا ہے، اسے چاہئے کہ وہ بات سچی کرے، امانت ادا کرے اور اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔ (ایضاً 419/2)

(سوال یہ ہے کہ کیا حضور علیہ السلام نے انہیں فرمایا ہوا تھا کہ تم ایسے کیا کرو۔ لہٰذا آج بھی اہل محبت کو محبت والے کام کرنے پہ دلیل کا تقاضا کر کے روکنا نہ چاہیے)

☆...... صلح حدیبیہ کے موقع پر عروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بڑے غور سے دیکھنے لگے۔ وہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی تھوکتے تو اسے کوئی نہ کوئی صحابی رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ پر لے لیتا اور اس کو اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب انہیں کسی کام کے کرنے کا حکم دیتے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے اور لڑنے کے قریب ہو جاتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی آوازیں پست کر لیتے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی عظمت تھی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتے تھے۔ چنانچہ عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس گئے اور ان سے کہا: میں بڑے بڑے

Scanned with CamScanner

بادشاہوں کے دربار میں گیا ہوں' قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں گیا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں نے ایسا کوئی بادشاہ نہیں دیکھا جس کی تعظیم اس کے درباری اتنی کرتے ہوں جتنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے ہیں۔ (ایضاً 420/2)

خونِ مصطفیٰ کی برکتیں

حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ان کے والد (حضرت عبداللہ بن زبیر) نے انہیں یہ قصہ سنایا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت پچھنے لگوا رہے تھے۔ فارغ ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبداللہ! یہ خون لے جاؤ اور ایسی جگہ ڈال کر آؤ جہاں تمہیں کوئی نہ دیکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے باہر آ کر میرے والد نے وہ خون پی لیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: اے عبداللہ! تم نے خون کا کیا کیا؟ انہوں نے کہا: ایسی چھپی ہوئی جگہ میں ڈال کر آیا ہوں کہ مجھے یقین ہے کہ لوگوں میں سے کسی کو پتہ نہ چل سکے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید تم نے اسے پی لیا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے خون کیوں پیا؟ لوگوں کو تم سے ہلاکت ہو اور تمہیں لوگوں سے (مروان اور عبدالملک کی طرف سے جو فتنہ پیش آیا اس کی طرف اشارہ ہے)

حضرت ابوعاصم نے فرمایا: لوگوں کا خیال یہ تھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما میں جو اتنی طاقت تھی' وہ اس خون کی برکت سے تھی۔ (ایضاً 420/2)

☆......حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور فرمایا: یہ خون لے جاؤ اور اسے ایسی جگہ دفن کر دو جہاں جانوروں' پرندوں اور انسانوں سے محفوظ رہے۔ میں خون لے گیا اور چھپ کر اسے پی لیا۔ پھر آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس

پڑے۔ (ایضاً 420/2)

☆......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب جنگ احد کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا تو میرے والد حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کو چوس کر نگل لیا۔ لوگوں نے ان سے کہا' ارے میاں! کیا تم خون پی رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں' میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک پی رہا ہوں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے خون کے ساتھ میرا خون مل گیا ہے لہٰذا انہیں جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ (ایضاً 422/2)

دوزخ سے آزادی

حضرت حکیمہ بنت امیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی والدہ سے نقل کرتی ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لکڑی کا پیالہ تھا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تخت کے نیچے رکھتے تھے اور کبھی (رات کو) اس میں پیشاب فرما لیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صبح) اُٹھ کر اسے تلاش کیا' وہ پیالہ نہ ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: پیالہ کہاں ہے؟ گھر والوں نے بتایا کہ حضرت اُمّ سلمہ کی خادمہ حضرت سرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو ان کے ساتھ حبشہ سے آئی ہے' اس نے (اس پیالہ کا پیشاب) پی لیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے جہنم کی آگ سے بڑی مضبوط آڑ بنالی ہے۔ (ایضاً 422/2)

☆......حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاں قیام فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نیچے ٹھہرے ہوئے تھے اور میں (مع اہل وعیال) اوپر کی منزل میں۔ جب رات ہو گئی تو مجھے خیال آیا کہ میں اس کمرے کی چھت پر ہوں جس میں نیچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور وحی کے درمیان حائل ہو رہا ہوں۔ اس لئے ساری رات مجھے نیند نہ آئی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ سونے کی حالت میں اوپر ہم کچھ ہلیں

Scanned with CamScanner

جلیں اور اس سے غبار حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر گرے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہو۔ صبح کو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آج ساری رات نہ مجھے نیند آئی اور نہ میری بیوی اُمّ ایوب کو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوایوب رضی اللہ عنہ! کیوں؟ میں نے عرض کیا: مجھے یہ خیال آ گیا کہ میں اس کمرے کی چھت پر ہوں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے نیچے ہیں، میں کچھ ہلوں گا تو اس سے غبار آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گرے گا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوگی اور دوسری بات یہ کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور وحی کے درمیان حائل رہا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوایوب! ایسا نہ کرو، کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھا دوں کہ جب تم انہیں صبح اور شام دس دس مرتبہ کہو گے تو تمہیں دس نیکیاں ملیں گی اور تمہارے دس گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور قیامت کے دن تمہیں دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور وہ کلمات یہ ہیں:

لاالہ الا اللہ لہ الملک و لہ الحمد لا شریک لہ ۔(ایضاً 422/2)

❀❀❀

(73)

بے نمازی کی نحوست

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر ایسی بستی پر ہوا جس میں نہایت سرسبز و شاداب اشجار لہلہا رہے تھے اور صاف ستھرے پانی کے چشمے ابل رہے تھے، بستی والوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انتہائی عظمت و تعظیم کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس بستی کے رہنے والوں کے حسن عبادت سے تعجب ہوا، اس کے تین سال بعد پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر اسی بستی پر ہوا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے تمام درخت سوکھے کھڑے ہیں اور پانی کے چشمے بھی خشک ہو گئے ہیں اور بستی کے تمام مکانات چھتوں کے بل گر پڑے ہیں، اب اس بستی کا یہ حال دیکھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انتہائی حیرت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے ان کو مطلع کیا کہ: اے عیسیٰ! اس بستی کے اجڑنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ یہاں سے کسی بے نمازی کا گزر ہوا جس نے بستی کے ایک چشمے سے منہ دھولیا تھا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بستی کے تمام چشمے خشک ہو گئے، درخت سوکھ گئے اور مکانات ویران و تباہ ہو گئے، اے عیسیٰ! جب نماز کا چھوڑ دینا دین کے ڈھے جانے کا سبب ہو سکتا ہے تو پھر دنیا کی ویرانی کا سبب کیوں نہ ہوگا؟ (خیر المونس)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(74)

حقوق والدین

فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں: جس مومن کے والدین ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہوئے صبح کرے تو! اللہ تعالیٰ اس کے لئے دو دروازے جنت کے کھول دیتا ہے اور اگر والدین میں سے ایک بھی ناراض ہو جائے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ناراض رہتا ہے جب تک کہ وہ راضی نہ ہو جائے‘ کہا گیا اگر چہ وہ ظالم ہو؟ فرمایا ہاں اگر چہ وہ ظالم ہو اور یہ حدیث مرفوعاً بھی روایت کی گئی ہے اور اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں فرمایا اگر وہ والدین کے ساتھ برا سلوک کرتے ہوئے صبح کرتا ہے تو اس کے لئے جہنم کے دو دروازے کھولے جاتے ہیں اگر ایک کے ساتھ کرتا ہے تو ایک دروازہ کھولا جائے گا حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں عرض کیا: مجھے کوئی وصیت فرمائی جائے‘ حکم ہوا ہم تجھے اپنے حقوق سے متعلق وصیت فرماتے ہیں‘ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: مجھے کوئی وصیت فرمائی جائے حکم ہوا کہ ہم تجھے تیری والدہ کے حقوق کے متعلق وصیت فرماتے ہیں‘ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر وہی عرض کیا تو حکم ہوا ہم تجھے تیری والدہ کے حقوق کے متعلق وصیت کرتے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کیا تو حکم فرمایا: ہم تجھے تیرے والد کے متعلق وصیت فرماتے ہیں۔

والدین کی نافرمانی

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ایک شخص حضور علیہ السلام کی

خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں جہاد پر جانا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ عرض کیا: جی‘ ارشاد ہوا جا ان کی خدمت میں حد درجہ کوشش کر‘ حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ والدین کی خدمت جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے اس لئے کہ حضور علیہ السلام نے اس کو جہاد چھوڑ کر والدین کی خدمت کا حکم دیا ہے اسی طرح یہ کہنا کہ جب تک والدین اجازت نہ دیں تو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نہ نکلے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ غزوات میں جانے سے والدین کی خدمت افضل ہے۔ بہز بن حکیم سے مروی ہے کہ ان کے پردادا نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہتر نیکی کون سی ہے؟ فرمایا: ماں کی خدمت‘ پھر عرض کیا تو فرمایا ماں کی خدمت پھر عرض کیا تو فرمایا باپ کی خدمت پھر قریبی کی پھر اس سے قریبی عزیز کی خدمت‘ زید بن علی اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا: اگر والدین کی حق تلفی سے متعلق اللہ تعالیٰ کے نزدیک اف سے کوئی اور کم درجے لفظ ہوتا تو اس سے بھی منع فرما دیتا والدین کا بے ادب چاہے کتنا ہی عمل کر لے وہ جنت میں داخل نہ ہو گا اور والدین کا ادب کرنے والا خواہ کچھ برائی بھی کرے وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا۔

تین آیات دوسری تین کے ساتھ

فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں احترام والدین کا حکم نہ بھی فرماتا تو بھی اصحاب عقل والدین کے احترام کو واجب جانتے اور عقلمند پر واجب ہے کہ وہ والدین کے احترام کو جانے اور ان کا حق خدمت ادا کرے بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام کتابوں تورات‘ انجیل‘ زبور اور قرآن میں اس کا ذکر فرمایا ہے اور تمام کتابوں میں خدمت و احترام والدین کا حکم فرمایا ہے نیز والدین کے احترام اور ان کے حقوق کی ادائیگی کے لئے انبیاء کو بذریعہ وحی وصیت فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کو والدین کی رضا پر رکھا ہے اور ان کی ناراضگی کو اپنی ناراضگی فرمایا ہے اور کہا گیا

Scanned with CamScanner

ہے کہ تین آیات الٰہی نازل ہوئی ہیں جو تین کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں جن میں سے کوئی ایک بھی دوسری ملی ہوئی کے بغیر قبول نہیں کی جاتی' اس کی پہلی آیت وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۔ ''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو'' یعنی جو نماز پڑھے اور زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہ ہوگی' دوسری آیت وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ''اور تم اللہ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت کرو' جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت تو کرتا ہے مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں کرتا تو اس کی اطاعت الٰہی بھی نامقبول ہوگی تیسری آیت اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ ''میرا اور والدین کا شکر ادا کرو' جو اللہ تعالیٰ کا شکر تو ادا کرے مگر اپنے والدین کا شکر گزار نہ ہو تو اس کا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا بھی نامقبول ہوگا' اس پر دلیل حضور علیہ السلام کی یہ حدیث ہے کہ والدین کی حق تلفی کرنے والی اولاد پر والدین کی لعنت ان کی جڑ توڑ دیتی ہے جس نے اپنے والدین کو راضی کیا گویا اس نے اپنے خالق کو راضی کیا اور جو اپنے والدین کو ناراض کرتا ہے گویا وہ اپنے خالق کو ناراض کرتا ہے اور جس نے والدین کو پایا یا دونوں میں سے ایک کو پایا اور ان کے ساتھ بھلائی نہ کی وہ جہنم میں داخل کیا جائے گا اور رحمت الٰہی سے دور کر دیا جائے گا۔

کون سا عمل افضل ہے؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل کون سا افضل ہے؟ فرمایا وقت پر نماز پڑھنا' والدین کے ساتھ بھلائی کرنا پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا' فرقد سنجی کہتے ہیں: میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ بیٹے کو روا نہیں...... کہ وہ والدین کی موجودگی میں بغیر اجازت گفتگو کرے اور نہ والدین کے آگے چلے اور نہ دائیں اور نہ بائیں اور ان کی آواز پر فوراً جواب دے' ان کے پیچھے یوں چلے جیسے غلام اپنے آقا کے پیچھے چلتا ہے۔ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ بہت ضعیف ہیں میں ہی ان کو کھلاتا' پلاتا اور وضو کراتا ہوں اور اسے اپنے کندھوں پر اٹھاتا ہوں کیا

میں نے اس کا حق ادا کر دیا؟ فرمایا نہیں ایک فیصد بھی نہیں' لیکن تو نے اچھا کام کیا ہے اور اللہ تعالیٰ تجھے اس قلیل عمل کا کثیر اجر دے گا۔

لعنتی کون ہے؟

ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: حکمت کی باتوں میں بھی مرقوم ہے کہ ملعون وہ ہے جو اپنے ماں باپ پر لعنت بھیجتا ہے' ملعون وہ ہے جو صراط مستقیم سے روکتا ہے یا نابینا کو راستے سے بھٹکاتا ہے ملعون وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا نام لئے بغیر جانور ذبح کرتا ہے ملعون وہ ہے جو زمین کی حدیں بدلتا ہے یعنی دوسرے کے ساتھ مشترکہ زمین کی حدیں تبدیل کرتا ہے نیز اسے علامات حرام بھی کہا گیا ہے اور والدین پر لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ ایسے گندے کام کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کے والدین پر لعنت کی جاتی ہے تو گویا کہ یہ ایسا ہوا کہ اس نے ہی خود والدین پر لعنت کی ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

❀❀❀

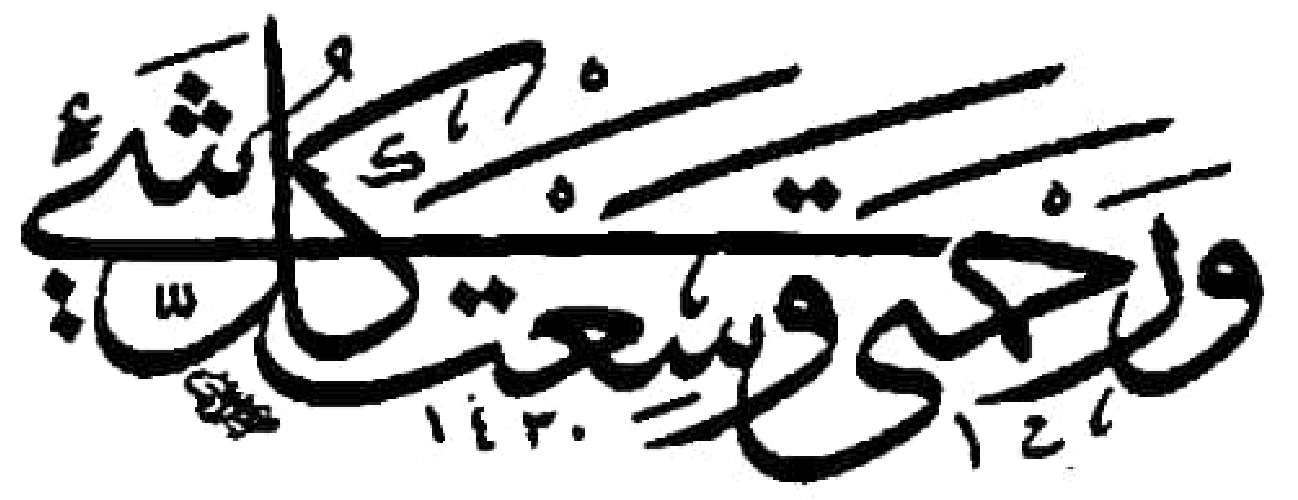

Scanned with CamScanner

(75)

فراست امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

بیان کیا گیا ہے کہ ایک بار ملک روم کے کسی نصرانی بادشاہ نے ایک نصرانی پادری کو بغداد مسلمانوں کے پاس بھیجا کہ ہمارے تین سوالوں کے جواب دو ورنہ ہمارا دین قبول کرو علماء نے جمع ہو کر پادری سے پوچھا تمہارے کیا سوال ہیں؟ بولا: ایک بتاؤ یہ کہ اللہ کیا کام کر رہا ہے اس وقت دوسرا یہ کہ اس کے پاس کیا نہیں؟ تیسرا یہ کہ اس کا رخ کس طرف ہے؟ علماء نے چالس دن جواب دینے کی مہلت مانگی پھر غور و فکر کیا اور کتابوں میں تلاش کیا' تو نہ پا سکے جب مہلت کا آخری دن آیا تو پادری منبر پر بیٹھا اور تمام مسلمانوں کو پاس بلایا اور کہا جواب دو ورنہ اپنا دین چھوڑ کر ہمارا دین قبول کر و پس سب جواب سے عاجز پریشان تھے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ابھی پندرہ برس کے تھے غیرت ایمانی و جذبہ دینی سے سرشار ہو کر اٹھے اور منبر کے پاس آئے تو فرمایا: اے پادری تم نے ہمارے سچے دین کو چیلنج کیا منبر سے اترو میں انشاء اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہوں نصرانی پادری نیچے اترا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھ گئے اور کہا اللہ تعالیٰ نے ابھی یہ کام کیا کہ تجھے پست کیا اور مجھے بلند تجھے ذلت دی اور مجھے عزت اور وہ زندگی و موت دیتا ہے دوسرا یہ کہ اللہ کے لئے کیا نہیں؟ تو اس کے لئے حاجت نہیں جسم نہیں اور اس کی مثل نہیں تیسرا یہ کہ اس کا رخ کس طرف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ رات کو شمع جلائی جاتی ہے وہ اردگرد روشن کرتی ہے تم بتاؤ اس کا رخ کس طرف ہوتا ہے پھر مجھ سے اللہ کا رخ پوچھنا جب جواب مل گئے تو نصرانی شکست کھا گیا اور مسلمان اللہ کی مدد اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے کامل عقل و علم

کے سبب فتح یاب ہوئے۔

تخت سکندری پہ "یہ" تھوکتے نہیں ہیں

بیان کیا گیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے تلامذہ میں سے داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ لوگوں سے ایک طرف ہو کر آبائی پرانے مکان میں گوشہ نشین ہو گئے جب ایک کمرہ گر جاتا تو دوسرے میں گزر بسر کرتے آخر عمر تک نیا مکان نہ بنایا ایک بار خلیفہ ہارون الرشید اور امام ابویوسف آپ کی زیارت کو آئے تو آپ نے دروازہ بند کر لیا انہوں نے بہت کہا مگر آپ نے ان کے لئے دروازہ نہ کھولا آخر امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے حلف دیا کہ تجھے اس علم کی قسم جس کا تو نے مجھ سے تکرار کیا آپ نے فرمایا وہ علم ہی تو مجھے دروازہ کھولنے سے روکتا ہے پھر انہوں نے ان کی والدہ کو کہا آپ اپنے بیٹے کو دروازہ کھولنے کو کہیں اس نے کہا بیٹا دروازہ کھولو تب مجبوراً آپ نے دروازہ کھولا وہ داخل ہوئے تو آپ نے انہیں کچھ نصیحت کی پھر انہوں نے کہا اگر کچھ حاجت ہے تو خلیفہ کو بتاؤ کہا ہاں حاجت یہ ہے کہ خلیفہ ایک بوری آٹا سر پر اٹھا کر میرے پاس لائیں کہا رات کو لائے گا فرمایا رات کو نہیں دن میں کہا پھر جنگل کے راستے لا دے گا تا کہ کوئی دیکھے نہ فرمایا نہیں بلکہ بازار سے گزر کر آئے پس ہارون الرشید خاموش ہو گیا پھر فرمایا مجھے تمہارے آٹے کی ضرورت نہیں میں یہی دیکھنا چاہتا تھا دنیا کے بازار میں بوجھ اٹھا کر گزرنے سے شرم کرتے ہو قیامت کے میدان میں مسلمانوں کے حقوق کا بوجھ اٹھانے سے کیوں شرم نہیں کرتے ہو' پھر تو خلیفہ ہارون الرشید بہت رویا اور جاتے ہوئے کثیر دینار آپ کے پاس رکھ دیئے مگر داؤد طائی نے سب دینار باہر پھینک دیئے۔

امام صاحب کا ایک حاسد

امام المسلمین ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا چالیس برس معمول رہا کہ ساری رات جاگتے عبادات میں گزارتے اور دن کو کچھ نہ کھاتے آپ کے حال پر کوئی خاص ہی مطلع ہو گا ورنہ سب پر پوشیدہ رکھتے مگر آپ کے وصال کے بعد پتہ چلا کبھی آپ کے پاس کچھ

کھانے کو بھیجا جاتا تو فقراء کے ساتھ مل کر نوالہ دو نوالے کھاتے ورنہ سب فقراء کو ہی دے دیتے ایک بار آپ کے حاسد کو کسی نے آپ کا معمول بتایا تو بولا میں نہیں مانتا کہ امام صاحب ایسا کرتے ہوں کیوں کہ جب لوگ نماز عشاء پڑھ کر چلے جاتے مسجد خالی ہو جاتی تو آپ کمبل اوڑھ کر مسجد میں آ جاتے اور صبح تک نماز میں مشغول رہتے پس ایک رات حاسد بھی دیکھنے کو مسجد میں آیا دیکھا تو امام صاحب نماز پڑھ رہے تھے کچھ دیر رکا جب نیند کا غلبہ کیا تو امام صاحب کے کمبل کے دامن پر پتھر رکھا اور گھر چلا آیا پھر صبح سے پہلے مسجد کو آیا دیکھا کہ امام صاحب ابھی نماز میں ہیں اور پتھر اسی طرح کمبل کے پہلو پر پڑا ہے حقیقت حال دیکھ کر اسی وقت حسد وعداوت سے تائب ہوا اور معذرت کے ساتھ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا۔ (حکایت)

❀❀❀

(76)

حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو سبتی مالکی، کنیت ابوالفضل اور قاضی عیاض کے نام سے مشہور ہیں۔ سبتہ میں 476ھ کو پیدا ہوئے۔ آباؤ اجداد اندلس کے رہنے والے تھے۔ 20 سال کی عمر میں حضرت سیّدنا حافظ ابوعلی غسانی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث کی سماعت کی پھر ان کے وصال کے بعد اندلس تشریف لے گئے۔ علم فقہ محمد بن عیسیٰ تیمی اور محمد بن عبداللہ مسیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے حاصل کیا۔ اپنے وقت کے امام، کئی علوم کے ماہر، اعلیٰ درجے کے ذہین وفطین تھے۔ بہت عرصے تک سبتہ میں قاضی کے عہدے پر فائض رہے پھر غرناطہ تشریف لے گئے اور وہاں کچھ عرصہ قاضی رہنے کے بعد قرطبہ تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جمادی الآخر 544ھ کو شب جمعہ وصال فرمایا اور مراکش میں سپرد خاک کئے گئے۔ (تذکرۃ الحفاظ، الرقم: 1083، عیاض بن موسیٰ، ج2 الجزء الرابع ص 69،67) آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ'' بہت مشہور اور برکت والی کتاب ہے۔ اگر کسی مکان میں رکھی جائے تو اس مکان کو نقصان نہ پہنچے، اگر کسی کشتی میں ہو تو نہ ڈوبے، اگر مریض پڑھے یا اس کے پاس پڑھی جائے تو اللہ عزوجل اس مریض کو شفا عطا فرمائے اور یہ تجربہ شدہ بات ہے۔

(نسیم الریاض، مقدمۃ الشارح، ج1، ص14)

آپ کا ارشاد ہے: اللہ عزوجل کی محبت کا مطلب یہ ہے کہ فرمانبرداری میں استقامت اختیار کی جائے اور ہر شے کے معاملے میں اس بات کو لازم پکڑ لے کہ اس

Scanned with CamScanner

بارے میں اللہ عزوجل کا کیا حکم ہے کہ اللہ عزوجل نے اس کے کرنے کا حکم دیا ہے یا اس سے بچنے کا۔ (عمدۃ القاری، کتاب الایمان، باب حلاوۃ الایمان، ج 1، ص 228)

☆......امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ مسلمانوں میں سے جو شخص بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کمی کرے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازیبا کلمات استعمال کرے اسے قتل کر دیا جائے۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الرابع، الجزء الثانی، ص 211)

حضرت سیّدنا قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے نے ایک روز آپ کو خواب میں دیکھا کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سونے کے تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر ان پر ایک طرح کا خوف اور تردد طاری ہو گیا۔ حضرت سیّدنا قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا: ''اے میرے بھتیجے! میری کتاب ''الشفا'' کو مضبوط پکڑے رہو اور اسے اپنے لئے حجت بناؤ'' گویا اس کلام سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''مجھ کو یہ مرتبہ اسی کتاب کی بدولت ملا ہے۔''

(بستان المحدثین ص 344)

❀❀❀

(77)

سلف صالحین کی اتباع

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں: جسے اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا اور سلف کی سیرت و عادات پر نظر رکھتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ یہ عالم تاریکی سے پر ہے اور اکثریت صحیح راہ سے ہٹی ہوئی ہے اور ان لوگوں سے میل ملاقات نفع کے بجائے نقصان دہ ہے اور تعجب پر ہے جو ایسے لوگوں کی مجالست کے لئے رخصت تلاش کرتا ہے اور جانتا بھی ہے کہ طبیعت ہم نشینی میں چوری کرتی ہے لائق تو صرف یہ ہے کہ علم و عمل میں کسی اعلیٰ شخصیت کی مجلس اختیار کی جائے تاکہ فائدہ حاصل ہو سکے باقی گھٹیا لوگوں کی مجلس تو ایذا ہی دیتی ہے ہاں ایک ناواقف آدمی اپنے استاد کے پاس بیٹھے تو الگ بات ہے مگر اس میں بھی احتیاط لازم ہے اور اس زمانہ میں عوام کے ساتھ مجالست کرنے سے دل بگڑ جاتے اور سخت سیاہ ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی عالم ان کی مجلس میں پھنس جائے تو اسے اپنی احتیاط کے کپڑے چڑھا لینے چاہیں مناسب ہے کہ اس کی مجالست ان لوگوں کے ساتھ صرف پند و نصیحت اور تربیت کی ہونی چاہئے اور کبھی علماء کے ساتھ مجالست کا موقع بنے تو ان میں بھی اکثر راہ سے ہٹے ہوئے ہوتے ہیں جن کا مقصود صرف نام و نمود کا علم ہوتا ہے عمل کا نہیں چنانچہ آخرت کی باتوں کا تذکرہ ان میں تجھے کم ہی ملے گا ان کا مشغلہ غیبت ہے یا دوسرے پر برتری کا قصد یا حصول دنیا اور سب سے بڑھ کر ان میں اپنے ہم عصروں کے ساتھ حسد کا معاملہ ہے جو حد بیان سے باہر ہے اور امراء کی مجالست میں اپنے دین کو فساد کی نذر کرنا ہے کیونکہ اگر ان کا کوئی دنیاوی عہدہ قبول کر لیا تو ظلم اس کے لوازم میں سے ہے کیونکہ ایسے

میں عادت غالب آ جاتی ہے اور شریعت سے اعراض ہو جاتا ہے اور اگر دینی عہدہ ہوا جیسے قضا تو اس میں بھی وہ بعض دفعہ ایسا حکم لگا دیتے ہیں جس سے مراجعت کی گنجائش نہیں رہتی اور مراجعت کر بھی لے گا تو وہ قبول نہیں کرتے اور کتنے ہیں جنہیں اپنے اس عہدے ہی کی فکر لگ جاتی ہے اور وہ ہر حکم کو ماننے کے لئے تیار رہتے ہیں خواہ جبر نہ بھی کیا جائے اور میں نے تو اس دور میں ایسے بھی دیکھے ہیں جو قاضی یا شاہد بننے کے لئے مال خرچ کرتے ہیں اور مقصد عز و جاہ ہوتا ہے پھر اکثر گواہ جس کو نہیں جانتے اس کے خلاف شہادت دے دیتے ہیں اور کہتے ہیں: یہ معروف شخص ہے اور اپنا جھوٹا ہونا بھی معلوم ہوتا ہے اور یہ کام محض اس مال کی وجہ سے ہوتا ہے جو اسے ملتا ہے اور کتنی گواہیاں ہیں جو ایسے لوگوں پر واقع ہوتی ہیں جن پر انہیں گواہ بنایا ہی نہیں گیا یا مکرہ شخص کے خلاف ہوتی ہیں' اور زاہد کہلانے والوں کی مجالست ملے تو ان میں بھی اکثر علم کے خلاف غلط راستہ پر چلنے والے ہوتے ہیں انہوں نے اپنے لئے خلوت خانے بنا رکھے ہیں جہاں سے باہر کم ہی نکلتے ہیں اور حد سے زائد عاجزی دکھاتے ہیں جو سراسر نفاق ہے اور کپڑوں کے نیچے اونی لباس پہنتے ہیں اور کبھی دکھانے کے لئے آستین اوپر چڑھا لیتے ہیں۔

ایک ریاکار صوفی

طاہر بن حسین کی حکایت منقول ہے کہ انہوں نے ایک نام نہاد صوفی سے پوچھا تجھے عراق میں آئے ہوئے کتنی مدت ہوگئی ہے؟ کہنے لگا کہ میں یہاں بیس سال سے آیا ہوا ہوں اور تیس سال سے روزہ رکھتا ہوں وہ کہنے لگا ہم نے ایک بات پوچھی تھی اور تو نے جواب میں دو سنائیں۔

ان صوفیا کے ٹھکانے مساجد سے باہر مکروہ قسم کے چبوترے ہوتے ہیں جہاں طاقت کے باوجود کمائی سے جان چرانے والے کسلمند لوگ بیٹھتے ہیں تاکہ دیکھ کر لوگ صدقہ وغیرہ دیتے جائیں اسی طرح کے دیگر تاریک احوال کے لئے علم کے تکرار سے جان بچائے ہوئے ہیں...... ان میں اکثر نفل نماز نہیں پڑھتے تہجد نہیں پڑھتے بلکہ کھانے

پینے اور رقص کی فکر میں رہتے ہیں ان لوگوں نے خلاف شریعت عادات اپنا رکھی ہیں ٹکڑے جوڑ کر لباس بناتے اور پہنتے ہیں مگر یہ ناداری کی وجہ سے نہیں ہوتا' اور یہ قبیح حالت ہے کیونکہ ان کے پاس گھٹیا لباس کے سوا زہد کی کوئی علامت نہیں ہے ان کے کپڑے تو چیخ چیخ کر کہتے ہیں: ہم زاہد ہیں مگر ان کے پوشیدہ افعال ظاہر ہو جائیں تو ان کو رسوا کر دیں مطبخ (باورچی خانہ) گرم ہے پرندوں کا گوشت اور حلوہ بکثرت ہے خوشبو مہک رہی ہے راحت کے سامان موجود ہیں اور ان حالات میں جسم خوب پرورش پا رہا ہے۔

جاہل صوفیوں کا رد

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک رضی اللہ عنہ بن فضلہ کو پراگندہ حالت میں دیکھ کر پوچھا کیا تیرے پاس مال نہیں ہے؟ عرض کیا کیوں نہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کا مال دیا ہے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر انعام فرماتا ہے تو پسند فرماتا ہے: اس کے آثار اس پر نمایاں ہوں...... اور ان لوگوں کے اخلاق کا ایک حصہ یہ ہے کہ لوگوں کو علم سے نفرت دلاتے ہیں اور کہتے ہیں: درمیان میں واسطوں کی حاجت نہیں بس دل ہے اور رب ہے ان کے اور بھی قبیح اقوال و افعال ہیں جو میں نے تلبیس ابلیس میں درج کئے ہیں۔ آہ! اگر آج عمر رضی اللہ عنہ ہوتے تو روزانہ سو سو درے ان کو لگاتے بلکہ ان خوارج پر تلوار چلاتے یہ لوگ آبادیوں میں گھسے ہوئے ہیں علماء کی ان تک دسترس نہیں کیونکہ ان کے بارے میں علماء کی بات مانی نہیں جاتی بس جسے اللہ تعالیٰ نے اسلاف کی سیرت پر نظر کی توفیق دی ہے اور اقتداء کی توفیق بخشی ہے وہ اکثر مخلوق سے علیحدگی کو پسند کرتا ہے اور ان کے ساتھ مجالست نہیں کرتا اس لئے کہ جو ایسا کرتا ہے وہ ایذا پاتا ہے اور جو کوئی ان کے چکر کاٹتا ہے وہ چشم پوشی سے محفوظ نہیں رہتا اور خیر خواہی اس دور میں قبول نہیں۔

(صید الخاطر)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(78)

ہیلی فیکس میں میلاد النبی ﷺ کا جلوس

علامہ عطاء المصطفیٰ جمیل نے لکھا: برطانیہ میں لاکھوں پاکستانی آباد ہیں۔ بعض شہروں میں تو کچھ علاقے ایسے بھی ہیں جن پر پاکستان کا گمان ہونے لگتا ہے۔ جمعہ کے روز نمازیوں سے مسجدیں بھر جاتی ہیں۔ لیلۃ القدر اور شب برأت میں نوجوان بھی نفل پڑھتے نظر آتے ہیں۔ مسجدوں میں جائیں تو سینکڑوں کی تعداد میں مسلمان بچے قرآن حکیم اسلامیات اور اردو کی تعلیم حاصل کرتے نظر آتے ہیں۔ بازاروں میں نکلیں تو شلوار قمیص میں ملبوس پاکستانی نظر آتے ہیں۔ میں نے کئی بنگالیوں اور میرپوریوں کو تہہ بند اور قمیص میں دیکھا ہے۔ دکانوں پر اردو کے سائن بورڈ ملتے ہیں۔ بریڈفورڈ، برمنگھم اور ساؤتھ آل (لندن) میں "سری پائے" دہی بھلے، کڑاہی گوشت اور نان کباب' کے بورڈ بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔ بریڈفورڈ کے ایک علاقہ کو تو انگریزوں نے Little Pakistan چھوٹا پاکستان' کا نام دے رکھا ہے۔ قدرت نے ان مسلمانوں کی روحانی رہنمائی کا انتظام بھی کر رکھا ہے۔

برطانیہ میں متقدر سنی علماء خدمت اسلام سرانجام دے رہے ہیں۔

علماء کرام اور ان کی برکات

ظاہر ہے جہاں اتنی تعداد میں سنی علماء موجود ہوں وہاں جشن میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہیں ہوگا؟ وہاں ذکر معراج یقیناً ہوگا۔ وہاں غوث الثقلین کی گیارہویں بھی ہوگی۔ آج برطانیہ کے در و دیوار ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے گونج رہے ہیں۔ یہ سنی علماء کی شبانہ روز مساعی جمیلہ ہی کا نتیجہ ہے کہ برطانیہ میں ہر ہفتہ اور اتوار کے دن کسی نہ

کسی شہر میں ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل ضرور آراستہ ہوتی ہیں۔ اب تو بعض شہروں میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس بھی نکالے جاتے ہیں۔ یہ 1977ء کی بات ہے۔ میں برطانیہ میں تھا۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا روز سعید آیا برمنگھم اور بریڈفورڈ کے علاوہ ہیلی فیکس میں بھی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوس نکالا گیا۔ میں نے ہیلی فیکس کے جلوس میں شرکت کی تھی۔ شہر کی انتظامیہ کی ہدایت تھی کہ ایک قطار تین آدمیوں پر مشتمل ہونی چاہئے نیز ہر قطار کے درمیان تین فٹ کا فاصلہ ضروری ہے۔ جلوس سڑک کے کنارے کنارے گذرے تاکہ ٹریفک نہ رکنے پائے چونکہ فی قطار تین آدمیوں کی شرط تھی اس لئے جلوس کئی میل تک پھیل گیا۔ جلوس کے شرکاء پاکستانی لباس میں ملبوس، سروں پر ٹوپیاں پہنے ہاتھوں میں کتبے اٹھائے درود وسلام پڑھتے گذر رہے تھے۔ انگریز اپنے مکانوں کی کھڑکیاں کھول کھول کر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوس دیکھ رہے تھے اور میں سوچ رہا تھا کہ مسیح مریم کے پیروکاروں کی سرزمین پر آمنہ کے لال کا بول بالا ہو رہا ہے۔ جلوس کے شرکاء نے سینکڑوں کی تعداد میں جو کتبے اٹھا رکھے تھے ان پر لکھی ہوئی چند تحریریں یوں تھیں:

"The Birthaday of The Prophet" "آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم پیدائش" "Muhammad our Saviour" "محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نجات دہندہ" "A Mercy To The Mankind" "بنی نوع انسان کے لئے رحمت"

کالا حبشی نعت مصطفیٰ پڑھتے ہوئے

اس جلوس میں ہیلی فیکس کا ایک حبشی نژاد مسلمان بھی شامل تھا، ایک بہت بڑے میدان میں جلوس ختم ہوا۔ یہاں انگریز بھی بڑی تعداد میں جمع ہو گئے تھے۔ حبشی نژاد کالے مسلمان نے انگریزی میں ایک نظم پڑھی جس کا مضمون کچھ یوں تھا:

زمین وآسمان کے خالق نے انسان کو پیدا کیا

Scanned with CamScanner

اس کا مقدر بھی لکھ دیا دولت مند کو آسودگی ملی غریب کو فاقہ مستی ایک میں تھا کہ خالق نے مجھے سیاہ رنگت دے دی دنیا کے کسی خطے نے مجھے گوارا نہ کیا۔ گورے نے مجھے بیڑیاں ڈال دیں۔ اور نفرت سے کہا: تم کالے ہو۔ تم غلام ابن غلام ہو۔ میرے مویشی چراؤ اور میری زمینوں پر ہل چلاؤ۔ کہ تم محکوم ہو۔ میں نسل در نسل پستا رہا۔ پھر اچانک عرب کے صحراء سے۔ بے آب و گیاہ میدان سے۔ ایک پیکر رحمت اٹھا۔ اس نے ہاتھ پھیلا کر مجھے بلایا اور کہا: میری جانب بڑھو۔ میں تمہاری زنجیریں توڑنے والا ہوں۔ تمہیں مبارک ہو۔ کہ آج کے بعد کسی گورے کو تم پر فضیلت نہیں ہوگی۔ وہ کون تھا؟ جس نے میرے زخم پر مرہم رکھا۔ وہ کون تھا؟ جس نے مجھے رحمت کی آغوش میں لے لیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! بلال حبشی کا آقا۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ رضی اللہ عنہ)

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے

چشم افلاک یہ نظارہ ابد تک دیکھے!
رفعت شان رفعنا لك ذكرك دیکھے!

وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی کا وعدہ کرنے والا حضور کی عظمت میں دن بدن اضافہ کر رہا ہے۔ جس کا مظاہرہ یورپ میں بھی ہونے لگا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو مٹانے والے خود صفحہ ہستی سے مٹتے چلے جائیں گے اور ذکر محبوب خدا کائنات کے چپہ چپہ میں پھیلتا چلا جائے گا۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

سیاہ فام نومسلم کی نظم اس بات کا اعتراف ہے کہ

نہ جہاں میں مجھ کو اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم ہائے سیاہ کو تری عفو بندہ نواز میں

(سنی علماء کی حکایت)

(79)

رات سجدے میں بسر کرتے ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا ۔

(الفرقان:64)

”ترجمہ: اور وہ جو اپنے پروردگار کے آگے سجدے کر کے اور (عجز و ادب سے) کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں۔“

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ○ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○

(الذاریت:18,17)

”ترجمہ: رات کے تھوڑے سے حصے میں سوتے تھے اور اوقات میں بخشش مانگا کرتے تھے۔“

انہیں (1) اولاً مادہ قلت (2) ثانیاً اس کی تنکیر (3) ثالثاً من تبعیضیہ (4) رابعاً ما تاکید۔ لا کر کس شان کے ساتھ ان کے قیام اللیل کا تذکرہ فرمایا ہے کہ رات کو بہت ہی کم سوتے ہیں اور جب رات قریب الختم ہوتی ہے رات بھر کی عبادت کا محاسبہ کرتے ہیں اور یوں سمجھتے ہیں کہ کچھ عبادت نہ کر سکے۔ ”ما عبدناك حق عبادتك“

اپنی عبادت کا نقص سامنے آتا ہے تو اس پر استغفار کرتے ہیں۔

نیکیاں یارب مری بدکاریوں سے بد ہوئیں
وہ بھی رسوا کن تیرے دربار میں بے حد ہوئیں

یہ عشاق اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے بھی اپنے آپ کو قصور وار ہی سمجھتے ہیں:

Scanned with CamScanner

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یہ شان ہے ان کے غلاموں کی

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا ۔(الشعراء:227) ''اور خدا کو بہت یاد کرتے رہے۔''

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ (آل عمران:191)

''ترجمہ: جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) خدا کو یاد کرتے اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔''

یعنی کثرت ذکر و مراقبہ میں لگے رہتے ہیں۔

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ يَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ (الزمر:9)

''ترجمہ: (بھلا شرک اچھا ہے) یا وہ جو رات کے وقتوں میں پیشانی رکھ کر اور کھڑے ہو کر عبادت کرتا اور آخرت سے ڈرتا اور اپنے پروردگار کی رحمت کی امید رکھتا ہے۔'' (دلیل الصالحین)

❀❀❀

(80)

بارگاہِ رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذباتِ محبت

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے مہمان بنے تو میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں۔ مجھے یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ میں اوپر رہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں سہولت اسی میں ہے کہ ہم نیچے رہیں کیونکہ ہمارے پاس لوگ آتے رہتے ہیں۔ میں نے ایک رات دیکھا کہ ہمارا گھڑا ٹوٹ گیا اور اس کا پانی فرش پر پھیل گیا۔ میں اور اُمّ ایوب دونوں اپنا کمبل لے کر کھڑے ہو گئے اور اس کمبل سے پانی خشک کرنے لگے۔ ہمیں یہ ڈر تھا کہ ہماری طرف سے کوئی ایسی بات نہ ہو جائے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہو یعنی چھت سے پانی کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ ٹپکنے لگ جائے۔ اس کمبل کے علاوہ ہمارے پاس اور لحاف بھی نہیں تھا۔ (وہ کمبل گیلا ہو گیا اور ہم نے ساری رات جاگ کر گزاری) ہم کھانا تیار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا کرتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچا ہوا کھانا واپس کرتے تو ہم اس جگہ سے خاص طور سے کھانا کھاتے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیاں لگی ہوتیں، یوں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت حاصل کرنا چاہتے۔ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا واپس کیا، ہم نے اس میں لہسن یا پیاز ڈالا تھا، ہمیں اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کا کوئی نشان نظر نہ آیا۔ میں نے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں والی جگہ سے برکت کے لئے کھانا کھایا

Scanned with CamScanner

کرتے تھے لیکن آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا ویسے ہی واپس کر دیا ہے' اس میں کچھ نہیں کھایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس کھانے سے لہسن یا پیاز کی بو محسوس ہوئی اور میں اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتا ہوں اور فرشتوں سے بھی بات کرتا ہوں' اس لئے میں نہیں چاہتا کہ میرے منہ سے کسی طرح کی بو آئے لیکن آپ لوگ یہ کھانا کھالو۔

(حیاۃ الصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم 422/2)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پرنالے کا معاملہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر کا پرنالہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے راستہ پر گرتا تھا۔ ایک دفعہ جمعہ کے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نئے کپڑے پہنے۔ اس دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لئے دو چوزے ذبح کئے گئے تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پرنالے کے پاس پہنچے تو ان چوزوں کا خون اس پرنالے سے پھینکا گیا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر گرا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس پرنالے کو اکھیڑ دیا جائے اور گھر واپس جا کر وہ کپڑے اتار دیئے اور دوسرے پہنے۔ پھر مسجد میں آ کر لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! یہی وہ جگہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پرنالہ لگایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا' میں آپ رضی اللہ عنہ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ میری کمر پر چڑھ کر یہ پرنالہ وہاں ہی لگائیں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا تھا۔ چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔ (ایضاً 424/2)

صحابی کا حضور علیہ السلام سے عجیب انتقام

حضرت ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بڑے نیک' ہنس مکھ اور خوبصورت آدمی تھے۔ ایک مرتبہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے باتیں کر کے لوگوں کو ہنسا رہے تھے کہ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے

پہلو میں انگلی ماری۔ انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مارنے سے مجھے درد ہو گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدلہ لے لو۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو قمیص پہنی ہوئی ہے اور میرے جسم پر کوئی قمیص نہیں تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص اوپر اٹھالی۔ یہ (بدلہ لینے کی بجائے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے چمٹ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بوسے لینے شروع کر دیئے اور پھر یوں کہا! یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں' میرا مقصد تو یہ تھا (بدلہ لینے کا تذکرہ تو میں نے ویسے ہی کیا تھا' مقصد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بوسہ لینا تھا)۔ (ایضاً 425/2)

جب جان لبوں پر ہو

حضرت حبان بن واسع رحمۃ اللہ علیہ اپنی قوم کے چند عمر رسیدہ لوگوں سے روایت کرتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی صفوں کو سیدھا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں نوک اور پر کے بغیر کا ایک تیر تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو برابر کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے۔ یہ بنو عدی بن نجار قبیلہ کے حلیف تھے اور صف سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیٹ میں یہ تیر چبھو کر فرمایا: اے سواد! سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیر چبھونے سے مجھے درد ہو گیا اور اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق اور انصاف دے کر بھیجا ہے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بدلہ دیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھا کر فرمایا: لو بدلہ لے لو۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ کے بوسے لینے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے سواد! تم نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ ہی رہے ہیں کہ لڑائی کا موقع

Scanned with CamScanner

آ گیا ہے (شاید میں اس میں شہید ہو جاؤں) تو میں نے چاہا کہ میری آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آخری ملاقات اس طرح ہو کہ میری کھال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھال سے مل جائے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ (ایضا)

کیا تم حضور سے بدلہ لو گے؟

حضرت حسن فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک آدمی سے ملاقات ہوئی جس نے (کپڑوں پر) زرد رنگ لگا رکھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ٹہنی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: یہ ورس رنگ اتار دو (ورس یمن کی زرد رنگ کی بوٹی کا نام ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ٹہنی اس آدمی کے پیٹ میں چبھو کر فرمایا' کیا میں نے تم کو اس سے روکا نہیں تھا؟ ٹہنی چبھونے پر اس کے پیٹ پر نشان پڑ گیا لیکن خون نہیں نکلا۔ اس آدمی نے کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! بدلہ دینا ہوگا۔ لوگوں نے کہا: کیا تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بدلہ لو گے؟ اس نے کہا: کسی کی کھال (بظاہر) میری کھال سے بڑھیا نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھا کر فرمایا: لو بدلہ لے لو۔ اس آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ کا بوسہ لیا اور کہا: میں اپنا بدلہ چھوڑتا ہوں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن میری سفارش فرمائیں۔ (ایضا 426/2)

ایک عورت کا جذبہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جنگ احد کے دن اہل مدینہ کو جب بظاہر ذرا شکست ہوئی تو لوگوں نے کہا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے ہیں۔ (یہ خبر سن کر سب مردوں' عورتوں نے رونا شروع کر دیا) اور مدینہ کے کونے کونے سے رونے والی عورتوں کی آوازیں بہت آنے لگیں۔ چنانچہ ایک انصاری عورت پردے میں مدینہ سے نکلی (اور میدان جنگ کی طرف چل پڑی) ان کے والد' بیٹے' خاوند اور بھائی چاروں اس جنگ میں شہید ہو چکے تھے' یہ ان کے پاس سے گزریں۔ راوی کہتے

ہیں: مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ ان میں سے پہلے کس کے پاس سے گزریں۔ جب بھی ان میں سے کسی ایک کے پاس سے گزرتیں تو پوچھتیں' یہ کون ہے؟ لوگ بتاتے کہ یہ تمہارے والد ہیں' بھائی ہیں' خاوند ہیں' بیٹے ہیں۔ وہ جواب میں یہی کہتیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ہوا؟ لوگ کہتے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے ہیں یہاں تک کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے کے ایک کونے کو پکڑ کر کہا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح سالم ہیں تو مجھے اپنے مرجانے والوں کی کوئی پرواہ نہیں۔ (ایضا 427/2)

حضور پاک کا کیا حال ہے؟

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنگ احد کے دن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں رہا' اس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کوئی بھی مدینہ منورہ میں نہیں رہا تھا (سارے ہی جنگ میں شریک تھے' جنگ بہت سخت تھی) اور شہداء کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی۔ اتنے میں ایک آدمی نے چیخ کر کہا' محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ (یہ سن کر) عورتیں رونے لگ گئیں۔ ایک عورت نے کہا: رونے میں جلدی نہ کرو' میں دیکھ کر آتی ہوں۔ چنانچہ وہ عورت پیدل چل پڑی اور اس کو صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا غم تھا اور وہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔ (ایضا 428/2)

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی عزت پر

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنگ احد کے دن حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر (دشمن پر) تیر چلا رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے تھے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ڈھال بنے ہوئے تھے اور وہ بڑے ماہر تیر انداز تھے۔ جب وہ تیر چلاتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اوپر ہو کر

Scanned with CamScanner

دیکھتے کہ تیر کہاں گرا ہے اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنا سینہ اوپر کر کے کہتے' یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی نیچے رہیں' کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تیر نہ لگ جائے۔ میرا سینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے حاضر ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خود کو ڈھال بنائے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی خاطر خود کو شہید ہونے کے لئے پیش کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں بہت مضبوط اور طاقتور ہوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی تمام ضرورتوں میں استعمال فرمائیں اور جو چاہیں مجھے حکم دیں۔ (ایضاً 428/2)

نماز اچھی' حج اچھا' روزہ اور زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

❀❀❀

(81)

قیام اللیل قرب الٰہی کا سبب ہے

ایک روز حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الٰہی میں عرض کیا: الٰہی! جنت میں جو عورت میری رفیق ہوگی اسے مجھے دکھادے! چنانچہ خواب میں ان سے کہا گیا: جنت میں جو عورت تمہاری رفیقہ ہوگی وہ نہایت ہی بدصورت ہے' جس کا نام سلامہ ہے اور فلاں موضع میں بکریاں چرا رہی ہے' یہی عورت جنت میں تمہاری رفاقت کرے گی۔ جب ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نیند سے بیدار ہوئے تو خواب میں بتائے موضع کی جانب چل نکلے' وہاں پہنچ کر دیکھا تو واقعی ایک کالی سیاہ عورت جس کو دیکھ کر ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے سلام کیا تو عورت نے جواب میں کہا: وعلیکم السلام یا ابراہیم! یہ سن کر ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا: تجھے یہ کس نے بتایا کہ میں ابراہیم ہوں؟ عورت نے جواب دیا: جس نے تجھے اس بات کی خبر دی کہ میں جنت میں تیری بیوی ہوں گی اسی نے مجھے یہ بھی بتادیا کہ تو ابراہیم ہے! یہ سن کر ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت سے کہا: اے سلامہ! مجھے کچھ نصیحت کرو! تو اس نے کہا: شب بیداری اور رات کے قیام پر مداومت کیجئے کیونکہ رات کا قیام بندے کو اپنے رب کی طرف پہنچا دیتا ہے' تجھے اگر محبت الٰہی کا دعویٰ ہے تو نیند اپنے اوپر حرام کرلے۔ کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی: اے داؤد! جو شخص میری محبت کا دعویٰ کرے اور رات کی تاریکی میں پڑ کر سو جائے تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

جب رات کی تاریکی پھیل جاتی ہے

اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب رات کی تاریکی چاروں طرف پھیل جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے: اے جبرائیل! اشجار معلومہ کو حرکت دے۔ جب جبرائیل علیہ السلام انہیں حرکت دیتے ہیں تو زندہ دل عاشق اٹھ کر محبوب کے دروازے پر آ کھڑے ہوتے ہیں اور اس طرح درخواست کرتے ہیں:

ببابك عبد من عبيدك مذنب

كثير الخطايا جاء لبيك العفو

فانزل عليه الصبر يا من بفضله

على قوم موسىٰ انزل المن والسلوىٰ

(ماخوذ از حکایتوں کا گلدستہ)

❀❀❀

(82)

بوقت نزع حضرت علقمہ کا کلمہ نہ پڑھ سکنا

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں گناہ کبیرہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کو گالی دے، عرض کیا گیا کہ کس طرح کوئی اپنے والدین کو گالی دے سکتا ہے؟ فرمایا: وہ دوسرے کے ماں باپ کو گالی دے گا تو دوسرا اس کے والدین کو گالی دے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں علقمہ نامی ایک جوان تھا وہ بڑا محنتی اور صدقہ وخیرات کرنے والا تھا وہ بہت سخت بیمار ہو گیا تو اس کی بیوی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ میرا شوہر حالت نزع میں ہے میں نے چاہا کہ آپ کو اطلاع کر دوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال، حضرت علی، حضرت سلیمان اور حضرت عمار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے فرمایا: تم علقمہ کے پاس جاؤ اور دیکھو اس کا کیا حال ہے یہ حضرات تشریف لائے اور علقمہ سے کلمہ شریف پڑھنے کو کہا مگر اس کی زبان نہ چل سکی جب ان کو یہ یقین ہو گیا کہ یہ قریب المرگ ہیں تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کیا گیا تاکہ وہ علقمہ رضی اللہ عنہ کے حالات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کریں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس کے والدین حیات ہیں؟ عرض کیا گیا کہ اس کے والد تو وفات پا چکے ہیں البتہ ضعیف العمر والدہ حیات ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا: علقمہ کی والدہ کے پاس جاؤ اور میرا سلام دے کر کہنا کہ اگر وہ چل سکتی ہیں تو میرے پاس آ جائیے ورنہ میں خود اس کے پاس آ جاتا ہوں۔

حضرت علقمہ کی والدہ

حضرت بلال نے اس کو اطلاع دی تو کہنے لگی میری جان آپ کی جان پر فدا' آپ کی خدمت میں حاضری دینا میرا حق ہے پھر عصا لیا اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا پس وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھ گئیں' آپ نے فرمایا مجھے سچ بتا' اگر جھوٹ بولا تو میرے پاس وحی الٰہی آ جائے گی' علقمہ کیا کرتا ہے؟ عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ بہت نمازی تھا اور اتنے روزے رکھتا تھا اور بے حد وحساب دراہم صدقہ کیا کرتا تھا' آپ نے فرمایا تیرا اور اس کا معاملہ کیسا تھا؟ عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس سے سخت ناراض ہوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کس لئے؟ کہنے لگی کہ وہ اپنی بیوی کو مجھ پر فوقیت دیتا تھا ہر معاملے میں اسی کی بات مانتا تھا اور میری نافرمانی کرتا تھا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی والدہ کی ناراضگی نے اس کی زبان کو کلمہ شہادت پڑھنے سے روک دیا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جاؤ بہت سی لکڑیاں چن لاؤ تاکہ میں اس کو آگ میں جلا دوں' کہنے لگی یا رسول اللہ آپ میرے بیٹے میرے دل کے ٹکڑے کو آگ میں جلا رہے ہیں اور وہ بھی میرے سامنے' میں اپنے دل میں کیسے برداشت کروں گی حضور علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اے اُمّ علقمہ عذاب الٰہی اس سے بھی زیادہ سخت اور دیرپا ہے پس اگر تو چاہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے تو پھر تو اس سے راضی ہو جا' قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جب تک تو اس پر ناراض رہے گی نماز روزہ اسے کوئی فائدہ نہ دے گا پھر بڑھیا نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آسمان والے اللہ اور آپ کو اور یہاں پر موجود حضرات کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں نے علقمہ کو معاف کر دیا ہے۔

اِدھر ماں نے معاف کیا اُدھر ربّ نے بھی معاف کر دیا ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا جاؤ اور دیکھو کہ کیا وہ کلمہ پڑھنے کی طاقت رکھتا ہے؟ ہو سکتا ہے علقمہ کی ماں نے مجھ سے حیا کرتے ہوئے یہ کچھ کہہ دیا ہو اور دل سے نہ کہا ہو' حضرت بلال رضی اللہ عنہ دروازے تک گئے تو حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کو کلمہ پڑھتے سنا پھر اندر جا کر فرمایا لوگو! والدہ کی ناراضگی نے حضرت علقمہ کی زبان کو کلمہ پڑھنے سے روک رکھا تھا جیسے ہی وہ راضی ہوئیں تو ان کی زبان پر بھی کلمہ جاری ہو گیا پھر علقمہ رضی اللہ عنہ اسی دن فوت ہو گئے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور غسل و تکفین کا حکم فرمایا اور پھر نماز جنازہ پڑھائی بعد ازاں ان کی قبر کے کنارے پر کھڑے ہو کر فرمایا: اے گروہ مہاجرین وانصار جس نے اپنی بیوی کو اپنی والدہ پر فضیلت و برتری دی اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت ہے اس کے فرائض و نوافل نامقبول ہوں گے۔ (تنبیہ الغافلین)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(83)

آؤ درِ توّاب پہ روتے ہوئے آؤ

بنی اسرائیل میں ایک ظالم بادشاہ تھا ایک بار اس نے محل بنانے کا حکم دیا کہ اینٹ گارا پانی حاملہ عورتوں سے اٹھوایا جائے اتفاق سے ایک عورت کا بچہ جننے کا وقت قریب تھا درد زہ ہو رہا تھا شاہی ملازموں نے اس کے سر پر اینٹیں رکھ دیں اس نے معذرت کی کہ مجھ سے بوجھ نہ اٹھوایا جائے اور مہلت دی جائے کہ بچہ جن کر درد سے نجات پا سکوں۔ ملازموں نے بجائے مہلت کے سخت مارنا پیٹنا شروع کر دیا عورت بے چاری پر مار پٹائی کا درد بوجھ کی تکلیف اور درد زہ سب کچھ جمع ہو گئے ناچار ہو کر اس نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی۔ الٰہی تو اپنی مظلومہ بندی کا حال دیکھتا ہے اس ظالم بادشاہ کے ظلم سے مجھے نجات دے یہ کہنا تھا کہ اللہ کا عذاب آیا اور بادشاہ' اس کا عملہ اور محل سب زمین میں دھنس گئے۔

عاجزی کی انتہاء

بیان میں آیا ہے کہ ایک بزرگ کی کسی نے دعوت کی جب وہ اس کے مکان پر آئے تو اسے صاحب دعوت نے کہا ابھی کھانا تیار نہیں ہوا کچھ دیر ٹھہر کے آنا ایسے ہی سات بار کیا کہ جب وہ آتے کہ اب کھانا تیار ہو گا انہیں واپس کر دیا جاتا کہ ابھی تیار نہیں ٹھہر کر آنا ساتویں بار وہ اپنے گھر پہنچے ہی تھے کہ صاحب دعوت پیچھے آ گئے حضور آئیے کھانا تیار ہے بزرگ بخوشی خندہ پیشانی چلے آئے چہرے پر کچھ تغیر اور حزن و

ملال کا اثر نظر نہ آیا اس قدر صبر و درگزر دیکھ کر وہ شخص بہت نادم ہوا اور عفو و معذرت چاہنے لگا اور کہا میں نے آپ کا صبر و استقامت دیکھنے کو ایسا کیا جس پر آپ پورے اترے۔ فرمایا اگر تم اسے کمال جانتے ہو تو یہ کمال ہر کتے کو حاصل ہے کہ جب اسے کھانے کی طرف بلاؤ گے چلا آئے گا جب ہٹاؤ گے لوٹ جائے گا۔

(حکایات الصالحین)

❀❀❀

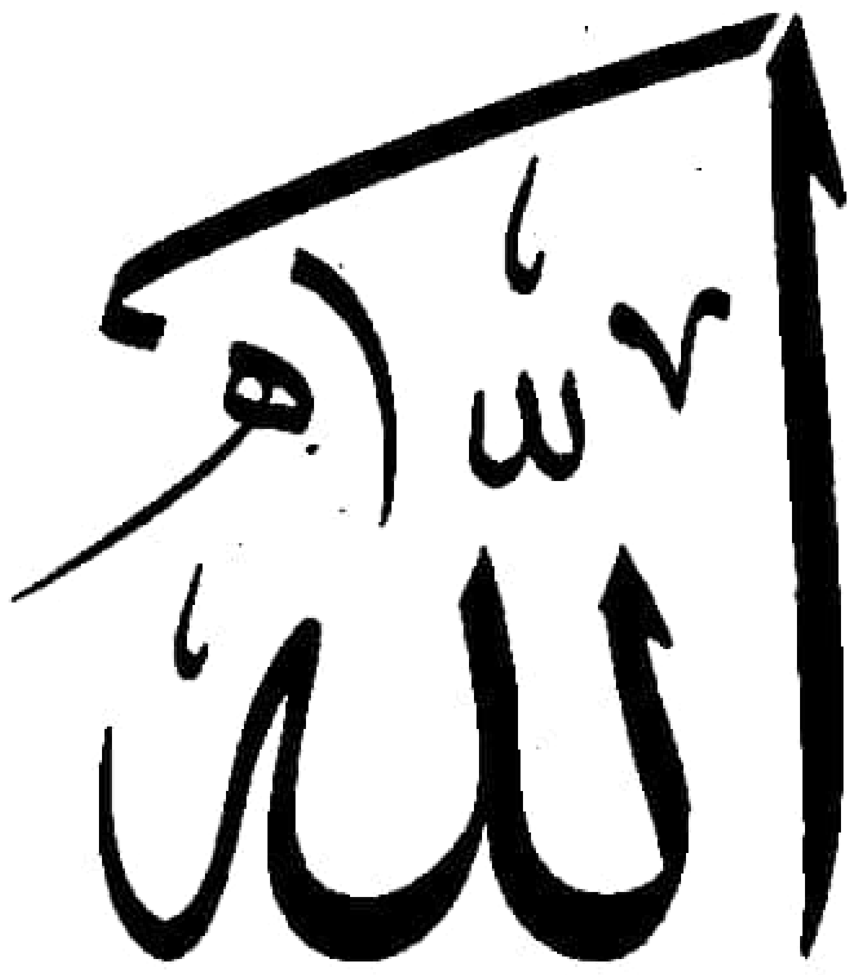

(84)

عرش کے نیچے کرسی

حضرت سیّدنا ابومحمد تقی الدین عبدالغنی بن عبدالواحد بن علی جماعیلی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ حافظ الحدیث تھے اور رجال حدیث کے عالم تھے۔ 541ھ بمطابق 1146ء کو نابلس کے قریب موضع جماعیل میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی دمشق چلے گئے پھر وہاں سے اسکندریہ اور اصفہان چلے گئے اور بارہا آزمائشوں میں مبتلا ہوئے۔ بالآخر 600ھ بمطابق 1203ء کو مصر میں وصال فرما گئے۔ (الاعلام للزرکلی، الجماعیلی، ج4، ص34)۔ دمشق کی جامع مسجد میں شب جمعہ اور یوم جمعہ درس حدیث دیا کرتے تھے جس میں کثیر لوگ شریک ہوتے۔ درس حدیث دیتے ہوئے لوگوں کو بہت رلایا کرتے تھے یہاں تک کہ جو شخص ایک مرتبہ حلقۂ درس میں حاضر ہوتا پھر کبھی ناغہ نہ کرتا اور درس سے فارغ ہو کر طویل دعا بھی فرمایا کرتے تھے۔

(سیر اعلام النبلاء، الرقم: 5385، عبدالغنی بن عبدالواحد، ج16، ص24)

آپ رحمۃ اللہ علیہ آدھی رات کے وقت اٹھتے اور وضو فرما کر صبح صادق تک نماز پڑھتے رہتے اور ایک رات میں 7 یا 8 مرتبہ وضو فرماتے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے نماز میں اس وقت تک لطف آتا ہے جب تک میرے اعضا تر رہتے ہیں۔

اور دعا مقبول ہوئی

میں نے اللہ عزوجل سے دعا کی کہ مجھے حضرت سیّدنا امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ جیسا حال عطا فرما تو اس نے مجھے ان جیسی نماز عطا فرمائی۔ حضرت سیّدنا ضیاء رحمۃ اللہ

علیہ کہتے ہیں اس دعا کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ آزمائشوں اور اذیتوں میں مبتلا ہو گئے۔ (سیر اعلام النبلاء، الرقم: 5385، عبدالغنی بن عبدالواحد، ج16، ص29,25)

فقیہ احمد بن محمد بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیّدنا کمال عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا، انہوں نے بتایا کہ ''حافظ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ہر شب جمعہ عرش کے نیچے ایک کرسی رکھی جاتی ہے اور ان کے سامنے حدیث نبوی پڑھی جاتی ہے اور ان پر موتی اور جواہر نچھاور کئے جاتے ہیں۔'' حضرت سیّدنا کمال عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کی آستین میں کوئی چیز تھی، فرمایا: ''یہ انہی جواہرات میں سے میرا حصہ ہے۔''

(المرجع السابق، ص36,35 ملخصا)

❀❀❀

(85)

مخالف کو مائل کرنا

ابن جوزی لکھتے ہیں: سراسر حماقت ہے کہ پہلے قدم ہی پر کسی دشمن یا حاسد کے ساتھ مخاصمت (جھگڑا) شروع کر دیا جائے اگر تجھے اس کا کچھ حال معلوم ہے تو بہتر یہ ہے کہ اس کے سامنے ایسی صورت رکھی جائے جس میں فریقین کی سلامتی ہو اگر وہ عذر کرے تو قبول کرو اور جھگڑے کی طرف جاتا ہے تو درگذر کرو اور یہ ظاہر کرو کہ یہ معمولی بات ہے کوئی شدید نہیں تاہم اپنے طور پر اس سے بچاؤ ضرور رکھو اور کسی حال میں بھی اس پر اعتماد نہ کرو اور ظاہر میں تعلق رکھتے ہوئے چپکے چپکے اس سے دور ہٹتے رہو اور جب اسے ایذا دینے کا ارادہ ہو تو پہلی بات یہ ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح کو مقدم رکھو اور جو حسن ظن وہ تیرے بارے میں رکھتا ہے اسے قائم رکھو سب سے بڑی سزا اس کی یہی ہے کہ اللہ کے لئے اسے معاف کر دو اگر وہ سب و شتم میں بڑھ رہا ہے تو درگذر کرنے میں اضافہ کر دے عوام تیری طرف سے ہٹ کر اس کی گالیوں کی طرف متوجہ ہو جائیں گے علماء تیرے حلم کے مداح ہوں گے اور جو ایذا اس طرح تو اسے دے رہا ہے اور رنج و غم پہنچا رہا ہے وہ ظاہر اور باطن کے لحاظ سے کئی گنا زیادہ اور بہتر ہے اس کلمہ سے جو تو ایذا رسانی کے لئے کہتا ہے اور اس سے کہیں زیادہ جواب میں سن لیتا ہے پھر لڑائی کے ذریعہ تو خود کو اس کا مخالف ہونا ظاہر کر رہا ہے جس سے وہ محتاط ہو جائے گا اور مزید تیری برائی میں لگے گا اور درگذر کرنے سے وہ تیرے باطن کا واقف نہ ہو سکے گا اور تجھے اس سے شفا پانا ایک طرح آسان ہو جائے گا اور اگر اس کے ساتھ ایسا معاملہ کرے جو تیرے دین کے لئے مضر ہے

تو اس کا فائدہ اسے حاصل ہوگا شفاء قلب اسے ملے گی، وہ شخص کبھی کامیاب نہیں جس پر گناہ کامیابی پا گیا بلکہ عمدہ طریق سے درگذر کرنا بہت عمدہ طریق ہے اور یہ توفیق اسے ہی نصیب ہوتی ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ مخالف کی مخالفت یا تو کسی اپنے گناہ کے نتیجہ میں ہے یا رفع درجات کے لئے کوئی آزمائش ہے پھر اس کی نگاہ مخالف پر نہیں رہتی بلکہ وہ قدرت کی طرف دیکھنے لگتا ہے۔ (صید الخاطر)

❀❀❀

(86)

نصیحت حاصل کرنے والا ہی عقلمند ہے

رب العالمین جل شانہ وعم نوالہ کا ارشاد ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ط (الزمر:9)

''ترجمہ: کہو بھلا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔''

إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ (الزمر:9)

''ترجمہ: اور نصیحت تو وہی پکڑتے ہیں جو عقل مند ہیں۔''

اس میں اہل علم اسے کہا گیا ہے جو رات کو خشوع وخضوع اور خوف ورجا کی حالت میں کثرت سے نوافل پڑھیں بلکہ آیت ذیل کے ظاہر سے تو معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں میں غلبہ خشیت، خشوع وخضوع، کثرت ذکر کثرت قیام اللیل نہیں وہ مؤمن ہی نہیں۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ (الانفال:2)

''ترجمہ: مؤمن تو وہ ہیں کہ جب خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔''

إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ السجدة تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝

(السجدة:16,15)

''ترجمہ: ہماری آیتوں پر تو وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جن کو ان سے نصیحت کی جاتی ہے تو سجدے میں گر پڑتے اور اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور غم نہیں کرتے، ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں وہ اپنے پروردگار کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں جو (مال) ہم نے ان کو دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

ان آیات کا انما کلمہ حصر ہے یعنی جب تک صفات مذکورہ نہ پائی جائیں گی ایمان کا وجود ہی نہیں ہو سکتا، ان آیات کے ظاہر اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک رجال اللہ (اہل اللہ) کے تعامل سے کثرت ذکر وقیام اللیل کی فرضیت بلکہ شرط ایمان ہونا مفہوم ہوتا ہے۔ (لیل الصالحین)

❀❀❀

(87)

سرکار ﷺ کی جدائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا غم

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم مرض الوفات میں ایک دن ہمارے پاس باہر تشریف لائے' ہم لوگ مسجد میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر پر پٹی باندھ رکھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے منبر کی طرف تشریف لے گئے اور منبر پر بیٹھ گئے۔ ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے' میں اس وقت حوض کوثر پر کھڑا ہوں اور یہ بھی فرمایا: ایک بندے پر دنیا اور اس کی زینت پیش کی گئی لیکن اس نے آخرت کو اختیار کر لیا ہے۔ اور تو کوئی نہ سمجھ سکا (کہ اس بندے سے کون مراد ہے؟) البتہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سمجھ گئے (کہ اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) اور ان کی دونوں آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور وہ رو پڑے اور یوں کہا' میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں' ہم اپنے ماں باپ اور اپنا مال اور جان سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کرتے ہیں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم (منبر سے) نیچے تشریف لائے اور پھر انتقال تک منبر پر تشریف فرما نہ ہوئے۔

(حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم 429/2)

میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

انہیں یمن بھیجا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہدایات دینے کے لئے ان کے ساتھ خود بھی (شہر سے) باہر نکلے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سواری پر سوار تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سواری کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہدایات دینے سے فارغ ہو گئے تو فرمایا: اے معاذ رضی اللہ عنہ! شاید اس سال کے بعد آئندہ تم مجھ سے نہ مل سکو اور شاید تم میری اس مسجد اور میری قبر کے پاس سے گزرو۔ یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کے غم میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور مدینہ کی طرف منہ کر کے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں سے میرے سب سے زیادہ قریب متقی لوگ ہوں گے جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں (اس کے لئے کسی خاص قوم میں سے ہونا یا میرے شہر میں رہنا ضروری نہیں)۔ (ایضاً 431/2)

حضور کی جدائی کا صدمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: انصار کے مرد اور عورتیں مسجد میں بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا' وہ کیوں رو رہے ہیں؟ اس نے کہا: اس ڈر سے رو رہے ہیں کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال نہ ہو جائے۔ چنانچہ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ سے باہر تشریف لائے اور اپنے منبر پر بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کپڑا اوڑھے ہوئے تھے جس کے دونوں کنارے اپنے کندھوں پر ڈال رکھے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سر پر ایک میلی پٹی باندھے ہوئے تھے۔ حمد و ثناء کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''امابعد! اے لوگو! آئندہ لوگ زیادہ ہوتے جائیں گے اور انصار کم ہوتے جائیں گے' یہاں تک کہ انصار لوگوں میں ایسے ہو جائیں گے جیسے کھانے میں نمک۔ لہٰذا جو بھی انصار کے کسی کام کا ذمہ دار بنے' اسے چاہئے کہ ان کے بھلا کرنے والے کی بھلائی کو

قبول کرے اور ان کے برے سے درگزر کرے۔" (حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم 432/2)

☆...... حضرت اُمّ فضل بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور میں رونے لگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھا کر فرمایا: کیوں رو رہی ہو؟ میں نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے خوف سے اور اس وجہ سے کہ پتہ نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمیں لوگوں کی طرف سے کیسا رویہ برداشت کرنا پڑے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں میرے بعد کمزور سمجھا جائے گا۔ (ایضاً: 432/2)

غلاموں کی تکلیف پہ حضور کا رونا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمارے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (میرے والد اور میری جان ان پر قربان ہو) کے انتقال سے چھ دن پہلے ہمیں ان کے انتقال کی خبر ہوگئی تھی۔ جب جدائی کا وقت قریب آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اماں جان حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں جمع فرمایا۔ ہمارے اوپر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور فرمایا: مرحبا! تمہیں خوش آمدید ہو' اللہ تمہاری عمر دراز کرے' اللہ تمہاری حفاظت فرمائے' اللہ تمہیں ٹھکانہ دے' اللہ تمہاری مدد فرمائے' اللہ تمہیں بلند فرمائے' اللہ تمہیں ہدایت دے' اللہ تمہیں رزق دے' اللہ تمہیں توفیق عطا فرمائے' اللہ تمہیں سلامت رکھے' اللہ تمہیں قبول فرمائے۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تمہارا خیال رکھے اور تمہارے کام اسی کے سپرد کرتا ہوں۔ میں تمہیں اس واضح بات سے ڈراتا ہوں کہ اللہ کے مقابلہ میں اس کے بندوں کے متعلق اس کی زمین پر تکبر نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اور تم سے فرمایا ہے:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ

وَلَا فَسَادًاؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۝ (سورۃ قصص 83)

"یہ عالم آخرت ہم ان ہی لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا اور نیک نتیجہ متقی لوگوں کو ملتا ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ۝ (سورۃ زمر 60)

"کیا ان متکبرین کا ٹھکانہ جہنم نہیں ہے۔"

بوقت وصال سرکار کے ارشادات

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا مقرر کردہ وقت اور اللہ تعالیٰ سدرۃ المنتہیٰ (ساتویں آسمان پر بیری کا ایک درخت ہے' فرشتوں کے پہنچنے کی حد وہیں تک ہے اور یہ ایک مرکزی مقام ہے' عرش الٰہی سے احکام یہیں پہنچتے ہیں) جنت الماویٰ (متقیوں کی آرام گاہ والی جنت) لبریز پیالے اور سب سے بلند رفیق (اللہ تعالیٰ) کی طرف واپس جانے کا وقت بالکل قریب آگیا ہے۔ ہم نے پوچھا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کون دے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے خاندان کے مرد' سب سے زیادہ قریب کے رشتے والا' پھر اس کے بعد درجہ بدرجہ۔ پھر ہم نے پوچھا' ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس میں کفن دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میرے ان ہی کپڑوں میں کفن دے دینا یا یمنی جوڑے میں یا مصری کپڑوں میں کفن دے دینا۔ پھر ہم نے کہا: ہم میں سے کون آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھائے؟ یہ کہہ کر ہم بھی رو پڑے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذرا ٹھہرو' اللہ تمہاری مغفرت فرمائے اور تمہیں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بہترین جزاء عطا فرمائے۔ جب تم مجھے غسل دے چکو اور میرے جنازہ کو میرے اس کمرے میں قبر کے کنارے پر رکھ دو تو پھر تم تھوڑی دیر باہر چلے جانا کیونکہ سب سے پہلے میرے خلیل اور ہم نشین حضرت جبرائیل علیہ السلام میری نماز جنازہ

پڑھیں گے۔ پھر حضرت میکائیل' پھر حضرت اسرافیل' پھر ملک الموت علیہم السلام اپنے پورے لشکر کے ساتھ' پھر سارے فرشتے نماز جنازہ پڑھیں گے۔ پھر تم ایک ایک جماعت بن کر اندر آنا اور مجھ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا اور کسی عورت کو نوحہ کر کے نہ رونے دینا اور نہ شور مچانے دینا اور نہ بلند آواز سے رونے دینا ورنہ مجھے تکلیف ہوگی۔ پہلے میرے خاندان کے مرد اندر آ کر صلوٰۃ وسلام پڑھیں' پھر تم لوگ۔ تم میری طرف سے اپنے لئے سلام قبول کرلو اور جتنے میرے بھائی اس وقت غائب ہیں' انہیں میرا سلام کہہ دینا اور میں تمہیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میرے بعد جو بھی تمہارے دین میں داخل ہو' میں اسے بھی سلام کر رہا ہوں اور آج سے لے کر قیامت تک جو بھی میرے دین کا اتباع کرے گا' میں اسے بھی سلام کہہ رہا ہوں۔ پھر ہم نے کہا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم میں سے کون آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں اتارے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے خاندان کے مرد اور ان کے ساتھ بہت سے فرشتے ہوں گے۔ وہ فرشتے تو تمہیں دیکھ رہے ہوں گے لیکن تم انہیں نہ دیکھ سکو گے۔ (ایضا 432/2)

وچھوڑے کا صدمہ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اس کا اتنا زیادہ رنج وصدمہ ہوا کہ بعض صحابہ (کو تو یہ وسوسہ بھی آنے لگ گیا کہ اب اسلام مٹ جائے گا) میں بھی ان ہی لوگوں میں تھا۔ ایک دن میں مدینہ کی ایک حویلی میں بیٹھا ہوا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت ہو چکی تھی کہ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے لیکن شدت غم کی وجہ سے مجھے ان کے گزرنے کا بالکل پتہ نہ چلا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سیدھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے کہا: اے خلیفہ رسول اللہ! کیا میں آپ کو ایک عجیب بات نہ بتاؤں؟ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا اور میں نے انہیں سلام کیا لیکن انہوں نے میرے سلام کا جواب

نہ دیا۔ (ایضا 441/2)

رونق شام وسحر گئی:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم (کا انتقال ہو چکا تھا اور ان) کا جنازہ ہمارے گھروں میں رکھا ہوا تھا۔ ہم سب ازواج مطہرات جمع تھیں اور رو رہی تھیں اور اس رات ہم بالکل نہ سوئی تھیں۔ ہم آپ کو چارپائی پر دیکھ کر خود کو تسلی دے رہی تھیں کہ اتنے میں آخر شب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کر دیا گیا اور قبر پر مٹی ڈالنے کے لئے ہم نے پھاوڑوں کے چلنے کی آواز سنی تو ہماری بھی چیخ نکل گئی اور مسجد والوں کی بھی اور سارا مدینہ اس چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کی اذان دی تو جب انہوں نے اذان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا یعنی "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کہا تو زور زور سے رو پڑے اور اس سے ہمارا غم اور بڑھ گیا۔ تمام لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کے لئے اندر جانے کی کوشش کرنے لگے' اس لئے دروازہ اندر سے بند کرنا پڑا۔ ہائے وہ کتنی بڑی مصیبت تھی۔ اس کے بعد جو بھی مصیبت ہمارے اوپر آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم (کے جانے) کی مصیبت کو یاد کر کے وہ مصیبت ہلکی ہوگئی۔ (ایضا 442/2)

مدینہ منورہ والوں کا رونا:

حضرت ابوذویب ہذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں مدینہ منورہ آیا تو میں نے دیکھا کہ مدینہ والے اونچی آواز سے ایسے ایسے زور زور سے رو رہے ہیں جیسے کہ سارے حاجی احرام کی حالت میں زور سے لبیک کہہ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا' کیا ہوا؟ لوگوں نے بتایا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا ہے۔ (اسی وجہ سے سب لوگ رو رہے ہیں)۔ (ایضا 442/2)

ویراں ہے میکدہ خم و ساغر اداس ہیں
آپ ﷺ کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

Scanned with CamScanner

☆......حضرت عبیداللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا۔ اس وقت مکہ مکرمہ اور اس کے آس پاس کے علاقہ کے امیر حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ تھے۔ جب مکہ والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر ملی تو مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے سارے مسلمان زور زور سے رونے لگ گئے اور شدت غم کی وجہ سے حضرت عتاب رضی اللہ عنہ تو مکہ مکرمہ سے باہر ایک گھاٹی میں چلے گئے (تاکہ تنہائی میں بیٹھ کر روتے رہیں) حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے آ کر حضرت عتاب رضی اللہ عنہ کو کہا (تنہائی چھوڑو اور) کھڑے ہو کر لوگوں میں بات کرو۔ انہوں نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی وجہ سے مجھ میں بات کرنے کی ہمت نہیں۔ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ رضی اللہ عنہ میرے ساتھ چلیں، آپ رضی اللہ عنہ کی جگہ میں بات کرلوں گا۔ چنانچہ دونوں اس گھاٹی سے نکل کر مسجد حرام آئے اور حضرت سہیل رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر بیان کیا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد اپنے بیان میں وہ تمام باتیں کہہ دیں جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں فرمائی تھیں، ان میں سے ایک بات بھی نہ چھوڑی (اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مکہ والوں کے سنبھالنے کا ذریعہ بنالیا)۔

فرمان مصطفیٰ پورا ہوگیا

جنگ بدر کے موقع پر حضرت سہل بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی کافر قیدیوں میں تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے آگے کے دانت نکالنا چاہتے تھے تو ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: اے عمر رضی اللہ عنہ! تم کیوں ان کے آگے کے دانت نکالنے لگے ہو؟ انہیں چھوڑ دو۔ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ انہیں (اپنے دین کی خدمت کے لئے) کھڑے ہونے کا ایسا زبردست موقع دے جس سے تمہیں بہت زیادہ خوشی ہو۔ چنانچہ یہ وہی موقع تھا جس کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی اور ان کے اس بیان کا بہت اثر ہوا اور مکہ مکرمہ اور اس کے آس پاس کے علاقے کے مسلمان سنبھل گئے اور حضرت عتاب رضی

اللہ عنہ کی امارت اور مضبوط ہوگئی۔ (ایضاً 443/2)

☆......حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم (کے انتقال) کے بعد کبھی حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا، ہاں صرف تھوڑا سا مسکرا لیتیں جس سے چہرے کی ایک جانب ذرا لمبی ہو جاتی۔

(ایضاً 443/2)

تیرے بغیر رونق دیوار و در کہاں؟
شام و سحر کا نام ہے شام و سحر کہاں؟

صحابہ کرام کی تمنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر لوگ رونے لگے اور کہنے لگے، اللہ کی قسم! ہماری تمنا یہ تھی کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مر جاتے کیونکہ اب ہمیں خطرہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کہیں ہم فتنوں میں نہ مبتلا ہو جائیں۔ اس پر حضرت معن بن عدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میری تمنا تو یہ نہیں تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مر جاتا بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ جیسے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا مانا اور ان کی تصدیق کی، ایسے ہی ان کے انتقال کے بعد ان کی تصدیق کروں۔ (ایضاً 445/2)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری اور بڑھ گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ بے چین ہوگئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: ہائے ابا جان کی بے چینی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: آج کے بعد تمہارے والد پر کبھی بے چینی نہیں آئے گی۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ہائے میرے ابا جان نے رب کی دعوت قبول کرلی، ہائے میرے ابا جان کا ٹھکانہ جنت الفردوس بن گیا، ہائے میرے ابا جان! ان کی موت پر ہم حضرت جبرائیل علیہ السلام سے تعزیت کرتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دفن ہو گئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اے انس رضی اللہ عنہ! تمہارے دل حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالنے کے لئے کیسے آمادہ ہو گئے؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اے انس رضی اللہ عنہ! تمہارے دل کیسے آمادہ ہو گئے کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹی میں دفنا کر واپس آ گئے؟ حضرت حماد کہتے ہیں' جب حضرت ثابت رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کرتے تو اتنا روتے کہ پسلیاں ملنے لگتیں۔ (ایضا 445/2)

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درد بھرے اشعار:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی) حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عبد المطلب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر چند اشعار کہے جن کا ترجمہ یہ ہے:

''جب ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے پاس گئے تو ہماری گردن کے بال غم کی وجہ سے سفید ہو گئے۔''

''جب ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو دیکھا کہ اب وہ وحشت ناک ہو گئے ہیں اور میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب ان میں کوئی نہیں رہا۔''

''تو اس سے مجھ پر بہت بڑا غم طاری ہو گیا جو بہت دیر تک رہے گا اور جو میرے دل میں ایسا پیوست ہوا کہ وہ دل رعب زدہ ہو گیا۔''

اور یہ اشعار بھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہے جن کا ترجمہ یہ ہے:

''غور سے سنو! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ سہولت کا معاملہ کرنے والے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے اور سخت معاملہ کرنے والے نہ تھے۔''

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ بڑا اچھا سلوک کرنے والے اور نہایت

مہربان اور ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ہر رونے والے کو آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رو لینا چاہیے۔''

''میری زندگی کی قسم! میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی وجہ سے نہیں رو رہی ہوں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والے فتنوں اور اختلافات کی وجہ سے رو رہی ہوں۔''

''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے اور ان کی محبت کی وجہ سے میرے دل پر گرم لوہے سے داغ لگے ہوئے ہیں۔''

''اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب اللہ تعالیٰ اس قبر پر رحمت بھیجے جو مدینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹھکانہ بنی ہے۔''

''میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھ رہی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یتیم کر دیا اور اسے اس حال میں چھوڑ دیا کہ وہ رو رو کر دور چلے جانے والے اپنے نانا جان کو پکار رہا ہے۔''

ہمارا سب کچھ حضور پہ قربان

''میری ماں' خالہ' چچا اور میری جان اور میری آل اولاد سب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہیں۔''

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر فرمایا اور انتہائی صداقت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال اس حال میں ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دین میں مضبوط اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت واضح اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین بالکل صاف ستھرا ہے۔''

''اگر عرش کا مالک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم میں باقی رکھتا تو ہم بڑے خوش قسمت ہوتے لیکن (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال فرمانے کا) اللہ کا فیصلہ پورا ہو کر رہا۔''

Scanned with CamScanner

''اللہ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام اور تحیہ ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشی خوشی جنات عدن میں داخل کیا جائے۔''

حضرت محمد بن علی بن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے) اپنی چادر سے اشارہ کر کے یہ شعر پڑھ رہی تھیں جس کا ترجمہ یہ ہے:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پریشان کن حالات اور سخت مصیبتیں پیش آ گئی ہیں' اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر تشریف فرما ہوتے تو یہ حالات اور مصیبتیں اتنی زیادہ نہ ہوتیں۔''

اور صحابہ کرام کی آہ بکاء

حضرت غنیم بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو میں نے اپنے والد کو سنا کہ وہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

''ہوش سے سنو! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کی وجہ سے میں ہلاک ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں میرا خاص ٹھکانہ تھا۔'' ''جہاں میں ساری رات صبح تک امن و چین سے گزارتا تھا۔'' (ایضاً 445/2)

☆......حضرت عاصم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں:

جب بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کرتے تو ایک دم بے اختیار ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے۔ (ایضاً 445/2)

☆......حضرت مثنیٰ بن سعید ذارع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں ہر رات اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھتا ہوں اور یہ فرما کر رونے لگ پڑے۔ (ایضاً 447/2)

❀❀❀

(88)

توحید کے یقین کا ثمرہ

عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں کسی کشتی میں سفر کر رہا تھا' اچانک ہوا کا ایک جھونکا آیا جس نے ہماری کشتی کو اٹھا کر ایک جزیرہ میں پھینک دیا۔ وہاں ہم نے دیکھا کہ ایک شخص بت کی پوجا کر رہا تھا' ہم نے اس سے دریافت کیا کہ جس کی تو پوجا کرتا ہے کیا وہ بھی کوئی معبود ہے؟ ہمارے پاس ایسا شخص ہے جو اس جیسے سینکڑوں بت بنا دے' یہ سن کر اس شخص نے کہا: اچھا! تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ تو ہم نے بتایا: اس قادر و مختار کی جس کا عرش اعظم آسمان پر اور قہر و غلبہ زمین پر ہے۔ تو اس نے دریافت کیا: آخر تم کو اس قادر مطلق کی کس نے خبر دی ہے؟ ہم نے بتایا: اس خدا کی طرف سے نبی آخر الزماں ہمارے پاس بھیجے گئے تھے' انہوں نے ہی اس بات کی خبر دی۔ اس کے بعد اس شخص نے دریافت کیا کہ اب وہ پیغمبر کہاں ہیں اور کیا کرتے ہیں؟ ہم نے کہا: خدائے تعالیٰ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا ہے۔ اس نے دریافت کیا: ''اچھا! یہ بتاؤ کہ اس پیغمبر نے کوئی نشانی بھی تمہارے پاس چھوڑی ہے؟ ہم نے کہا: ہاں! وہ ہمارے پاس ایک کتاب چھوڑ گئے ہیں جو خدا کی جانب سے ان پر نازل ہوئی تھی۔ یہ سن کر وہ شخص کہنے لگا: اچھا! وہ کتاب مجھے دکھاؤ! ہم نے اپنے اسباب میں سے قرآن پاک نکال کر سورۂ رحمٰن کی تلاوت شروع کی' تو جب تک سورت ختم ہوئی وہ شخص دردناک آواز سے روتا رہا اور پوری سورت سن کر کہنے لگا: جس کے پاس یہ کلام موجود ہو اسے عصیاں میں مبتلا رہنا ہرگز لائق نہیں! اور یہ کہہ کر مسلمان ہو گیا۔ ہم نے اسے اسلام کے ارکان و

Scanned with CamScanner

واجبات کی تعلیم دی اور اس کا اسلام بہتر ہوا' جب رات ہوئی اور ہم لوگ عشاء کی نماز پڑھ چکے تو اپنے اپنے بستروں پر جا لیٹے۔

جب معرفت الٰہی نصیب ہو گئی

یہ دیکھ کر اس نومسلم نے دریافت کیا: لوگو! یہ تو بتاؤ جس معبود کے اوصاف تم نے مجھ سے بیان کئے ہیں اور جس پر میں ایمان لایا ہوں کیا وہ بھی سوتا ہے؟ ہم نے کہا: نہیں! وہ تو حی و قیوم ہے' وہ کبھی نہیں سوتا۔ یہ سن کر اس نومسلم نے حسرت ناک لہجہ میں کہا: تم تو بہت ہی برے غلام ہو! کتنے افسوس کی بات ہے کہ تمہارا آقا تو جاگتا ہو اور تم پیر پھیلا کر سویا کرو۔ جب ہم جزیرے سے نکل کر آبادی میں پہنچے تو ہم نے اسے چند درہم دینے چاہے' جس پر اس نے بڑا افسوس ظاہر کیا اور کہا: لا الٰہ الا اللہ! تم نے مجھے ایک ایسا راستہ بتایا ہے' جس پر تم خود نہیں چلتے' بھلا یہ بتاؤ جب میں اس کے غیر کی عبادت میں مشغول تھا تو اس نے مجھے بھوکا ننگا نہیں رکھا تو اب جبکہ مجھے اس کی معرفت حاصل ہو گئی ہے تو وہ کیونکر برباد کرنے لگا ہے؟ ابھی اس واقعہ کو تین ہی دن گزرے تھے کہ مجھے کسی نے بتایا کہ وہ نومسلم تو حالت نزع میں مبتلا ہے' میں نے اس کے پاس جا کر دریافت کیا: تجھے کوئی حاجت ہے یا کوئی آرزو باقی ہے؟ اس نے کہا: بھائی! جس نے تجھے جزیرے سے نکالا اسی نے میری تمام حاجتیں پوری کر دیں۔ اس رات کو میں اسی کے پاس سو رہا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ نہایت سرسبز و شاداب باغ کے اندر قبہ میں ایک نوجوان لڑکی کھڑی کہہ رہی ہے: تمہیں خدا کی قسم! اسے جلدی میرے پاس لاؤ! میرا شوق اس کی طرف بہت بڑھ چکا ہے۔ جب میں نیند سے بیدار ہوا تو اس نومسلم کی روح پرواز کر چکی تھی' آخر میں اس کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر اپنے ڈیرے پر چلا آیا تو رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ یہ شخص اسی قبہ میں بیٹھا ہوا یہ آیت کریمہ پڑھ رہا ہے:

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ○ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ○ (خیر المولنس)

(89)

والدین کی حق شناسی

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت (وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا) اور تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو' کے ضمن میں فرماتے ہیں رب کا حکم یہ ہے اسی کو واحد مانو اور بعض نے ان لاتعبدوا الا ایاہ کا مفہوم یہ بتایا ہے کہ گناہ کے معاملے میں کسی کا کہنا نہ مانو لیکن اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے اس کی اطاعت کرو اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو یعنی ان کے ساتھ نیکی اور شفقت سے پیش آؤ خصوصاً (وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ○ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ○) "جب وہ دونوں بوڑھے ہو جائیں یا ان میں سے ایک تو ان دونوں کو اف بھی نہ کہو' یعنی ان سے کوئی سخت اور نازیبا بات نہ کہو اور بعض نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ جب والدین بوڑھے ہو جائیں اور ان کے بول و براز اٹھانے کی حاجت پیش آ جائے تو ناک نہ پکڑنا ان کے سامنے' اور نہ منہ پھیرنا کیونکہ ان دونوں نے تیرے بچپنے میں تیرا بول و براز اٹھایا ہے اور تیرے ایسے حال کو انہوں نے بکثرت دیکھا ہے پھر فرمایا ہے" اور نہ ان دونوں کو جھڑک اور ان سے نرم گفتگو کر اور شفقت و انکساری کے ساتھ جھکا رہ اور کہہ اے پالنے والے ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا تھا' یعنی جب وہ فوت ہو جائیں تو ان کے لئے مغفرت کی دعا کرو مطلب یہ کہ جس طرح حین حیات والدین کے اولاد پر حقوق ہیں اسی طرح مرنے

Scanned with CamScanner

کے بعد بھی ان کے حقوق ہیں کہ وہ ان کی مغفرت کی دعا کرے ہر نماز کے بعد' اور بعض نے قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا کا معنی یہ کیا ہے کہ والدین کی حیات میں بھی اور بعد وفات بھی ان کے لئے رحمت و بخشش کی دعا کرے کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا جس طرح بچپن میں انہوں نے مجھے پالا یہاں تک کہ میں بڑا ہو گیا اے اللہ میری طرف سے ان کو مغفرت کی جزا عطاء فرما۔

بعض تابعین سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: جو شخص روزانہ اپنے ماں باپ کے لئے پانچ دفعہ دعا مانگتا ہے اس نے ان کا حق ادا کر دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ) ''میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو کہ میری طرف ہی تم نے لوٹ کر آنا ہے'' لہٰذا اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ہے کہ روزانہ پانچ نمازیں پڑھے اور والدین کا شکر یہ ہے کہ روزانہ پانچ مرتبہ ان کے لئے دعا کرے پھر ارشاد فرمایا کہ (رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ) ''تمہارا رب خوب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے'' یعنی ماں باپ کے حق میں تمہارے دلوں میں جو بھلائی اور نرمی ہے اس کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے' پھر فرمایا کہ (اِنْ تَكُوْنُوْا صَالِحِيْنَ فَاِنَّهٗ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا) ''اگر تم صالح رہے تو وہ توبہ کرنے والوں کے لئے غفور ہے'' یعنی اگر تم نے والدین کے ساتھ نیکی کی تو اس پر اجر الٰہی کے حقدار بن جاؤ گے اور اگر تم نے حقوق والدین کو ترک کر دیا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ کرو بے شک وہ تائبین کو بخشنے والا ہے۔

والدین کے اولاد پر دس حقوق

کہتے ہیں: والدین کے اولاد پر دس حقوق ہیں۔ (1) اگر وہ کھانے کے لئے محتاج ہوں تو ان کو کھانا کھلائے۔ (2) اگر وہ کپڑوں کے لئے محتاج ہوں تو حسب حیثیت ان کو کپڑا دے کیونکہ فرمان الٰہی وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا کی تفسیر میں حضور علیہ السلام سے مروی ہے کہ معروف مصاحبت یہ ہے کہ اگر والدین بھوکے ہوں تو کھانا کھلائے اگر وہ بے لباس ہوں تو ان کو لباس دے۔ (3) اگر وہ خدمت کے محتاج ہوں تو

ان کی خدمت کرے۔ (4) جب وہ آواز دیں تو جواب دے اور فوراً حاضر ہو جائے۔ (5) گناہ یا غیبت کے علاوہ اگر وہ کوئی حکم دیں تو ان کے ہر حکم کی اطاعت کرے۔ (6) ان سے نرم لہجے میں بات کرے سخت لہجے میں کلام نہ کرے۔ (7) والدین کو نام لے کر نہ بلائے۔ (8) والدین کے پیچھے چلے۔ (9) جو خود کے لئے پسند کرے وہی والدین کے لئے پسند کرے اور جس کو خود ناپسند کرے اسے والدین کے لئے بھی ناپسند کرے۔ (10) جو اپنی مغفرت کے لئے دعا کرے تو اپنے والدین کی مغفرت کے لئے بھی وہی دعا کرنے جیسا کہ اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ میں فرماتا ہے: رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ ''اے رب میری اور میرے والدین کی مغفرت فرما'' اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا تھا۔ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۔ ''اے ہمارے رب دعا قبول فرما: اے ہمارے رب مجھے اور میرے والدین اور تمام مومنوں کی روز حشر بخشش فرما'' (تنبیہ الغافلین)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(90)

اللہ کی نافرمانی سے بچو

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک بار معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا: اے معاذ کس لئے روتے ہو عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی نصیحت کیجئے فرمایا اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہو اور دنیا اور اس کی لذتوں سے دور رہو تا کہ آخرت کی نعمتوں سے محروم نہ رہو اور جہنم کے دردناک عذاب میں نہ پڑو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو ایک لمحہ برداشت کرنے کی کسی کو طاقت نہیں۔ مصنف کتاب حکایات الصالحین فرماتے ہیں خاص کر ہمارے اندر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارکہ کی پابندی اور بھی ضروری ہے اس لئے کہ آخری زمانہ ہے فسق ظاہر ہو چکا فساق کا غلبہ ہو چکا صالحیت قلیل رہی اولیاء غائب ہو گئے صلحاء کے طریقہ کا صرف نام باقی ہے شریعت کی صرف رسم دکھائی دیتی ہے اب جو نجات اور خاتمہ بالایمان چاہے اسے چاہیے کہ اس زمانہ والوں کے جو برے عمل دیکھے ان سے بچتا رہے اور سلف صالحین کے اچھے اعمال واخلاق دیکھ کر ان کی اتباع واقتدا کرے تا کہ جو مرتبے انہوں نے حاصل کئے یہ بھی پائے اور بزرگوں کی نصیحتوں سے نصیحت حاصل کرتے اور ان کے طریقوں میں غور کرنے سے بڑھ کر کوئی چیز بھی دین میں مفید نہیں کیوں کہ بیان ہوا ہے جس نے نصیحتوں کو چھوڑا اس نے اپنا دین ضائع کیا اور جس نے علاج چھوڑا اس نے زندگی سے ہاتھ دھوئے۔

دنیا سے دُور رہو

علماء میں سے ایک کا ارشاد ہے جس نے ہر دن قرآن کا ساتواں حصہ نہ پڑھا اور صالحین کی سیرت وصفات کو نہ سنا اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور جتنے بھی گناہ کرے خوف نہیں کرتا۔ پس میں نے اس کتاب کو اکابر صالحین کی حکایات میں لکھا ان کا زہد اور اللہ کی اطاعت میں مجاہدہ اور معصیت سے اجتناب اور ان کا اللہ کے خوف سے ڈرنا اور رونا اور حفظ زبان اور مسلمانوں کی اذیت ترک کرنا اور ان کا راتوں کو عبادت کرنا اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا تا کہ پڑھنے والے کو معلوم ہو کہ ان کا اسلام میں کس قدر بلند عزت ومرتبہ ہے اور طاعت وعبادت میں رغبت پیدا ہو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صالحین کے ذکر سے اپنے دل روشن کرو۔ (حکایات الصالحین)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(91)

حضرت شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیّدنا علامہ ابواسحاق ابراہیم بن عبدالواحد بن علی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّدنا حافظ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ بہت بڑے فقیہ اور مفتی تھے۔ نہایت عبادت گزار اور پرہیز گار تھے' نفلی روزوں اور نوافل کی کثرت کرتے تھے' ایک دن چھوڑ کر ایک دن روزہ رکھتے تھے دو مرتبہ بغداد شریف گئے اور احادیث کی سماعت کی۔ ''کتاب الفروع'' کے مصنف ہیں۔ 614 ہجری بمطابق 1215ء کو دمشق میں وصال ہوا۔

جامع مسجد اموی کے قریب نماز جنازہ ادا کی گئی جنازے میں لوگوں کا اتنا ہجوم تھا کہ سبط ابن جوزی نے کہا: پہاڑ کے دامن سے ''مغارۃ الدم'' تک جدھر نظر جاتی ہے سر ہی سر نظر آتے تھے حتی کہ اگر ان کے اوپر سے تل پھینکے جاتے تو وہ زمین تک نہ پہنچ پاتے۔ (البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر، الشیخ الامام العلامۃ الشیخ العماد، ج8، ص584)

یاد رہے! مغارۃ الدم دمشق میں ایک جگہ کا نام ہے' منقول ہے کہ اس جگہ حضرت سیّدنا ابراہیم' حضرت سیّدنا موسیٰ' حضرت سیّدنا عیسیٰ حضرت سیّدنا ایوب اور حضرت سیّدنا لوط علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام نے نماز ادا فرمائی۔ اسی وجہ سے لوگ قحط میں وہاں جا کر بارش کے لئے دعا کرتے تو فوراً بارش ہو جاتی۔ اس کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ یہاں حضرت سیّدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی حضرت سیّدنا ہابیل کو قتل کیا تھا' اسی وجہ سے اسے ''مغارۃ الدم'' یعنی خون سے لتھڑی

ہوئی جگہ کہا جاتا ہے۔ (تاریخ مدینہ دمشق، ج2، ص323، 338 ملخصا)

دیدارِ الٰہی سے مشرف ہونا

سبط ابن جوزی نے مزید یہ بھی بیان کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تدفین کی رات جب میں واپس لوٹا تو ان کے بارے میں' ان کے جنازے اور اس میں شرکت کرنے والے کثیر لوگوں کے متعلق سوچنے لگا۔ دل میں آیا کہ یہ تو بہت نیک انسان تھے' جب انہیں قبر میں رکھا گیا ہوگا تو انہوں نے اپنے رب عزوجل کا دیدار کیا ہوگا۔ اتنے میں مجھے وہ اشعار یاد آ گئے جو حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وفات کے بعد خواب میں مجھے سنائے تھے۔ پھر میں نے کہا امید ہے حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح انہوں نے بھی اپنے رب عزوجل کا دیدار کیا ہوگا۔ اس کے بعد مجھے نیند آ گئی تو میں نے دیکھا کہ حضرت سیّدنا شیخ عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ سبز رنگ کا حلہ زیب تن فرمائے' سر پر سبز عمامہ شریف سجائے گویا ایک وسیع و عریض باغ میں ہیں اور وسیع درجات میں بلند ہو رہے ہیں۔

میں نے ان سے کہا: ''اے عماد الدین! قبر کی پہلی رات کیسی گزری؟ اللہ عزوجل کی قسم! میں آپ ہی کے متعلق سوچ رہا تھا۔'' وہ میری طرف دیکھ کر حسب عادت ویسے ہی مسکرائے جیسے دنیا میں مسکراتے تھے پھر جو اشعار کہے (ان کا مفہوم ہے) جب مجھے قبر میں اتارا گیا اور میں اپنے دوستوں' اہل و عیال اور پڑوسیوں سے جدا ہوا تو اس وقت میں نے اپنے رب عزوجل کا دیدار کیا۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''تجھے میری طرف سے بہترین بدلہ دیا جائے گا بے شک میں تجھ سے راضی ہوں اور میری بخشش و رحمت تیرے ساتھ ہے۔ تم ساری زندگی میرے عفو و کرم اور رضا و خوشنودی کی امید میں رہے پس تجھے جہنم سے بچا کر جنت میں پہنچا دیا جائے گا۔'' سبط ابن جوزی نے کہا: اس کے بعد میں نیند سے بیدار ہو گیا مجھ پر خوف طاری تھا اور میں نے ان اشعار کو لکھ لیا۔

(البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر، الشیخ الامام العلام الشیخ العماد، ج8، ص584)

Scanned with CamScanner

(92)

اللہ تعالیٰ کے انتخاب میں خیر ہے

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: کسی ایسی مصیبت میں پڑ کر جس سے نجات مشکل ہو تیرے لئے اس کے سوا چارہ نہیں کہ اپنے گناہوں سے توبہ استغفار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ اور اس کی پناہ میں داخل ہو اس لئے کہ گناہ سزا کا موجب ہے جب توبہ کے ذریعہ گناہ ختم ہو گیا تو سزا کا سبب نہ رہا پھر اگر توبہ اور دعا کے بعد بھی قبولیت کے آثار نہیں ملتے تو اپنے حالات میں غور کر کہ توبہ کبھی صحیح نہیں ہوتی لہٰذا اسے صحیح کر کے پھر دعا مانگ اور دعا سے کبھی تھک کر مت بیٹھ کہ کبھی قبولیت کی تاخیر ہی میں مصلحت ہوتی ہے اور کبھی خود قبول نہ ہونے میں مصلحت ہوتی ہے بس تجھے ثواب مل رہا ہے اور نفع کی شکل میں قبولیت ہو رہی ہے اور یہ بھی تیرا نفع ہی ہے کہ مطلوب کے عوض کچھ اور عطاء ہو گیا...... پھر جب ابلیس آ کے کہے کب سے دعا مانگ رہا ہے اور قبول نہیں ہو رہی تو کہدے کہ میں دعا کے ذریعہ اپنا حق عبدیت ادا کر رہا ہوں اور مجھے قبولیت کا یقین ہے یہ اور بات ہے کہ کبھی کسی مصلحت سے تاخیر ہو جاتی ہے لہٰذا وہ مناسب وقت میں مجھے مل جائے گی نہ بھی ملی تو بندگی اور عاجزی تو نصیب ہو ہی گئی اور یہ کبھی نہ کر کہ ایک چیز کا سوال کرتے ہوئے اس کے ساتھ خیر اور بہتر کا سوال نہ کرے کیونکہ کئی دنیاوی کام مطلوب ہوتے ہیں جن کا حصول ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے اور جبکہ تجھے دنیوی امور میں مشورہ کا حکم ہے تاکہ تیرا ساتھی تجھے وہ بات بتائے جہاں تیری رائے عاجز آ گئی ہے اور تو سمجھتا ہے کہ جو واقع ہوا ہے وہ مناسب نہیں تو اللہ تعالیٰ سے خیر کیوں نہیں چاہتا جو تمام مصلحتوں سے خوب واقف ہے اور استخارہ ایک بہترین مشورہ ہے۔ (صید الخاطر)

(93)

حقیقی عالم کون؟

جب تک مراقبہ، محاسبہ، خشوع وخضوع کثرت ذکر وقیام اللیل متحقق نہ ہوگا، اس وقت تک عالم بننا تو درکنار صحیح معنوں میں مسلمان بھی نہیں بن سکتا۔ اب اس حدیث کا مطلب واضح ہو گیا کہ عالم سے مراد وہ ہے جو نظر شرع میں عالم ہو اور کامل مؤمن ہو، یعنی کم از کم اتنی عبادت کرتا ہو جو حقیقت میں علم اور کمال ایمان کے لئے شرط ہے جس کا ذکر ہوا، ورنہ وہ عالم ہی نہیں، بلکہ اس لائق بھی نہیں کہ اسے مؤمن کہا جائے، اگرچہ حقیقت میں مؤمن ہو، پس عالم سے مراد وہ شخص ہے جو کم از کم اتنی عبادت کرتا ہو جو حقیقت علم کے لئے موقوف علیہ ہے، اور زیادہ وقت مشاغل علمیہ میں صرف کرتا ہو اور عابد وہ ہے جو درجہ موقوف علیہ سے بھی زیادہ عبادت کرتا ہو علم بقدر ضرورت سے زیادہ حاصل نہ کیا ہو، پس دونوں عالم بھی ہیں اور عابد بھی فرق اتنا ہے کہ ایک عالم بقدر یعنی بقدر فرض عین حاصل کر کے فرض کفایہ کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے کثرت عبادت میں مشغول ہو جاتا ہے اور دوسرا عبادات بقدر ضرورت (جو حقیقت علم وکمال ایمان کے لئے موقوف علیہ) کرتا ہے اور علم سے فرض کفایہ کا درجہ بھی حاصل کر لیتا ہے۔

علم کے ساتھ ساتھ دردِ محبت بھی

حقیقت علم منکشف ہونے کے لئے درد محبت کی ضرورت ہے:

درد رون خود بیفزا دردرا
تا ببینی سبز و سرخ و زرد را

Scanned with CamScanner

ترجمہ: اپنے اندر درد محبت کو بڑھاؤ تا کہ سبز و سرخ اور زرد کو دیکھو۔
اس درد کی بدولت ایسے علوم منکشف ہوتے ہیں کہ عقل خیرہ رہ جاتی ہے۔

بینی اندر خود علوم انبیاء
بے کتاب و بے معید اوستا

ترجمہ: عارفین اپنے باطن میں بدون کتاب اور استاذ کے علوم انبیاء کو موجزن پاتے ہیں۔ جولوگ اس لذت درد سے ناآشنا ہیں ان کو حقیقت علم کی کیا خبر۔

تو ندیدی گھے سلیمان را
چه شناسی زبان مرغان را
آگاه نئی نه تپ درون را
نشتر چه زنی رگ جنون را

تو نے سلیمان علیہ السلام کی بادشاہ کو نہ دیکھا تو پرندوں کی زبان کیا سمجھے گا' تو تو اندر کے بخار سے واقف نہیں تو جنون کی رگ میں کیا نشتر لگائے گا۔ ان کو تو خود پرستی محبوب حقیقی کی طرف آنے ہی نہیں دیتی۔

اے قوم بحج رفته کجائد کجائید
معشوق دریں جاست بیائد بیائید

ترجمہ: اے قوم جو حج کے لئے گئے ہوئے ہیں کہاں ہو کہاں بھٹک رہے ہو معشوق یہاں ہے ادھر ہی چلے آؤ۔

جان جمله علمها این است واین
که بدانی من کیم دریم دیں

ترجمہ: ہزاروں علوم وفنون سے واقف ہیں تاہم یہ ظالم اپنی حقیقت سے واقف نہیں' تمام علوم کی جان برن یہی ہے کہ آدمی اپنے متعلق جان لے کہ

ہم آخرت کے بازار میں کس بھاؤ میں بکیں گے۔

مدارس کے طلباء کے لئے

ایها القوم الذی فی المدرسه
کل ما حصلتموه وسوسه

ترجمہ: اے تعلیم گاہوں میں پڑھنے والی قوم جو کچھ تم نے حاصل کیا وہ وسوسہ ہے۔

علم نبود الا علم عاشقی
مابقی تلبیس ابلیس شقی

ترجمہ: علم حقیقی تو وہ ہے جس سے عشق الٰہی پیدا ہو' اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ بد بخت ابلیس کی تلبیس ہے۔ (لیل الصالحین)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(94)

شوقِ اطاعتِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو (بطن) نخلہ مقام پر بھیجا اور ان سے فرمایا: تم وہاں جاؤ اور قریش کے بارے میں کچھ خبر لے کر آؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں لڑنے کا حکم نہیں دیا اور یہ اشہر حرم یعنی جن مہینوں میں کافر لوگ آپس میں لڑا نہیں کرتے تھے' ان مہینوں کا واقعہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ نہیں بتایا تھا کہ انہوں نے کہاں جانا ہے بلکہ انہیں ایک خط لکھ کر دیا (جو کہ بند تھا) اور ان سے فرمایا: تم اپنے ساتھیوں کو لے کر جاؤ اور جب چلتے چلتے دو دن ہو جائیں تو یہ خط کھول کر دیکھ لینا اور اس میں' میں نے تمہیں جس چیز کا حکم دیا ہو اس پر عمل کر لینا۔ (خط پڑھنے کے بعد) اپنے کسی ساتھی کو اپنے ساتھ جانے پر مجبور نہ کرنا۔ دو دن سفر کرنے کے بعد انہوں نے وہ خط کھولا اور اسے پڑھا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ یہاں سے چل کر مقام نخلہ پر پہنچو اور قریش کے بارے میں تمہیں جو خبریں پہنچیں' تم وہ لے کر ہمارے پاس آؤ۔ خط پڑھ کر حضرت عبداللہ بن جحش نے اپنے ساتھیوں سے کہا' میں تو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنوں گا بھی اور مانوں گا بھی۔ تم میں سے جسے شہادت کا شوق ہو' تو وہ میرے ساتھ چلے۔ میں تو وہاں جا رہا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو پورا کروں گا اور جسے شوق نہ ہو' وہ واپس چلا جائے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجبور کر کے ساتھ لے جانے سے مجھے منع کیا ہے لیکن وہ تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے ساتھ نخلہ گئے۔ (یعنی ان میں سے کوئی بھی

واپس نہ گیا) (حیاۃ الصحابہ 450/2)

تقاضائے عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ حضرت عبداللہ نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں' بیٹھ جاؤ۔ یہ وہیں مسجد سے باہر اسی جگہ بیٹھ گئے اور خطبہ ختم ہونے تک وہیں بیٹھے رہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا شوق تمہیں اور زیادہ نصیب فرمائے۔ (ایضاً 457/2)

☆.....حضرت عطاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ خطبہ دے رہے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس وقت مسجد کے دروازے پر پہنچ چکے تھے' یہ سنتے ہی وہیں بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے عبداللہ رضی اللہ عنہ! اندر آ جاؤ۔

(ایضاً 457/2)

☆.....حضرت کعب بن علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت غرفہ بن حارث کندی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل تھی۔ یہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس کے ساتھ امن دینے کا معاہدہ کیا ہوا تھا۔ حضرت غرفہ نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہہ دیا۔ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا' یہ لوگ معاہدے کی پابندی کی وجہ سے ہم سے مطمئن تھے (تم نے قتل کر کے معاہدہ توڑ دیا) حضرت غرفہ نے کہا: ہم نے ان سے اس بات پر امن کا معاہدہ نہیں کیا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں (برا بھلا کہہ کر) ہمیں تکلیف پہنچائیں۔ (ایضاً 450/2)

Scanned with CamScanner

(95)

چغل خوری کا نقصان

کسی شخص نے ایک غلام خریدا اور بیچنے والے نے اس کو بتا دیا تھا کہ اس غلام میں چغل خوری کی عادت ہے، مگر خریدار نے اس کی بات کا کچھ خیال نہ کیا اور بے فکر ہو کر اس غلام کو خرید کر گھر لے آیا۔ اس غلام کو آئے ہوئے چند ہی روز گزرے تھے کہ اپنی عادت کے مطابق اس نے آقا کی بیوی سے کہا: تمہارے خاوند تمہیں دوست نہیں رکھتے، وہ چاہتے ہیں کہ کوئی خوبصورت لونڈی خرید لیں اور اسے اپنے پاس رکھیں، اگر تم چاہتی ہو کہ اپنے شوہر کو اپنے اوپر مہربان بنالو تو اس کی ترکیب یہ ہے کہ ایک تیز استرا لے کر جب وہ سوئے ہوئے ہوں تو ان کی داڑھی کے اندر کے چند بال مونڈ کر اپنے پاس رکھو۔ ادھر تو غلام نے عورت کو یہ پٹی پڑھائی اور ادھر آقا کے پاس جا کر کہنے لگا: جناب! آپ کی بیوی نے ایک اجنبی شخص سے تعلق پیدا کر لیا اور اس سے اس قدر محبت کرتی ہے کہ اس کی محبت کے نشہ میں آپ کے قتل کرنے کی فکر میں لگی ہوئی ہے، اگر آپ کو یقین نہ ہو تو اس طرح آزمائش کیجئے کہ آپ گھر جائیں تو آنکھیں بند کر کے لیٹ رہیں، جس سے آپ کے سونے کا یقین ہو جائے، پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے؟ چنانچہ جب یہ شخص گھر جا کر لیٹ رہا اور عورت نے جان لیا کہ اب یہ سو گیا ہے تو وہ اس کی داڑھی کے بال مونڈنے کے لئے دھاردار استرا لے کر آئی، جس سے اس کے شوہر کو یقین ہو گیا کہ واقعی یہ عورت میرے قتل پر آمادہ ہے، اس نے فوراً عورت کے ہاتھ سے استرا چھین کر اس عورت ہی کو قتل کر ڈالا، بس اب کیا تھا؟ جب ورثا نے یہ واقعہ سنا پھر جوش انتقام میں آگ بگولا ہو گئے، آؤ دیکھا نہ تاؤ، آتے ہی اس شخص کو قتل کر ڈالا۔ (خیر المونس)

(96)

فوت شدہ والدین کو راضی کرنے کا عمل

بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: والدین کے لئے مطلق دعا نہ کرنا بیٹے پر معاشی تنگی لاتا ہے پوچھا گیا، بعد وفات والدین کو راضی کرنا ممکن ہے؟ جواب دیا گیا ہاں، ان (مندرجہ ذیل) تین باتوں سے راضی کیا جا سکتا ہے (1) یہ کہ بیٹا فی نفسہ نیک ہو کیونکہ والدین کے لئے صالح اولاد سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں۔ (2) والدین کے رشتے داروں اور دوستوں سے صلہ رحمی کرے۔ (3) والدین کے لئے مغفرت کی دعا کرے اور ان کی طرف سے صدقہ دے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا: جب ابن آدم فوت ہو جاتا ہے تو اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین کے (1) صدقہ جاریہ۔ (2) علم نافع۔ (3) نیک بیٹا جو والدین کی مغفرت کے لئے دعا کرے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس شخص سے تعلقات منقطع نہ کرو جو تمہارے والد سے ملتا تھا اس طرح تیرا نور بجھ جائے گا اس لئے کہ تیری محبت درحقیقت تیرے باپ ہی کی محبت ہے، منقول ہے کہ قبیلہ بنی سلمہ کے ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میرے ماں باپ فوت ہو چکے ہیں کیا اب بھی ان کے لئے بھلائی میرے ذمہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ان کے لئے استغفار کرنا اور ان کے وعدوں کو نبھانا اور ان کے دوستوں کی عزت و تکریم کرنا اور ان کے رشتے داروں سے صلہ رحمی کرنا جو انہی کے سبب باقی ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔ (تنبیہ الغافلین)

Scanned with CamScanner

(97)

حفاظت ایمان کے لئے پریشانی

حضرت بہرام شاہ بن فرخ شاہ بن شہنشاہ بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ امجد کے لقب سے مشہور ہیں۔ شاعر اور سلطنت ایوبیہ کے بادشاہوں میں سے ایک تھے 628ھ بمطابق 1231ء میں وفات پائی اپنے والد کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

حافظ ابن کثیر بیان کرتے ہیں: کسی نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِكَ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' جواب میں جو اشعار پڑھے (ان کا ترجمہ یہ ہے) ''میں اپنے دین کے معاملے میں خوفزدہ تھا اب مجھ سے وہ خوف دور ہو گیا۔ میرا نفس گناہوں سے محفوظ ہو گیا اے شخص! جب تجھے موت آئے گی تو درحقیقت تو زندہ ہو جائے گا۔''

(البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر' بہرام شاہ' ج9' ص 13,11' الاعلام للزرکلی' الملک الامجد' ج2' ص76)

دیکھو! بزرگان دین رحمہم اللہ علیہم اجمعین ایمان چھن جانے کے خوف سے لرزاں و ترساں رہا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت سیّدنا یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک دفعہ حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ساری رات روتے رہے میں نے دریافت کیا: ''کیا آپ گناہوں کے خوف سے رو رہے ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا: ''گناہ تو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس تنکے سے بھی کم حیثیت رکھتے ہیں' مجھے تو اس بات کا خوف ہے کہ کہیں ایمان کی دولت نہ چھن جائے۔'' (منہاج العابدین' ص155)

یا الٰہی رحم کن بر ما ھمہ

آہ گناہوں کا سلسلہ رکنے کا نام نہیں لیتا' معصیت کی مصیبت جان نہیں چھوڑتی' افسوس! گناہوں کی عادت نے کچھ ایسا ڈھیٹ بنا چھوڑا ہے کہ گناہ کرنے سے دل بھی قطعاً نہیں لرزتا' ہائے! ہائے! گناہوں کی کثرت کی نحوست کہیں بربادیٔ ایمان کا سبب نہ بن جائے! کاش! ایمان کی سلامتی کی پاکیزہ سوچ بن جائے' صد کروڑ کاش! ہر وقت برے خاتمہ کے خوف سے دل گھبراتا رہے' دن میں بار بار توبہ و استغفار کا سلسلہ جاری رہے۔ اللہ عزوجل کے دربار کرم بار سے ایمان کی حفاظت کی بھیک مانگنے کی رٹ جاری رہے۔

یا الٰہی رحم کن برما ھمہ
عفو کن جملہ گناہِ ما ھمہ

❀❀❀

(98)

بندے مختلف قسم کے ہیں

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ لوگ دو قسموں میں بٹے ہوئے ہیں عالم ہیں اور جاہل پھر جاہلوں کی قسمیں ہیں مثلاً سلطان جس کی تربیت جہل میں ہوئی اور ریشم پہننے میں شرابیں پینے اور لوگوں پر ظلم کرنے میں ہوئی اور اس کے اہل کار بھی اسی طرح کے ہیں یہ لوگ خیر سے یکسر محروم اور ایک کنارے پر ہیں بعض لوگ تاجر ہیں جن کا نصب العین مال کمانا اور جمع کرنا ہے ان میں سے اکثر زکوٰۃ نہیں دیتے اور سود سے پرہیز نہیں کرتے یہ لوگ شکل وصورت کے انسان ہیں بعض ارباب معاش کہلاتے ہیں جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں لوگوں کی حق تلفی کرتے ہیں سودی کاروبار کرتے ہیں دن بھر بازاروں میں گذارتے ہیں بس اپنے اسی حال میں مست ہیں رات آتی ہے تو گر کر مدہوش کی طرح سو رہتے ہیں ان کی فکر اور سوچ کھانے اور لذت اڑانے تک ہے انہیں نماز کی کچھ خبر نہیں کوئی پڑھتا ہے تو ٹھونگیں لگاتا ہے یا دو نمازوں کو جمع کر کے اکٹھی پڑھ لیتا ہے یہ لوگ بہائم (چوپائے) کے شمار میں ہیں اور بعض لوگ اپنے تمام حالات میں کمینہ خصلت ہیں ان کو بے قیمت کھو کوڑا کرکٹ کی صفائی والے کھو بھس نکالنے والے کھو گھاس پھونس اکٹھا کرنے والے کھو غرض یہ قوم کے انتہائی گھٹیا اور رذیل لوگ ہیں اور کچھ ایسے لوگ ہیں جو لذتوں کے طالب ہیں اور وسائل پاس نہیں ہیں لہٰذا رہزنی کرتے ہیں یہ سب سے بڑے احمق ہیں کیونکہ ان کی تو زندگی ہی کالعدم ہے گھڑی بھر کھا پی کر لذت اٹھائی ذرا ہوا کی حرکت سے کوئی آہٹ ہوئی تو حکومت کے ڈر سے

بھاگ نکلے ان کی عمر بھی بہت کم ہے پھر قتل اور سولی کی سزا اور آخرت کا عذاب الگ اور بعض دیہاتی قسم کے لوگ ہیں جن میں جہالت عام ہوتی ہے ان کی اکثریت نجاست سے پرہیز نہیں کرتی یہ بیلوں کے زمرہ میں شمار ہوتے ہیں۔

عورتوں کی مختلف اقسام

اور عورتوں کو بھی میں نے کئی قسم کی پایا۔ بعض حسین ہیں اور بدکار بھی' اور بعض اپنے شوہر کے مال میں خیانت کرتی ہیں' اور بعض نماز پڑھتی ہیں نہ دین کی کوئی بات جانتی ہیں یہ سب جہنم کی بھرتی ہے' کوئی وعظ سنتی ہیں تو جیسے پتھر پر چل رہی ہیں قرآن پڑھا جائے تو جیسے کوئی کہانی بن رہی ہیں...... اور علماء میں سے نوخیز یا تو بدنیت ہوتے ہیں جن کو علم سے افتخار مقصود ہے عمل نہیں اور فسق کی طرف مائل' خیال یہ ہوتا ہے کہ علم عذاب سے بچالے گا حالانکہ وہ اس کے خلاف حجت ہے اور درمیانہ طبقہ کے مشہور حضرات اکثر و بیشتر سلاطین کے پاس آمد ورفت رکھتے ہیں کسی بے کام پر نکیر کے بجائے چپ رہتے ہیں بہت کم ایسے ہیں جن کی نیت درست اور مقصد اچھا ہے بس جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرمالے اسے طلب علم میں حسن نیت عطاء فرماتا ہے وہ علم حاصل کرتا ہے خود نفع لینے اور دوسروں کو نفع دینے کے لئے علم جس عمل کی رہنمائی کرتا ہے وہ اس میں کمی نہیں کرتا ارباب دنیا سے ایک طرف رہتا ہے عوام کی میل ملاقات سے بچتا ہے وہ دنیا میں طلب کثیر کے خطرات سے ڈرتا ہے لہٰذا قلیل پر قانع ہے علیحدگی پسند ہے کہ اس سے بہتر آخرت کی یاد دلانے والی کوئی چیز نہیں اور دنیا میں ملوک وسلاطین کی مجالست سے بڑھ کر مضر چیز نہیں کہ اس سے عالم کی نگاہ میں دنیا حسین ہونے لگتی ہے اور برائی کی اہمیت نہیں رہتی اور کبھی ٹوکنے کا ارادہ بھی کرے تو صحیح طور پر نہیں کرسکتا اور اگر قناعت نہیں رہی اور نفس فضول دنیا کی طلب میں غالب آ گیا ہے تو پھر یہ سلامتی سے دور جا چکا ہے کیونکہ یہ ارباب دنیا سے وابستہ ہو چکا ہے۔

علماء کے لئے

ایک انسان گھڑی بھر کے لئے بازار میں چلتا ہے تو وہاں کے مشاہدات کی بدولت اپنے علم کو بھول جاتا ہے تو اس کا کیا کہنا جس کا اس کے علاوہ اغنیاء کے ہاں آمد و رفت اور ان کے اموال میں طمع بھی لاحق ہو چکا ہو البتہ وحدت و تنہائی رجوع قلب اور یکسوئی کا سبب ہے انجام پر نظر رکھنا سفر کے لئے تیاری پکڑنا سامان سفر مہیا کرنا وغیرہ ان کے ساتھ جب قناعت مل جاتی ہے تو عمدہ احوال کا ذریعہ بنتی ہے اور آج اچھی مجالست صرف اس کتاب کی ہے جو تجھے اسلاف کے اسرار و احوال سے آگاہ کرے.....اور علماء کی مجلس بھی پر خطر ہے کیونکہ ان کی مجلس میں بھی آخرت کا ذکر کم ہی ہوتا ہے اور عوام کی مجلس دین کے لئے فتنہ ہے ہاں اگر ان میں احتیاط کر کے انہیں خاموش کر کے خود بات کرے اور انہیں سننے پر پابند کر لے اور پھر وہاں سے جلد نکلنے کی کوشش کرے اور ان سے کلی انقطاع جبھی ممکن ہے جب ان سے کوئی امید قائم نہ ہو اور یہ بات قلیل پر قناعت سے حاصل ہوتی ہے یا تھوڑی بہت تجارت ہو یا کچھ زمین ہو جس کا نفع مل رہا ہو کیونکہ حاجت کے ہوتے ہوئے یکسوئی نہیں رہتی اور عالم جب مخلوق سے کٹ جاتا ہے اور اپنی طمع ان سے روک لیتا ہے اور ذکر آخرت پر زور دیتا ہے تو یہ خود بھی نفع کماتا ہے اور دوسروں کو بھی نفع دیتا ہے۔ واللہ الموفق۔ (صید الخاطر)

❀❀❀

(99)

اہل اللہ اور نفلی عبادات کا اہتمام

اللہ کے بندے قیام اللیل کس حد تک فرماتے تھے' کمر باندھ لیتے' احیاء لیل فرماتے' پاؤں متورم ہو جاتے اور کثرت سے نفلی روزے رکھتے' اور ہر وقت ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے' انہوں نے یہ خیال کیوں نہ فرمایا: کثرت نوافل کی بجائے یہ وقت بھی تبلیغ علم دین اور نظم اوقات حکومت میں صرف کر لیا جائے' امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک مسلسل عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی! ایک قرآن روزانہ ختم فرماتے تھے' علامہ برہان الدین مرغینانی مصنف ہدایہ نے تیرہ سال تک مسلسل روزہ رکھا اور کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا' کیا آپ کا جذبہ حفاظت و اشاعت علم دین ان مقدس ہستیوں سے بھی بڑھ کر ہے؟ (کہ یوں کہتے پھرو کہ ہم نفلی عبادت کی بجائے تبلیغ جو کرتے ہیں) مثال کے طور پر ان دو ہستیوں کا ذکر کر دیا' ورنہ اس سلسلہ کے ہر فرد کی یہی کیفیت ہے:

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا است

ایک مرتبہ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مہمان ہوئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی نے مہمان کی دیگر ضروریات کے ساتھ تہجد کے وضو کے لئے پانی بھی رکھ دیا صبح اٹھ کر دیکھا کہ پانی ویسے کا ویسے رکھا ہے تو حضرت شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے یوں شکایت کی: "طالب علم لیس له حظ فی الصلاۃ" یہ کیسا طالب علم ہے کہ جسے تہجد کی بھی توفیق نہیں ہوتی' ایک جلیل القدر امام کی

Scanned with CamScanner

صاحبزادی کا یہ جملہ مدعیان علم کے لئے تازیانہ ہے' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دریافت کرنے پر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: رات آپ کے ہاں جو کھانا کھایا ہے اس کے انوار اس قدر محسوس ہوئے کہ رات بھر عبادت میں گزری ایک لمحہ کے لئے بھی غفلت نہیں ہوئی' لہٰذا وضو کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔

کیا تعلیم و تعلم والا نفلی عبادت سے بے نیاز ہے؟

ماضی قریب میں ایسے ہی رجال گزرے ہیں کہ امت مسلمہ پر کوئی دینی یا دینوی ادنیٰ سی آفت بھی ان کو پریشان کر دیتی تھی' جس سے ان کی نیند غائب اور آرام کافور ہو جاتا تھا' ایک درد تھا جو کسی وقت چین ہی نہ لینے دیتا تھا' ان کے جذبہ اشاعت دین کی مدعیان حفاظت علم کو تو ہوا بھی نہیں لگی' ایک طرف جہاد' وعظ و تقریر' تبلیغ و اشاعت' تدریس و افتاء' تصنیف و تالیف کے میدان میں یہ حضرات سباق تھے تو دوسری طرف مراقبہ' محاسبہ' کثرت ذکر و شغل' نوافل و قیام اللیل میں ممتاز اور امراض باطنہ کے طبیب حاذق تھے' ایک جانب بلا واسطہ علم نبوت حاصل کرنے والے ہزاروں شاگرد اور مواعظ و ملفوظات و تصانیف سے مستفید ہونے والے کروڑوں افراد اور دوسری جانب ان کے مطب روحانی سے صحتیاب ہونے والے نور نبوت حاصل کرنے والے ہزاروں کی تعداد میں شاگرد ہیں' ان حضرات نے فقہ' قرآن' حدیث' علوم نقلیہ و عقلیہ' ظاہرہ و باطنہ کی ایسی گتھیاں سلجھائی ہیں کہ مدعیان علم و فراست سمجھانے پر بھی نہ سمجھ سکیں' مدعیان حفاظت اشاعت علم ان عشاق کی تبلیغ دین جیسا کوئی ادنیٰ سا نمونہ تو پیش کریں: **اولئک اسلافی فجئنی بمثلھم**

یاد رکھو! حقیقت یہ ہے کہ جب تک تعلق مع اللہ حاصل نہیں ہوتا' اس وقت تک تبلیغ و اشاعت کا فریضہ ادا ہی نہیں ہو سکتا' آج کل خطرناک ضلالت یہ ہے کہ علم حقیقی کا مدعیان علم مذاق اڑانے لگے ہیں اور اپنے حلقۂ اثر کو اس سے روکتے ہیں:

منعم کنی زعشق وے اے مفتیٔ زمن
معذور دارمت کہ تو اور ا ندیدۂ

خواجہ پندار دکہ دارد حاصلے
حاصل خواجہ بجز پندار نیست

1- اے مفتی زمان تو مجھے اس کے عشق سے منع کرتا ہے میں تمہیں معذور سمجھتا ہوں اس لئے کہ تم نے ان کو دیکھا ہی نہیں۔

2- خواجہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کو بھی حاصل ہوا ہے حالانکہ خواجہ پندار کے سواء کچھ بھی حاصل نہیں۔

وہ تھے کس منزل میں اور تو کونسی منزل میں ہے

یہ بھی نہ بھولو کہ خدمت علم دین کا بہانہ بنا کر عبادت سے جی چرانے والوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی اور آج تک رجال امت کے سلسلہ کا طرز عمل دنیا کی آنکھوں سے اوجھل کر سکتے ہیں؟ آپ لوگ تو بزعم خود صرف علم دین کے محافظ و مبلغ ہی ہیں' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر تو مبلغ ہونے کے علاوہ حکومت کی ذمہ داریاں بھی تھیں' پھر ان نفوس میں جذبۂ تبلیغ و احساس ذمہ داری کس حد تک تھی' یہ ہمارے وہم و گمان سے بھی خارج ہے۔

وکیف یدرك فی الدنیا حقیقة
قوم نیام تسلوا عنه بالحلم

ترجمہ: قوم سوئی ہوئی دنیا کی حقیقت کیسے جان سکتی ہے دنیا تو اس سے آسانی سے کٹ جاتی ہے۔ (لیل الصالحین)

❀❀❀

(100)

مال وزر جہاں کی تمنا نہیں ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر تشریف لائے، ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونچا قبہ دیکھا تو پوچھا' یہ کس کا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: فلاں انصاری کا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سن کر خاموش ہو رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دل میں یہ بات رکھی۔ کسی دوسرے وقت وہ انصاری حاضر خدمت ہوئے اور لوگوں کی موجودگی میں انہوں نے سلام کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض فرمایا (اور سلام کا جواب بھی نہ دیا) چند بار ایسے ہی ہوا کہ وہ سلام کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعراض فرما لیتے۔ آخر وہ سمجھ گئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہیں اس لئے اعراض فرما رہے ہیں۔ انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس کی وجہ پوچھی اور یوں کہا' اللہ کی قسم! میں آج اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں کو پھرا ہوا پاتا ہوں' خیر تو ہے؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تھے تو تمہارا قبہ دیکھا تھا۔ یہ سن کر وہ انصاری فوراً گئے اور قبہ کو گرا کر بالکل زمین کے برابر کر دیا کہ نام ونشان بھی نہ رہا۔ (پھر آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض بھی نہ کیا) ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس جگہ سے پھر گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں قبہ نظر نہ آیا۔

عشق رسول میری متاع حیات ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا' اس قبہ کا کیا ہوا؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے

عرض کیا: قبہ والے انصاری نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعراض کا ہم سے ذکر کیا تھا' ہم نے اسے بتا دیا تھا' انہوں نے آ کر اسے بالکل گرا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر تعمیر آدمی پر وبال ہے مگر وہ تعمیر جو سخت ضروری اور مجبوری کی ہو۔

ابن ماجہ میں یہ ہے کہ اس کے بعد کسی موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ قبہ وہاں نظر نہ آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں پوچھا تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بتایا کہ جب ان انصاری کو پتہ چلا تو انہوں نے اس قبہ کو گرا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اس پر رحم کرے' اللہ اس پر رحم کرے۔ (حیاۃ الصحابہ 458/2)

مال و زر جہاں کی تمنا نہیں ہے مجھے
عشق رسول ﷺ میری متاع حیات ہے

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(101)

عالم باعمل کے طفیل بخشش

حضرت سیّدنا اسحاق بن احمد مَعرّی رحمۃ اللہ علیہ عابد وزاہد' متواضع' ایثار کا جذبہ رکھنے والے باعمل عالم دین تھے۔ ایک عرصے تک تدریس وافتا کے منصب پر فائز رہے اور ایک بہت بڑی جماعت نے آپ سے علم فقہ حاصل کیا' زہد وتقویٰ میں لوگوں کے مقتدیٰ وپیشوا تھے۔ بڑے بڑے عہدوں کی پیش کش کی گئی سب کو ٹھکرا دیا۔ اکثر روزے سے رہتے تھے' اپنی آمدنی کا تہائی حصہ راہ خدا میں صدقہ کرتے' رشتے داروں سے صلہ رحمی کرتے اور ہر رمضان المبارک میں ایک قرآن پاک لکھ کر وقف کرتے تھے۔ رنگ گندمی اور قد دراز تھا۔ ذوالقعدۃ الحرام 650ھ بمطابق 1252ء کو وفات پائی۔

حضرت سیّدنا امام ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس دن حضرت سیّدنا اسحاق بن احمد معری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا اس دن دمشق کے ایک معزز شخص کا بھی انتقال ہوا' ایک مرد صالح نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' جواب دیا: ''اللہ عزوجل نے حضرت سیّدنا اسحاق بن احمد معری رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے مجھے اور اس دن وفات پانے والے تمام لوگوں کو بخش دیا۔''

(سیر اعلام النبلاء' الرقم 5825' الکمال اسحاق بن احمد' ج 16' ص 478)

❀❀❀

(102)

ابلیس کی فریب کاری

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص غور کی نگاہ سے جنت کے بقاء ودوام کو دیکھتا ہے جس میں صفائی ہی صفائی ہے تکدر اور بدمزگی نام کو نہیں جہاں کی لذتوں میں انقطاع نہیں نفس کا ہر مطلب جہاں حاصل ہوگا اور مزید برآں وہ نعمتیں جو کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں اور نہ ہی کسی دل پر ان کا خیال گزرا جن میں تبدیلی ہے نہ زوال وانقطاع' کیونکہ وہاں دس لاکھ یا دس کروڑ برس کی بات نہیں بلکہ کوئی اگر کروڑہا کروڑ برس بھی شمار کرے تو شمار ختم نہ ہوگا اور نعمتوں کی انتہا نہ ہوگی لہٰذا آخرت کی بقا بے حد ہے تا ابد ہے مگر اس کا حصول اس عمر کی نقدی کے عوض ہوگا اور عمر کی مقدار ہی کیا ہے حد سو سال جن میں پندرہ بچپن اور نادانی کے اور ستر کے بعد تیس برس اگر مل گئے تو ضعیف اور درماندگی کے اور درمیان کے آدھے نیند کے اور کچھ کھانے پینے کے اور کمائی کے اور بچے کھچے کچھ عبادت کے لئے۔ کیا بھلا ایسی دائمی اور ابدی نعمتیں اس قلیل متاع کے عوض نہیں خریدی جارہی ہیں؟ اس بیع میں لگنے سے اعراض کرنا اور شراء سے رکنا عقل کے عظیم نقصان کی بات ہے اور وعدہ خداوندی پر ایمان میں خلل کی وجہ سے ہے اور علم ہے جو طریق کی رہنمائی کرتا ہے مناسب حال کا پتہ دیتا ہے اور اس کے شدائد سے ڈراتا ہے ابلیس نے صوفیا کہلانے والے ایک گروہ کو آفات میں مبتلا کر دیا جن میں سے بڑی آفت یہ ہے کہ ان کو علم سے روک دیا۔ گویا اس نے چراغ بجھانے کی کوشش کی تاکہ تاریکی میں چوری کر سکے حتیٰ کہ کبار علماء کی ایک جماعت کو اس نے ایسے طریقے پر لگا دیا جس

Scanned with CamScanner

سے علم منع کرتا ہے۔

ابو حامد طوسی کی حکایت

چنانچہ میں نے ابو حامد الطوسی کو دیکھا جو اپنی ایک کتاب میں خود اپنی حکایت نقل کرتا ہے کہ میں نے ایک شیخ سے جو صوفیا میں پیشوا سمجھا جاتا تھا تلاوت قرآن کی پابندی کے بارے میں مشورہ کیا اس نے مجھے منع کر دیا اور کہنے لگا کہ راستہ یہ ہے کہ اپنے تعلقات دنیا سے کلی طور پر قطع کر دے حتیٰ کہ اہل وعیال کے علم و مال کسی کی طرف بھی دل کا دھیان نہ رہے بلکہ یہاں تک کہ ان چیزوں کا وجود وعدم تیرے ہاں برابر معلوم ہونے لگے۔ پھر تو ایک گوشہ میں خلوۃ گزین ہو جا عبادت میں صرف فرائض وموکدات پر اکتفاء کر اور فراغ قلب کے ساتھ بیٹھ کر اللہ اللہ کا ذکر کر حتیٰ کہ اگر زبان کی حرکت بند بھی ہو جائے تو تجھے محسوس ہو کہ یہ کلمہ تیری زبان پر چل رہا ہے پھر تو دیکھے گا کہ تجھ پر وہی کچھ کھول دیا جائے گا جو انبیاء اولیاء پر کھولا گیا میں کہتا ہوں کہ مجھے تعجب اس وصیت پر نہیں بلکہ اس ذات پر جس نے علم وفہم کے باوجود اسے قبول کر لیا بھلا قرآن پاک کی تلاوت سے اعراض کر کے طریق طے ہوتا ہے؟ بھلا انبیاء علیہم السلام پر جو فتح یاب ہوا وہ ان کی ریاضات اور مجاہدوں کی بدولت تھا؟ اور اس طریق سے جو کچھ ظاہر ہو گا کیا اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے پھر جو کچھ فتوح ہو گا کیا علم غیب کے ذریعہ کوئی اطلاع ہو گی؟ یا وحی ہو گی بس یہ سب باتیں قوم کو شیطان کے کھلونا بنانے کی ہیں اور ایسے لوگوں پر جو آثار ہوتے ہیں وہ ابلیس کی طرف سے ہوتے ہیں یا مالیخولیا کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ لہٰذا تجھے لازمی طور پر علم حاصل کرنا چاہئے اور اسلاف کی سیرت پر نگاہ کرنی چاہئے کیا ان میں سے کسی نے ان باتوں میں سے کچھ بھی اختیار کیا تھا یا کسی کو اس کا حکم دیا؟ وہ تو علم اور قرآن پاک میں مشغول ہوئے جس نے ان کو باطن کی اصلاح اور صفائی کی رہنمائی کی ہم اللہ تعالیٰ سے ایسا علم مانگتے ہیں جو ہمارے لئے نافع ہو دشمن کے لئے دفاع اور مانع ہو وہ قادر ہے۔ (صید الخاطر)

(103)

عوام کا واہ واہ تباہ کن ہے

عوام کالانعام کی واہ واہ انسان کو تباہ کر دیتی ہے' عوام کی عقیدت اور دست بوسی پر عجب و پندار کو تاہ نظری اور مہلک ہے' کسی صاحب نظر سے تشخیص کروائیے:

بنما بصاحب نظرے گوہر خودار
عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند
اپنے گوہر کی کسی صاحب فن سے تصدیق کروالو
چند گدھوں کی تصدیق سے عیسیٰ نہیں بن سکتے
ہمیں کہتی ہے دنیا تم ہو دل والے جگر والے
ذرا تم بھی تو دیکھو کہ تم بھی تو نظر والے

یہ لوگ بصورت علم وبحقیقت جہل کے پندار میں مبتلا ہیں:

ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق
اس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

یہ علم کی لذت اور اہل دل کے سوز و گداز کو کیا جانیں:

لطف مے تجھے سے کیا کہوں زاہد
ہائے کم بخت تو نے پی ہی نہیں
ذوق ایں بادہ ندانی بخدا تانہ چشی
چوں دل بمہر نگارے نہ بستہ اے ماہ

Scanned with CamScanner

اللہ کی قسم چکھے بغیر تم اس شراب کی لذت وذائقہ سے واقف نہیں ہو سکتے۔

ترا سوز درون ونیاز ماچہ خبر

اہل انصاف کے لئے اسی قدر مضمون کافی ہے' چنانچہ ایک معروف اہل علم جو اس غلط فہمی میں مبتلا تھے اس قدر متاثر ہوئے کہ اس مضمون کا صرف خلاصہ سنتے ہی انہوں نے اوابین اور اشراق وغیرہ نوافل شروع کر دیئے اور اہل انصاف کی خدمت میں یہ دو شعر پیش کرتا ہوں۔

بامدعی مگوئید اسرار عشق ومستی
بگذار تا بمیرد در رنج خود پرستی
تو وطوبی وما وقامت یار
فکر ہر کس بقدر ہمت است

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم حقیقی کی دولت سے نوازیں:

زہد زاہد اودیں دیندارا
ذرہ درد دل عطارا

اللهم نور قلوبنا بنور معرفتك . آمين

ایک سوال اور اس کا جواب:

کسی کو یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ علماء کے لئے تدریس تبلیغ' افتاء اور تصنیف جیسی متعدی خدمات انجام دینا فرض کفایہ ہے اور ذکر' شغل' مراقبہ ومحاسبہ وغیرہ عبادات نافلہ ہیں اور فرض کی اہمیت وثواب نفل سے زیادہ ہے' پھر میں علماء کو کثرت ذکر وفکر کی تبلیغ کیوں کرتا ہوں؟ اس کے دو جواب: 1- ایک الزامی' 2- دوسرا تحقیقی۔

(۱) میں نے نصوص قرآنیہ سے ثابت کیا ہے کہ جو عالم عبادات نافلہ اور ذکر وفکر کی کثرت نہیں کرتا وہ نظر شرع میں عالم تو درکنار مومن کہلانے کے بھی لائق نہیں' پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور علماء امت کے اقوال سے اس کی اہمیت ثابت کی ہے اور بتایا ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر علماء امت کا حال یہی چلا آیا ہے کہ وہ اشاعت دین کی متعدی خدمات کے ساتھ اپنے اوقات کا بڑا حصہ عبادت نافلہ اور ذکر وفکر میں صرف فرماتے تھے' ایسے علماء علماء اس پر غور فرما کر جواب دیں۔

تحقیقی جواب:

دوسروں کو تبلیغ اور ان کی اصلاح کی کوشش فرض کفایہ ہے' مگر اپنی اصلاح فرض عین ہے' اصلاح کا مطلب یہ ہے کہ معاصی ظاہرہ وباطنہ سے احتراز کیا جائے اور یہ موقوف ہے ذکر وفکر اور محاسبہ ومراقبہ کے اہتمام پر' پس فرض عین کا موقوف علیہ بھی فرض عین ہوگا' ذکر وفکر اور محاسبہ ومراقبہ اور صحبت کامل کے معتد بہ درجہ کے سوا معاصی سے بچنے کی فکر ہی نہیں ہوتی' بلکہ معاصی باطنہ میں سے اکثر کا تو علم واحساس ہی نہیں ہوتا' کسی مرض کا کچھ احساس ہو بھی تو اس کا استحضار نہیں ہوتا اور استحضار ہو تو اس سے بچنے کی فکر اور علاج کا خیال نہیں ہوتا' لہٰذا ذکر' محاسبہ' مراقبہ اور کسی کامل کی صحبت کا کم از کم وہ درجہ فرض ہے جو معاصی ظاہرہ سے حفاظت کے ساتھ معاصی باطنہ سے بھی پاک کر دے' رذائل سے تخلیہ اور فضائل سے تحلیہ کا موجب ہو' اس مقصد میں کامیابی کے بعد بھی ذکر وفکر کے اس درجہ کا التزام اس لئے ضروری ہے کہ اس میں غفلت سے امراض کے عود کا سخت خطرہ ہے۔ (لیل الصالحین)

❀❀❀

(104)

جذبۂ اطاعت

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے انصار کی ایک لڑکی سے منگنی کی اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اسے دیکھ لو' اس سے تم دونوں کے درمیان محبت اور جوڑ بڑھے گا۔ میں نے اس لڑکی کے گھر جا کر اس کے والدین سے اس کا تذکرہ کیا۔ وہ دونوں (حیران ہو کر) ایک دوسرے کو دیکھنے لگے (اور لڑکی دکھانے میں شرم محسوس کرنے لگے) اس لئے میں کھڑا ہو کر گھر سے باہر آ گیا۔ اس پر اس لڑکی نے کہا: اس آدمی کو میرے پاس لاؤ اور وہ خود پردے کے ایک طرف کھڑی ہو گئی اور اس نے کہا: اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ آپ مجھے دیکھیں تو ضرور دیکھ لیں ورنہ میری طرف سے دیکھنے کی بالکل اجازت نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے اسے دیکھا اور پھر میں نے اس سے شادی کی۔ میں نے جتنی عورتوں سے شادی کی' ان میں سے سب سے زیادہ مجھے اسی سے محبت تھی اور اس کی قدر میری نگاہ میں سب سے زیادہ تھی۔ حالانکہ میں نے ستر عورتوں سے شادی کی ہے۔ (ایک وقت میں چار سے زیادہ بیویاں نہیں ہوتی تھیں)۔

(حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم 460/2)

احساسِ ندامت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر

کے دن اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا: مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ بنو ہاشم اور بعض دوسرے قبیلے کے لوگوں کو یہاں زبردستی لایا گیا ہے' وہ ہم سے لڑنا نہیں چاہتے لہٰذا تم میں سے جس کے سامنے بنو ہاشم کا کوئی آدمی آ جائے تو وہ اسے قتل نہ کرے اور جس کے سامنے ابوالبختری بن ہشام بن حارث بن اسد آ جائے' وہ اسے قتل نہ کرے اور جس کے سامنے عباس بن عبدالمطلب (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا آ جائیں' وہ انہیں قتل نہ کرے کیونکہ وہ بھی مجبوراً آئے ہیں۔ اس پر حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ بن عتبہ بن ربیعہ نے کہا: ہم تو اپنے باپ' بیٹوں اور بھائیوں کو قتل کریں اور عباس رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیں؟ اللہ کی قسم! اگر عباس رضی اللہ عنہ میرے سامنے آ گئے تو میں تو تلوار سے ان کے ٹکڑے کر دوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ بات پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابوحفص رضی اللہ عنہ! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم! یہ پہلا دن تھا جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کنیت ابوحفص رکھی (کنیت سے پکارنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چچا کے چہرے پر تلوار سے وار کیا جائے گا؟ حضرت عمر نے کہا: حضور! مجھے اجازت دیں' میں تلوار سے ابوحذیفہ کی گردن اڑا دوں۔ اللہ کی قسم! وہ منافق ہو گیا ہے۔ (اس وقت جوش میں حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ یہ بات کہہ بیٹھے لیکن بعد میں) حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس دن جو (غلط) بات کہہ بیٹھا تھا' میں اب تک اپنے آپ کو (عذاب خداوندی کے) خطرے میں محسوس کر رہا ہوں اور مجھ پر خوف طاری ہے اور میرے اس گناہ کا کفارہ صرف اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہادت ہی ہو سکتی ہے' چنانچہ وہ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے۔ (ایضاً 466/2)

اپنے گناہ کی سزا خود تجویز فرمائی

حضرت معبد بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ (کے یہودیوں) کا پچیس دن تک محاصرہ فرمایا' یہاں تک کہ اس محاصرے سے وہ سخت

Scanned with CamScanner

پریشان ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رُعب ڈال دیا تو ان کے سردار کعب بن اسد نے بنوقریظہ پر تین باتیں پیش کیں' یا تو ایمان لے آ ؤ یا اپنی عورتوں اور بچوں کو قتل کر کے اپنی موت کی تلاش میں قلعہ سے باہر نکل کر مسلمانوں سے میدان جنگ میں لڑو یا ہفتہ کی رات میں مسلمانوں پر شبخون مارو۔ بنوقریظہ نے (سردار کی تینوں باتوں سے انکار کرتے ہوئے) کہا' ہم ایمان بھی نہیں لا سکتے اور (چونکہ ہفتہ کی رات میں دشمن پر حملہ کرنا ہماری شریعت میں حرام ہے اس لئے) ہم ہفتہ کی رات میں لڑائی کو حلال قرار نہیں دے سکتے اور اپنے بچوں اور عورتوں کو خود قتل کر دینے کے بعد ہماری کیا زندگی ہوگی؟

یہ یہودی (زمانہ جاہلیت میں) حضرت ابولبابہ بن عبدلمنذر رضی اللہ عنہ کے حلیف تھے' اس لئے انہوں نے ان کے پاس آدمی بھیج کر ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر اترنے کے بارے میں مشورہ مانگا۔ انہوں نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ذبح کئے جانے کا فیصلہ کریں گے (اس وقت تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بتا گئے لیکن) بعد میں ان کو ندامت ہوئی۔ جس پر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گئے' اپنے آپ کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔ (ایضاً 467/2)

اونچا سننے والے صحابی کی ندامت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو چند دن نہ دیکھا تو ان کے بارے میں دریافت فرمایا: وہ کہاں ہیں؟ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں ابھی اس کا پتہ کر کے آتا ہوں۔ چنانچہ وہ صحابی رضی اللہ عنہ حضرت ثابت کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ اپنے گھر میں سر جھکائے بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے پوچھا' کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا: بڑا برا حال ہے کیونکہ مجھے اونچی آواز سے بولنے کی عادت ہے اور میری آواز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی ہو جاتی تھی۔ (اور اب اس بارے میں

قرآن پاک کی آیات نازل ہو چکی ہیں جن کے مطابق) میرے پہلے تمام اعمال برباد ہو چکے ہیں اور میں دوزخ والوں میں ہو گیا ہوں۔ ان صحابی رضی اللہ عنہ نے حاضر خدمت ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ بن انس رضی اللہ عنہ راوی کہتے ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جا کر حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے کہہ دو کہ تم جہنم والوں میں سے نہیں ہو بلکہ جنت والوں میں سے ہو۔ چنانچہ انہوں نے جا کر حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو یہ زبردست بشارت سنائی۔

(ایضاً 467/2)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(105)

والد پر بیٹے کے تین حق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا: تین چیزوں میں باپ پر بیٹے کا حق ہے۔

1- بیٹے کے پیدا ہونے پر اس کا خوبصورت نام رکھے۔

2- جب عقل مند ہو جائے تو اسے قرآن کی تعلیم دے۔

3- بلوغت کو پہنچے تو اس کی شادی کرے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے پاس ایک شخص اپنے بیٹے کے ہمراہ آیا اور کہا: میرا یہ بیٹا میری نافرمانی کرتا ہے آپ نے لڑکے سے فرمایا: اپنے والد کے حقوق میں تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا؟ کیا والد کے یہ اور یہ حقوق نہیں ہیں، پھر لڑکے نے کہا: اے امیر المؤمنین کیا لڑکے کے بھی والد پر کوئی حقوق ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں والد پر بھی بیٹے کا حق ہے کہ والد کسی ایسی عورت سے شادی کرنے سے اجتناب کرے جو بیٹے کے لئے باعث شرمندگی بنے اور اس کا اچھا نام رکھے اور اسے قرآن کی تعلیم دے، تو لڑکے نے کہا: قسم بخدا اس نے میری ماں کے معاملے میں اجتناب نہیں کیا وہ ایک لونڈی ہے جس کو انہوں نے چار سو درہم میں خریدا تھا اور نہ میرا نام اچھا میرا نام انہوں نے جُعل رکھا یعنی گندا کیڑا اور نہ ہی مجھے قرآن کی ایک آیت کی تعلیم دی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تو کہتا ہے کہ میرا بیٹا نافرمان ہے حالانکہ تو نے تو اس کی نافرمانی سے بھی پہلے اس کے حقوق سلب کر لئے ہیں بس اٹھ جاؤ مجھ سے۔

جیسا کرو گے ویسا بھرو گے

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے والد علمائے سمرقند میں سے ابوحفص یسکندری کی حکایت سناتے تھے کہ ان کے پاس ایک شخص نے آ کر کہا: میرے بیٹے نے مجھے مارا ہے اور مجھے دکھ پہنچایا ہے آپ نے فرمایا سبحان اللہ۔ بیٹا اپنے باپ کو مارتا ہے؟ باپ نے کہا ہاں مجھے مارا بھی ہے اور تکلیف بھی پہنچائی ہے، آپ نے فرمایا کیا تو نے اس کو ادب اور علم سکھایا ہے، باپ نے کہا نہیں، پھر فرمایا کیا اسے قرآن پڑھایا ہے؟ کہا نہیں، آپ نے فرمایا وہ کیا کام کرتا ہے؟ جواب دیا زراعت کا، آپ نے فرمایا بیٹے نے تجھے کس بات پر مارا ہے؟ جواب دیا نہیں، آپ نے فرمایا ممکن ہے وہ علی الصبح گدھے پر سوار کھیتوں کی طرف جا رہا ہو بیل اس کے آگے اور کتا اس کے پیچھے ہو، قرآن کی خوبی سے نا آشنا وہ گیت گا رہا ہو گا اور ایسے وقت میں تو نے اس سے کوئی تعرض کیا ہو گا تو اس نے تجھے بیل سمجھ کر مار دیا، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کہ کہیں اس نے تیرا سر نہیں توڑ دیا، ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ حکایت کرتے ہیں: کسی جگہ ایک شخص اپنے باپ کو مار رہا تھا تو کسی نے اس سے کہا یہ کیا کر رہا ہے؟ اتنے میں اس کے والد نے کہا: اس سے تعارض نہ کرو اس لئے کہ میں بھی اسی جگہ اپنے والد کو مارتا تھا اور اب میرا بیٹا مجھے اسی جگہ پر مار رہا ہے یہ میرے اپنے عمل کا بدلہ ہے میرے اپنے بیٹے پر کوئی ملامت نہیں۔ داناؤں کا قول ہے کہ والدین کا نافرمان اپنی اولاد سے خوشی نہیں دیکھے گا اور جو کسی بھی امر میں مشورہ نہیں کرتا وہ اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتا اور جو اپنے گھر والوں کا حق خدمت ادا نہیں کرتا اس کی لذت عیش ضائع ہو جاتی ہے۔

❀❀❀

(106)

رجب شریف کا روزہ

ایک مرتبہ حضرت مسیح علیہ السلام کا گزر ایک ایسے پہاڑ پر ہوا جو نور سے جگمگا رہا تھا' یہ دیکھ کر حضرت مسیح علیہ السلام نے دعا مانگی: الٰہی! اس پہاڑ کو قوت گویائی عطا فرما تا کہ وہ مجھ سے گفتگو کر سکے۔ چنانچہ ان کی دعا کو قبولیت حاصل ہوئی اور وہ پہاڑ اس طرح گویا ہوا: اے روح اللہ! آپ کا مقصد کیا ہے اور آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا: تو اپنی کیفیت مجھ سے بیان کر! تو پہاڑ نے عرض کیا: میرے اندر ایک مرد ہے! تو عیسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی میں گزارش کی کہ اس کو پہاڑ سے نکال کر مجھے دکھا دے۔ چنانچہ وہ پہاڑ پھٹا اور اس میں سے ایک خوبصورت بوڑھا سامنے آ کر کہنے لگا: اے عیسیٰ! میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے ہوں' میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ میں جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک زندہ رہوں تا کہ ان کی امت میں داخل ہو کر فلاح دارین حاصل کر سکوں' اس وقت میری عمر چھ سو برس کی ہے' اور میں اسی پہاڑ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی میں عرض کیا: خدایا! کیا روئے زمین پر تیرے نزدیک اس شخص سے بھی زیادہ کوئی مکرم و محترم ہے؟ ارشاد ہوا: اے عیسیٰ! امت محمد (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں سے جو شخص رجب کا ایک روزہ بھی رکھے گا' میرے نزدیک اس کا مرتبہ اس سے زیادہ ہوگا۔

شب برأت کی نماز

دوسری روایت میں اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کا گزر اس پہاڑ پر ہوا تو آپ نے اس میں سفید پتھر دیکھ کر اور اس کے چاروں طرف گھوم پھر کر بڑا تعجب کیا' اتنے میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی: اے عیسیٰ! کیا تم چاہتے ہو کہ میں اس سے بھی زیادہ تعجب خیز خبر تمہارے سامنے ظاہر کروں؟ حضرت مسیح علیہ السلام نے عرض کیا: جی ہاں! پس یہ کہتے ہی وہ پتھر پھٹا اور اس میں سے ایک مبارک شخص نکلا جس کے ہاتھ میں ایک بیری کی شاخ تھی اور انگور کی بیل اس کے پاس پھیلی ہوئی تھی' جب حضرت مسیح علیہ السلام نے اس سے دریافت کیا تو اس نے بتایا: یہ میری ہر روز کی غذا ہے۔ پھر حضرت مسیح علیہ السلام نے دریافت فرمایا: کیا تو بتا سکتا ہے کہ اس پتھر میں کتنی مدت سے عبادت الٰہی مصروف ہے؟ اس نے عرض کیا: چار سو برس سے! یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی میں گزارش کی: شاید تو نے اس سے زیادہ افضل و اشرف اور کسی کو پیدا نہ کیا ہو؟ تو ارشاد ہوا: اے عیسیٰ! امت محمد (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں سے جو شخص شعبان کی پندرہویں شب کو دو رکعت نماز پڑھے گا وہ اس کی چار سو برس کی عبادت سے افضل ہوگی۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی تمنا ظاہر کی: کاش! میں بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہوتا......!! (خیر المونس)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(107)

لندن میں ایک تقریب کا حال

علامہ عطاء المصطفیٰ جمیل بن ابوالنور مولانا محمد بشیر کوٹلوی لکھتے ہیں: بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کا صد سالہ یوم پیدائش پاکستان کے طول وعرض میں بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا تھا میں ان دنوں انگلستان تھا۔ لیسٹر میں مقیم محب وطن پاکستانیوں نے بھی اپنے قائد کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے موٹ بوائز سکول کے ہال میں ایک عظیم الشان جلسہ کا اہتمام کیا' جلسہ گاہ میں پہنچا تو دیکھا کہ ہال پاکستانیوں سے کھچا کھچ بھرا ہوتا اس وقت میری حیرت کی انتہاء نہ رہی جب میں نے پہلی قطار میں ان مصلحت اندیشوں کو براجمان دیکھا جن کے بڑے قائداعظم کو کافر اعظم کہا کرتے تھے' اور جو آج بھی قیام پاکستان کو انگریز کی سازش سے تعبیر کرتے ہیں۔ پہلی قطار کے سامعین میں بنگلہ دیش کے ڈاکٹر مناظر صاحب اور پاکستان کے ایک سابق مرکزی وزیر ڈاکٹر خورشید احمد صاحب بھی تھے۔ ان لوگوں نے لندن روڈ پر ہزاروں پاؤنڈ کی ایک عمارت میں اسلامک فاؤنڈیشن کے نام پر ایک جماعت خانہ کھول رکھا ہے۔ خود عالیشان بنگلوں میں رہتے اور نئے ماڈل کی کاروں میں گھومتے پھرتے ہیں' لیسٹر کے عوام جانتے ہیں کہ فیکٹریوں کے معمولی مزدور آج فیکٹریوں کے مالک کیسے بن گئے ہیں اور یہ سرمایہ کہاں سے آتا ہے؟ لیسٹر میں سب سے بڑا اسلامی مرکز تو بفضلہ تعالیٰ اسلامک سینٹر ہے۔ یہاں جمعہ کے دن سینکڑوں مسلمان حاضر ہوتے ہیں۔ صد سالہ یوم پیدائش قائداعظم کے جلسے میں بھی لوگ تھے۔ جن سے ہال بھرا ہوا تھا۔ اسلامک سینٹر

کے چیئر مین جناب حاجی محمد حسین صاحب کی صدارت تھی اور سٹیج سیکرٹری کے فرائض ملک محمد سلیم صاحب سرانجام دے رہے تھے۔ ملک محمد سلیم صاحب کا تعلق شہر اقبال سے ہے اور لیسٹر میں وہ ایک عظیم سماجی کارکن کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ میں نے ملک محمد سلیم صاحب سے کہا: میری تقریر سب سے آخر رکھیئے گا۔ تلاوت کلام پاک سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ بعدازاں ڈاکٹر خورشید احمد صاحب کی تقریر کا اعلان ہوا۔ ڈاکٹر موصوف نے اپنی تقریر میں قائداعظم کے بارے میں صرف چند کلمات کہے جن کا لب لباب یہ ہے:

''قائداعظم نے دو محاذوں پر جنگ لڑی۔ ایک محاذ انگریز کے خلاف جنگ اور دوسرا محاذ ہندو کے خلاف جنگ۔

''قدرت نے قائداعظم کو دونوں محاذوں پر فتح عطاء فرمائی...... قائداعظم کا مزار آج بھی کراچی میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔''

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے اپنے مخصوص جماعتی انداز میں پاکستان کا مطلب کیا؟ پر مفصل وعظ فرمایا:

''قائداعظم'' کا میلاد

آخر میں ملک محمد سلیم صاحب نے میرے نام کا اعلان کیا۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد میں نے اپنی تقریر کا آغاز کیا:

''آج ہم پاکستان کے عظیم قائد کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ آج کے جلسہ کا عنوان ہے:

Quaid-e-Azam,s Hundrad Year,s Birthday

قائداعظم کا صد سالہ یوم پیدائش' عربی زبان میں یوم پیدائش کو ''میلاد'' کہتے ہیں۔ معنی یہ ہوئے کہ آج ہم قائداعظم کا صد سالہ میلاد منانے آئے ہیں۔

مجھے انتہائی مسرت ہوئی ہے کہ محمد علی جناح کے میلاد میں ڈاکٹر خورشید احمد صاحب

Scanned with CamScanner

کے علاوہ جماعت اسلامی کے دوسرے کارکن بھی حاضر ہوئے ہیں۔ آج سے ٹھیک ڈیڑھ ماہ بعد نور مجسم، فخر آدم و بنی آدم جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم میلاد آ رہا ہے...... میں سامعین سے توقع رکھتا ہوں کہ جس طرح آپ نے قائداعظم کے میلاد میں شرکت کی ہے اسی طرح فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد میں بھی ضرور حاضر ہوں گے۔'' یہ کہنا تھا کہ پورا ہال نعرہ ہائے تکبیر و رسالت سے گونج اٹھا۔ میں نے دیکھا کہ جماعت اسلامی کے کارکن ہیجان و اضطراب سے پہلو بدل رہے تھے۔ نعروں کی گونج ختم ہوئی تو میں نے پھر کہا:

اولیاء کا ہے فیضان، پاکستان پاکستان

''مجھ سے پہلے ڈاکٹر خورشید احمد صاحب نے قائداعظم کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ قائد نے دو محاذوں پر جنگ لڑی تھی۔ ایک محاذ انگریز کے خلاف اور دوسرا ہندو کے خلاف جنگ...... مجھے افسوس ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے آزادی یا غیر ارادی طور پر تیسرے محاذ کا ذکر نہیں۔ تیسرا محاذ کون سا تھا؟ کانگریس کے آلۂ کار ملا جنہوں نے قائداعظم کو کافراعظم کا خطاب دیا تھا۔ فی الحقیقت یہ لوگ ہندو اور انگریز سے بھی زیادہ خطرناک تھے۔'' ابھی یہ جملہ ختم بھی نہ ہو پایا تھا کہ ہال پھر نعروں سے گونج اٹھا۔

میں نے پھر کہا: ''لیکن قائداعظم کو تیسرے محاذ پر بھی عظیم فتح ہوئی اور پاکستان بن کر رہا اور کیوں نہ بنتا؟ قائداعظم کے ساتھ سنی علماء و مشائخ کی دعائیں شامل تھیں جو کانگرسی ملاؤں کے فتووں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے گئیں۔ خود قائداعظم بزرگان دین کے عقیدت مند تھے۔ چنانچہ وہ علی پور شریف میں امیر ملت پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ پاکستان کے اہل علم لوگ جانتے ہیں کہ حضرت امیر ملت نے تحریک پاکستان میں سرگرم حصہ لیا تھا۔'' میرے اس جملہ پر نوجوانوں نے یہ نعرہ بلند کیا: ''اولیاء کا ہے فیضان، پاکستان پاکستان''

میں نے پھر کہا: ''ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ قائداعظم کی قبر کراچی میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ ڈاکٹر صاحب! چشم بصیرت سے دیکھئے تو برصغیر میں کچھ اور قبریں بھی ہیں جو صدیوں سے زیارت گاہ خاص و عام ہیں۔ لاہور میں داتا ہجویری، اجمیر میں خواجہ اجمیری اور سلہٹ میں شاہ جلال...... یہ بزرگ برصغیر میں اسلام کا نور نہ پھیلاتے تو آج نہ اقبال ہوتے اور نہ قائداعظم۔ پاکستان تو اسی دن معرض وجود میں آ گیا تھا۔ جب اجمیر میں خواجہ نے اور لاہور میں داتا نے قدم رکھے تھے۔ کیوں نہ ان محسنوں کی قبروں کی بھی زیارت کی جائے جن کی بدولت برصغیر میں اسلام کا نور پھیلا تھا۔''

ہال پھر گونج اٹھا: ''اولیاء کا ہے فیضان پاکستان پاکستان''
میری تقریر ختم ہوئی تو چند احباب نے مجھے گلے لگا کر کہا:
جمیل صاحب! آپ نے حق گوئی کا حق ادا کر دیا ہے۔

ڈیڑھ ماہ بعد سید الانفس و آفاق صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد اسلامک سینٹر لیسٹر کی مسجد میں منایا گیا۔ میں نے کہا کہ قائداعظم کے میلاد میں آنے والے توحیدی مسلمان، اپنے آقا و مولیٰ کے میلاد میں نہ آ سکے۔

ماحصل ولب لباب:

علامہ صاحب اس واقعہ سے حاصل ہونے والا سبق بیان کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

اپنے سیاسی تشخص کو برقرار رکھنے کے لئے جماعت اسلامی کے ارکان قائداعظم کے میلاد میں آ گئے بادی النظر میں یہ بات عجیب لگتی ہے لیکن دیو بندیوں کا یہی تو کمال ہے کہ جو کام ان کے ہاں شرک ہوتا ہے وہی ضرورت کے وقت عین اسلام ہو جاتا ہے۔ اس کا مظاہرہ وہ پاکستان میں بھی کر چکے ہیں۔ سنیوں کے ووٹوں کی ضرورت پیش آئی تو مفتی محمود صاحب نے لاہور میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس کی قیادت بھی

Scanned with CamScanner

سنبھال لی اور داتا حضور رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر حاضری بھی دیدی۔

زندہ و بیدار قومیں اپنے محسنوں کو کبھی فراموش نہیں کرتیں۔ قائداعظم کی پرخلوص قیادت اور ان تھک جدوجہد کے صلہ میں ہمیں پاکستان نصیب ہوا تھا۔ سچا پاکستانی اپنے محسن کا شکریہ ضرور ادا کرے گا۔ اسی طرح ہم ان جلیل القدر بزرگوں کو کیسے فراموش کر سکتے ہیں۔ جو اپنے وطن قربان کر کے سرزمین ہند میں تشریف لائے تھے۔ اور کفرستان کے کونہ کونہ میں اسلام پھیلا گئے تھے۔ جسے پاکستان سے محبت ہے وہ قائداعظم کا دن ضرور منائے گا۔ اسی طرح جسے اسلام سے محبت ہے وہ داتا علی ہجویری اور خواجہ اجمیری کے عرس منائے گا کہ ہمارا اسلام انہی بزرگوں کا رہین منت ہے۔ (سنی علماء کی حکایات)

(تو پھر بھلا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جو محسن کائنات ہیں ان کا دن منانا کیونکہ بدعت و ناجائز ہو سکتا ہے؟ یہ سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ)

❀❀❀

(108)

وعظ کیسے سیکھا؟

حضرت سیّدنا منصور بن عمار بن کثیر سلمی کی کنیت ابوالسّری ہے۔ خراسان کے رہنے والے تھے یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ بصرہ کے رہنے والے تھے پھر بغداد منتقل ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فصیح و بلیغ واعظ اور نیک بزرگ تھے۔ عراق، شام اور مصر میں وعظ فرماتے۔ دور دور تک ان کا شہرہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لوگوں کا ہجوم رہتا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا موضوع سخن پرہیز گاری، عبادت گزاری اور خشیت باری ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ تاثیر کا تیر بن کر دلوں میں پیوست ہو جاتا تھا۔ خلیفہ ہارون رشید نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: ''آپ نے اس طرح بیان کرنا کیسے سیکھا؟'' فرمایا: یاامیرالمؤمنین! میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اے منصور کہو،'' پس میں اللہ عزوجل کے حکم سے بیان کرنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال بغداد میں ہوا۔ محمد بن علی فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ کی قبر باب حرب کے پاس ہے، تختی پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام لکھا ہوا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے ایک طرف آپ کے بیٹے سلیم بن منصور رحمۃ اللہ علیہ کی قبر ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، الرقم: 1345، منصور بن عمار، ج 8، ص 53،54، تاریخ بغداد، الرقم: 7052، منصور بن عمار، ج 13، ص 72،79)

آپ نے فرمایا: پاک ہے وہ ذات، جس نے عارفین کے دلوں کو ذکر کی جگہ، زاہدین کے دلوں کو توکل کی جگہ، متوکلین کے دلوں کو رضا کی جگہ، فقرا کے دلوں کو قناعت کی جگہ اور

دنیا داروں کے دلوں کو لالچ کی جگہ بنایا ہے۔ (کشف المحجوب، ص133)

تقریر کی برکت سے مغفرت ہوگئی

☆......نفس کی پیروی کرنا انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

☆......تارک دنیا کو کسی قسم کا غم نہیں رہتا اور خاموشی اختیار کرنے والا معذرت کرنے سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ذکر منصور بن عمار، الجزء الاول، ص298)

☆......حضرت سیّدنا سلیم بن منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: "مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟" فرمایا: مجھے اپنا قرب عطا فرمایا اور فرمایا: "اے بے عمل بوڑھے! تو جانتا ہے میں نے تیری کیوں مغفرت فرمائی؟" میں نے عرض کی: "یاالٰہی عزوجل! نہیں۔" ارشاد فرمایا: "تو نے ایک اجتماع میں اپنے رقت انگیز بیان سے حاضرین کو رلا دیا تھا اور اس بیان میں میرا ایک ایسا بندہ بھی تھا جو تمام عمر کبھی بھی میرے خوف سے نہیں رویا تھا تو میں نے اس بندے کی گریہ وزاری پر رحم فرما کر اس کو اور تمام شرکائے اجتماع کو بخش دیا۔ اسی لئے تیری بھی مغفرت ہوگئی۔" (شرح الصدور، باب نبذ من اخبار من رای الموت، ص283)

یاد رکھو: اس میں کوئی شک نہیں کہ ان مبلغین کا درجہ بہت ہی بلند و بالا اور عظمت والا ہے جو اپنے رقت انگیز اور عبرت خیز بیان سے لوگوں کے قلوب میں رقت پیدا کرتے ہیں اور اللہ عزوجل کی بارگاہ عظمت سے بچھڑے ہوئے بندوں کو اپنے پرسوز بیان کی کشش سے کھینچ کھینچ کر دربار الٰہی میں لاتے ہیں۔ یقیناً نیکی کی دعوت کی دھوم مچانے والے دونوں جہان میں کامیاب ہیں۔

مبلغ کا مقام

چنانچہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: "وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○"

(پ4، آل عمران: 104)

ترجمہ: "اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔"

اللہ عزوجل ایسے نیک مبلغین کے کلام میں ایک ایسی کشش اور جاذبیت پیدا فرما دیتا ہے کہ ان کے منہ سے نکلا ہوا ہر کلمۂ حق سامعین کے کانوں میں اگرچہ لفظ بن کر پہنچتا ہے مگر کراماتی تاثیر کا تیر بن کر ان کے دل کی گہرائیوں میں پیوست ہو جاتا ہے اور بڑے بڑے سنگ دل انسان جذبات تاثر سے تڑپ تڑپ کر مرغ بسمل (ذبح کیا ہوا پرندہ) بن جاتے ہیں۔

☆......ایک شخص نے حضرت سیّدنا منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: "مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟" جواب دیا: اللہ عزوجل نے مجھے بخش دیا اور مجھ سے ارشاد فرمایا: "اے منصور! میں نے تجھے اس لئے بخش دیا کہ تیرے پاس لوگوں کا ہجوم رہتا تھا اور تو انہیں میری یاد کی طرف راغب کرتا۔" (حلیۃ الاولیاء، منصور بن عمار، الرقم: 14081، ج9، ص339)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(109)

محبوب کے لئے اظہار محبت

ابن جوزی فرماتے ہیں: محبوب کا انتخاب کرنے والے کو معلوم ہونا چاہئے کہ محبوب دو طرح کے ہیں۔ عورت جس کا حسن صورت مقصود ہے اور دوسرا وہ دوست جس سے حسن اوصاف وکمال مقصود ہوتا ہے کسی عورت کی شکل وصورت اگر بھا جائے تو قلبی تعلق مضبوط کرنے سے پہلے اس کی باطنی خوبیوں کو خوب دیکھ پرکھ لو جن میں اصل دین ہے' جیسا کہ ارشاد مبارک ہے:

''کہ دین والی کو اختیار کر'' پھر اگر حسب منشاء پائی گئی ہے تو اس کے ساتھ معاملہ کر اور اس سے اولاد حاصل کر اور اپنے میلان اور تعلق میں اعتدال رکھ اور یہ غلطی ہے کہ اپنے محبوب کے سامنے محبت کا اظہار کرنے لگو کہ وہ تجھ پر زیادتی کرے گا اور تجھے اس کی طرف سے ایذاء دیکھنی پڑے گی ستم ہوگا بے رخی ہوگی ذلت کا معاملہ ہوگا زیادہ خرچہ کا مطالبہ ہوگا اگرچہ وہ بھی تجھ سے محبت رکھتی ہو کیونکہ ناز وادا اور مقہور پر غلبہ ان چیزوں کو مستلزم ہے اور ایک عجیب نکتہ یہ ہے کہ کبھی تو اپنے حال حاضر کے موافق کوئی عمل کرتا ہے اور وہ کمال محبت کو دیکھ کر حکم دے رہی ہے جسے تو پورا نہیں کر پاتا بس تو گر جائے گا اور مغلوب ہی رہے گا اور خلاصی پانا بھی مشکل ہو جائے گا یا تو اس لئے کہ تیری راز داں ہے اس لئے تجھ پر مسلط ہے یا تیرا کثیر مال اس کے قبضہ میں ہے۔

پتے کی بات

اس کی ایک بہترین مثال میرے علم میں یہ ہے کہ کسی خلیفہ کی باندی اس سے شدید

محبت رکھتی تھی مگر اس کا اظہار نہ کرتی تھی اس سے پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ اگر میں اس پر اپنی محبت کا اظہار کر دوں اور وہ مجھ پر جفا کرے تو میں ہلاک ہو جاؤں گی شاعر کا قول ہے: کسی محبوب کے سامنے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا تو اس کی بے رخی کا پورا حصہ مجھے وصول کرنا پڑا ایسے ہی اپنی اولاد کے سامنے بھی مناسب ہے کہ محبت کا پورا اظہار نہ کرو ورنہ وہ مسلط ہو جائے گی اور تیرا مال ضائع کر دے گی اور ناز وادا میں بڑھ جائے گی علم حاصل کرنے اور ادب سیکھنے سے رک جائے گی ایسے ہی اگر کسی سے دوستی لگائی ہے اور پودے کی دیکھ بھال ہوتی ہے کہ اچھی اصل کا ہو تو دیکھ بھال سے خود پھل اچھا دے گا مگر اس کے ساتھ ساتھ محتاط رہنا بھی لازم ہے کہ حالات بدل جاتے ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے: اپنے دشمن سے ایک بار احتیاط کر اور دوست سے ہزار مرتبہ کیونکہ بعض دفعہ دوست بگڑ جاتا ہے تو مضرت کے طریق سے زیادہ واقف ہوتا ہے۔ (صید الخاطر)

❀❀❀

(110)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

خاتم الفقہاء علامہ سید محمد امین عابدین بن عمر عابدین بن الحسینی الشامی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1198ھ میں دمشق میں ہوئی بہت کم عمری میں آپ نے قرآن کریم حفظ کر لیا اور اس کے بعد آپ اپنے والد ماجد کی تجارت میں ہاتھ بٹانے لگے۔ ایک مرتبہ دوکان پر بیٹھے ہوئے آپ قرآن کریم پڑھ رہے تھے کہ ایک نامعلوم شخص کا وہاں سے گذر ہوا اس نے جب آپ کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا تو بہت ڈانٹا اور کہا: اولاً تو یہ بازار قرآن پڑھنے کی جگہ نہیں ہے کیونکہ تم پڑھتے رہو گے اور لوگ اسے نہیں سنیں گے جس کی وجہ سے وہ گناہ کے مرتکب ہوں گے' دوسرے یہ کہ تمہارے پڑھنے میں فحش غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ یہ کہہ کر وہ شخص تو چلا گیا اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فوراً وہاں سے اٹھے اور اپنے زمانہ کے مشہور قاری شیخ سعید الحموی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دے کر اولاً فن قرأت میں مہارت حاصل کی اور اس کے بعد نحو وصرف اور فقہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں انہی سے پڑھیں۔ بعد ازاں آپ نے علامۃ الدہر امام العصر سید محمد شاکر سالمی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی اختیار کی اور ان سے تمام علوم عقلیہ' ونقلیہ' حدیث وتفسیر اور فقہ حنفی کو حاصل کیا' یہاں تک کہ اپنے استاذ کی زندگی ہی میں آپ کی علمی استعداد کی شہرت ہوگئی' دوران طالب علمی آپ نے بعض کتابوں کی شروحات بھی لکھیں' "شرح منار" اسی زمانہ کی یادگار ہے' ابھی آپ کی عمر کل چوبیس سال کی تھی اور آپ کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ آپ کے استاذ شیخ محمد شاکر کا وصال ہوگیا اس وقت آپ اپنے

استاذ محترم سے البحر الرائق' ہدایہ اور اس کی شروحات پڑھ رہے تھے' شیخ محمد شاکر کی وفات کے بعد شیخ کے سب سے جلیل القدر شاگرد شیخ محمد سعید الحلبی کے سامنے آپ نے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ نے "درمختار" کا بے نظیر حاشیہ "ردالمحتار" کے نام سے لکھنا شروع کیا اور اس دوران بہت سے رسائل اور حواشی الگ سے تحریر کئے جن میں سے بعض رسائل "مجموعہ رسائل ابن عابدین" میں شائع ہو چکے ہیں۔

☆......علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ پوری زندگی مکمل یکسوئی کے ساتھ علمی مشاغل میں مشغول رہے' آپ کی رات کا اکثر حصہ تالیف وتحریر میں گذرتا اور پورا دن درس وتدریس' افادہ وافتاء میں گذرتا تھا کتابوں کو جمع کرنے کا آپ کو بہت شوق تھا' اور اس بارے میں آپ کے والد ماجد آپ کا ہر ممکن تعاون فرماتے تھے' انہوں نے کہہ رکھا تھا کہ جو کتاب بھی تمہیں چاہئے خرید لو' قیمت میں ادا کروں گا' چنانچہ آپ کا ذاتی کتب خانہ بے مثال اور عدیم النظیر تھا۔ پھر آپ کتابوں کو بہت غور وفکر سے پڑھتے تھے اور مطالعہ کے دوران بھی جو اشکال وجواب یا تنبیہ کی باتیں سامنے آتیں تو فوراً آپ حاشیہ میں اس پر نوٹ لگا دیتے تھے اور کوئی گنجلک عبارت ہوتی تو اس کی وضاحت بھی لکھ دیتے اور کوئی غلط عبارت سامنے آتی تو اس کی اصلاح فرما کر مناسب افادہ بھی نوٹ فرماتے تھے۔

☆......اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو فقہات کے بلند مرتبہ پر فائز کیا تھا۔ جس مسئلہ پر بھی آپ بحث فرماتے دلیل سے اسے مضبوط فرما دیتے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد علامہ محمد آفندی جابی زادہ جو خلافت عثمانیہ میں مدینہ منورہ کے قاضی تھے' کا بیان ہے کہ خلافت عثمانیہ کے مفتی اعظم شیخ الاسلام عارف عصمت بیگ نے ان سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میری یہ تمنا ہے کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ مجھے بطور برکت کے اجازت مرحمت فرمائیں۔ آپ کے ایک شاگرد مفتی بیروت شیخ محمد آفندی الحلوانی کا بیان ہے کہ میں نے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ جیسا درس کسی کا نہیں سنا۔ میں آپ کے درس میں جانے سے پہلے تمام شروح وحواشی وغیرہ کا مطالعہ کر کے جاتا تھا اور اپنی دانست

Scanned with CamScanner

میں یہ سمجھ لیتا تھا کہ شاید ہر اشکال و جواب پر مجھے قابو ہو گیا ہے لیکن جب علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں جاتا تو آپ ایسے عجیب و غریب' فوائد و افادات سے مستفید فرماتے کہ ہمارے قلب و دماغ وہاں تک رسائی حاصل نہ کر سکتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اطراف و اکناف سے بڑے بڑے علماء آپ سے شرف اجازت حاصل کرنے کی غرض سے آپ کی خدمت میں حاضری دیتے تھے اور آپ کے تلامذہ کا دائرہ بہت وسیع تھا۔

فقہی مقام اور اخلاق و عادات:

آپ اپنے زمانہ کے مسلم مفتی اعظم تھے اطراف عالم میں جو بھی نیا مسئلہ وجود پذیر ہوتا تو دیگر علماء و اکابر مفتیان کے ساتھ اس کے متعلق آپ سے بھی فتویٰ طلب کیا جاتا آپ کے فتویٰ کی اہمیت اتنی زیادہ تھی کہ اگر کوئی قاضی غلط فیصلہ کر دیتا اور مظلوم علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ اپنے حق میں لے جاتا تو قاضی کو اپنا فیصلہ بدلنا پڑتا۔ لوگوں کے قلوب میں آپ کی تحریر کی اس قدر عظمت تھی کہ اگر گاؤں دیہات میں بھی آپ کا فتویٰ پہنچ جاتا تو لوگ آپ کی بات پر خاموش ہو جاتے اور بلا چوں و چرا اسے تسلیم کر لیتے تھے۔

☆......آپ نہایت باوقار' بردبار اور خوش اخلاق تھے' آپ کے ایک شاگرد جو سفر حج میں آپ کے رفیق تھے' کہتے ہیں کہ میں نے پورے سفر میں آپ سے کوئی ایسی نازیبا بات نہیں سنی جس سے آپ کے کسی رفیق سفر کو ناگواری ہوئی ہو الا یہ کہ کوئی منکر شرعی آپ کے سامنے آتا تو آپ کے تیور بدل جاتے۔ آپ کے چہرہ سے ایمانی نور چمکتا نظر آتا تھا اور بشاشت پھوٹتی تھی۔ جو بھی آپ سے ایک مرتبہ مل لیتا وہ آپ کی تواضع اور خوش کلامی کو ہمیشہ یاد رکھتا۔ آپ کی مجلس پر افادہ ہوتی تھی جس میں ہر وارد و صادر کا حد درجہ احترام کیا جاتا' غیبت اور فحش کلامی وغیرہ سے کلی اجتناب ہوتا تھا آپ کی مبارک مجلس میں حاضر ہونے والا ہر شخص یہ محسوس کرتا کہ علامہ کی نظر میں وہ ان کی حقیقی اولاد سے زیادہ باعزت ہے دین کے معاملہ میں آپ نہایت جری واقع ہوئے تھے جو

بات مسئلہ کے اعتبار سے غلط دیکھتے اس پر کھل کر نکیر فرماتے اور اس بارے میں کسی پر طعن و تشنیع نہ فرماتے۔ اور نہ کسی حاکم سے مرعوب ہوتے' تصوف و سلوک میں آپ کا تعلق سلسلہ قادریہ سے تھا۔

ذوقِ عبادت اور ورع و تقویٰ

علامہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ علمی مشاغل کے ساتھ ساتھ عبادت کے بھی حد درجہ شوقین تھے۔ رمضان المبارک میں ہر رات پورا قرآن کریم کامل تدبیر کے ساتھ ختم کرنے کا معمول تھا اور ویسے بھی عام طور پر آپ کی راتیں تلاوت قرآن کریم اور گریہ و زاری میں گذرتی تھیں اور آپ ہمہ وقت باوضو رہنے کی کوشش فرماتے تھے' زمانہ طالب علمی میں ہندوستان کے مشہور بزرگ ملا عبدالنبی (جو شام کے سفر پر گئے ہوئے تھے) نے آپ کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ اس صاحبزادے کی پیشانی سے آل نبوت کا نور جھلک رہا ہے اور یہ بچہ اپنے دور میں نہایت قابل عظمت ہوگا۔

☆......آپ ورع و تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ پوری زندگی تجارت کے ایک مشترکہ کاروبار کی آمدنی پر گذر بسر کرتے رہے اور لوگوں سے کامل استغناء کے ساتھ زندگی گذاری' ایک مرتبہ آپ کو ایک غیر راجح قول پر فتویٰ دینے کے لئے دارہم کے پچاس تھیلے دینے کی پیش کش کی گئی لیکن آپ نے انہیں قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ نیز کبھی آپ نے کسی ضرورت مند سے ہدیہ قبول نہیں کیا' اسی طرح اوقاف کی تولیت سے بھی انکار کر دیا۔

☆......اللہ تعالیٰ نے آپ کو جود و سخا کی صفت سے مالا مال فرمایا تھا مستحق فقراء اور اعزاء پر آپ اکثر خرچ فرماتے رہتے اور بالخصوص اہل علم کی خبر گیری فرماتے۔ مساجد وغیرہ کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور فقراء اور بیوگان کی امداد فرماتے رہتے۔ نیز اہل حاجات کی سفارش میں بھی دریغ نہ فرماتے۔ عموماً آپ کی سفارشات سے ضرورت مندوں کو نفع ہوتا تھا۔

Scanned with CamScanner

والدین کے ساتھ حسن سلوک:

آپ اپنے والدین کے ساتھ انتہائی حسن سلوک فرمانے والے تھے آپ کے والد ماجد کا جب 1237ھ میں انتقال ہوگیا تو آپ کا معمول تھا کہ روزانہ رات میں سوتے وقت والد صاحب کے لئے قرآن کریم کا کچھ حصہ پڑھ کر ایصال ثواب کرتے تھے ایک مہینہ کے بعد آپ نے والد صاحب کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرمارہے ہیں بیٹے! اللہ تمہیں ان تحائف پر جزائے خیر عطا فرمائے جو تم مجھے ہر رات پیش کرتے ہو آپ کی والدہ ماجدہ بھی بڑی عابدہ وزاہدہ اور صابرہ خاتون تھیں وہ آپ کی وفات کے دو سال بعد تک زندہ رہیں اور اس عرصہ میں ان کا برابر معمول رہا کہ ہر ہفتہ ایک لاکھ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر اپنے صاحبزادے (علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ) کو ایصال ثواب فرماتی تھیں۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے چچا شیخ صالح رحمۃ اللہ علیہ ایک صاحب کشف بزرگ تھے انہوں نے ہی آپ کا نام آپ کی پیدائش سے پہلے رکھا تھا۔ وہ آپ کو اپنی گود میں کھلاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں تیرے سر پر سیادت کا تاج رکھوں گا۔

علمی آثار و باقیات:

آپ نے اپنے بعد لائق شاگردوں کی ایک جماعت کے علاوہ مفید اور قیمتی تالیفات کا ذخیرہ بھی چھوڑا جو آپ کے لئے عظیم الشان صدقہ جاریہ ہے۔ ان تالیفات میں سب سے زیادہ مقبول اور متداول کتاب ''ردالمحتار حاشیہ الدر المختار'' ہے جو اس وقت پورے عالم میں فقہ حنفی کی سب سے جامع اور مستند کتاب سمجھی جاتی ہے اور جس کی قبولیت عند اللہ اظہر من الشمس ہے۔ بلاشبہ یہ آپ کے کامل اخلاص کی کھلی ہوئی نشانی ہے آج کوئی بھی حنفی اس کتاب سے مستغنی نہیں ہے۔ اسی طرح شرح عقود رسم المفتی بھی نہایت مشہور اور مقبول کتاب ہے۔ آپ کے دیگر رسائل کی تفصیلات اور شاگردوں کے اسماء گرامی ردالمحتار کے تکملہ ''قرۃ عیون الاخیار'' میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

وفات:

21 ربیع الثانی 1252ھ کو صرف 54 سال کی عمر میں علم و عمل اور فقہ و افتاء کا یہ آفتاب دمشق میں غروب ہوگیا' وفات سے 20 دن قبل علامہ موصوف نے اپنی قبر خود ہی صاحب درمختار شیخ علاء الدین الحصکفی اور شیخ الجنینی کے پہلو میں تیار کرادی تھی جس میں آپ کو دفن کیا گیا' شیخ سعید الحلبی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی' جنازہ میں اتنا بڑا مجمع تھا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی' مجمع کی کثرت کی وجہ سے نعش مبارک انگلیوں پر اٹھانی پڑی اور مجمع کو کنٹرول کرنے کے لئے فوجی انتظامات کا سہارا لینا پڑا۔ شہر اور علاقہ کے بڑے چھوٹے' مرد و عورت سب پر گریہ و بکا طاری تھا' زبردست بھیڑ کی وجہ سے مسجد سنان پاشا میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ پوری مسجد اور اس سے ملحقہ راستے نمازیوں سے اٹے پڑے تھے۔

رحمه الله تعالٰى رحمة واسعة ونفعنا بعلومه . امين .

(یہ مضمون علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے سید محمد علاء الدین آفندی کے مقدمہ تکملہ ردالمحتار کی تلخیص ہے جو کہ فتاویٰ کے رہنما اصول سے نقل کیا گیا ہے)

❀❀❀

(111)

ہمارے پیارے نبی ﷺ کے پیارے صحابہ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقبہ اذاخر کیا (یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے) میرے اوپر سرخ رنگ کی ایک چادر تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: یہ کیسا کپڑا ہے؟ میں سمجھ گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ چادر پسند نہیں آئی۔ میں اپنے گھر واپس آیا' گھر والے تنور میں آگ جلا رہے تھے' میں نے اسے تنور میں ڈال دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھر والوں میں سے کسی کو کیوں نہ دے دی؟ (عورتوں کے لئے اس رنگ کے کپڑے پہننے میں کوئی حرج نہیں)۔ (حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم 458/2)

☆..... حضرت سہل بن حنظلیہ عبشمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: خریم اسدی بہت اچھا آدمی ہے' اگر اس میں دو باتیں نہ ہوں۔ ایک تو اس کے سر کے بال بہت بڑے ہیں' دوسرے وہ لنگی ٹخنوں کے نیچے باندھتا ہے۔ حضرت خریم رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پہنچا تو فوراً چاقو لے کر بال کانوں کے نیچے سے کاٹ دیئے اور لنگی آدھی پنڈلی تک باندھنا شروع کر دی۔

(ایضاً 459/2)

☆..... حضرت جثامہ بن مساحق بن ربیع بن قیس کنانی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہرقل کے پاس قاصد بن کر گئے تھے۔ وہ فرماتے ہیں: میں ہرقل کے پاس جا کر بیٹھ گیا' میں نے خیال نہ کیا کہ میرے نیچے کیا ہے؟ میں کس پر بیٹھ رہا ہوں؟ وہ سونے کی کرسی تھی۔ جب میں نے اسے دیکھا تو میں فوراً اس

سے اٹھ کر نیچے بیٹھ گیا تو ہرقل ہنس پڑا اور اس نے مجھ سے پوچھا' ہم نے یہ کرسی تمہارے اکرام کے لئے رکھی تھی' تم اس سے کیوں اٹھ گئے؟ میں نے کہا: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جیسی چیزوں سے منع کرتے ہوئے سنا ہے۔ (ایضاً 459/2)

اطاعت ہو تو ایسی ہو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک دن چاندی کی انگوٹھی دیکھی (اور دوسرے لوگوں نے بھی دیکھی) تو لوگوں نے انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں۔ بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ انگوٹھی اتار دی تو لوگوں نے بھی اتار دیں۔

☆..... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم (سونا حرام ہونے سے پہلے) سونے کی انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اتار دی اور فرمایا: آئندہ میں یہ انگوٹھی کبھی نہیں پہنوں گا۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں اتار دیں۔ (ایضاً 470/2)

☆..... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک درخت کے پاس جب پہنچے تو اس کے نیچے دوپہر کو آرام فرماتے اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کے نیچے دوپہر کو آرام فرمایا تھا۔ (ایضاً 479/2)

☆..... حضرت قرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں قبیلہ مزینہ کی ایک جماعت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوئے۔ جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوئے' اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھنڈیاں (بٹن) کھلی ہوئی تھیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر مہر نبوت کو چھوا۔

☆..... حضرت عروہ کہتے ہیں' میں نے دیکھا کہ (حضرت قرہ کے صاحبزادے) حضرت معاویہ کی اور حضرت معاویہ کے بیٹے کی گھنڈیاں گرمی سردی ہر موسم میں ہمیشہ کھلی رہا کرتی تھیں۔ (ایضاً 482/2)

Scanned with CamScanner

اُٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم دیکھو کہ لوگ دنیا پر لڑ رہے ہیں تو تم اپنی تلوار لے کر پتھریلے میدان میں چلے جانا اور وہاں سب سے بڑی چٹان پر اپنی تلوار مار مار کر توڑ دینا' پھر اپنے گھر آ کر بیٹھ جانا یہاں تک کہ یا تو (ناحق قتل کرنے والا) خطا کار ہاتھ تمہیں قتل کر دے یا طبعی موت تمہارا فیصلہ کر دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جس بات کا حکم دیا تھا' میں وہ کر چکا ہوں۔

(ایضاً 517/2)

☆...... حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک تلوار عنایت فرمائی اور ارشاد فرمایا: اے محمد بن مسلمہ! اس تلوار کو لے کر اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے رہو اور جب تم دیکھو کہ مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑنے لگی ہیں تو یہ تلوار پتھر پر مار کر توڑ دینا اور پھر اپنی زبان اور ہاتھ کو روکے رکھنا یہاں تک کہ یا تو موت کا آ کر فیصلہ کر دے یا خطا کار ہاتھ تمہیں قتل کر دے۔ چنانچہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے اور لوگوں میں آپس میں لڑائی شروع ہو گئی تو حضرت محمد بن مسلمہ اپنے گھر کے صحن میں رکھی ہوئی چٹان کے پاس گئے اور اس پر مار کر وہ تلوار توڑ دی۔

(ایضاً 517/2)

☆...... حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رات گزارتا تھا اور تہجد کے وقت وضو کا پانی اور دوسری ضروریات مثلاً مسواک' مصلیٰ وغیرہ رکھتا تھا۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میری خدمات سے خوش ہو کر فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور کچھ؟ عرض کیا: بس یہی چیز مطلوب (اور کافی) ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا میری مدد کیجیو سجدوں کی کثرت سے۔ (ابوداؤد فضائل اعمال 68)

(112)

چھوٹے بچے کے انتقال یعنی فرط کا فائدہ

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے جب لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کی توبہ کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے بتایا: میں شراب پیا کرتا تھا اور میری ایک چھوٹی بچی میرے آگے سے شراب کا ساغر اٹھا کر پھینک دیتی تھی' مگر جب اس کی عمر دو سال کی ہوئی تو اپنی والدہ کے آغوش محبت سے جدا ہو کر عالم بقا میں جا پہنچی' جس کے مرنے کا مجھے سخت صدمہ اور اس کا رنج میرے دل میں بیٹھ گیا' جب شعبان کی پندرہویں شب ہوئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور ایک طرف سے ایک بڑا زہریلا اژدہا منہ پھاڑے ہوئے میرا لقمہ کرنے کو بھاگتا چلا آ رہا ہے' میں اسے دیکھ کر الٹے پاؤں بھاگا' تھوڑی دور چل کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عمر رسیدہ شخص جس کے جسم سے بہت اچھی خوشبو آ رہی تھی سامنے کھڑا ہے' میں نے اس سے عاجزی کے ساتھ عرض کیا: اے شخص! مجھے اپنی پناہ میں لے لے' خدا تجھے پناہ میں رکھے گا' میری یہ بات سن کر اس بوڑھے نے رو کر کہا: میں نہایت ہی ضعیف اور لاغر ہوں تجھے بچانے کی طاقت نہیں رکھتا' البتہ ایک ترکیب بتائے دیتا ہوں اور وہ یہ کہ تو اس طرح آگے دوڑا چلا جا ممکن ہے اللہ تعالیٰ تیرے لئے کوئی نجات کا راستہ پیدا کر دے۔ چنانچہ میں پھر بھاگا اور بھاگ کر آگ کی ایک خندق پر پہنچ گیا' وہاں سے ایک آواز آئی: پیچھے مڑ جا! چنانچہ میں پیچھے کی جانب بھاگا اور سانپ ہے کہ میرے پیچھے دوڑا چلا آ رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

مرحومہ بیٹی نے باپ کو سانپ سے بچالیا

غرضیکہ میں دوڑتے دوڑتے ایک اور بوڑھے شخص کے پاس سے گزرا اور اس سے بھی میں نے یہی درخواست کی کہ مجھے اپنی پناہ میں لے لے' مگر اس نے بھی وہی کہا: میں نہایت ضعیف اور کمزور ہوں تو اس پہاڑ پر چڑھ جا کیونکہ اس پہ مسلمانوں کی کچھ امانتیں رکھی ہیں' ہوسکتا ہے کہ تیری بھی کوئی ودیعت ہو تو وہ تیری ضرور مدد کرے گی۔ میں نے قریب جا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چاندی کا پہاڑ ہے جس کے چاروں طرف نہریں بہہ رہی ہیں' جب میں پہاڑ کے قریب پہنچا تو چند فرشتوں نے پکار کر کہا: دروازے کھول دو ممکن ہے تمہارے پاس اس کی کوئی ودیعت ہو جو اس کے دشمن سے پناہ دے سکے' پس جیسے ہی دروازہ کھولا گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری وہی چھوٹی لڑکی کھڑی ہے جس کے انتقال سے مجھے سخت صدمہ ہوا تھا' اس نے جھپٹ کر اپنے دائیں ہاتھ سے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور بایاں ہاتھ سانپ کی طرف بڑھایا جس کو دیکھ کر وہ سانپ واپس ہو گیا' اس کے بعد لڑکی نے کہا: اے میرے باپ! کیا ایمانداروں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکر الٰہی کی طرف جھک پڑیں؟ میں نے دریافت کیا: کیا تو قرآن کی عارفہ ہے؟ کہا: کیوں نہیں! میں نے کہا: اچھا! یہ بتا کہ وہ ڈراؤنا سانپ کیسا تھا جو میرے پیچھے بڑھا چلا آ رہا تھا؟ اس نے کہا: وہ تیرا برا عمل تھا اور بوڑھا شخص جو تجھے راہ میں ملا وہ تیرا نیک عمل تھا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور میں کانپتا ہوا اٹھا' اسی وقت میں نے خدا کے سامنے توبہ کی اور نہایت مستحکم عہد کر لیا۔ (خیر المونس)

❀❀❀

(113)

بامروت آدمی اور سعادت کی علامت

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس باپ پر رحمت فرماتا ہے جو اپنے بیٹے کے ساتھ نیکی کے کاموں میں تعاون کرتا ہے یعنی وہ اپنے بیٹے کو ایسے احکام نہیں دیتا جس سے اس کی طرف سے نافرمانی کا خوف ہو ایک صالح کی حکایت ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو کوئی کام نہیں کہتا تھا بلکہ بوقت ضرورت کسی اور سے وہ کام کہہ دیتے جب ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو جواب دیا کہ مجھے خوف ہے کہ اگر میں نے اپنے بیٹے کو کوئی کام کہا اور اس نے نہ کیا تو اس پر جہنم واجب ہو جائے گی اور میں اپنے بیٹے کو جہنم کی آگ میں نہیں جلانا چاہتا ایسا ہی ایک واقعہ حضرت خلف بن ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی بیان کیا گیا ہے۔ حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ وہی شخص بامروت ہے جو والدین کے ساتھ بھلائی کرتا ہے' صلہ رحمی کرتا ہے' بھائیوں کی تعظیم کرتا ہے' اپنے اہل خانہ' والدین اور نوکروں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتا ہے' دین کی حفاظت کرتا ہے' اپنے مال کو پاک رکھتا ہے اور وافر مال کو خرچ کرتا ہے' زبان کی حفاظت کرتا ہے' اپنے گھر میں رہتا ہے یعنی اپنے کام میں مگن رہتا ہے اور بیہودہ لوگوں کے ساتھ نہیں بیٹھتا حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: چار چیزیں انسان کے لئے سعادت ہیں۔

1- اس کی بیوی صالحہ ہو' 2- اس کی اولاد نیک و فرمانبردار ہو' 3- اس کے ملنے جلنے والے صالح لوگ ہوں۔ 4- رزق اس کا اپنے ہی شہر میں ہو۔ (تنبیہ الغافلین)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(114)

دعا کی برکت سے جنت مل گئی

حضرت سیّدنا عتبہ بن ابان رحمۃ اللہ علیہ دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرنے والے، گڑگڑانے والے اور ہر وقت اللہ عزوجل کا خوف رکھنے والے تھے۔ عتبۃ الغلام کے نام سے مشہور ہیں۔ دو مٹیالے رنگ کی چادریں پہنا کرتے تھے ایک کو تہبند کے طور پر استعمال کرتے اور دوسری کو اوڑھ لیا کرتے تھے۔ ہمیشہ روزہ رکھتے۔ ساحل سمندر، صحرا اور قبرستان میں قیام کیا کرتے تھے۔ آپ کا کل سرمایہ ایک سکہ تھا جس کے ذریعے کھجور کے پتے خرید کر ان پر کام کر کے تین سکوں کے عوض بیچتے تھے پھر ایک سکے کو صدقہ کرتے، ایک کو اپنے سرمائے کے طور پر رکھتے اور ایک کے ذریعے افطاری کا سامان خریدتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک مکان کے پاس سے گزرے تو کانپنے لگے اور پسینہ آ گیا لوگوں کے استفسار پر فرمایا: ''یہ وہ جگہ ہے جہاں میں نے چھوٹی عمر میں گناہ کیا تھا۔'' (تنبیہ المغترین، ومن اخلاقھم کثرۃ خوفھم من اللہ تعالیٰ......الخ، ص 49، حلیۃ الاولیاء، عتبۃ الغلام، الرقم: 367، ج6، ص 250,248,247، سیر اعلام النبلاء، الرقم: 1024، عتبۃ الغلام، ج7، ص 51)

مسلمانو! دیکھا آپ نے؟ ہمارے بزرگان دین رحمہم اللہ اپنی کمسنی کے گناہ بھی یاد رکھتے تھے اور اس پر اللہ تعالیٰ سے کس قدر خوف محسوس کرتے اور ایک ہم بدنصیبوں کی حالت ہے کہ بالغ ہونے کے باوجود قصداً (جان بوجھ کر) کئے ہوئے گناہ بھی بھول جاتے اور نقائص سے بھرپور نیکیوں کو یاد رکھ کر ان پر اتراتے رہتے ہیں۔

☆......آپ نے فرمایا: آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنے سجدوں میں یہ فرمایا کرتے تھے: ''یا اللہ عزوجل! میرا حشر پرندوں اور درندوں کے پیٹوں سے فرمانا۔''

(سیر اعلام النبلاء، الرقم: 1024، عتبۃ الغلام، ج7، ص ۵۱)

☆......حضرت سیّدنا ابومہاجر ریاح رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا عتبۃ الغلام رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا: ''اگر موت کی تمنا کرنا جائز ہوتا تو میں ضرور کرتا میں نے عرض کی؟ آپ کیوں موت کی تمنا کرتے؟'' فرمایا: ''میرے لئے اس میں دو اچھی باتیں ہیں۔'' میں نے پوچھا: ''کونسی؟'' فرمایا: ''ایک تو یہ کہ فاسق وفاجر لوگوں کی صحبت سے نجات ملے گی اور دوسری یہ کہ نیکوں کی صحبت کی امید رہے گی۔'' ابومہاجر فرماتے ہیں: پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ رونے لگے اور فرمانے لگے کہ ''میں اللہ عزوجل سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور میں اس بات سے بے خوف نہیں ہوں کہ مجھے اور شیطان کو لوہے کی ایک زنجیر میں ساتھ باندھ کر آگ میں ڈال دیا جائے۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ پر غشی طاری ہو گئی۔ (حلیۃ الاولیاء، عتبۃ الغلام، الرقم: 8494، ج6، ص 252)

ایک دعا کی وجہ سے بخشش ہو گئی

حضرت سیّدنا ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبید المعروف امام ابن ابی دنیا رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں: حضرت سیّدنا عتبۃ الغلام رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حضرت سیّدنا قدامہ بن ایوب عتکی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت سیّدنا عتبۃ الغلام رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''اے ابوعبداللہ! ما صنع اللہ بک یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' جواب دیا: اے قدامہ! میں اس دعا کی برکت سے جنت میں داخل ہو گیا ہوں، جو تمہارے (گھر میں) دائیں جانب لکھی ہوئی ہے۔'' جب صبح ہوئی تو میں، اپنے گھر آیا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت سدنا عتبۃ الغلام رحمۃ اللہ علیہ کے خط میں گھر کی دیوار پر یہ دعا لکھی ہوئی تھی: ''یا ھادی المضلین یا راحم المذنبین، ومقیل عثرات العاثرین، ارحم عبدک ذا الخطر العظیم والمسلمین کلھم

Scanned with CamScanner

اجمعین، واجعلنا مع الاحیاء المرزوقین الذین انعمت علیهم من النبیین والصدقین والشهداء والصالحین، آمین رب العلمین ۔"یعنی اے گمراہوں کو ہدایت دینے والے! اے گنہگاروں پر رحم فرمانے والے! اے خطا کاروں کی خطائیں معاف فرمانے والے۔ اپنے اس بہت بڑے مجرم بندے اور تمام مسلمانوں پر رحم فرما اور ہمیں ان کے ساتھ ملا جو زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔ جن پر تو نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام صدیقین، شہدا اور صالحین رحمہم اللہ۔ اے تمام جہانوں کے پروردگار عزوجل! میری دعا قبول ہوئی ہے۔

(موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، الرقم: 138، ج3، ص86)

❀❀❀

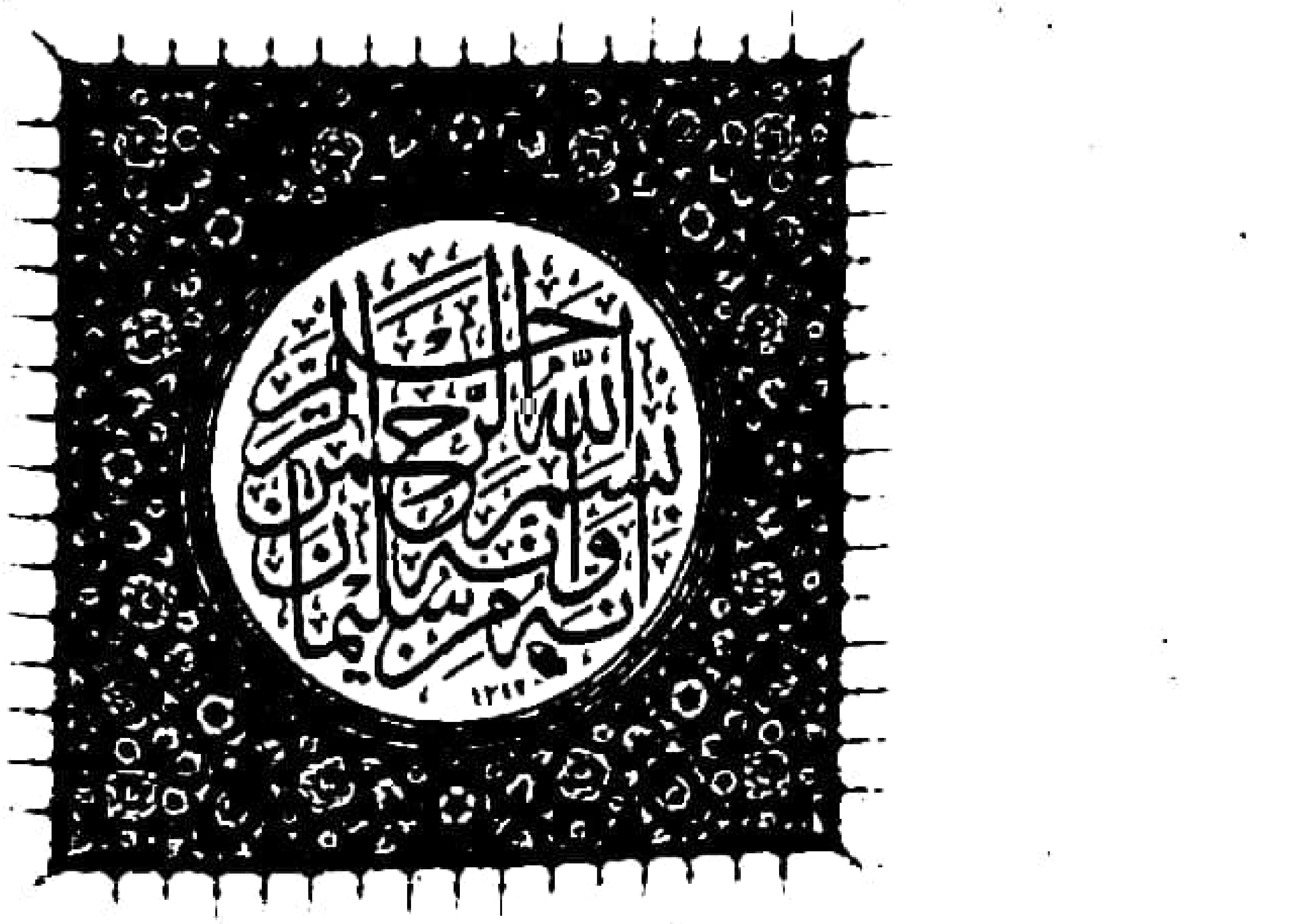

(115)

احساسات کو چھپانے میں احتیاط ہے

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب تجھے کسی شخص سے بغض ہے کہ اس نے تیرے ساتھ برائی کی ہے تو اس کا اظہار مت کر کیونکہ اس طرح تو اسے اپنی طرف سے محتاط رہنے کی تنبیہ کر رہا ہے اور مقابلہ کی دعوت دے رہا ہے لہٰذا وہ تیرے ساتھ لڑنے اور حیلہ کرنے میں مزید کوشش کرے گا بلکہ مناسب یہ ہے کہ اگر طاقت ہے تو اس کے ساتھ بھلائی کر اور جہاں تک ہو سکے اس کے ساتھ حسن سلوک کر کہ تیرے ساتھ بغض رکھنے سے حیا کرے گا اور اس کی عداوت میں کمی آئے گی اگر اس کی طاقت نہیں تو اچھے طریق سے علیحدہ ہو جا جس میں کسی قسم کی ایذا نہ ہو اور جب کبھی اس کی کوئی بری بات سنو تو اچھے الفاظ میں اس کا جواب دو کہ یہ اس کی زباں بند کرنے میں بہت قوی ہے الغرض جس چیز کا اظہار بھی خطرناک ہے اسے کبھی زبان پر مت لاؤ کبھی ایسا کلمہ زبان پر آ جاتا ہے جو سلطان کی عزت کے خلاف ہے وہ وہاں تک پہنچ جاتا ہے اور تیرے ہلاکت کا سبب بنتا ہے یا کسی دوست کے متعلق ہوتا ہے تو اس کی عداوت کا باعث بن جاتا ہے یا تو کسی کا مرہون ہو کر رہ جاتا ہے جس نے وہ کلمہ سن رکھا ہے اور خطرہ ہے کہ وہ ظاہر کر دے گا۔ لہٰذا محبت ہو یا بغض احتیاط اس کے چھپانے ہی میں ہے اور یہ بھی مناسب ہے کہ اپنی عمر کا ہر موقع پر اظہار نہ کرو اگر عمر زیادہ ہوئی تو بوڑھا بتائیں گے کم ہوئی تو تجھے سے جان بچانے کی فکر کریں گے اور یہی حال مذہب کا ہے کہ ظاہر کیا تو خطرہ ہے کہ مخالف سن کر کفر کا فتویٰ لگا دے گا ہمیں محمد بن عبدالباقی نے یہ شعر سنائے: اپنی جان کو قابو میں رکھو اور اُسے تین باتوں میں حتیٰ الامکان مت چلاؤ عمر، مال اور مذہب میں کہ ان تینوں کے متعلق تجھے تین قسم کے آدمی ملیں گے فریب کار، احمق بتانے والا، تکذیب کرنے والا۔ (صید الخاطر)

Scanned with CamScanner

(116)

اچھا تو ٹھیک ہے

ابن ابوالنور علامہ عطاء المصطفیٰ جمیل لکھتے ہیں کہ افریقہ کے تبلیغی دورہ کے بعد قائد اہلسنّت علامہ شاہ احمد نورانی اور بطل حریت حضرت علامہ عبدالستار خاں صاحب نیازی برطانیہ تشریف لائے۔ پروگرام کے مطابق علامہ نورانی صاحب نے کونٹری شہر میں اور علامہ نیازی صاحب نے میرے ہاں لیسٹر میں خطبۂ جمعہ ارشاد فرمانا تھا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی دی جا چکی تھی۔ برطانیہ میں مقیم پاکستانی اتنے مشتعل تھے کہ وہ کسی لیڈر کی تقریر سننا تو درکنار دیکھنا تک گوارا نہیں کرتے تھے انہی دنوں چوہدری ظہور الٰہی مرحوم اور اصغر خاں کو لوگوں نے اتنا ہوٹ کیا تھا کہ اکثر مقامات پر وہ تقریریں نہیں کر پاتے تھے۔ لیسٹر کے حالات بھی کچھ کم نہ تھے۔ اسلامک سینٹر کی انتظامیہ میں بھی اکثریت پیپلز پارٹی کے حامیوں کی تھی۔

علامہ نیازی صاحب سے میں نے تخلیہ میں عرض کیا: ''حضور! لیسٹر میں پیپلز پارٹی کے حامیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اس لئے ملکی حالات پر تبصرہ فرمائیں تو ازرہ کرم شدت نہ فرمایئے گا۔''

نیازی صاحب نے میرے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا: ''اچھا تو ٹھیک ہے''

یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

جمعہ میں تو کم و بیش ایک ہزار سامعین تھے۔ آوارہ منش نوجوان بھی تھے اور وہ بھی تھے جنہیں پہلی مرتبہ مسجد میں دیکھ رہا تھا۔ علامہ نیازی نے تقریر کا آغاز ہی اس انداز سے

فرمایا کہ میں گھبرا اٹھا۔ آپ نے حالات و واقعات پر اس انداز میں تبصرہ فرمایا کہ کسی کو بولنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آپ وہ سب کچھ کہہ گئے جو کوئی دوسرا لیڈر نہ کہہ سکتا تھا۔ اس وقت میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ ''اچھا تو ٹھیک ہے'' کا اصل میں مطلب یہ تھا کہ

''اچھا تو پھر ان کی خوب مرمت کروں گا''۔

جمعہ کے بعد نیازی صاحب میرے کمرہ میں تشریف لائے، مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا:

''بیٹا! تختۂ دار سے تو لوٹ کر آ چکا ہوں..... حق گوئی اگر رسول کے منبر پر نہ ہوگی تو اور کہاں ہو سکتی ہے۔''

هزار خوف ہوں لیکن زبان ہو دل کی رفیق!
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

(سنی علماء کی حکایات)

❀❀❀

(117)

اللہ تعالیٰ سے محبت وتعلق

ایک بزرگ نے دیکھا کہ بازار میں ایک لونڈی بک رہی ہے بہت ہی کمزور‘ لاغر‘ رنگ زدہ ہوگیا ہے‘ تو ان کو خیال آیا کہ شاید اس کا مالک اس پر ظلم کرتا ہے کھانے پینے میں تنگی کرتا ہے اور ان کو رحم آیا اور اس باندی کو خرید کر گھر لے آئے‘ رات کو دیکھا کہ باندی نماز میں مشغول ہے بہت دیر تک نوافل پڑھتی رہی۔

اس کے بعد دعا میں یوں کہنے لگے یا اللہ تجھے جو میرے ساتھ محبت ہے اس کے صدقے سے دعا کرتی ہوں۔ یہ بزرگ بولے: بی بی ایسے مت کہو یہ خلاف ادب ہے اس کے بجائے یوں کہو یا اللہ مجھے جو تیرے ساتھ محبت ہے اس کے صدقے دعا کرتی ہوں اور اس پر باندی نے کہا میرے اللہ کو اگر مجھ سے محبت نہ ہوتی تو یہ معاملہ نہ فرماتا کہ تجھے تو بستر پر سلا رکھا ہے اور مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا ہوا ہے اس کے بعد یہ اشعار پڑھے:

الکرب مجتمع والصبر مفترق
والقلب محترق والدمع مستبق

”بے چینیوں کا ہجوم ہے اور صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ دل جل رہا ہے اور آنسو تھم نہیں رہے۔“

کیف القرار علی من لاقرار لہ
مما جناہ الھوی والشوق والقلق

”وہ کیسے قرار پا سکتا ہے جو بے قرار ہوگیا خواہشات‘ اور شوق اور قلق سے۔“

یارب ان کان شیء فیہ لی فرج
فامنن علی بہ مادام بی رمق

”اے رب! اگر کوئی ایسی چیز ہے جس میں میرے سکون کا سامان ہو وہ مجھے عنایت فرما دے جب تک میری زندگی کی رمق باقی ہے۔“

اور لونڈی کی دعا قبول ہوگئی

اس کے بعد کہا: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میری حالت تیرے سوا کوئی نہیں جانتا تھا آج راز ظاہر ہوگیا اس لئے اب مجھے دنیا سے اٹھا لے یہ کہہ کر وہیں جان دے دی۔

اس واقعہ سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ دنیا میں آنے کا مقصد یہاں صرف کھانا پینا اور زندگی کا مزہ اڑانا نہیں بلکہ اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے اس کے احکام کو بجالا کر اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا ہے اور کسی دنیوی مال او دولت اور جسمانی صحت کا ملنا رضاء الٰہی کی دلیل نہیں ہے بلکہ عبادات کی توفیق ہونا فکر آخرت کا لاحق ہو کر گناہوں سے اجتناب کرنے کی توفیق ہی رضاء الٰہی کی دلیل ہے‘ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین ۔(لیل الصالحین)

❀❀❀

(118)

ستر ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ کے فوائد

شیخ ابویزید قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے سنا جو شخص ستر ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھے اس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملے گی یہ خبر سن کر ستر ہزار کی مقدار اپنی بیوی کے لئے بھی پڑھی اور کئی نصاب خود اپنے لئے پڑھ کر ذخیرہ آخرت بنایا ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ صاحب کشف ہے جنت ودوزخ کا بھی اس کو کشف ہوتا ہے مجھے اس کی صحت پر کچھ تردد تھا ایک مرتبہ وہ نوجوان کھانے میں ہمارے ساتھ شریک تھا کہ دفعتاً اس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور کہا میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے اس کی حالت مجھے نظر آئی' قرطبی کہتے ہیں کہ میں اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اس کی ماں کو بخش دوں جس سے اس کی سچائی کا بھی مجھے تجربہ ہو جائے گا چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا ان نصابوں سے جو اپنے لئے پڑھا تھا اس کی ماں کو بخش دیا میں نے اپنے دل میں چپکے ہی سے بخشا تھا اور میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ کے سوا کسی کو نہ تھی مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا کہ چچا میری ماں دوزخ سے ہٹا دی گئی قرطبی کہتے ہیں مجھے اس قصہ سے دو فائدے حاصل ہوئے ایک تو اس برکت کا جو ستر ہزار کی مقدار کے بارے میں میں نے سنی تھی اس کا تجربہ ہوا' دوسرا نوجوان کی سچائی کا یقین ہو گیا۔ (فضائل ذکر)

یاد رہے! جو بھی انسان دنیا میں آیا اس کو ایک دن ضرور اس دنیا سے جانا ہے قبر کے پیٹ میں رہنا ہے اس کے بعد حساب وکتاب بھی ہے اس کے بعد پھر جنت ہے یا جہنم

بلکہ موت کے وقت سے ہی جزا اور سزا کا کچھ معاملہ شروع ہو جاتا ہے اور قبر کے اندر بھی' تو انسان کو دنیا میں کچھ ایسا کام کر لینا چاہئے جو وہاں کام آئے اب ہمارے سامنے یہ ایک عمل ہے ستر ہزار مرتبہ "لَآ اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰهُ" پڑھنے کا یہ بالکل آسان کام ہے ذرا سی توجہ کی ضرورت ہے ایک تسبیح لے کر روزانہ ہزار دو ہزار مرتبہ پڑھتے رہیں جب ایک مرتبہ یہ مقدار پوری ہو جائے از سر نو دوبارہ شروع کر لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل عطا فرمائے۔

❀❀❀

(119)

انفاق کا جذبہ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کا مال وصول کرنے کے لئے بھیجا میں ایک صاحب کے پاس گیا اور ان سے ان کے مال کی تفصیل معلوم کی تو ان پر ایک اونٹ کا بچہ ایک سالہ واجب تھا۔ میں نے ان سے اس کا مطالبہ کیا۔ وہ فرمانے لگا کہ ایک سال کا بچہ نہ دودھ کے کام کا' نہ سواری کے کام کا۔ انہوں نے ایک نفیس عمدہ جوان اونٹنی سامنے کی کہ یہ لے جاؤ۔ میں نے کہا: میں تو اس کو نہیں لے سکتا کہ مجھے عمدہ مال لینے کا حکم نہیں۔ البتہ اگر تم یہی دینا چاہتے ہو تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ہیں اور آج کا پڑاؤ فلاں جگہ تمہارے قریب ہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر پیش کر دو اگر منظور فرما لیا تو مجھے انکار نہیں ورنہ میں معذور ہوں۔

وہ اس اونٹنی کو لے کر میرے ساتھ ہو لئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد زکوٰۃ کا مال لینے آئے تھے اور خدا کی قسم! مجھے آج تک یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد نے میرے مال میں کبھی تصرف فرمایا ہو' اس لئے میں نے اپنا سارا مال سامنے رکھ دیا۔ انہوں نے فرمایا: اس میں ایک سالہ اونٹ کا بچہ زکوٰۃ کا واجب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک سال کے بچہ سے نہ تو دودھ ہی کا نفع ہے' نہ سواری کا۔ اس لئے میں نے ایک عمدہ جوان

اونٹنی پیش کی تھی جس کو انہوں نے قبول نہیں فرمایا' اس لئے میں خود لے کر حاضر ہوا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر واجب تو وہی ہے جو انہوں نے بتلائی مگر تم اپنی طرف سے اس سے زیادہ اور عمدہ مال دو تو قبول ہے۔ اللہ تمہیں اس کا اجر مرحمت فرمائے۔ انہوں نے عرض کیا: یہ حاضر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرما لیا اور برکت کی دعا فرمائی۔

(فضائل اعمال 71)

❀❀❀

(120)

شب قدر کی تعیین کا عجیب طریقہ

حضرت مولانا عبدالرحمن صفوری شافعی رحمۃ اللہ علیہ مؤلف ''نزہتہ المجالس'' ارشاد فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد محترم شیخ عبدالحسن رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے لکھا ہوا دیکھا ہے' وہ فرماتے ہیں: جب سے میں بالغ ہوا ہوں کوئی برس ایسا نہیں گزرا کہ جس میں میں نے شب قدر نہ دیکھی ہو' اگر رمضان کی پہلی تاریخ اتوار کی ہو تو شب قدر انتیسویں تاریخ کو دکھائی دیتی ہے' اور اگر پیر کی پہلی تاریخ ہو تو اکیسویں شب میں شب قدر کا ظہور ہوتا ہے' اور رمضان شریف کی پہلی تاریخ منگل کو ہو تو شب قدر ستائیسویں شب میں معلوم ہوتی ہے' اور اگر پہلی تاریخ بدھ کی ہو تب بھی شب قدر اتوار کی پہلی تاریخ کی طرح انتیسویں شب میں واقع ہوتی ہے' اور اگر جمعرات کو پہلی تاریخ ہو تو شب قدر پچیسویں شب میں ہوتی ہے' اور اگر پہلی تاریخ جمعہ کی ہوگی تو شب قدر ستائیسویں شب میں ہوتی ہے' اور اگر ہفتہ کی پہلی تاریخ ہو تو شب قدر تیئیسویں شب میں ہوتی ہے۔ واللہ اعلم!

(خیرالمونس)

❀❀❀

(121)

ساتھ چیزوں کا دائمی ثواب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سات چیزوں کا ثواب بعد موت بھی جاری رہتا ہے۔

1- جس نے مسجد بنائی تو اس کے لئے دائمی اجر ہے یہاں تک کہ اس میں ایک آدمی بھی نماز پڑھنے والا ہو۔

2- جس نے نہر بنوائی جب تک پانی اس میں بہتا رہے گا اور لوگ سیراب ہوتے رہیں گے تو اسے ثواب ملتا رہے گا۔

3- جس نے خوشخطی سے قرآن لکھا جب تک کوئی ایک بھی اس کو پڑھتا رہے گا اسے ثواب ملتا رہے گا۔

4- جس نے چشمہ بنوایا ''کنواں کھدوایا'' جب تک لوگ اس سے پانی پیتے رہیں گے اسے ثواب ملتا رہے گا۔

5- جس نے کوئی درخت لگایا جب تک لوگ یا پرندے اس کا پھل کھاتے رہیں گے اس کو ثواب ملتا رہے گا۔

6- جس نے علم سیکھنے اور سکھانے کا سلسلہ شروع کیا تو اسے اجر ملتا رہے گا۔

7- جس نے ایسا لڑکا چھوڑا جو اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے مغفرت کی دعا کرے یعنی جب کہ بیٹا صالح ہو اور والد نے اسے قرآن و دیگر علوم پڑھائے ہوں تو والد کو بھی وہی اجر ملے گا جو اس کے بیٹے کو ملے گا اور اگر والد نے اپنے بیٹے کو گناہ کے راستے

دکھائے تو والد کو بھی اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا کہ اس کے بیٹے کو ہوگا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا جب بندہ فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل بھی منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین کے:

1-صدقہ جاریہ

2-ایسا علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچے

3-ایسا نیک لڑکا جو اس کے لئے خیر کی دعا کرے۔ (تنبیہ الغافلین)

❀❀❀

(122)

شیطان آنکھوں میں رہے گا

عیسیٰ بن زازان ابلی رحمۃ اللہ علیہ کا دجلہ کے کنارے ابلہ کے مقام پر ذکر کا حلقہ تھا۔ بکثرت روزے رکھا کرتے جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کمر جھک گئی اور آواز بند ہو گئی تھی۔ (صفۃ الصفوۃ، الرقم: 611 مسکینۃ الطفاویۃ، ج 4، ص 36)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ شیطان ان کی آنکھوں میں رہے گا۔ پس جو شخص رونا چاہے وہ رو لے (کہ پھر رونے کا بھی موقع نہ ملے) (الزھد للامام احمد بن حنبل، اخبار الحسن بن ابی الحسن، الحدیث: 1564، ص 283)

یاد رہے! آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا: ''شیطان ان کی آنکھوں میں رہے گا'' ہو سکتا ہے اس سے آپ کی مراد یہ ہو کہ آنکھوں سے گناہ بہت زیادہ ہوں گے۔ نیت اور نظر دونوں خراب ہو جائیں گی۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں ہو رہا ہے۔ بے حیائی کی کثرت ہے، عورتیں بے پردہ پھرتی ہیں، فلمیں ڈرامے عام ہیں۔ اتنی پابندی سے لوگ نماز نہیں پڑھتے جتنی پابندی سے فلمیں ڈرامے دیکھتے ہیں۔ راہ چلتے عورتوں کو گھور گھور کر دیکھتے اور خوب بدنگاہی کرتے ہیں اور سب سے بڑھ کر موبائل، انٹرنیٹ اور فیس بک کا غلط استعمال۔ **(نعوذ باللہ من ذٰلک)**

حضرت سیّدنا عمار راہب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ابلہ میں حضرت سیّدنا عیسیٰ بن زازان رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ہمارے ساتھ حضرت سیّدہ مسکینہ طفاویہ رحمۃ اللہ علیہا بھی حاضر ہوا کرتی تھیں۔ آپ بصرہ سے آتی تھیں۔ ان کے وصال کے بعد میں نے

Scanned with CamScanner

انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''حضرت سیّدنا عیسیٰ بن زاذان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟'' (کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی انتقال ہو چکا تھا) تو مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ ''آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خوبصورت لباس پہنایا گیا اور آپ کے اردگرد جنتی خدام آفتابے (ڈھکن اور دستے والے برتن) لئے حاضر رہتے ہیں۔ آپ کو جنتی زیور پہنایا گیا اور کسی نے کہا: اے قاری! درجات طے کرتا جا' (حضرت سیّدہ مسکینہ طفاویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے کہا) میری عمر کی قسم! آپ رحمۃ اللہ علیہ کو روزوں نے بچالیا۔''

(موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا کتاب المنامات' باب ماروی من الشعرانی المنام الرقم 147' ج3' 90 ملتقطا)

روزہ باعثِ نجات ہے

فرض روزوں کے علاوہ نفل روزوں کی بھی عادت بنانی چاہئے کہ اس میں بے شمار دینی و دنیوی فوائد ہیں اور ثواب تو اتنا ہے کہ جی چاہتا ہے بس روزے رکھتے ہی چلے جائیں۔ مزید دینی فوائد میں ایمان کی حفاظت' جہنم سے نجات اور جنت کا حصول شامل ہیں اور جہاں تک دنیوی فوائد کا تعلق ہے تو روزہ میں دن کے اندر کھانے پینے میں صرف ہونے والے وقت اور اخراجات کی بچت' پیٹ کی اصلاح اور بہت سارے امراض سے حفاظت کا سامان ہے اور ان تمام فوائد کی اصل یہ ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ عزوجل راضی ہوتا ہے۔ احادیث مبارکہ میں نفلی روزوں کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ چنانچہ' حضورِ رحمت' شفیعِ امت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''جس نے ثواب کی امید رکھتے ہوئے ایک نفلی روزہ رکھا اللہ عزوجل اسے دوزخ سے 40 سال (کی مسافت تک) دور فرما دے گا۔'' (کنزالعمال' ج4' جزء8' ص255' الحدیث: 24148)

❀❀❀

(123)

دربارِ سلطان میں

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ پر اور اس کی جزاء پر ایمان رکھنے والے پر مجھے بہت ہی تعجب ہوتا ہے جو سلطان کی مجالست اختیار کرتا ہے حالانکہ اس کے کھلے مظالم بھی دیکھتا ہے واہ تعجب اسے کون سی بات پسند آ گئی ہے' کوئی دنیا کی بات ہے تو وہاں اس کے سوا کیا ہے کہ اس کے سامنے اس خدا کا نام لے کر چیخ و پکار کی جائے جس کے ساتھ یہ جھوٹی نسبت رکھتا ہے اور دل میں یہی سمایا ہوا ہے کہ مجلس کا صدر نشین ہو لوگوں کے سامنے تکبر سے گردن موڑ کر بیٹھا ہو اور حرام مال وصول کرتا رہے جبکہ جانتا بھی ہے کہ کہاں سے آتا ہے اور کبھی رشوتوں میں بھی بے تکلف ہو جاتا ہے پھر کبھی یہ صورت پیش آتی ہے کہ معزول کر دیا جاتا ہے بس یہ تلخی اسے ہر اس لذت سے محروم کر دیتی ہے جو عہدہ میں حاصل تھی اور کبھی مالی حالت کمزور ہوتی ہے اور اس معزولی سے اور بھی فقیر بن جاتا ہے اور مدح کرنے والی زبانیں مذمت کرنے لگ جاتی ہیں پھر اگر اس سے بچ بھی گیا تو اپنے رقیب اور اس کے خوف سے نہیں بچ سکتا بس یہ سمندر کے مسافر کی طرح ہے کہ اگر بدن غرق ہونے سے محفوظ ہے تو دل خوف سے خالی نہیں اور اگر کوئی دینی بات وہاں کی اچھی لگی ہے تو اسے معلوم ہے کہ وہ لوگ اسے دینی تقاضوں پر عمل کا موقع زیادہ نہیں دیں گے بلکہ واجب کے ترک کا حکم ہوگا ناجائز کو کرنے کا حکم ہوگا اور اس کا دین آسانی سے غائب ہو جائے گا'' اور آخرت کا عذاب بہت سخت ہے۔''

شرفاء پہ احسان اور لذت کا بیان

☆......اس شخص پر تعجب ہے جو ذلت سے بے زار ہے اور خشک روٹی پر صبر نہیں کرتا 31
کمینے لوگوں کے احسانات کا بوجھ اٹھاتا ہے کیا اسے معلوم نہیں کہ اہل مروت لوگ ناپید ہیں اب یہ کسی بخیل سے سوال کرے گا تو کچھ نہ پائے گا اور اگر اقل قلیل دے ہی دیا تو اس وجہ سے عمر بھر وہ اس سائل کو اپنا غلام سمجھے گا پھر یہ قلیل مقدار عنقریب ختم ہو جائے گی اور احسانات' شرمندگی اور ذلت نفس اور دینے والے کی تعظیم باقی رہ جائے گی پھر یہ احسان محسن کے عیوب سے زبان کو بند کر دیتا ہے اور اس کے حقوق کی ادائیگی میں تیز کرتا ہے اور اس سے بھی عجیب وہ شخص ہے جو قلیل اور فانی عطیہ کے ذریعہ سے شریف لوگوں کو غلام بنا سکتا ہے اور نہیں بناتا کیونکہ شریف آدمی احسان ہی سے خریدا جاتا ہے
شعر۔(ترجمہ): جس پر چاہے احسان کر اور اس کے حالات کی اصلاح کر کہ تو اس کا امیر بن جائے گا اگرچہ وہ خود امیر ہو اور مخلوق میں سے جس سے چاہے استغناء کر لے اگرچہ وہ سلطان ہو تو اس کا ہمسر اور مثیل بن جائے گا اور جس کی طرف تو محتاج بن گیا اور اس کی طرف سے کسی طمع پر اعتماد کر بیٹھا تو پھر تو اس کا اسیر اور قیدی ہو گیا ہے۔

☆......بچہ جوان ہو جائے تو اسے کثرت جماع سے پرہیز رکھنی چاہئے تاکہ اس کا جوہر محفوظ رہے اور کبرسنی (بوڑھاپے) میں کام دے کیونکہ کبرسنی اس کے لئے ممکن ہے اور ایک ممکن چیز کے لئے تیاری کرنا احتیاط ہے اور یہاں تو ظن غالب بھی ہے' جیسا کہ سردی آنے سے پہلے اس کے لئے تیاری کی جاتی ہے اور جو شخص خوشحالی کے دنوں میں حاضر مال کو خرچ کر لیتا ہے تو تنگدستی میں فقر و احتیاج کی تکلیف اٹھاتا ہے دین اور عقل والا جانتا ہے کہ حبیب کے قریب کے ذریعہ سے فائدہ لیا جاتا ہے اور قرب بوس و کنار سے حاصل ہوتا ہے اور اس سے محبت بڑھتی ہے اور محبت کے وجود سے لذت حاصل ہوتی ہے جبکہ وطی سے محبت میں کمی اور لذت معدوم ہوتی جاتی ہے۔

عربوں کی عادت

چنانچہ عرب لوگ معاشقہ کرتے تھے مگر معشوق سے وطی کے قائل نہ تھے ایک عرب کا قول ہے کہ محبوب سے نکاح کیا تو فساد آیا میں نے وطی کے مقصود میں غور کیا تو یہ عجیب نکتہ سمجھ آیا جو اکثر لوگوں کو معلوم نہیں وہ یہ کہ نفس کسی سے عشق و محبت کرتا ہے تو اس سے قریب ہونے کی خواہش کرتا ہے جس کے اثر میں معانقہ اور بغل گیر ہونا آیا پھر مزید قرب کا ارادہ ہوا تو رخسار کے بوسہ کی نوبت آئی پھر روح کے قرب کی خواہش ہوئی تو منہ چوما کیونکہ روح تک جانے کا راستہ یہی ہے پھر مزید طلب بڑھی تو محبوب کی زبان چوسنے لگا جیسا کہ حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے بغل گیر ہوتے بوسے دیتے اور ان کی زبان چوستے تھے اور نفس جب نفس کے ساتھ انتہائی قرب کا ارادہ کرتا تو وطی کرتا ہے یہ اس کا معنوی راز ہے مگر اس سے لذت حسی حاصل ہوتی ہے۔(صید الخاطر)

❀❀❀

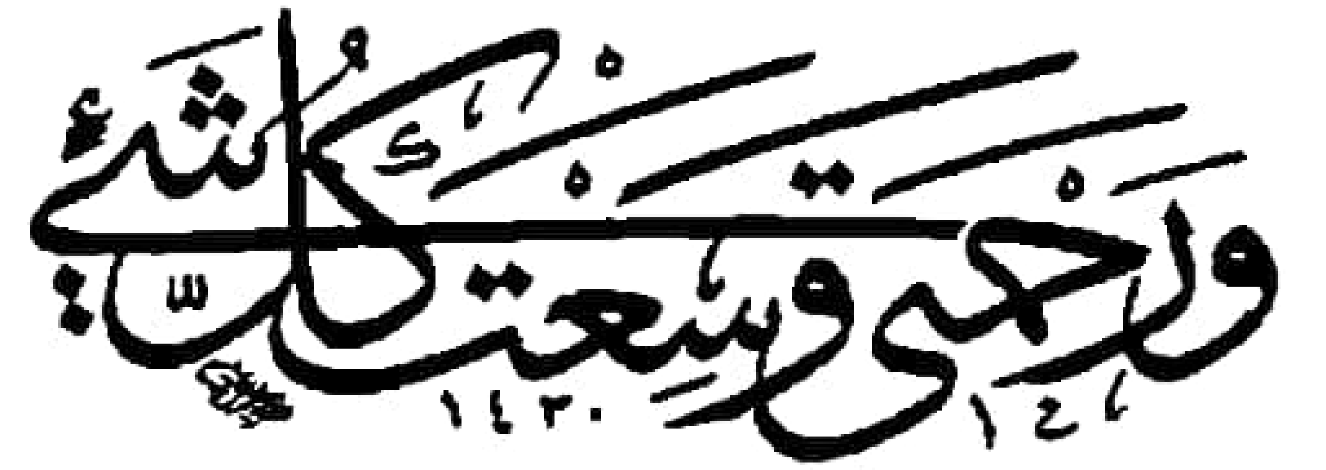

(124)

میں تبلیغی جماعت سے کیوں علیحدہ ہوا؟

علامہ عطاء المصطفیٰ جمیل فرماتے ہیں کہ لندن کے ایک باشعور سنی بھائی ملک محمد اشرف صاحب سے بارکنگ کے جلسہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ملاقات ہوئی۔ وہ تین سال تک تبلیغی جماعت میں رہے۔ تبلیغی جماعت کا ذکر چل نکلا تو انہوں نے جو کچھ بتایا' انہی کی زبانی سنیئے:

میں پوٹھوار کے علاقہ کا رہنے والا ہوں میرے والد صاحب گولڑہ شریف سے گہری عقیدت رکھتا ہیں اور وہیں سے بیعت ہیں۔ میں والد صاحب کے ساتھ گولڑہ شریف کے عرس میں شرکت کیا کرتا تھا۔ لندن آیا تو یہاں کے بیہودہ ماحول سے بہت گھبرایا۔ مجھے ہر وقت روحانی تشنگی کا احساس ستانے لگا۔ کہاں پاکستان کی رونقیں اور کہاں یورپ کا غلیظ ماحول۔ پاکستان میں کبھی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جشن ہے تو کبھی معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رونقیں۔ کہیں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس ہے تو کہیں گولڑہ شریف کی بہاریں۔ لیکن یہاں لندن میں تو عید کا بھی پتہ نہیں چلتا کہ کب آئی اور گذر گئی۔

ایک دن مسجد میں بیٹھا تھا کہ چند باریش بزرگ آئے۔ ہاتھوں میں لوٹے اور کندھوں پر بستر۔ وہ لوگ مسجد میں حلقہ بنا کر بیٹھ گئے۔ میں بھی ان کے پاس جا بیٹھا۔ انہوں نے مجھ سے اتنی میٹھی باتیں کیں کہ میں ان کا گرویدہ ہوگیا۔ انہوں نے بتایا کہ ہم لوگ دین کی خاطر گھروں سے نکلے ہیں میں تو پہلے ہی روحانیت کی تشنگی محسوس کر رہا تھا'

سو ان لوگوں میں شامل ہوگیا' میرے چند دوستوں نے کہا اشرف! تم کہاں پھنس گئے ہو؟ یہ لوگ تو وہابی ہوتے ہیں۔ میں نے کسی کی بات نہ سنی اور ان لوگوں کے ساتھ گھومتا رہا۔

چوتھے سال تبلیغی جماعت کے ساتھ بائی روڈ حج پر گیا۔ حج سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ جانے لگے تو چار تبلیغی مکہ معظمہ میں رہ گئے۔ انہوں نے کہا: حرم کعبہ میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے جب کہ مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ملتا ہے۔ لہٰذا ہم تو مدینہ نہیں جائیں گے۔ ہم زیادہ ثواب کیوں نہ حاصل کریں؟ آخر وہ ہمارے ساتھ آئے تھے۔ انہیں چاہئے تھا کہ ہمارے ساتھ رہتے۔ جماعت کے امیر نے بھی ان کو مجبور نہ کیا۔ میرا سنی ضمیر جاگ اٹھا۔ میں نے دل میں سوچا کہ واقعی یہ لوگ وہابی ہیں اور مدینہ منورہ کی حاضری سے گریزاں ہیں۔ تاہم میں خاموش رہا۔ انہیں مزید پرکھنے کے لئے میں نے ایک طریقہ سوچ لیا ہماری ویگن جب مدینہ روڈ پر پہنچی تو میں نے بلند آواز سے پڑھنا شروع کردیا:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

سنی اور وہابی کی پہچان

درود شریف کی آواز سنتے ہی تبلیغی جماعت کے امیر نے پیچھے مڑ کر مجھ سے کہا ملک صاحب! دور سے پڑھنے کا کیا فائدہ؟ مدینہ پہنچ کر پڑھ لینا۔ امیر کی بات سنتے ہی میں نے ویگن رکوائی' اپنا سامان اتارا اور کہا آج ثابت ہوگیا ہے کہ آپ لوگ وہابی ہیں۔ جائیے! آج سے میرا اور آپ کا راستہ مختلف ہے۔"

نماز کا جھانسہ دے کر سیدھے سادھے سنی عوام کو دام وہابیت میں گرفتار کرنا تبلیغی جماعت کا مشن ہے۔ وہ بڑی عیاری کے ساتھ سنیوں سے اپنا اصلی روپ چھپائے رکھتے ہیں اور بڑی سست روی کے ساتھ اپنے عقائد سنیوں کے دل و دماغ میں ڈالتے چلے جاتے ہیں۔ اسلام کی پوری تاریخ میں دجل وفریب کی مثال نہیں ملتی۔

Scanned with CamScanner

مدینہ منورہ کی حاضری سے گریز دراصل اپنے اعمال کو ضائع کرنا ہے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے من حج ولم یزرنی فقد جفانی ۔جس نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ۔

ایسی کسوٹی ہے جس پر وہابی کو پرکھا جاسکتا ہے کہ یہ درود اس پر برق بن کر گرتا ہے۔

(سنی علماء کی حکایت)

❀❀❀

(125)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جرأت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے اور بے درد کافروں نے آپ رضی اللہ عنہ کے کان، ناک، وغیرہ اعضاء کاٹ دیئے اور سینہ چیر کر دل نکالا اور طرح طرح ظلم کئے۔لڑائی کے اختتام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے صحابہ کرام علیہم الرضوان شہیدوں کی نعشیں تلاش فرما کر ان کی تجہیز و تکفین کا انتظام فرما رہے تھے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا، نہایت صدمہ ہوا اور ایک چادر سے ان کو ڈھانک دیا۔اتنے میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں کہ اپنے بھائی کی حالت دیکھیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے کہ آخر عورت ہیں، ایسے ظلموں کو دیکھنے کا تحمل مشکل ہو گا۔ان کے صاحبزادے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اپنی والدہ کو دیکھنے سے منع کرو۔انہوں نے والدہ سے عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھنے سے منع فرما دیا۔انہوں نے کہا: میں نے یہ سنا ہے کہ میرے بھائی کے ناک، کان وغیرہ کاٹ دیئے گئے، اللہ کے راستے میں یہ کون سی بڑی بات ہے، ہم اس پر راضی ہیں۔میں اللہ سے ثواب کی امید رکھتی ہوں اور ان شاء اللہ صبر کروں گی۔حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جا کر اس کلام کا ذکر کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جواب کو سن کر دیکھنے کی اجازت عطا فرما دی۔آ کر دیکھا، انا اللہ پڑھی اور ان کے لئے استغفار اور دعا کی۔(فضائل اعمال 73)

Scanned with CamScanner

قابلِ رشک صحابی

حضرت وہب بن قابوس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک صحابی رضی اللہ عنہ ہیں جو کسی وقت میں مسلمان ہوئے تھے اور اپنے گھر کسی گاؤں میں رہتے تھے' بکریاں چراتے تھے۔ اپنے بھتیجے کے ساتھ ایک رسّی میں بکریاں باندھے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے' پوچھا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف لے گئے؟ معلوم ہوا کہ احد کی لڑائی پر گئے ہوئے ہیں۔ بکریوں کو وہیں چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ اتنے میں ایک جماعت کفار کی حملہ کرتی ہوئی آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ان کو منتشر کر دے وہ جنت میں میرا ساتھی ہے۔ حضرت وہب رضی اللہ عنہ نے زور سے تلوار چلانی شروع کی اور سب کو ہٹا دیا۔ دوسری مرتبہ پھر یہی صورت پیش آئی' تیسری مرتبہ پھر ایسا ہی ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنت کی خوشخبری دی' اس کا سننا تھا کہ تلوار لے کر کفار کے جمگھٹے میں گھس گئے اور شہید ہوئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے وہب رضی اللہ عنہ جیسی دلیری اور بہادری کسی کی بھی کسی لڑائی میں نہیں دیکھی اور شہید ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ وہب رضی اللہ عنہ کے سرہانے کھڑے تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ اللہ تم سے راضی ہو میں تم سے راضی ہوں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے دفن فرمایا باوجودیکہ اس لڑائی میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی زخمی تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے کسی کے عمل پر بھی اتنا رشک نہیں آیا جتنا وہب رضی اللہ عنہ کے عمل پر آیا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ کے یہاں ان جیسا اعمال نامہ لے کر پہنچوں۔ (ایضاً 76)

جو رستہ اُدھر کو جاتا ہے مقتل سے گزر کر جاتا ہے

غزوۂ بدر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا: اٹھو اور بڑھو ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان و زمین سے کہیں زیادہ ہے اور متقیوں کے واسطے بنائی گئی ہے۔ حضرت عمیر بن الحمام رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں' وہ بھی سن رہے تھے۔ کہنے لگے' واہ واہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واہ واہ کس بات پر کہا؟ عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے یہ تمنا ہے کہ میں بھی ان میں سے ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بھی ان میں سے ہو۔ اس کے بعد جھولی میں سے چند کھجوریں نکال کر کھانے لگے۔ اس کے بعد کہنے لگے کہ ان کھجوروں کے ختم ہونے کا انتظار جو ہاتھ میں ہیں' بڑی لمبی زندگی ہے' کہاں تک انتظار کروں گا۔ یہ کہہ کر ان کو پھینک دیا اور تلوار لے کر مجمع میں گھس گئے اور شہید ہونے تک لڑتے رہے۔ (ایضاً 89)

ہاں جاں کے زیاں کی ہم کو بھی تشویش ہے لیکن کیا کیجئے
جو رستہ ادھر کو جاتا ہے مقتل سے گزر کر جاتا ہے

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(126)

تحصیل لذت

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لذات کا حریص سب سے بڑا جاہل ہے......اور لذتیں دو طرح کی ہیں: 1-مباح و جائز' 2-ممنوع اور ناجائز۔ مباح لذت حاصل کرنے کے لئے کسی دینی اہم بات کو قربان کرنا پڑتا ہے اور اس کا جب ایک ذرہ حاصل ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ڈھیروں غم و افکار چمٹے آتے ہیں پھر وہ بذات خود خالص نہیں ہوتی بلکہ ہزاروں بدمزگیاں اس میں مخلوط ہوتی ہیں پھر جب اس کے ختم ہونے کا اور ان ہزاروں بدمزگیوں کے باقی رہنے کا تصور آتا ہے تو یہ تصور خواہشات کا گلہ دباتی ہے اور نفس کو غمگین کر دیتی ہے پس جب تو بیزار ہوگا تو اس ابدی تاسف سے جو ذلیل کرتا ہے۔ اور تو یہ بھی جان گیا ہے کہ یہ لذت کم فہموں نا تجربہ کاروں کو دھوکہ دیتی ہے عمر کو برباد کرتی ہے اور ہمیشہ کے غم چھوڑ جاتی ہے اور اس کے باوجود آدمی جب ایک لذت سے جدا ہوتا ہے تو دوسری کی طلب میں لگ جاتا ہے جبکہ وہ پہلی کے مفاسد اور خیانت دیکھ چکا ہے اور یہ عقل کا مرض اور طبیعت کی بیماری ہے بس وہ ہمیشہ اسی چکر میں رہتا ہے حتیٰ کہ موت اسے اچک لیتی ہے اور وہ ایسی ندامت کے فرش پر ڈال دیا جاتا ہے جس کی کوئی تلافی نہیں تو تعجب اس پر ہے جو قلیل عمر میں ایسی ہمت دکھاتا ہے اور اپنی اس آخرت کی فکر نہیں کرتا جس کی لذت ہر شائبہ سے پاک ہے ہمہ قسم عیب سے مبرا۔ ابد تک بقاؤ دوام کے ساتھ باقی رہنے والی ہے مگر ان کا قرب ان فانی لذتوں سے دور رہنے میں ہے اور ان کی آبادی و تعمیر ان کی تخریب میں ہے اور ہائے تعجب اس سمجھدار عاقل اور ماہر مدبر

پر جو ان احوال پر غور کرنے سے چوک گیا ہے اور دونوں طرح کے امور میں تمیز کرنے سے غافل ہے۔

اور اگر لذت معصیت کی ہے تو مذکورہ فساد و عیوب کے ساتھ ساتھ دنیا کی عار مخلوق میں رسوائی حدود کی سزائیں اور آخرت کا عذاب اور حق سبحان و تعالیٰ کا غضب مزید ہو گا۔ بخدا مباح لذتیں فضائل کے حصول میں رکاوٹ بنتی ہیں اسی لئے احتیاط کے بیان میں ان کی مذمت کی جاتی ہے تو حرام لذتوں کا کیا کہنا جو خود انتہائی رذائل میں داخل ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے ایسی بیداری چاہتے ہیں جو ہمیں اپنے منافع کی رہنمائی کرے اور فریب کاروں سے بچائے اور آگاہ کرے۔''انہ قریب''۔(صید الخاطر)

❀❀❀

(127)

مشرکین طائف کا اسلام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: عرفہ کے دن حضرت جبرائیل علیہ السلام جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جن کے چوبیس ہزار بازو موتیوں اور یاقوتوں سے بسے ہوئے اور گوناگوں جواہرات سے بنے ہوئے تھے' اور عرض کیا: یا محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ کا رب سلام کے بعد فرماتا ہے کہ آپ طائف کی جانب تشریف لے جائیے' جہاں خدا کے علاوہ ایک ہزار پانچ سو بتوں کی پرستش کی جارہی ہے' چنانچہ یہ حکم پاتے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف پہنچ کر توحید کی تبلیغ شروع کر دی' تو وہاں کے مشرکوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت توحید سے کنارہ کشی اختیار کی اور اپنے قبیلہ کی ایک لڑکی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا' جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ: آپ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرا نام محمد ہے! میں خدا کا سچا رسول ہوں۔ یہ سن کر لڑکی نے نہایت متانت اور سنجیدگی سے چند مسائل دریافت کئے' جن کا شافی جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دیا گیا' جس سے اس لڑکی نے اطمینان حاصل کرنے کے بعد عرض کیا: اچھا آپ اپنی پشت کھول کر دکھائیے! جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پشت کھولی تو اس پر مہر نبوت دیکھ کر فوراً لڑکی نے چوم لیا اور وہ مسلمان ہوگئی۔

اسلام قبول کرنے کے بعد کیا ہوتا ہے؟

اس کے بعد جب اس لڑکی نے اپنے باپ کے پاس واپس ہو کر اپنے مسلمان

ہونے کی خبر دی تو اس ظالم باپ نے لوہے کی چند میخیں تپا کر لڑکی کو عذاب دینا شروع کر دیا۔ لڑکی نے کچھ دیر تو اس جانکاہ عذاب کو برداشت کیا اور پھر طیش میں آ کر کہا: یہ تکلیف تو طالب فردوس کے لئے بہت ہی کم ہے اور یہی کہتے کہتے جاں بحق ہوگئی۔ اب اس کے مرنے کے بعد ان سرکش بت پرستوں نے اس مسلمان لڑکی کی نعش جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب پھینک دی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تجہیز و تکفین کے بعد ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جب تک اس لڑکی نے اپنی جگہ جنت میں نہ دیکھ لی' اس کی روح نے جسم سے مفارقت نہیں کی۔

اتنے میں پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر خبر دی: حضور صلی اللہ علیہ وسلم! یہ قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر آمادہ ہو رہی ہے اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے شکاری کتے جمع کئے ہیں۔ چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے تو انہوں نے یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر شکاری کتے چھوڑ دیئے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو پھاڑ ڈالو' کتوں کو لپکتے ہوئے دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر فرمایا: الٰہی! بحق یوم عرفہ ان کتوں کی تکلیف مجھ سے دور فرما دے۔ ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات فرما ہی رہے تھے کہ کتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سر جھکا کر کھڑے ہوگئے' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن لوگوں نے تمہیں بھیجا ہے ان ہی کی طرف لوٹ جاؤ!

حضور علیہ السلام کی دعا مقبول ہوگئی

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم پاتے ہی کتے مشرکوں کی طرف لپکے اور انہوں نے کتوں پر پتھر مارنے شروع کئے جن میں ایک پتھر سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو بھی صدمہ پہنچا' اتنے میں پانچ فرشتے آسمان سے نازل ہوئے اور باری باری سے ہر ایک نے عرض کیا کہ: آپ کے پروردگار نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کر اور وہ جو حکم فرمائیں بجالا! لہٰذا فرمائیے میرے لئے کیا حکم

Scanned with CamScanner

ہے؟ میں اس کو بجالاؤں! فرشتوں کی یہ گفتگو سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آبدیدہ ہوکر ارشاد فرمایا: فرشتو! خدا تعالیٰ نے مجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے' عذاب بنا کر نہیں بھیجا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: الٰہی! حضرت آدم' حضرت ابراہیم' حضرت عیسیٰ علیہم السلام' رمضان المبارک اور عرفہ کے طفیل ان لوگوں کو ایمان عطا فرما دے! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: بخدا! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا اس قدر جلد مقبول ہوئی کہ ہم نے اس کے بعد ظہر کی نماز پڑھی ہے اتنے میں طائف کے تمام لوگ مسلمان ہونے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آ کھڑے ہوئے۔ (خیر المونس)

❀❀❀

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی کِتَابِہِ الْکَرِیْمِ

(128)

صلہ رحمی اور اس کا صلہ

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ایک اعرابی نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی اونٹنی کی مہار یا نکیل پکڑتے ہوئے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسی بات ارشاد فرمائیں جو مجھے جنت کے نزدیک اور جہنم سے دور کر دے...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور شرک نہ کر' نماز پڑھ اور زکوٰۃ دے اور صلہ رحمی کر' حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم عرفہ کی شب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج قطع رحمی کرنے والا ہمارے درمیان نہ بیٹھے وہ ہم سے اٹھ جائے' تو مجلس کے ایک کونے میں بیٹھا ایک شخص اٹھ کر چل دیا اور تھوڑی دیر کے بعد پھر حاضر ہو گیا' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔ کیا بات ہے کہ بجز تیرے کوئی اور اس محفل سے نہیں اٹھا؟ اس نے عرض کیا یا نبی اللہ! میں آپ کا ارشاد سنتے ہی اپنی خالہ کے پاس گیا جس نے مجھ سے قطع تعلق کیا ہوا تھا' کہنے لگی خلاف عادت کیسے آنا ہوا؟ میں نے آپ کا فرمان سنایا' تو میرے لئے اس نے استغفار کیا اور میں نے اس کے لئے استغفار کی' آپ نے فرمایا بیٹھ جا تو نے بہت اچھا کیا خبردار قطع رحم کرنے والی قوم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول نہیں ہوتا' فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ قطع رحمی کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور اس کو بھی اور اس کے ساتھ بیٹھنے والوں کو بھی رحمت الٰہی سے محروم کر

دیتا ہے‘ مسلمان پر واجب ہے کہ قطع رحمی سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور صلہ رحمی کرے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث میں واضح ہے کہ صلح رحمی بندے کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے قریب اور جہنم سے دور کر دیتی ہے۔

جو تجھ سے توڑے تو اس سے جوڑ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ صلہ رحمی باقی تمام نیکیوں سے جلدی ثواب لانے کا باعث ہے اور کوئی گناہ ایسا نہیں کہ جس پر دنیا میں ہی اللہ کی طرف سے فوراً عذاب آ جائے بجز اللہ تعالیٰ سے بغاوت اور قطع رحمی کے نیز آخرت کا بوجھ تو ہے ہی ۔حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میرے کچھ رشتے دار ہیں میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں میں انہیں معاف کر دیتا ہوں وہ مجھ پر ظلم کرتے ہیں‘ میں اچھائی کرتا ہوں وہ مجھ سے برائی سے پیش آتے ہیں‘ تو کیا میں ان کے ساتھ ویسا کروں؟ آپ نے فرمایا: نہیں‘ ورنہ تو بھی ان سب کے گناہ میں شریک ہو جائے گا‘ تو ان کے ساتھ تعلق استوار رکھ کے فضیلت کو اختیار کر‘ جب تک تو ایسا کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیرا مددگار مقرر رہے گا اور کہا گیا ہے کہ تین چیزیں جنتوں کے اخلاص میں سے ہیں جو صرف محسنین اور با اخلاق لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔

1- برائی کرنے والے کے ساتھ بھلائی کرنا۔
2- ظالم کے ظلم سے عفو و درگزر کرنا۔
3- غریب پر خرچ کرنا۔

فلاں کام کرنے سے عمر بڑھ جاتی ہے کا مطلب؟

☆......حضرت ضحاک بن مزاحم اس آیت یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: صلہ رحمی کرنے والے شخص کی زندگی کے جب تین دن باقی رہ جاتے

ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں تیس سال کا اضافہ فرما دیتا ہے نیز قطع رحمی کرنے والے شخص کی زندگی کے ابھی تیس سال باقی ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو گھٹا کر صرف تین دن تک فرما دیتا ہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تقدیر کو صرف دعا ہی رد کرتی ہے اور عمر کو نیکی ہی بڑھاتی ہے آدمی گناہوں کا مرتکب ہو کر رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جو شخص اپنے رب سے ڈرتا اور صلہ رحمی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں اضافہ فرما دیتا ہے‘ اس کا مال بڑھ جاتا ہے اور اس کے گھر والے اس سے محبت کرتے ہیں۔ حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: زیادتی عمر کے معاملے میں اختلاف ہے بعض حضرات فرماتے ہیں: اس حدیث کے ظاہری معنی مراد ہیں یعنی صلہ رحمی کرنے والے کی عمر بڑھ جاتی ہے۔ بعض فرماتے ہیں: عمر نہیں بڑھ سکتی جیسا کہ فرمان ایزدی ہے ’’کہ جب ان کے اجل ’’موت‘‘ کا وقت قریب آ جائے گا تو ایک گھڑی نہ بڑھ سکتی ہے اور نہ کم ہو سکتی ہے‘‘ لیکن زیادتی عمر کا معنی یہ ہے کہ بعد از موت بھی اس کا ثواب لکھا جاتا ہے اور جب اس کی موت کے بعد اس کا ثواب لکھا جاتا ہے تو یہ گویا اس کی عمر میں اضافہ ہو گا۔

وہ باتیں جن میں مسلمان اور کافر برابر ہیں

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو کیونکہ اس سے تمہیں دنیاوی حیات اور اخروی بھلائی نصیب ہو گی اور یہ تو کہا گیا ہے کہ جب تو اپنے رشتے داروں کے ہاں پاؤں سے چل کر نہ جائے اور اپنے مال میں سے ان کو کچھ نہ دیا تو گویا تو نے قطع رحمی کی۔ بعض صحیفوں میں فرمان الٰہی ہے: اے ابن آدم اپنے مال سے صلہ رحمی کر‘ اگر بخل یا مال کی کمی حارج ہے تو پھر پاؤں سے چل کر ان کے پاس جا حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: صلہ رحمی کرو چاہے سلام سے ہی کرو۔

حضرت میمون بن مہران فرماتے ہیں کہ کافر اور مسلمان ان باتوں میں برابر ہیں۔

Scanned with CamScanner

1- وعدہ پورا کرو خواہ کافر سے کیا ہو یا مسلمان سے کیونکہ عہد اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتا ہے۔

2- رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو خواہ وہ کافر ہوں یا مسلمان۔

3- اور جو تمہارے پاس امانت رکھے اسے ادا کرو خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔

حضرت کعب احبار فرماتے ہیں اس رب کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے لئے دریا کو پھاڑ دیا تھا یہ بات تورات میں مرقوم ہے کہ اپنے رب سے ڈرو، والدین کے ساتھ بھلائی کرو، رشتے داروں سے صلہ رحمی یعنی میل ومحبت رکھو تو تیری عمر بڑھ جائے گی تیری مشکل آسان کردی جائے گی تیری تنگی دستی دور کردی جائے گی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر صلہ رحمی کا حکم دیا ہے۔ ارشاد ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ یعنی اس اللہ سے ڈرو جس سے اپنی حاجت کے لئے سوال کرتے ہو اور قرابت داروں کے ساتھ قطع تعلقی سے بچو یعنی صلہ رحمی کرو۔

تین باتوں کا حکم اور تین سے منع

ایک اور روایت میں فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ بے شک اللہ تعالیٰ عدل یعنی توحید وشہادت ان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور احسان یعنی عوام کے ساتھ بھلائی اور درگزر کا حکم دیتا ہے وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی اور اہل قرابت کو دینے کا یعنی صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔ یہاں تک تو تین باتوں کا حکم دیا گیا تھا اور آگے تین باتوں سے روکا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ اور وہ روکتا ہے فحاشی، بے حیائی اور ظلم سے، فحشاء سے مراد معاصی ہیں منکر وہ ہے جس کا شریعت اور سنت یعنی حدیث میں کوئی ثبوت نہ ہو اور البغی لوگوں پر ظلم کو کہتے ہیں یعظکم یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت فرماتا ہے مطلب یہ کہ تین باتوں کا حکم دیتا ہے اور تین باتوں سے روکتا ہے لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ تاکہ تم نصیحت پکڑو۔ (تنبیہ الغافلین)

❀❀❀

(129)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
علماء حق کی عقل تو حیراں ہے آج بھی
خورشید علم کا درخشاں ہے آج بھی
تم کیا گئے کہ رونق محفل چلی گئی
خدمت قرآن پاک کی وہ لاجواب کی
شعر و ادب کی زلف پریشاں ہے آج بھی
راضی رضا سے صاحب قرآں ہے آج بھی
سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ
کس طرح اتنے علم کے دریا بہا دیئے
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام مبارک محمد ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا نے احمد رضا کہہ کر پکارا اور اسی نام سے مشہور ہوئے۔ (تذکرہ امام احمد رضا، ص 2) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا پورا نام عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان بن نقی علی خان بن رضا علی خان بن محمد کاظم علی خان بن محمد اعظم خان بن محمد سعادت یار خان بن محمد سعید اللہ خان رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد قندہار کے موقر قبیلہ بڑہیچ کے پٹھان تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تاریخی نام ''المختار'' ہے۔ اعلیٰ حضرت کی ولادت باسعادت شہر بریلی

Scanned with CamScanner

شریف محلہ جسولی میں 10 شوال المکرّم 1272ھ مطابق 14 جون 1856ء کو ہوئی۔ (حیات اعلیٰ حضرت ج1 ص60,56)

احمد رضا کے فیض کا در ہے کھلا ہوا

آپ رحمۃ اللہ علیہ عالم باعمل، حافظ قرآن، متقی و پرہیز گار، فقیہ، مجدد وقت اور باکرامت ولی تھے۔ فتویٰ نویسی میں اپنے ہم عصر علما میں ممتاز تھے۔ 13 سال کی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا اور تقریباً 54 سال تک یہ فرائض بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔ خود ارشاد فرماتے ہیں: ''14 شعبان 1286ھ (بمطابق 1869ء) کو اس فقیر نے پہلا فتویٰ لکھا اور اسی 14 شعبان 1286ھ کو منصب افتا عطا ہوا اور اسی تاریخ سے بحمد اللہ تعالیٰ نماز فرض ہوئی۔'' (الملفوظ ص63 ملخصاً)

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی بعض عادات کریمہ یہ بھی تھیں کہ بشکل نام اقدس (محمد) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استراحت فرمانا، ٹھٹھہ نہ لگانا، جماہی آنے پر انگلی دانتوں میں دبا لینا اور کوئی آواز نہ نکالنا، کلی کرتے وقت دست چپ (بایاں ہاتھ) ریش مبارک پر رکھ کر خمیدہ سر ہو کر پانی منہ سے گرانا، قبلہ کی طرف رخ کر کے کبھی نہ تھوکنا، نہ قبلہ کی طرف پائے مبارک دراز کرنا، نماز پنجگانہ مسجد میں باجماعت ادا کرنا، فرض نماز باعمامہ پڑھنا، بغیر صوف پڑی دوات سے نفرت کرنا، یوہیں لوہے کے قلم سے اجتناب کرنا، خط بنواتے وقت اپنا کنگھا و شیشہ استعمال فرمانا، مسواک کرنا اور سر مبارک میں پھلیا (خوشبودار تیل) ڈلوانا۔

(حیات اعلیٰ حضرت ج1 ص92)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف عنوانات پر کم وبیش ایک ہزار کتابیں لکھیں۔ یوں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 1286ھ سے 1340ھ تک لاکھوں فتوے لکھے لیکن افسوس! کہ سب کو نقل نہ کیا جا سکا، جو نقل کر لئے گئے تھے ان کا نام ''العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ'' رکھا گیا۔ فتاویٰ رضویہ (مخرجہ) کی 30 جلدیں ہیں جن کے کل

صفحات 21656، کل سوالات و جوابات: 6847 اور کل رسائل 206 ہیں۔

(تذکرہ امام احمد رضا ص18)

☆...... 25 صفر 1340ھ بمطابق 1921ء کو جمعۃ المبارک کے دن ہندوستان کے وقت کے مطابق 2 بج کر 38 منٹ پر عین اذان کے وقت ادھر مؤذن نے حی علی الفلاح کہا اور ادھر امام اہلسنّت، ولی نعمت، عظیم البرکت حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

(تذکرہ امام احمد رضا، ص22.21)

امام احمد رضا پر کرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

رضا کے نام پر زمانہ مرتا ہے آج بھی
کوئی خوش ہو کے مرتا ہے کوئی جل جل کے مرتا ہے

ادھر 25 صفر 1340ھ جمعۃ المبارک کے دن 2 بجکر 38 منٹ پر بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت دنیائے ناپائیدار سے روانہ ہو رہے ہیں ادھر بیت المقدس کے ایک شامی بزرگ ٹھیک 25 صفر 1340ھ کو خواب میں کیا دیکھ رہے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حاضر دربار ہیں، مجلس پر سکوت طاری ہے ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ کسی آنے والے کا انتظار ہو رہا ہے وہ شامی بزرگ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کرتے ہیں: ''فداك ابی وامی میرے ماں باپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان! کس کا انتظار ہو رہا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''احمد رضا کا انتظار ہے۔'' انہوں نے عرض کی: ''احمد رضا کون ہیں؟'' فرمایا: ''ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔'' بیداری کے بعد انہوں نے پتہ لگایا تو معلوم ہوا احمد رضا خان صاحب بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور اب تک بقید حیات ہیں تو وہ شوق ملاقات میں ہندوستان کی طرف چل پڑے جب بریلی پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ آپ جس عاشق رسول کی ملاقات کو تشریف لائے ہیں وہ 25 صفر المظفر 1340ھ کو اس دنیا

سے روانہ ہو چکے ہیں۔ (سوانح امام احمد رضا ص 319)

غمزدوں کے محسن و غمخوار ہیں احمد رضا

تونے باطل کو مٹایا اے امام احمد رضا
دین کا ڈنکا بجایا اے امام احمد رضا
اہلسنت کا چمن اجڑا ہوا ویران تھا
کھل اٹھا تو جبکہ آیا اے امام احمد رضا
کاروان عشق کے سالار ہیں احمد رضا
منکروں سے برسرپیکار ہیں احمد رضا
ان کی محفل میں سکون قلب ہوتا ہے نصیب
غمزدوں کے محسن و غمخوار ہیں احمد رضا
پوچھتے کیا ہو ہمارے اعلیٰ حضرت کون ہیں
نجدیوں کے واسطے تلوار ہیں احمد رضا
تھرتھرائے کام اٹھے گستاخان مصطفیٰ
قہر بن کر ان پہ چھائے ہیں امام احمد رضا

(رضی اللہ عنہ)

❀❀❀

(130)

خواہش کا غلبہ

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے مخلوق میں غور کیا تو انہیں عجیب حالت میں پایا کہ جس پر فساد عقل کا گمان ہونے لگتا ہے وہ یہ کہ انسان مواعظ سنتا ہے آخرت کا ذکر اس کے پاس ہوتا ہے اور یہ سنانے والے کے صدق کا بھی یقین رکھتا ہے روتا ہے اور اپنی کوتاہی پر بے چین ہوتا ہے اور تدارک کا عزم بھی کرتا ہے مگر اس کا عمل مقتضاء عزم سے پیچھے رہ جاتا ہے جب پوچھا جائے: کیا تجھے ان وعدوں میں شک ہے جو تجھ سے کئے گئے ہیں؟ کہتا ہے نہیں قسم بخدا...... پھر کہا جاتا ہے کہ پھر عمل کرو تو اس کی نیت کرتا ہے مگر عمل سے پھر رک جاتا ہے۔ بعض دفعہ حرام لذت کی طرف بھی مائل ہو جاتا ہے جبکہ اس کا ممنوع ہونا بھی جانتا ہے۔ ان تین حضرات کا جہاد سے پیچھے رہ جانا بھی کچھ اسی قسم کا تھا جو بلا عذر پیچھے رہ گئے تھے اور اس کی قباحت سے بھی واقف تھے۔ (یہ تین حضرات کعب بن مالک، مرارہ بن ربیعہ العمری اور ہلال بن امیہ الواقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تھے جو غزوہ تبوک سے بلا عذر پیچھے رہ گئے تھے ان کا قصہ حدیث میں مشہور ہے)۔

اور یہی حال ہر غلطی اور کوتاہی کرنے والے کا ہے میں نے غور کیا کہ صحیح اعتقاد کے ساتھ فعل کی اس سستی کا سبب کیا ہو سکتا ہے تو اس کے تین سبب سامنے آئے ایک: مرغوب و محبوب چیز کا نقد مشاہدہ، یہ مشاہدہ اپنے جرم میں غور کرنے سے مصروف کر دیتا ہے دوسرا: توبہ میں تاخیر اگر عقل حاضر ہو تو تاخیر کی آفات سے ضرور بچے کہ بعض دفعہ توبہ

نہیں کر پاتا اور موت اچانک آ لیتی ہے

حیرانگی ہے ایسے شخص پر

اور اس شخص پر تعجب ہے جو ایک لمحہ گزرنے سے پہلے روح قبض ہو جانے کو ممکن مانتا ہے پھر احتیاط پر عمل نہیں کرتا مگر خواہشات امید کو طویل کر دیتی ہیں حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ آخری نماز پڑھنے والے کی طرح نماز پڑھو یہ اس بیماری کی آخری دوا ہے کیونکہ جو یہ گمان رکھتا ہے کہ وہ دوسری نماز تک باقی نہ رہے گا وہ اس میں خوب کوشش اور محنت کرے گا۔ تیسرا سبب رحمت کی امید ہے چنانچہ ایک گناہ گار کو دیکھتے ہیں کہ کہہ رہا ہے: میرا رب رحیم ہے اور یہ بھولا ہوا ہے کہ وہ سخت عذاب والا بھی ہے کاش اسے معلوم ہو جاتا کہ اس کی رحمت رقت قلب کا نام نہیں ہے کیونکہ یہ ہوتا تو چڑیا ذبح نہ ہوتی بچے کو تکلیف نہ پہنچتی اور اس کا عذاب بے خطر نہیں کہ اس نے پانچ درہم چوری کرنے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا رکھی ہے ان باتوں کا دھیان ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا اور عمل کی محنت کرتا ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں: وہ ہمیں ایسی احتیاط کی توفیق دے جو مصالح سے آزاد ہو۔ (صید الخاطر)

❀❀❀

(131)

اور وہ چلے گئے

مولانا عطاء المصطفیٰ جمیل لکھتے ہیں کہ بارکنگ لندن میں جلسۂ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ پہلوان جی کی کار میں ہم لیسٹر سے لندن پہنچے۔ مغرب کا وقت تھا۔ نماز کے لئے مسجد میں داخل ہوئے تو دروازہ کے ساتھ بستر اور چولہے وغیرہ دیکھتے ہی پہلوان جی نے مسکرا کر کہا:

''جمیل صاحب! یہاں تبلیغی جماعت کا نزول ہو چکا ہے۔''

مغرب کی جماعت ہو چکی تھی، ہم نے نماز ادا کی۔ مسجد کے خطیب علامہ زاہد حسین صاحب سابق خطیب ڈڈیال (آزاد کشمیر) تبلیغی جماعت کے امیر سے کہہ رہے تھے۔

''آپ دور دراز سے تبلیغ دین کے لئے تشریف لائے ہیں، یہاں سے چند قدموں کے فاصلہ پر ایک ہال میں جلسۂ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہو رہا ہے۔ جس میں مولانا عطاء المصطفیٰ جمیل صاحب بیان فرمانے والے ہیں۔ آئیے! اور جلسہ میں شرکت فرمائیے۔'' امیر جماعت نے جواب دیا:

''ہم سنتے نہیں، سناتے ہیں۔ ہم تو تبلیغ کے لئے گھروں سے نکلے ہیں، سننے کے لئے نہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہم اس جلسہ میں نہیں جائیں گے''۔ مولانا نے مسکرا کر فرمایا:

''آپ وہاں کیسے جا سکتے ہیں؟ وہاں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتیں ہوں گی، درود و سلام ہوگا، یہی باتیں آپ کے مزاج کے خلاف ہیں۔''

Scanned with CamScanner

یہ لوگ محفل میلاد میں کیوں نہیں آتے

مسجد کے نمازی دونوں کی باتوں کو غور سے سن رہے تھے۔ میں نے نمازیوں کے چہروں سے اندازہ لگایا کہ وہ بڑی حد تک غیر جانبدار دکھائی دے رہے تھے ہم وہاں سے اٹھے اور جلسہ گاہ میں چلے گئے۔ ہمارے ساتھ ہی مسجد کے تمام نمازی بھی جلسہ میں آ گئے۔ تبلیغی جماعت والے مسجد میں ہی بیٹھے رہے۔ ہال سامعین سے بھر چکا تھا میری تقریر ہوئی۔ تقریر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و محامد کے ساتھ ساتھ اصلاح معاشرہ کی باتیں بھی ہوئیں۔ درود و سلام اور دعائے خیر پر جلسہ ختم ہو گیا۔ ہم ہال کے صدر دروازے پر پہنچے تو وہاں چند نوجوان بہت غصے کی حالت میں کھڑے تھے۔ یہ نوجوان وہی تھے جو مسجد میں مولانا زاہد صاحب اور تبلیغی جماعت کی گفتگو سن چکے تھے۔ ایک نوجوان نے مجھ سے کہا:

''مولانا آپ کی تقریر سے ہم لوگ بہت متاثر ہوئے ہیں۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا درس بھی دیا ہے اور اعمال صالحہ کی ترغیب بھی دلائی ہے۔ لیکن وہ لوگ کون ہیں جو مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں؟ انہوں نے جلسہ میں آنے سے انکار کیوں کیا تھا؟'' میں نے کہا:

''برادرم وہ لوگ وہابی ہیں۔ ان کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتیں پڑھنا' بدعت ہے' ناجائز ہے' ان لوگوں کا صرف ایک مشن ہے کہ سیدھے سادے مسلمانوں کو نماز روزہ کا جھانسہ دے کر' وہابی بنایا جائے۔

برادرم! آپ نے ہمارا پروگرام دیکھا بھی ہے اور سنا بھی۔ آپ خود اندازہ فرمائیے کہ ہمارے جلسہ میں کون سی بری بات تھی؟''

میری باتیں سنتے ہی وہ نوجوان وہاں سے بھاگے۔ نماز عشاء کے لئے جب ہم مسجد میں پہنچے تو دیکھا کہ نوجوانوں نے تبلیغیوں کے بستر اٹھا کر گلی میں پھینک رکھے تھے۔ وہ تبلیغی جماعت کے امیر سے کہہ رہے تھے:

ایسی توحید تو شیطان بنا دیتی ہے

''اگر آپ کو دین سے واقعی محبت ہے تو آپ ہمارے جلسہ میں کیوں نہ شامل ہوئے؟ آپ سینکڑوں میل سفر کر کے ایک اجنبی مسجد میں تو آ گئے لیکن چند قدم چل کر جلسہ' میلاد میں حاضر نہ ہو سکے۔ آخر اس جلسہ میں کون سی ایسی بات تھی جو آپ کو ناپسند تھی؟'' امیر نے کچھ بولنا چاہا تو نوجوان نے کہا:

''بس بس! ہم آپ کی کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں۔ آپ لوگ توحید کی آڑ میں مسلمانوں کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور غلامی سے دور کرتے چلے جا رہے ہیں۔ آپ لوگ عشاء کی نماز پڑھیں اور تشریف لے جائیں۔ مسجد میں کھانا پکانے' بستر جمانے اور سونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔''

میں نے دیکھا کہ تبلیغی آہیں بھرتے اور بددعائیں دیتے ہوئے کندھوں پر بستر اٹھائے جا رہے تھے۔ کسی اور مسجد کی تلاش میں۔

دین کی خاطر گھروں سے نکلنے والے میلاد کی محفل میں شامل نہ ہوئے۔ اور یہ لوگ میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں شامل بھی کیوں ہوں جب کہ

محفل سید ذی شان کے تقاضے ہیں لطیف
بے ادب حاضر دربار نہ ہونے پائے
ایسی توحید تو شیطان بنا دیتی ہے
دیکھ سرکار کا انکار نہ ہونے پائے

(سنی علماء کی حکایات)

❀❀❀

(132)

ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

اس نام کی عظمت پہ میں سو جان سے قربان
وہ نام کہ جو شامل تکبیر و اذاں ہے
اے صل علیٰ! یہ میری دنیائے تصور
طیبہ کی طرف قافلۂ شوق رواں ہے
واعظ سے کہو ذکر محمد ہی کیے جائے
یہ تو میرا ایمان ہے یہ تو میری جان ہے

☆......مشہور صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

ایک مرتبہ سفر میں ہم لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے اوپر ایک چادر تھی جو کسم کے رنگ میں ہلکی سی رنگی ہوئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا: یہ کیا اوڑھا ہے؟ مجھے اس سوال سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناگواری کے آثار معلوم ہوئے۔ گھر والوں کے پاس واپس ہوا تو انہوں نے چولہا جلا رکھا تھا۔ میں نے وہ چادر اس میں ڈال دی۔ دوسرے روز جب حاضری ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ چادر کیا ہوئی؟ میں نے قصہ سنا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورتوں میں سے کسی کو کیوں نہ پہنا دی' عورتوں کے پہننے میں تو کوئی مضائقہ نہ تھا۔ (فضائل اعمال 114)

☆......امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

ہم لوگ ایک مرتبہ سفر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے اور ہمارے اونٹوں پر چادریں پڑی ہوئی تھیں جن میں سرخ ڈورے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ یہ سرخی تم پر غالب ہوتی جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد فرمانا تھا کہ ہم لوگ ایک دم ایسے گھبرا کے اٹھے کہ ہمارے بھاگنے سے اونٹ بھی ادھر ادھر بھاگنے لگے اور ہم نے فوراً سب چادریں اونٹوں سے اتار دیں۔
(ایضاً116)

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ایک مرتبہ حاضر خدمت ہوا' میرے سر کے بال بہت بڑھے ہوئے تھے۔ میں سامنے آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ذباب...... ذباب

میں یہ سمجھا کہ میرے بالوں کو ارشاد فرمایا: میں واپس گیا اور ان کو کٹوا دیا۔ جب دوسرے دن خدمت میں حاضری ہوئی تو ارشاد فرمایا: میں نے تمہیں نہیں کہا تھا لیکن یہ اچھا کیا۔ (ایضاً116)

شوقِ اتباعِ حکمِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

دمشق میں سہل بن حنظلیہ نامی ایک صحابی رضی اللہ عنہ رہا کرتے تھے جو نہایت یکسو تھے...... بہت کم کسی سے ملتے جلتے تھے اور کہیں آتے جاتے نہ تھے۔ دن بھر نماز میں مشغول رہتے یا تسبیح اور وظائف میں مسجد میں آتے جاتے۔ راستہ میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ پر جو مشہور صحابی ہیں' گزر ہوتا۔ تو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے: کوئی کلمہ خیر سناتے جاؤ' تمہیں کوئی نقصان نہیں' ہمیں نفع ہو جائے گا' تو وہ کوئی واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا یا کوئی حدیث سنا دیتے۔ ایک مرتبہ اسی طرح جا رہے تھے' ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے معمول کے موافق کہا کہ کوئی کلمہ خیر سناتے جائیں۔ کہنے لگے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خریم اسدی اچھا آدمی ہے اگر دو باتیں نہ ہوں۔ ایک سر کے بال بہت بڑھے رہتے ہیں' دوسری لنگی ٹخنوں سے نیچے

Scanned with CamScanner

باندھتا ہے۔ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پہنچا' فوراً چاقو لے کر بال کانوں کے نیچے سے کاٹ دیئے اور لنگی آدھی پنڈلی تک باندھنا شروع کر دی۔ (ایضاً: 117)

میں تجھ سے کبھی کلام نہیں کروں گا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا تھا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت دے دیا کرو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ایک صاحبزادہ نے عرض کیا: ہم تو اجازت نہیں دے سکتے کیونکہ وہ اس کو آئندہ چل کر بہانہ بنا لیں گی' آزادی اور فساد و آوارگی کا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بہت ناراض ہوئے' برا بھلا کہا اور فرمایا: میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سناؤں اور تو کہے کہ اجازت نہیں دے سکتے۔ اس کے بعد ہمیشہ کے لئے ان صاحبزادے سے بولنا چھوڑ دیا۔ (ایضاً118)

☆......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے پوچھا: قرآن شریف میں مقیم کی نماز کا بھی ذکر ہے اور خوف کی نماز کا بھی' مسافر کی نماز کا ذکر نہیں' انہوں نے فرمایا: برادرزادہ اللہ جل شانہ' نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا' ہم لوگ انجان تھے' کچھ نہیں جانتے تھے۔ بس جو ہم نے ان کو کرتے دیکھا ہے' وہ کریں گے۔
(ایضاً118)

☆......حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا ایک نوعمر بھتیجا ٹھیکریوں سے کھیل رہا تھا' انہوں نے دیکھ کر فرمایا: برادرزادہ ایسا نہ کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس سے کچھ فائدہ نہیں' نہ شکار ہو سکتا ہے' نہ دشمن کو نقصان پہنچایا جا سکتا ہے اور اتفاقاً کسی کو لگ جائے تو آنکھ پھوٹ جائے' دانت ٹوٹ جائے' بھتیجا کم عمر تھا' اس نے جب چچا کو غافل دیکھا تو پھر کھیلنے لگا۔ انہوں نے دیکھ لیا' فرمایا: میں تجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سناتا ہوں تو پھر اسی کام کو کرتا ہے' خدا کی قسم! تجھ سے کبھی بات نہیں کروں گا۔

ایک دوسرے قصہ میں اس کے بعد ہے۔ خدا کی قسم! نہ تیرے جنازہ میں شریک

ہوں گا' نہ تیری عیادت کروں گا۔ (ایضاً119)

حضور سے کیا ہوا وعدہ کیسے وفا ہوتا ہے

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' کچھ طلب کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا۔ پھر کسی موقع پر کچھ مانگا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر مرحمت فرمایا۔ تیسری دفعہ پھر سوال کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا:

حکیم یہ مال سبز باغ ہے' ظاہر میں بڑی میٹھی چیز ہے مگر اس کا دستور یہ ہے کہ اگر یہ دل کے استغنا سے ملے تو اس میں برکت ہوتی ہے اور اگر طمع اور لالچ سے حاصل ہو تو اس میں برکت نہیں ہوتی۔ ایسا ہو جاتا ہے (جیسے جوع البقر کی بیماری ہو) کہ ہر وقت کھائے جائے اور پیٹ نہ بھرے۔ حکیم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کسی کو نہیں ستاؤں گا!

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں حکیم رضی اللہ عنہ کو بیت المال سے کچھ مال عطا کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں بار بار اصرار کیا گیا انہوں نے انکار ہی فرما دیا۔ (ایضاً119)

(133)

شیخ رفاعی نے حضور کا دست مبارک چوما

حضرت شیخ صالح احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کا دستور تھا کہ ہر سال حاجیوں کی معرفت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام بھیجتے تھے اور قافلے کو رخصت کرتے وقت فرماتے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے سامنے کھڑے ہو کر میرا اسلام عرض کرنا، مگر جب حق تعالیٰ نے آپ کو حج کرنے کی قدرت عطا فرمائی اور آپ خود مدینہ طیبہ میں حاضر بارگاہ ہوئے تو آپ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر مشہور رباعی عرض کی جب کا پہلا مصرعہ اور مکمل ترجمہ پیش کر رہا ہوں:

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها

یعنی یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ سے دور رہنے کی حالت میں اپنی روح کو بھیجتا رہا جو میری قائم مقام ہو کر اس زمین مقدس کو چومتی رہی اور اب خود مجھے حضوری کی دولت میسر ہوئی ہے، لہٰذا آپ اپنا داہنا ہاتھ پھیلایئے تا کہ اس کو چوم کر میرے ہونٹ حظ وافر حاصل کرتے رہیں۔

بس شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی اس درخواست پر جیسے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک قبر شریف سے باہر نکلا فوراً شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو چوم لیا' (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف میں خود حیات کی حالت میں ہیں' اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک قبر سے باہر نکلنا کچھ مستبعد نہیں ہے' اس لئے کسی وقت بھی انکار درست نہیں ہے۔) (خیر المونس)

(134)

حضرت عثمان ابن مظعون کا واقعہ

حضرت عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری دوستی تھی اور میں صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیا و لحاظ کرتے ہوئے مسلمان ہوا تھا مگر قلبی طور پر مجھے اسلام پر استقرار نہ تھا ایک روز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے گفتگو فرما رہے تھے کہ اچانک مجھ سے منہ پھیر لیا گویا کہ دوسری طرف بیٹھے ہوئے کسی دوسرے سے کلام فرما رہے ہیں۔ پھر یکدم میری طرف التفات فرماتے ہوئے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام آئے تھے اور یہ آیت پڑھی: (اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی) ''بے شک اللہ تعالیٰ عدل واحسان اور رشتے داروں کو دینے کا حکم فرماتا ہے'' مجھے اس سے بہت ہی مسرت ہوئی اور میرے دل میں اسلام کے لئے پختگی آ گئی پس میں آپ کے ہاں سے اٹھا اور آپ کے چچا جناب ابوطالب کے پاس آ کر ان سے کہا: میں ابھی آپ کے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھا کہ آپ پر یہ آیت نازل ہوئی' حضرت ابوطالب نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرو فلاح اور ہدایت پا جاؤ گے۔ قسم اللہ کی میرا بھتیجا اچھے اخلاق کا حکم دیتا ہے وہ سچے ہوں یا جھوٹے مگر تمہیں تو بھلائی کی ہی دعوت دیتے ہیں جب ان کی یہ بات حضور علیہ السلام کو پہنچی تو آپ کو ان کے مسلمان ہونے کی امید ہوئی پھر آپ ان کے پاس تشریف لے لئے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی لیکن انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تب یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ

اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ ''بے شک آپ جس کو چاہیں منزل مقصود تک نہیں پہنچا سکتے یعنی توفیق ہدایت اللہ ہی دیتا ہے' لیکن اللہ تعالیٰ (توفیقِ) ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے''۔

وہ اندھا جس پہ اللہ کی لعنت ہے

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَهَلْ عَسَيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَتَقَطَّعُوْا اَرْحَامَكُمْ ''تو کیا تم کنارہ کش رہو گے اگر واپس جاؤ تم بے شک تم زمین میں فساد کرو گے اور قطع رحمی کرو گے'' کہا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قرابت داروں کو پیدا فرمایا تو فرمایا: میں رحمان ہوں اور تم رحم جو قطع رحمی کرے گا میں اس سے قطع رحمی فرمالوں گا اور جو صلہ رحمی کرے گا میں اسی کو ملوں گا۔ منقول ہے کہ رحم عرش کے ساتھ معلق ہے اور دن رات پکارتا ہے اے جو مجھ سے ملتا ہے تو بھی اس سے مل جو مجھ سے قطع تعلق کرتا ہے تو بھی اس سے تعلق توڑ لے حضرت امام طریقت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب لوگ علم کو ظاہر کریں گے اور عمل کو ضائع کریں گے' زبان سے محبت کریں گے اور دل میں بغض رکھیں گے اور قطع رحمی کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے گا اور ان کی آنکھوں کو اندھا فرمادے گا۔ (تنبیہ الغافلین)

❀❀❀

(135)

بزرگوں کے واقعات

اس واقعہ نمبر 135 میں ان بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر لوگوں کے کچھ واقعات بیان کئے جائیں گے جن کے نام معلوم نہ ہو سکے اور اگر نام ملے تو حالات نہ مل سکے۔ نیز کہیں کہیں حکایت سے حاصل ہونے والا درس بھی تحریر کیا گیا ہے۔

1-سوئی نہ لوٹانے کا نتیجہ:

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: ''مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' فرمایا: ''مجھے بھلائی عطا فرمائی مگر (فی الحال) ایک سوئی کے سبب مجھے جنت میں جانے سے روک دیا گیا ہے جو میں نے عاریۃً لی تھی اور اسے دوبارہ لوٹا نہیں سکا تھا۔''

(الزواجر عن اقتراف الکبائر' کتاب البیع' باب المناھی من البیوع' ج 1 ص 504)

2-ہر اچھے عمل پر ثواب دیا جائے گا:

حضرت سیّدنا ضمرہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میں نے اپنی پھوپھی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''اے پھوپھی آپ کیسی ہیں؟'' انہوں نے کہا: ''اے میرے بھتیجے! خدا عزوجل کی قسم میں خیریت سے ہوں۔ مجھے اعمال کا پورا پورا ثواب دیا گیا یہاں تک کہ سبزی کے ساتھ دودھ ملا کر کھانے کا ثواب بھی دیا گیا۔''

(موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا' کتاب المنامات' باب ماروی من الشعر فی المنام' الرقم: 177 ج 3' ص 101)

3-گندم کا دانہ توڑنے کی سزا:

ایک شخص کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: ''مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ یعنی اللہ عزوجل نے

Scanned with CamScanner

آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' کہا: ''مجھے بخش دیا اور مجھ پر احسان فرمایا مگر یہ کہ اس نے میرا حساب لیا یہاں تک کہ اس دن کے متعلق بھی مجھ سے پوچھا گیا جس دن میں روزہ سے تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ افطار کا وقت تھا میں نے اپنے ایک دوست کی دکان سے گندم کا ایک دانہ لے کر اسے توڑ دیا پھر مجھے یاد آیا کہ یہ میرا نہیں ہے تو میں نے اسے گندم پر دوبارہ رکھ دیا تو اس کو توڑنے کی مقدار جتنا حصہ بھی میری نیکیوں سے لے لیا گیا'' (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح' باب الرفق والحیاء وحسن الخلق' الفصل الثانی' تحت الحدیث: 5083 ج8 ص811)

4-با آواز بلند درود شریف کی برکت:

ایک صوفی بزرگ فرماتے ہیں: میں نے مشطاح نامی آدمی کو اس کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا' وہ اپنی زندگی میں لوگوں سے ہنسی مذاق کیا کرتا تھا' میں نے اس سے پوچھا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عزوجل نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' اس نے جواب دیا: ''اللہ عزوجل نے مجھے بخش دیا۔'' میں نے اس سے پوچھا: ''کس وجہ سے؟'' جواب دیا: ''میں نے ایک محدث صاحب سے حدیث شریف کو املا کے لئے عرض کی تو انہوں نے حضور سید عالم' نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھا' میں نے بھی بلند آواز سے درود پاک پڑھا۔ سن کر اہل مجلس نے بھی درود پاک پڑھا' اس کی برکت سے اللہ عزوجل نے ہم سب کو بخش دیا۔'' (القربۃ لابن بشکوال ص66 رقم 23' مسالک الحنفاء المطلب الخامس فی فضل الصلاۃ والسلام' الفصل الاول' ص160)

5-ایک مٹھی مٹی:

ایک شخص کو خواب میں پوچھا گیا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' کہا: ''میری نیکیوں کا وزن کیا گیا تو میرے گناہ میری نیکیوں پر غالب آ گئے پھر میری نیکیوں کے پلڑے میں ایک تھیلی رکھی گئی تو میری نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گیا جب اس تھیلی کو کھولا گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں وہ ایک مٹھی مٹی ہے جو

میں نے ایک مسلمان کی قبر پر ڈالی تھی۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح' کتاب الجنائز' باب دفن المیت' الفصل الثانی' تحت الحدیث: 1708' ج4 ص189)

ان واقعات سے پتا چلا کہ ہمیں کوئی نیکی نہیں چھوڑنی چاہئے' نہ جانے اللہ عزوجل کو کونسی نیکی پسند آ جائے جب وہ بخشنے پر آتا ہے تو بظاہر نیکی کتنی ہی چھوٹی ہو وہ اسی کے سبب کرم فرما دیتا ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں کثیر احادیث مبارکہ وارد ہیں مثلاً ایک عورت کو صرف اس لئے بخش دیا گیا کہ اس نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا۔ (صحیح البخاری' کتاب بدء الخلق' باب اذا وقع الذباب......الخ' الحدیث: 3321' ج2' ص409)

ایک شخص نے راستے میں ایک درخت کو اس لئے ہٹا دیا تاکہ لوگوں کو اس سے ایذا نہ پہنچے۔ اللہ عزوجل نے خوش ہو کر اس کی مغفرت فرما دی۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل ازالۃ الاذی عن الطریق ص1410 الحدیث 1914) اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی نہیں کرنا چاہئے کہ نہ جانے کس گناہ پر اللہ عزوجل ناراض ہو جائے اور کا دردناک عذاب آ کر گھیر لے۔

تین چیزیں تین چیزوں میں

خلیفۂ اعلیٰ حضرت' فقیہ اعظم سیدنا ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: ''اللہ عزوجل نے تین چیزوں کو تین چیزوں میں مخفی (پوشیدہ) رکھا ہے۔ 1-اپنی رضا کو اپنی اطاعت میں اور 2-اپنی ناراضی کو اپنی نافرمانی میں اور 3-اپنے اولیا کو اپنے بندوں میں۔'' یہ قول نقل کرنے کے بعد فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''لہٰذا ہر طاعت اور ہر نیکی کو عمل میں لانا چاہئے کہ معلوم نہیں کس نیکی پر وہ راضی ہو جائے اور ہر بدی سے بچنا چاہئے کیونکہ معلوم نہیں کس بدی پر وہ ناراض ہو جائے۔ خواہ وہ بدی کیسی ہی صغیر (چھوٹی) ہو مثلاً (بلا اجازت) کسی کے تنکے کا خلال کرنا بظاہر ایک معمولی سی بات ہے یا کسی ہمسایہ کی مٹی سے اس کی اجازت کے بغیر ہاتھ دھونا گویا ایک چھوٹی سی بات ہے۔ مگر ممکن ہے کہ اس برائی میں حق تعالیٰ کی ناراضی مخفی (چھپی ہوئی)

Scanned with CamScanner

ہو۔ تو ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی بچنا چاہئے۔'' (اخلاق الصالحین ص 60)

6-کریم صرف کرم کرتا ہے:

حضرت سیّدنا حسن بن عاصم شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' فرمایا: ''کریم تو صرف کرم کرتا ہے۔'' (الرسالۃ القشیریۃ، باب رؤیا القوم، ص 418)

7-صدیق وعمر کا وسیلہ کام آ گیا:

ایک شخص کا بیان ہے کہ میرے استاذ کے ایک رفیق فوت ہو گئے۔ استاذ صاحب نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' جواب دیا: ''اللہ عزوجل نے میری مغفرت فرما دی۔'' پوچھا: ''منکر نکیر کے ساتھ کیسی رہی؟'' جواب دیا: انہوں نے مجھے بٹھا کر جب سوالات شروع کئے' اللہ عزوجل نے میرے دل میں ڈالا اور میں نے فرشتوں سے کہہ دیا: ''حضرت سیّدنا ابوبکر اور حضرت سیّدنا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے واسطے مجھے چھوڑ دیجئے۔'' یہ سن کر ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا: ''اس نے بڑی بزرگ ہستیوں کا وسیلہ پیش کیا ہے لہٰذا اس کو چھوڑ دو۔'' چنانچہ انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور تشریف لے گئے۔ (شرح الصدور، باب فتنۃ القبر وسوال الملکین، ص 141)

ہر مسلمان کو چاہئے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا نہایت ادب رکھے اور دل میں ان کی عقیدت ومحبت کو جگہ دے۔ ان کی محبت حضور نبی کریم' رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ حضرات شیخین کریمین یعنی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں حضور نبی پاک' صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابوبکر اور عمر سے مومن محبت رکھتا ہے اور منافق ان سے بغض رکھتا ہے۔'' (تاریخ دمشق، ج 44، ص 225)

(136)

خود پسندی مہلک آفت ہے

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اس روایت میں غور کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن انگوٹھی پہنی اور پھر ہاتھ سے اتار کر پھینک دی اور اپنے لئے اس زینت کو پسند نہ فرمایا ایسے ہی میں نے اس حدیث میں غور کیا ''کہ ایک آدمی پوشاک اوڑھے بالوں میں کنگھی کئے ہوئے فاخرانہ انداز سے چل رہا تھا کہ زمین میں دھنسا دیا گیا جو قیامت تک یونہی نیچے کو چلتا جائے گا۔'' تو میں نے سمجھا کہ مومن کو عجب و تفاخر کا لباس یا زینت کا استعمال مناسب نہیں کہ اس سے آدمی اپنے کو عجب (خود پسندی) کی نگاہ سے دیکھنے لگتا ہے اور نفس کو تو اپنے خالق کے سامنے ذلت وعاجزی سے ہی رہنا چاہئے بنی اسرائیل کے قدیم علماء لاٹھی کے سہارے چلا کرتے تھے تاکہ ان کی چال میں تفاخر پیدا نہ ہو میں اس کے اسباب کے متعلق کہتا ہوں کہ ٹکڑوں سے مرقع لباس جس میں نام نہاد صوفیا سست رفتار اور ٹیڑھی نگاہ سے چلتے ہیں کبھی اس میں بھی لباس کا فخر آ جاتا ہے یا تو اس کے ذاتی حسن کی وجہ سے یا اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ میرے زہد وتصوف کی علامت ہے ایسے ہی ہاتھ کی انگوٹھی اور لمبی آستین اور آواز دار جوتا' میں نہیں کہتا کہ یہ چیزیں حرام ہیں البتہ کبھی تکبر کا موجب بن جاتی ہیں جو کہ حرام ہے لہٰذا عاقل کو لائق ہے کہ میری ان باتوں سے خوفناک چیزوں کے شر سے بچنے کے لئے آگاہ ہو جائے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک عمدہ گھوڑے پر سوار ہوئے اس کی رفتار بہت اچھی لگی تو اتر آئے اور فرمایا: اے نافع! اسے طویلہ (اصطبل) میں چھوڑ آؤ۔ (صید الخاطر)

Scanned with CamScanner

(137)

تبلیغی جماعت کا دائرہ تبلیغ

مولانا عطاء المصطفیٰ جمیل فرماتے ہیں: لیسٹر (برطانیہ) میں مقیم وزیر آباد کے ایک باشعور سُنّی محمد بشیر صاحب المعروف ''پہلوان جی'' میرے ساتھ انگلینڈ کے مختلف مقامات پر جایا کرتے تھے۔ ایک دن ان کی کار پر جلسۂ میلاد میں شرکت کے لئے نیلسن جا رہے تھے۔ ہمارے ساتھ محترم عنایت اللہ صاحب سالار وزیر آبادی بھی تھے۔ بات تبلیغی جماعت کی چل نکلی تو پہلوان جی نے کہا: ''مدت ہوئی ہے کہ تبلیغی جماعت نے میرے گھر آنا چھوڑ دیا ہے۔''

میں نے وجہ پوچھی تو پہلوان جی نے کہا: میرے مکان پر ہفتہ میں کم از کم ایک مرتبہ تبلیغی جماعت کے چلہ کش ضرور آتا تھا کہ عیال دار ہوں۔ بیوی بچوں کے علاوہ پاکستان میں مقیم چند عزیزوں کا بوجھ بھی میرے کندھوں پر ہے۔ ان حالات میں کام کاج چھوڑ کر آپ کے ساتھ گھومتے رہنا میرے لئے ناممکن ہے۔

رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ میری بچی روزہ رکھ کر سکول چلی گئی۔ سکول میں بریک ٹائم ہوا بچی کی ٹیچر نے اسے دودھ پیش کیا تو اس نے کہا: میرا روزہ ہے۔ ٹیچر نے پوچھا: روزہ کیا ہے؟ میری بچی نے صرف اتنا جواب دیا کہ روزہ عبادت ہے دوسرے ہی روز بچی کی ٹیچر میرے گھر آ گئی۔ میں نے اسے ڈرائینگ روم میں بٹھایا تو ٹیچر نے کہا:

''معاف کیجئے گا آپ کو زحمت دے رہی ہوں۔ کل آپ کی بیٹی نے سکول میں نہ تو دودھ پیا اور نہ ہی ٹافیاں کھائیں۔ حد تو یہ ہے کہ اس نے پانی تک نہیں پیا۔ میں نے فکر مند ہو کر پوچھا: کیا بات ہے تم نے کھایا پیا کچھ نہیں تو اس نے کہا: میرا روزہ ہے۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ روزہ کیا ہے؟''

یہ تو مولویوں کا کام ہے

میں ٹیچر سے بات کرنے ہی والا تھا کہ مکان کی گھنٹی بجی۔ میں نے دروازہ کھولا تو پھر وہی پرانا منظر دیکھا۔ تبلیغیوں کی ایک جماعت دست بستہ کھڑی تھی۔ انہیں دیکھتے ہی میں نے کہا: ''آج کے دن آپ کو دیکھ کر بہت مسرت ہوئی ہے۔ میرے ڈرائینگ روم میں ایک عیسائی ٹیچر بیٹھی ہوئی ہے۔ وہ روزہ کے بارے میں معلومات چاہتی ہے۔ آپ دیندار لوگ ہیں۔ دین کے بارے میں مجھ سے زیادہ معلومات رکھتے ہیں۔ اندر تشریف لائیے اور عیسائی ٹیچر کو روزہ کا فلسفہ سمجھائیے۔'' میری بات سن کر ان کے امیر نے کہا:

''معاف کیجئے گا یہ کام تو مولویوں کا ہے۔ ہم تو صرف اللہ اللہ کرتے ہیں۔''

یہ سن کر میں نے کہا: ''بہت افسوس ہے کہ آپ نے اپنی جماعت کا نام رکھا ہے تبلیغی جماعت لیکن آپ کی تبلیغ صرف مسلمانوں تک محدود ہے اور وہ بھی سیدھے سادھے مسلمانوں کو نماز کا جھانسہ دے کر وہابی بنانے کے لئے۔ آپ میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جو غیر مسلم کو تبلیغ کر سکے۔ آئندہ میرے گھر آنے کی زحمت گوارا نہ کیجئے گا۔''

یہ سنتے ہی تبلیغی چلے گئے اور میں نے اپنی بساط کے مطابق عیسائی ٹیچر کو روزہ سے متعلق چند باتیں بتائیں جو میں نے وعظوں میں سن رکھی تھیں۔

الغرض! تبلیغی ایک عیسائی معلّمہ کو روزہ کی فلاسفی نہ سمجھا سکے کیوں کہ ان کا مبلغ علم تو صرف تبلیغی نصاب ہے جس میں صرف فضائل ہی درج ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ ''جماعت'' تو ہو گی لیکن ''تبلیغی'' ہرگز نہیں۔

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(138)

یہی بہت ہے تری چشم انتخاب ہوں میں

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

غزوۂ خندق میں ہماری ایک طرف تو مکہ کے کفار اور ان کے ساتھ دوسرے کافروں کے بہت سے گروہ تھے جو ہم پر چڑھائی کر کے آئے تھے اور حملہ کے لئے تیار تھے اور دوسری طرف خود مدینہ منورہ میں بنو قریظہ کے یہودی ہماری دشمنی پر تلے ہوئے تھے جن سے ہر وقت اندیشہ تھا کہ کہیں مدینہ منورہ کو خالی دیکھ کر وہ ہمارے اہل وعیال کو بالکل ختم نہ کر دیں۔ ہم لوگ مدینہ منورہ سے باہر لڑائی کے سلسلہ میں پڑے ہوئے تھے۔ منافقوں کی جماعت گھر کے خالی اور تنہا ہونے کا بہانہ کر کے اجازت لے کر اپنے گھروں کو واپس جا رہی تھی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر اجازت مانگنے والے کو اجازت مرحمت فرما دیتے تھے۔

اسی دوران میں ایک رات آندھی اس قدر شدت سے آئی کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنی آئی نہ اس کے بعد، اندھیرا اس قدر زیادہ تھا کہ آدمی کو پاس والا آدمی تو کیا اپنا ہاتھ بھی نظر نہیں آتا تھا اور ہوا اتنی سخت کہ اس کا شور بجلی کی طرح گرج رہا تھا۔ منافقین اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ ہم تین سو کا مجمع اسی جگہ تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک کا حال دریافت فرما رہے تھے اور اس اندھیرے اور آندھی میں ہر طرف تحقیقات فرما رہے تھے۔ اتنے میں میرے پاس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا، میرے پاس نہ تو دشمن سے بچاؤ کے واسطے کوئی ہتھیار، نہ سردی سے بچاؤ کے لئے کوئی کپڑا، صرف ایک

چھوٹی سی چادر تھی جو اوڑھنے میں گھٹنوں تک آتی تھی اور وہ بھی میری نہیں بلکہ میری بیوی کی تھی۔ میں اس کو اوڑھے ہوئے گھٹنوں کے بل زمین سے چمٹا ہوا بیٹھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کون ہے؟ میں نے عرض کیا: حذیفہ۔ مگر مجھ سے سردی کے مارے اٹھا بھی نہ گیا اور شرم کے مارے زمین سے چمٹ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اٹھ کھڑا ہو اور دشمنوں کے جتھے میں جا کر ان کی خبر لا کہ کیا ہو رہا ہے؟ میں اس وقت گھبراہٹ، خوف اور سردی کی وجہ سے سب سے زیادہ خستہ حال تھا مگر تعمیل ارشاد میں اٹھ کر فوراً چل دیا۔

حضرت حذیفہ کو حضور علیہ السلام کی دعا

جب میں جانے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی:

اللھم احفظه من بين يديه ومن خلفه وعن يمينه وعن سماله ومن فوقه ومن تحته ۔

"یا اللہ! اس کی حفاظت فرما، سامنے سے اور پیچھے سے، دائیں سے اور بائیں سے، اوپر سے اور نیچے سے۔"

حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد فرمانا تھا گویا مجھ سے خوف اور سردی بالکل ہی جاتی رہی اور ہر ہر قدم پر یہ معلوم ہوتا تھا گویا گرمی میں چل رہا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چلتے وقت یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ کوئی ایسی ویسی حرکت نہ کر کے آنا، چپ چاپ دیکھ کر آ جاؤ کیا ہو رہا ہے؟ میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ آگ جل رہی ہے اور لوگ سینک رہے ہیں۔ ایک شخص آگ پر ہاتھ سینکتا ہے اور کوکھ پر پھیرتا ہے اور ہر طرف سے واپس چلو، واپس چلو کی آوازیں آ رہی ہیں۔ ہر شخص اپنے قبیلہ والوں کو آواز دے کر کہتا ہے کہ واپس چلو اور ہوا کی تیزی کی وجہ سے چاروں طرف سے پتھر ان کے خیموں پر برس رہے تھے۔ خیموں کی رسیاں ٹوٹتی جاتی ہیں اور گھوڑے وغیرہ جانور ہلاک ہو رہے تھے۔

Scanned with CamScanner

میں نے اپنے سینے کو حضور کے قدموں سے چمٹا لیا

ابوسفیان جو ساری جماعتوں کا اس وقت گویا سردار بنا تھا' آگ پر ہاتھ سینک رہا تھا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ موقع اچھا ہے اس کو نمٹاتا چلوں۔ ترکش میں سے تیر نکال کر کمان میں بھی رکھ لیا مگر پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد آیا کہ کوئی حرکت نہ کرنا' دیکھ کر چلے آنا اس لئے تیر کو ترکش میں رکھ دیا۔ ان کو شبہ ہو گیا' کہنے لگے تم میں کوئی جاسوس ہے۔ ہر شخص اپنے برابر والے کا ہاتھ پکڑ لے۔ میں نے جلدی سے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا' تو کون ہے؟ وہ کہنے لگا' سبحان اللہ! تو مجھے نہیں جانتا' میں فلاں ہوں' میں وہاں سے واپس آیا' جب آدھے راستہ پر تھا تو تقریباً بیس سوار عمامہ باندھے ہوئے مجھے ملے۔ انہوں نے کہا' اپنے آقا سے کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کا انتظام کر دیا ہے' بےفکر رہیں۔ میں واپس پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھوٹی سی چادر اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ ہمیشہ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کوئی گھبراہٹ کی بات پیش آتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی طرف متوجہ ہو جایا کرتے تھے۔ نماز سے فراغت پر میں نے وہاں کا جو منظر دیکھا تھا' عرض کر دیا۔ جاسوس کا قصہ سن کر دندان مبارک چمکنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پاؤں کے قریب لٹا لیا اور اپنی چادر کا ذرا سا حصہ مجھ پر ڈال دیا۔ میں نے اپنے سینے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تلوؤں سے چمٹا لیا۔ (فضائل اعمال 120)

❀❀❀

(139)

ایک دیندار شخص اور بچھڑے کا واقعہ

کہا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک نیک بخت اور دیندار آدمی تھا' جس نے گائے کا ایک بچھڑا پال رکھا تھا' اس نیک بخت شخص کا ایک کم سن لڑکا تھا جب اس نیک بخت شخص کے مرنے کا وقت قریب آیا تو اس نے کہا: الٰہی! میں اس کمسن بچے کی امانت یہ بچھڑا تیرے سپرد کرتا ہوں۔ چنانچہ جب وہ لڑکا بڑا ہوا تو باپ کی طرح وہ بھی عبادت الٰہی میں لگا رہا' جس کا عمل یہ تھا کہ وہ تہائی رات سوتا' تہائی رات عبادت الٰہی عزوجل میں گزارتا اور ایک تہائی رات میں اپنے معبود حقیقی کے سامنے گریہ وزاری کرتا تھا' اور دن میں اپنی محنت ومشقت سے جو کچھ کماتا اس کے تین حصے کر کے ایک حصہ خیرات کرتا اور ایک حصہ اپنے خرچ میں لاتا اور ایک حصہ اپنی والدہ کو دے دیتا تھا۔ ایک دن اس کی ماں نے اس سے کہا: تیرا باپ فلاں مکان میں تیرے لئے ایک گائے کا بچھڑا چھوڑ گیا ہے تو اسے جا کر دیکھ لے! والدہ کا حکم پاتے ہی لڑکا اس مقام پر گیا جہاں وہ بچھڑا تھا' اور اس کو والدہ کے سامنے لے آیا تو اس کی والدہ نے کہا: تو اس کو بازار لے جا اور تین دینار کا فروخت کر دے' مگر میری اجازت کے بغیر فروخت نہ کرنا۔ غرض جب وہ لڑکا بچھڑے کو لے کر بازار گیا تو بادشاہ نے اس سے کہا: لڑکے! اپنی ماں کی اجازت کے بغیر اس بچھڑے کے چھ دینار لے کر میرے ہاتھ فروخت کر دے۔ یہ سن کر لڑکے نے کہا: جناب! والدہ کی اجازت حاصل کرنا تو ضروری ہے' میں ان کی اجازت کے بغیر کس طرح فروخت کر سکتا ہوں؟

Scanned with CamScanner

چنانچہ لڑکے نے بازار سے واپس آ کر تمام واقعہ اپنی والدہ کو سنایا تو اس کی ماں نے بتایا: بیٹا! وہ شخص بادشاہ ہے تو اس کے پاس جا کر اس سے معلوم کر کہ کیا آپ مجھے اس بچھڑے کے فروخت کرنے کی اجازت دیتے ہیں؟ بادشاہ نے اس لڑکے کو بتایا کہ: ابھی ٹھہر جا! تیرے اس بچھڑے کو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام خریدیں گے اور اس کی قیمت کا جس قدر اس کی کھال میں آ سکے گا سونا تجھے دیں گے۔ غرض اسی طرح ہوا' اس لڑکے نے اپنی والدہ کے ساتھ جو نیک عمل کیا تھا اس کی مکافات اور مقتول کے بیان کی غرض سے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اس بچھڑے کا ذبح کرنا لازم قرار دے دیا' کیونکہ بنی اسرائیل مرنے کے بعد قیامت میں پھر زندہ کر کے اٹھائے جانے کے قائل نہ تھے' مگر جب اس بچھڑے کو ذبح کرنے کے بعد اس کے جسم یعنی زبان یا پشت کی کھال کا کوئی حصہ مقتول کے جسم پر مارا تو اللہ کے حکم سے مقتول نے زندہ ہو کر خود ہی اپنے قاتل کا نام بتادیا۔

جس سے بنی اسرائیل پر ظاہر ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد بھی مردے کو زندہ کر سکتا ہے۔ (خیر المونس)

❀❀❀

(140)

ایک خراسانی کا واقعہ

یحییٰ بن سلیم کہتے ہیں: مکہ شریف میں ہمارے ساتھ ایک خراسانی شخص تھا جو کہ بڑا صالح تھا اور لوگ اس کے پاس اپنی اپنی امانتیں رکھتے تھے ایک شخص آیا اور اس کے پاس دس ہزار دینار بطور امانت رکھے اور اپنے کسی کام سے چلا گیا جب وہ شخص مکہ میں واپس آیا تو خراسانی فوت ہو چکا تھا' اس شخص نے خراسانی کے اہل خانہ اور بچوں سے اپنے مال کے متعلق پوچھا تو ان کو کوئی علم نہ تھا' اس شخص نے وہاں پر بکثرت موجود فقہائے مکہ سے کہا: میں نے فلاں شخص کے پاس دس ہزار دینار بطور امانت رکھے تھے وہ شخص تو مر گیا ہے میں نے اس کے بیٹے و دیگر اہل خانہ سے پوچھا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا' اب آپ حضرات میرے مسئلے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ فقہاء مکہ نے کہا: ہم امید رکھتے ہیں کہ خراسانی جنتی ہے ایسا کرو جب آدھی یا تہائی رات گزر جائے تو زمزم کے کنویں پر جا کر جھانکنا اور آواز دینا: اے فلاں بن فلاں میں امانت والا ہوں۔ اس نے تین رات تک ایسا ہی کیا لیکن اسے کوئی جواب بھی نہیں ملا تو وہ ان کے پاس آیا اور ان کو پورا واقعہ بتایا۔ فقہاء نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ کہا اور فرمایا: ہمیں ڈر ہے کہ وہ خراسانی جہنم میں ہے لہٰذا تم یمن جاؤ اور وادئ برہوت کے کنویں میں جھانکو جب آدھی یا تہائی شب بیت جائے تو پھر آواز دینا اے فلاں بن فلاں میں امانت والا حاضر ہوں چنانچہ اس نے یونہی کیا اور اس کی پہلی آواز پر ہی جواب آ گیا۔ اس شخص نے کہا تجھ پر افسوس تو یہاں کیسے پہنچا تو تو بہت اچھا انسان تھا خراسانی نے کہا: میرے گھر کے کچھ لوگ خراسان میں

سکونت پذیر تھے اور میں ان سے قطع تعلق رہا یہاں تک کہ مر گیا' اسی جرم پر اللہ تعالیٰ نے مجھے پکڑا اور یہاں پہنچایا گیا ہوں بہر حال تیرا مال ویسے کا ویسا محفوظ ہے اور میں نے اپنے بیٹے کو بھی تیرے مال کا امین نہیں بنایا تھا اور گھر میں اسی طرح دفن کر دیا تھا پس میرے بیٹے سے کہو کہ وہ تجھے میرے گھر میں داخلے کی اجازت دیدے اور تو خود اندر داخل ہو کر کھدائی کر تو تو اپنا مال حاصل کر لے گا وہ شخص آیا اور اپنے مال کو بعینہ پایا۔

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب آدمی اپنے رشتہ داروں کے نزدیک ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ ہدیہ وغیرہ کے ساتھ صلہ رحمی کرے اور ان کو دیکھنے جایا کرے اگر وہ مال سے صلہ رحمی کی قوت نہ رکھتا ہو تو ان سے ملا ضرور کرے اور اگر وہ محتاج ہوں تو ان کے معاملات میں تعاون کرے اگر وہ دور ہوں تو خط و کتابت کرے اور اگر چل کر جا سکتا ہے تو یہ زیادہ افضل ہے۔

ایک حکم اور دس حکمتیں

یاد رکھو صلہ رحمی میں دس باتیں ایسی ہیں جو قابل تعریف ہیں:

1- صلہ رحمی سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے کیونکہ اس نے ہی یہ حکم دیا ہے۔ 2- اس سے رشتے داروں کو مسرت حاصل ہوگی جیسا کہ حدیث میں ہے کہ افضل عمل مؤمن کو خوش کرنا ہے۔ 3- صلہ رحمی سے فرشتوں کو مسرت ہوتی ہے۔ 4- مسلمان صلہ رحمی کرنے والے کی تعریف کرتے ہیں۔ 5- صلہ رحمی کے عمل سے شیطان کو دکھ اور غم ہوتا ہے۔ 6- صلہ رحمی سے عمر بڑھتی ہے۔ 7- صلہ رحمی سے روزی میں برکت ہوتی ہے۔ 8- فوت ہو جانے والے آباؤ اجداد صلہ رحمی سے مسرور ہوتے ہیں۔ 9- صلہ رحمی سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے اس لئے کہ وہ ان کی خوشی وغمی میں ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ 10- اس کے مرنے کے بعد اجر و ثواب بڑھ جاتا ہے کیونکہ رشتہ دار اس کے احسان کو یاد کر کے اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔ (تنبیہ الغافلین)

❀❀❀

(141)

صدیق و عمر رضی اللہ عنہما کے گستاخ کا انجام

3 افراد یمن کے سفر پر نکلے ان میں ایک کوفی تھا جو شیخین کریمین (حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا گستاخ تھا' اسے سمجھایا گیا لیکن باز نہ آیا۔ جب یہ تینوں یمن کے قریب پہنچے تو ایک جگہ قیام کیا اور سو گئے۔ جب کوچ کا وقت آیا تو ان میں سے دو نے اٹھ کر وضو کیا اور پھر اس گستاخ کوفی کو جگایا۔ وہ اٹھ کر کہنے لگا: افسوس میں تم سے اس منزل میں پیچھے رہ گیا ہوں تم نے مجھے عین اس وقت جگایا جب شہنشاہ مدینہ' قرار قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سرہانے کھڑے ہو کر فرما رہے تھے: ''اے فاسق! اللہ عزوجل فاسق کو ذلیل و خوار کرتا ہے' اسی سفر میں تیری شکل بدل جائے گی۔'' جب وہ گستاخ اٹھ کر وضو کے لئے بیٹھا تو اس کے پاؤں کی انگلیاں مسخ ہونا (بگڑنا) شروع ہو گئیں' پھر اس کے دونوں پاؤں بندر کے پاؤں کے مشابہ ہو گئے' پھر گھٹنوں تک بندر کی طرح ہو گیا' یہاں تک کہ اس کا سارا بدن بندر کی طرح بن گیا۔ اس کے رفقا نے اس بندر نما گستاخ کو پکڑ کر اونٹ کے پالان کے ساتھ باندھ دیا اور اپنی منزل کی طرف چل دیئے۔ غروب آفتاب کے وقت وہ ایک ایسے جنگل میں جا پہنچے جہاں کچھ بندر جمع تھے' جب اس نے ان کو دیکھا تو مضطرب (بے تاب) ہو کر رسی چھڑائی اور ان میں جا ملا۔ پھر سبھی بندر ان دونوں کے قریب آئے تو یہ خوفزدہ ہوئے مگر انہوں نے ان کو کوئی اذیت نہ دی اور وہ بندر نما گستاخ ان دونوں کے پاس بیٹھ گیا اور انہیں دیکھ دیکھ کر آنسو بہاتا رہا۔ ایک گھنٹے کے بعد جب بندر واپس گئے تو وہ بھی ان کے

...ہی چلا گیا۔ (شواہد النبوۃ ص 203)

دیکھا آپ نے! شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا گستاخ بندر بن گیا۔ کسی کسی کو اس طرح دنیا میں بھی سزا دے کر لوگوں کے لئے عبرت کا نمونہ بنا دیا جاتا ہے تا کہ لوگ ڈریں، گناہوں اور گستاخیوں سے باز آئیں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو صحابۂ کرام اور اہلبیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے محبت کرنے والوں میں رکھے۔

ہم کو اصحاب نبی سے پیار ہے
ان شاء اللہ اپنا بیڑا پار ہے
ہم کو اہل بیت سے بھی پیار ہے
ان شاء اللہ اپنا بیڑا پار ہے

❀❀❀

(142)

ہم نشینی سے ہم خیالی پیدا ہوتی ہے

ابن جوزی لکھتے ہیں: جو شخص افکار میں یکسوئی اور قلب کی اصلاح چاہتا ہے اسے لوگوں کی مجالس سے اس دور میں بہت بچنا چاہئے اس لئے کہ کبھی اجتماع مفید تذکروں کے لئے ہوتے تھے مگر اب مضر باتوں پر قائم ہوتے ہیں خود میں نے اپنے نفس پر بارہا تجربہ کیا کہ میں اسے گوشہ تنہائی میں محصور کر دیتا ہوں جس سے پریشانی ختم ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اسلاف کی سیرت کا مطالعہ بھی بڑھایا جائے تو میرا خیال ہے کہ تنہائی پرہیز ہے اور اسلاف کی سیرت پر نظر ڈالنا دوا ہے اور دوا کا استعمال میل جول سے پرہیز کے ساتھ ساتھ نفع دیتا ہے اور جب میں اپنے نفس کے لئے لوگوں کی مجالست اور ملاقات کی گنجائش پیدا کرتا ہوں تو دل کی یکسوئی پریشانیوں سے بدل جاتی ہے اور جن چیزوں کا خوف دھیان رکھنا تھا وہ بھولنے لگتی ہیں اور آنکھ جن صورتوں کو دیکھتی ہے وہ دل میں نقش ہونے لگتی ہیں اور کان جو سنتے ہیں اس کی آوازیں خیال میں محفوظ ہونے لگتی ہیں اور نفس میں وہ دنیا بیٹھنے لگتی ہے جس کے حصول کی طمع پیدا ہوتی ہے اور اکثر اہل ملاقات ارباب غفلت ہوتے ہیں اور طبیعت ان کی مجلس میں ان کی طبعی عادات و اخلاق کو چرانے لگتی ہے اور جب واپس آ کر دل کو ٹٹولتا ہوں ملتا ہی نہیں اس پہلی توجہ اور حضوری کو تلاش کرتا ہوں وہ ناپید ہوتی ہے اور میرا دل لوگوں کی اس ملاقات کے پردوں میں کئی کئی دنوں تک لپٹا رہتا ہے حتیٰ کہ خواہش ختم ہو جاتی ہے آخر تعمیر کے لئے توڑ پھوڑ کا سامنا کرنے کا کیا فائدہ؟

Scanned with CamScanner

زیادہ میل ملاپ نقصان دہ ہے

اس لئے کہ مسلسل تنہائی تعمیر کی مانند ہے اور اسلاف کی سیرت کا مطالعہ اسے بلند کرتا ہے اور لوگوں سے میل ملاقات ہونے لگی تو یہ تعمیر جو مدت میں تیار ہوئی تھی ایک لمحہ میں ٹوٹ جاتی ہے۔ تلافی مشکل ہو جاتی ہے اور دل کمزور پڑ جاتا ہے اور صاحب فہم آدمی امراض قلب کو جانتا ہے اور اپنے صاحب سے اس کے اعراض کو اور اپنے طائر کو اس کے قفص سے نکلنے کو جانتا ہے اور اس مریض پر اس بات سے امن نہیں کہ اس کا یہ مرض اس کی ہلاکت کا سبب ہوگا اور نہ ہی اس مقید طائر پر جال میں نہ پھنسنے کا اطمینان ہے اور مرض قلب کا سبب یہ ہے کہ وہ مجالست سے محفوظ تھا علم اور سیرت اسلاف کی غذا لیتا تھا کہ اس نے مجالست شروع کر دی جس کی برداشت اس کا مزاج نہ کر سکا اور بیمار پڑ گیا لہٰذا خوب کوشش اور محنت کر دبس تھوڑے سے دن ہیں کوئی قابل ملاقات اور قابل استفادہ شخص دکھائی نہیں دیتا اور نہ وہ شخص جس کی مجلس نفع دیتی ہے ہاں مگر شاذ و نادر کوئی ہو جو مجھے معلوم نہیں ساتھیوں میں کوئی شریک غم نہیں جس کے ساتھ مل کر باتیں کر سکیں اور نہ کوئی مخلص دوست ہے جسے رفیق سفر بنا سکیں۔ لہٰذا اپنی تنہائی میں پختہ ہو جا اور جتنے سانس باقی ہیں ان کا خیال کر اور جب نفس مخلوق کی ملاقات کے لئے بے چین ہونے لگے تو سمجھ لے کہ ابھی صاف نہیں بس اسے راضی کر حتیٰ کہ لوگوں کی ملاقات اسے ناپسند ہونے لگے اور اگر خالق کے ساتھ اس کا اشتغال ہوتا تو وہ لوگوں کی مجالست اور ہجوم پسند نہ کرتا جیسا کہ محبوب کے ساتھ خلوت میں بیٹھنے والا کسی اور کے ہاں جانے کو ترجیح نہیں دیتا اور اگر وہ طریق یمن کا طالب ہوتا تو شام کی طرف التفات نہ کرتا۔ (صید الخاطر)

❀❀❀

(143)

کیا یہ بدعت نہیں؟

علامہ عطاء المصطفیٰ جمیل نے لکھا: لیسٹر (برطانیہ) میں پاکستان سے ایک جماعت آئی جس میں عورتیں بھی شامل تھیں۔ یہ لوگ اسلامک سینٹر میں آئے تو محترم عنایت اللہ سالا روز یرآبادی نے کہا:

''کیا پاکستان میں سب لوگ نمازی بن گئے ہیں کہ آپ انگلینڈ میں نماز کی تبلیغ کے لئے تشریف لائے ہیں؟

اور کیا انگلینڈ میں کوئی مبلغ نہیں ہے جو آپ نے اتنی زحمت گوارا کی ہے؟ آپ نے لاکھوں روپے آمد و رفت پر صرف کر دیئے ہیں کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ پاکستان میں رہ کر یہ رقم یتیموں، بیواؤں اور غریبوں پر صرف کرتے۔

تبلیغ کے بہانے آپ لوگ سیر و سیاحت کے لئے نکلے ہیں اور اس تبلیغی ہنی مون میں اپنی عورتوں کو بھی ساتھ لائے ہیں۔'' تبلیغیوں سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

یاد رہے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تو اس طرح تبلیغ کی گئی اور نہ عورتوں پر مشتمل تبلیغی گروہ ترتیب دیئے گئے۔ سنیوں پر بدعت کے فتوے صادر کرنے والے اپنی بدعات سے کیوں صرف نظر کرتے ہیں۔ (سنی علماء کی حکایات)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(144)

گوارا ہو نہیں سکتا یہ کام اسلام کے اندر

ام المومنین حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں، دونوں خاوند بیوی ساتھ ہی مسلمان ہوئے اور حبشہ کی ہجرت بھی اکٹھے ہی کی، وہاں جا کر خاوند مرتد ہو گیا اور اسی حالت ارتداد میں انتقال کیا۔ حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ بیوگی کا زمانہ حبشہ میں گزارا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں نکاح کا پیام بھیجا اور حبشہ کے بادشاہ کی معرفت نکاح ہوا۔

نکاح کے بعد مدینہ طیبہ تشریف لائیں۔ صلح کے زمانہ میں ان کے باپ ابوسفیان مدینہ طیبہ آئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کی مضبوطی کے لئے گفتگو کرنا تھی۔ بیٹی سے ملنے گئے، وہاں بستر بچھا ہوا تھا۔ اس پر بیٹھنے لگے تو حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ بستر الٹ دیا۔ باپ کو تعجب ہوا کہ بجائے بستر بچھانے کے اس بچھے ہوئے کو بھی الٹ دیا۔ پوچھا: یہ بستر مرے قابل نہیں تھا؟ اس لئے لپیٹ دیا یا میں بستر کے قابل نہیں تھا؟ حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کے پاک اور پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے اور تم بوجہ مشرک ہونے کے ناپاک ہو، اس پر کیسے بٹھا سکتی ہوں؟ باپ کو اس بات سے بہت رنج ہوا اور کہا: تم مجھ سے جدا ہونے کے بعد بری عادتوں میں مبتلا ہو گئی ہو، مگر اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو عظمت تھی، اس کے لحاظ سے وہ

کب اس کو گوارا کرسکتی تھیں کہ کوئی ناپاک مشرک باپ ہو یا غیر ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھ سکے۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے چاشت کی بارہ رکعتوں کی فضیلت سنی تو ہمیشہ ان کو پابندی سے نبھایا۔ (فضائل اعمال 131)

❀❀❀

(145)

بنی اسرائیل کی دو بوڑھی عورتوں کا قصہ

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حدیث میں آیا ہے کہ بنی اسرائیل میں عجیب و غریب واقعات پیش آئے ہیں' ان کے واقعات بیان کیا کرو' جن سے کوئی نہ کوئی عبرت حاصل ہوگی۔ دیکھو میں تمہیں دو بوڑھی عورتوں کا واقعہ سناتا ہوں۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص اپنی بیوی کو بہت محبوب رکھتا تھا اور اس کی والدہ نہایت نیک بخت بوڑھی عورت تھی' ادھر اس کی بیوی کی والدہ بھی بوڑھی تھی مگر تھی بڑی چنچل' اور اتفاق سے دونوں میاں بیوی کی مائیں دونوں بوڑھی عورتیں نابینا تھیں' اس کی بیوی کی ماں اپنی عادت کے مطابق اپنی بیٹی یعنی اس شخص کی بیوی کو بہکاتی اور اکساتی رہتی تھی جس سے آئے دن ساس بہو میں سخت جھگڑا رہتا تھا' آخر جب یہ شخص تنگ آ کر اپنی ضعیف و ناتواں والدہ کو ہمراہ لے کر نکل کھڑا ہوا اور ایک لق ودق بے آب و گیاہ جنگل میں اس کو چھوڑ آیا جس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ بے آب و دانہ یہاں پڑی رہ کر مر جائے گی اور اس جنگل کے درندے اس کو پھاڑ ڈالیں گے' چنانچہ جب وہ شخص اپنی اس صابرہ اور ضعیف ماں کو اس کسمپرسی کی حالت میں چھوڑ کر چلا آیا تو اس کو جنگل کے درندوں نے آ گھیرا' اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک فرشتے نے اس کے پاس آ کر دریافت کیا کہ: بڑی بی! یہ جو آوازیں آ رہی ہیں' کیسی ہیں؟ ضعیفہ نے کہا: بہت اچھی آوازیں ہیں' اونٹ' گائے' بکریاں بول رہی ہیں۔ یہ سن کر فرشتہ نے کہا: بہتر ہے! انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ یہ کہہ کر وہ فرشتہ تو چلا گیا' اب صبح ہوئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ تمام جنگل اونٹ' گائے' بکریوں سے بھرا ہوا ہے۔ اگلے روز اس کے بیٹے کو خیال آیا کہ چل کر

دیکھوں تو سہی آخر بوڑھی ماں پر کیا گزری؟ غرض جب بیٹے نے جا کر دیکھا تو ماں کے قریب تمام جنگل اونٹ' گائے اور بکریوں سے بھرا ہوا ہے' جس کو دیکھ کر اس نے حیران ہو کر اپنی والدہ سے معلوم کیا کہ: ''اماں! آخر میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں؟ بتاؤ تو ماجرا کیا ہے؟

صبر کی جزا اور حسد کی سزا

ماں نے کہا: بیٹے! تو نے میری نافرمانی کی اور اپنی بیوی کی اطاعت کی' اللہ نے یہ مجھے میرے صبر کا پھل دیا ہے۔ اپنی والدہ کی یہ گفتگو سن کر وہ شخص بہت نادم و شرمندہ ہوا اور اپنی والدہ کو اس عطائے خداوندی کے ساتھ گھر لے آیا۔ اب کیا تھا اس کی بیوی کو ساس کی یہ نعمتیں دیکھ کر کیسے برداشت ہوتا؟ اپنے شوہر سے ضد کرنے لگی کہ میں اس وقت تک ہرگز تجھ سے خوش نہ ہوں گی جب تک تو میری بوڑھی نابینا ماں کو بھی اسی جنگل میں نہ چھوڑ آئے' جہاں اپنی ماں کو چھوڑ کر آیا تھا۔ مجبوراً وہ شخص اپنی بیوی کی ماں کو بھی وہیں لے جا کر چھوڑ آیا' اب جب شام ہوئی اور اس بڑھیا کو درندوں نے آ کر گھیرا تو پھر خدا کے حکم سے اسی فرشتے نے آ کر اس بوڑھی عورت سے معلوم کیا: یہ کیسی آوازیں ہیں جو تو سن رہی ہے؟ بڑھیا نابینا تو تھی کہنے لگی: یہ تو درندوں کی آوازیں ہیں جو مجھے پھاڑ کھانے کے لئے آئے ہیں۔ یہ سن کر فرشتے نے کہا: انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا! یہ کہہ کر فرشتہ تو چلا گیا اور درندوں نے چیر پھاڑ کر بڑھیا کو تکا بوٹی کر دیا' جب صبح ہوئی تو اس شخص کی بیوی نے پھر اپنے شوہر پر تقاضا شروع کیا کہ جا کر دیکھ تو میری ماں پر کیا گزری اور اس نے کیا کچھ جمع کیا؟ (کیونکہ اس عورت کا خیال تھا کہ شوہر کی ماں کی طرح میری ماں نے بھی اسی طرح مویشی جمع کر رکھے ہوں گے)۔ مگر جب اس شخص نے وہاں جا کر دیکھا تو کیسے مویشی؟ بڑھیا سے جنگل تو کیا جہاں بھی خالی ہو چکا تھا' اس کا کہیں نشان بھی نہ پایا کیونکہ اس کا تو رات ہی کو کام تمام ہو چکا تھا' جہاں چند ٹوٹی پھوٹی ہڈیوں کے سوا کچھ بھی نہ پایا' جو جمع کر کے اس نے اپنی بیوی کے سامنے لا کر رکھ دیا اور بیوی ان کو دیکھ کر اپنے خیال کی غلط تعبیر سے حیران رہ گئی' آخر اسی غم میں گھل گھل کر وہ بھی خود مر گئی۔ (حسد و بغض کا یہی نتیجہ ہوگا)۔ (خیر المونس)

Scanned with CamScanner

(146)

علم وحکمت کے موتی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: قیامت کے دن تین اشخاص اللہ کے عرش کے زیر سایہ ہوں گے۔

1-صلہ رحمی کرنے والا'اس کی عمر بڑھ جاتی ہے اور اس کی قبر اور اس کے رزق میں بھی وسعت کی جاتی ہے۔

2-ایسی عورت کہ جس کا شوہر اولاد کو یتیم چھوڑ کر فوت ہوا اور اس نے ان کو سنبھالا یہاں تک کہ وہ جوان ہو گئے یا فوت ہو گئے۔

3-ایسا شخص جو یتیموں اور مسکینوں کو بلا کر کھانا کھلائے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے کے دو اقدامات کو پسند فرماتا ہے اس کا ایک وہ قدم جو فرض نماز کی ادائیگی کے لئے اٹھتا ہے دوسرا وہ جو قرابت دار کی طرف اٹھتا ہے اور کہا گیا ہے کہ پانچ باتیں ایسی ہیں جن پر اگر وہ ثابت قدم رہے تو اس کی نیکیوں میں پہاڑوں جتنا اضافہ کر دیا جائے گا اور اس کے رزق میں وسعت کر دی جائے گی۔ 1-جو ہمیشہ صدقہ کرتا رہتا ہے چاہے تھوڑا یا زیادہ۔ 2-صلہ رحمی کرے تھوڑی سی چیز سے یا زیادہ سے۔ 3-ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد پر کمر بستہ رہنے والا۔ 4-ہمیشہ وضو سے رہنے والا اور پانی زیادہ خرچ نہ کرنے والا۔ 5-ہمیشہ اپنے والدین کی اطاعت کرنے والا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ورسولہٗ۔ (تنبیہ الغافلین)

(147)

قلم قدرت کی تحریر

حضرت سیّدنا منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے ایک نوجوان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ ان کی نماز کا طریقہ اہل خشوع جیسا تھا۔ میں نے سوچا یقیناً یہ کوئی اللہ عزوجل کے ولی ہیں۔ جب وہ نماز ختم کر چکے تو میں نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر میں نے کہا: ''کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جہنم میں ایک وادی ہے اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اِنَّهَا لَظٰى ۝ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۝ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ۝ (پ29' المعارج:18,16) ترجمہ: وہ تو بھڑکتی آگ ہے کھال اتار لینے والی بلا رہی ہے اس کو جس نے پیٹھ دی اور منہ پھیرا اور جوڑ کر سینت رکھا (محفوظ کر لیا مال کو) اور اس کے حقوق واجبہ ادا نہ کئے۔ خزائن العرفان)۔'' یہ سن کر انہوں نے چیخ ماری اور غش کھا کر گر پڑے جب ہوش آیا تو فرمایا: ''کچھ اور بھی سناؤ۔'' میں نے یہ آیات مبارکہ تلاوت کیں: ''یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ (پ28' التحریم:6) ترجمہ: اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر سخت کرے فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔''

نوجوان کی قسمت

یہ سن کر وہ گر پڑے اور ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ جب میں نے

Scanned with CamScanner

ان پر سے کپڑے ہٹائے تو دیکھا تو ان کے سینے پر قلم قدرت سے تحریر ہے: "فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ○ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ○ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ○ (پ29' الحاقۃ:23-21) ترجمہ: تو وہ من مانتے چین میں ہے بلند باغ میں جس کے خوشے جھکے ہوئے۔" انتقال کی تیسری شب میں نے ان کو خواب میں دیکھا کہ ایک تخت پر بیٹھے ہیں اور سر پر تاج چمک رہا ہے۔ میں نے پوچھا: "مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟" فرمایا: "بخش دیا"۔ (روض الریاحین' الحکایۃ الثالثۃ والستون بعد المائۃ 163' ص 181)

❀❀❀

(148)

اصحابِ کہف کا عزم بالجزم

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے ہدایت پانے والے کی ہدایت کا سبب سوچا اور غفلت کی نیند سے بیدار ہونے والے کی بیداری میں غور کیا تو میں نے دیکھا کہ اس کا سب سے بڑا سبب اس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے' جیسا کہ معروف ہے کہ کسی کام کے لئے وہ جب انتخاب کرے تو تیار بھی کر لیتا ہے چنانچہ کبھی تو یہ بیداری محض عقل کے غور وفکر سے پیدا ہو جاتی ہے چنانچہ انسان اپنے وجود کو دیکھ کر یقین کرتا ہے کہ اس کا کوئی صانع ہے جو اپنے حق کا اس سے مطالبہ کرتا ہے' اپنی نعمتوں کے شکر کا تقاضا کرتا ہے' اپنی مخالفت کے عذاب سے ڈراتا ہے اور یہ فکر کسی ظاہری سبب سے پیدا نہیں ہوتی چنانچہ اہل کہف کے لئے یہی صورت پیش آئی "اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" (جب وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے ہمارا رب آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے) تفسیر میں ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے اپنے دل میں یہ بیداری محسوس کی اور کہا: اس مخلوق کا لازمی طور پر کوئی خالق ہے اور خوف کی آگ بھڑکنے سے ان کے باطن کا اضطراب شدت پکڑ گیا اور وہ صحرا کی جانب چل نکلے اور کسی معاہدہ کے بغیر ہی ایک جگہ اتفاقاً جمع ہو گئے ہر ایک نے دوسرے سے نکلنے کا سبب پوچھا اور سب نے باہم ایک دوسرے کی موافقت اور تصدیق کی اور بعض اس غور وفکر کا سبب خالق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات کو مانتے ہیں کسی پند ونصیحت کی بات کو سن کر یا دیکھ کر' پھر یہ سبب باطن قلب میں فکر کی تحریک کرتا ہے۔

نیند سے بیداری

نیز نیند سے بیدار ہونے والے کئی طرح کے ہیں بعض پر ان کی خواہش غالب ہوتی ہے اور اس کی طبعیت ان چیزوں کا تقاضہ کرتی ہے جو عادتا اسے مرغوب ہیں بس یہ صاحب الٹے پاؤں واپس ہو جاتا ہے اور حاصل ہونے والی بیداری نے اسے کچھ نفع نہ دیا بلکہ اس کے خلاف مزید حجت بن گئی۔ بعض وہ ہے جو دو صفوں کے مابین مجاہدہ کے مقام پر کھڑا ہے عقل جو تقویٰ کا حکم دیتی ہے اور خواہش جو مرغوبات کا تقاضا کرتی ہے پھر کوئی طویل مجاہدہ کے بعد مغلوب ہو جاتا ہے اور شر کی طرف لوٹ جاتا ہے اور اسی پر اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور کوئی ایسا ہوتا ہے جو کبھی غالب آتا ہے تو کبھی مغلوب ہو جاتا ہے اس کے زخم کسی شمار میں نہیں آتے اور کوئی ایسا بھی ہے جو دشمن پر غلبہ پا کر اسے قید کر لیتا ہے جس کے بعد وساوس کے سوا اس کے پاس کوئی حیلہ نہیں رہتا اور ان سب میں ممتاز وہ لوگ ہیں جو بیدار ہوئے تو پھر سوئے نہیں اور چل پڑے تو رکے نہیں ان کے عزم و ہمت میں چڑھنا اور ترقی کرنا ہے جب ایک مقام سے دوسرے پر پہنچتے ہیں تو پچھلا مقام انہیں اپنا نقص دکھائی دیتا ہے اور کچھ وہ بھی ہیں جو احتیاج سے گزر کر مجاہدہ تک پہنچتے ہیں یا تو اس لئے کہ طبعی تقاضا ان کی نگاہ میں بے وقعت اور گھٹیا ہے اور یا اس لئے کہ مطلوب اتنا اعلیٰ ہے کہ اس کے راستے کی رکاوٹ قابل التفات ہی نہیں، جان لو کہ وصول الی اللہ تعالیٰ کا طریق قدموں سے طے ہونے والا نہیں یہ قلوب سے طے ہوتا ہے اور فوری طور پر سامنے آنے والی شہوات و خواہشات رہزن ہیں اور راستہ اندھیری رات کی طرح ہے تاہم باتوفیق مرد کی آنکھ گھوڑے کی نظر رکھتی ہے جو تاریکی اور روشنی میں یکساں دیکھتی ہے اور طلب کا اخلاص مینار ہے کہ جہاں سے دکھائی دے رہنمائی کرتا ہے اور پھسلتا وہی ہے جو مخلص نہیں اور اخلاص سے وہ محروم رہتا ہے جس کا ارادہ نہیں کیا گیا۔ فَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۔ (صید الخاطر)

❀❀❀

(149)

تجارت میں دیانت

علامہ عطاء المصطفیٰ جمیل لکھتے ہیں کہ برطانیہ سے واپسی پر تحائف خریدنے کی غرض سے میں مارک سپنسر کی دکان پر گیا۔ ایک سویٹر مجھے بہت پسند آیا جس کی قیمت سات پاؤنڈ تھی۔ سویٹر لے کر میں کاؤنٹر پر پہنچا تو سیلز مین نے مجھ سے ساڑھے تین پاؤنڈ لئے۔ میں نے کہا: اس کی قیمت تو سات پاؤنڈ ہے۔ آپ مجھ سے نصف قیمت کیوں لے رہے ہیں؟ سیلز مین نے کہا: اس کی سلائی میں نقص ہے جس کی وجہ سے یہ کٹ پرائس میں فروخت کیا جا رہا ہے۔ میں نے سویٹر کو بہت غور سے دیکھا تو مجھے کوئی نقص نظر نہ آیا۔ سیلز مین نے میرے تعجب کو بھانپ لیا اور سویٹر کا بازو اٹھا کر دکھایا۔ بغل کی سلائی میں معمولی سا نقص تھا۔ میں نے سوچا کہ اگر یہ سویٹر پاکستان میں فروخت ہوتا تو دکاندار اسے پوری قیمت میں فروخت کر دیتا۔

تجارت میں دیانت مسلمانوں کا طرۂ امتیاز تھا۔ انڈونیشیا اور جاوا سماٹرا میں مسلمان تاجروں کی دیانت سے اسلام پھیلا تھا۔ سندھ کے ہندو مسلمانوں کی صداقت سے متاثر ہو کر فوج در فوج مسلمان ہوتے چلے گئے تھے۔ آج ہماری خوبیوں کو یورپ نے اپنا لیا ہے اور ہم یورپ کی خامیوں کو اپنا رہے ہیں۔ آج پاکستانی برآمدات کو دنیا بھر میں اس لئے پسند نہیں کیا جاتا کہ وہ نمونہ اچھا دکھا کر مال ناقص بھیجتے ہیں۔ لیسٹر میں مقیم میرے ایک دوست خوشنود احمد نے بتایا کہ ان کی فیکٹری نے پاکستان سے روئی درآمد کی۔ روئی کی گٹھوں کو جب کھولا گیا تو ان میں وزنی پتھر ڈال دیئے گئے تھے۔ خوشنود صاحب نے

بتایا کہ انگریز گٹھوں سے پتھر نکالتے تھے اور کہتے تھے ''پاکستان' پاکستان'' ہماری روزمرہ زندگی میں جعل سازی' ہیرا پھیری' ناپ تول میں کمی اور اشیائے خوردونوش میں ملاوٹ اس قدر عام ہوچکی ہے کہ یہ جرائم ہماری زندگی کا حصہ بن چکے ہیں۔ برطانیہ سے ہوکر آنے والے مسلمان برطانیہ کی ان خوبیوں کو ہی اپنالیں تو تبلیغ اسلام کے نتائج کئی گنا بڑھ سکتے ہیں۔لیکن افسوس کہ برطانیہ پلٹ' فیشن کو تو اپنالیتے ہیں' اعلیٰ اصولوں کو نہیں۔

(سنی علماء کی حکایات)

❀❀❀

(150)

یہ بھی تو بچے تھے

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مشہور اور بڑے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے ہیں۔فرماتے ہیں کہ میں بدر کی لڑائی میں میدان میں لڑنے والوں کی صف میں کھڑا تھا۔ میں نے دیکھا کہ میرے دائیں اور بائیں جانب انصار کے دوکم عمر لڑکے ہیں۔ مجھے خیال ہوا کہ میں اگر قوی اور مضبوط لوگوں کے درمیان ہوتا تو اچھا تھا کہ ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی مدد کرسکتے' میرے دونوں جانب بچے ہیں' یہ کیا مدد کرسکیں گے۔ اتنے میں ان دونوں لڑکوں میں سے ایک نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا' چچا جان! تم ابوجہل کو بھی پہچانتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں پہچانتا ہوں' تمہاری کیا غرض ہے؟ اس نے کہا: مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گالیاں بکتا ہے۔اس پاک ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے' اگر میں اس کو دیکھ لوں تو اس وقت تک اس سے جدا نہ ہوں گا کہ وہ مرجائے یا میں مرجاؤں۔ مجھے اس کے اس سوال اور جواب پر تعجب ہوا۔ اتنے میں دوسرے نے یہی سوال کیا اور جو پہلے نے کہا تھا' وہی اس نے بھی کہا۔ اتفاقاً میدان میں ابوجہل دوڑتا ہوا نظر آیا۔ میں نے ان دونوں سے کہا: تمہارا مطلوب جس کے بارے میں تم مجھ سے سوال کررہے تھے' وہ جارہا ہے۔ دونوں یہ سن کر تلواریں ہاتھ میں لئے ہوئے ایک دم بھاگے چلے گئے اور جاکر اس پر تلوار چلانی شروع کردی' یہاں تک کہ اس کو گرادیا۔

(کتب حدیث' فضائل اعمال 145)

Scanned with CamScanner

(151)

ایک نبی اللہ کا بیان

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا بیان ہے کہ کسی نبی نے خواب میں ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ کل صبح اٹھ کر پہلے پہل جو چیز تمہیں ملے اسے کھالینا اور دوسری چیز کو چھپالینا' تیسری کو پناہ دینا اور چوتھی کو ناامید نہ کرنا' پانچویں سے بھاگ جانا۔ صبح ہوئی تو سب سے پہلے ایک کالا پہاڑ ملا تو حیران ہو کر کہنے لگے: الٰہی اس پہاڑ کو کس طرح کھاؤں؟ مگر جب کھانے کا ارادہ کیا تو تمام پہاڑ حلوہ کا ایک لقمہ بن کر منہ میں آ گیا' آگے چل کر سونے کا ایک تخت ملا' آپ نے اسے زمین میں گاڑ دیا' مگر وہ فوراً باہر نکل آیا' پھر اس کو گاڑا تو پھر نکل آیا' مجبوراً چھوڑ کر چل دیئے' آگے بڑھ کر دیکھا ایک پرند کے پیچھے باز لگا ہوا ہے' اس پرندے نے چلا کر کہا: اے نبی! میری امداد کیجئے! آپ نے اسے آستین میں چھپالیا۔ باز نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میری امداد کیجئے! آپ نے اسے آستین میں چھپالیا۔ باز نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھے روزی سے محروم نہ کیجئے۔ یہ سن کر آپ نے اپنی ران کے گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر اسے کھلا دیا اور پرند کو چھوڑ کر آگے چلے تو راستہ میں ایک مردار جانور پڑا دیکھا' وہاں سے وہ تیزی سے بڑھ کر آگے نکل گئے' پھر فرمایا: الٰہی! اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ وحی آئی: کالا پہاڑ غصہ ہے جو ابتدا میں پتھر ہے اور انتہا میں شہد اور سونے کا تخت نیکیاں ہیں جنہیں آدمی کتنا ہی چھپائے مگر ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ پرند کا مطلب یہ ہے کہ مظلوم کو پناہ دو اور جو تمہیں امانت دار سمجھیں ان سے کبھی خیانت نہ کرو۔ باز سے مراد یہ ہے کہ اہل حاجت کی ضرورتیں حتی الوسع پوری کرتے رہو اور مردار سے غیبت مراد ہے' جس سے ہمیشہ متنفر رہنا چاہئے۔ (خیر المونس)

(152)

اہل اللہ کے خواب

ایک نیک شخص کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' ارشاد فرمایا: ''میری مغفرت فرمادی اور مجھ پر اور حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر فرشتوں نے فخر کیا اور ہم اور وہ اعلیٰ علیین میں ہیں۔'' (الخیرات الحسان' الفصل السادس والثلاثون فی بعض منامات ..... الخ' ص 97)

☆ ..... حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ پاک کی طرف ہجرت فرمائی تو حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے ایک شخص نے ہجرت کی۔ پھر وہ شخص بیمار ہو گئے تو گھبرا گئے' تو انہوں نے اپنے تیر لئے اور ان سے اپنے پورے کاٹ لئے تو ان کے ہاتھ سے خون بہنے لگا یہاں تک کہ وہ انتقال کر گئے تو انہیں حضرت سیدنا طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کی حالت بہت اچھی ہے اور انہیں اپنے ہاتھ ڈھانپے ہوئے دیکھا' تو ان سے پوچھا: ''رب عزوجل نے تم سے کیا معاملہ کیا؟'' بولے کہ ''اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے کی برکت سے مجھے بخش دیا۔'' پھر پوچھا: ''کیا وجہ ہے میں تمہیں ہاتھ ڈھانپے دیکھ رہا ہوں'' بولے: مجھ سے فرمایا گیا کہ ''جسے تم نے خود بگاڑ لیا ہے ہم اسے درست نہیں کریں گے۔'' یہ خواب حضرت سیدنا طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی: ''الٰہی

عزوجل! اس کے ہاتھوں کو بھی بخش دے۔''

(مشکوۃ المصابیح، کتاب القصاص، الفصل الاول، الحدیث 3456، ج1 ص633)

وصال کے بعد نورِ الٰہی کا ملنا

☆...... حضرت سیّدنا شیخ احمد بن ثابت مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیدی علی الخاج رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''یاسیدی مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل نے اپنے فضل وکرم سے مجھے اکرام عطا فرمایا اور میں نے ربِ تعالیٰ کو بڑا ہی رحیم وکریم پایا۔'' پھر میں نے ان دوستوں کے متعلق پوچھا جو کہ پاس ہی مدفون تھے۔ فرمایا: ''وہ سب خیریت سے ہیں۔'' پھر میں نے عرض کی: ''آپ مجھے نصیحت کیجئے جس کے ذریعے اللہ عزوجل مجھے نفع عطا فرمائے۔'' فرمایا: ''تجھ پر اپنی والدہ کی خدمت لازم ہے کیونکہ وہ بڑی نیک ہیں۔'' میں نے عرض کی: ''یاسیدی میں آپ کو اللہ عزوجل اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیتا ہوں کہ ہمارے احوال اور کوششوں کے بارے میں کچھ بتائیے۔'' فرمایا: ''تجھے بڑی تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک کی کثرت رکھ اور جو نے درود پاک کے متعلق لکھا ہے اس میں اضافہ کر اور اس میں زیادتی کا خواہش مند رہ۔'' میں نے پوچھا: ''آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں نے درود پاک کے متعلق کتاب لکھی ہے حالانکہ میں نے آپ کے انتقال کے بعد لکھی ہے۔'' فرمایا: ''اللہ عزوجل کی قسم! اس کا نور ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں میں چمک رہا ہے۔

(سعادۃ الدارین، الباب الرابع فیما ورد من لطائف المرائی ...الخ، المطبعۃ التاسعۃ، ص128)

❀❀❀

(153)

اہل خیر کی کمی

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: امورِ دنیا میں مشغول ہو کر جمعیت خاطر کا حصول بعید ہے خصوصاً ایسے نوجوان فقیر کے لئے جو فقر سے مانوس ہو چکا ہے کہ یہ شخص جب نکاح کرے گا اور متاعِ دنیا سے کچھ پاس نہیں تو کمائی کی فکر کرے گا یا لوگوں سے سوال کرے گا اور فکر میں انتشار آئے گا پھر اولاد ہو گئی تو مزید افکار بڑھے اور یہ اپنے نفس کے لئے حاصل ہونے والے مال میں رخصت ڈھونڈتا رہے گا حتیٰ کہ حرام میں مبتلا ہو جائے گا یہ شخص ایسی ضروریات کا اسیر ہے جنہیں حاصل نہیں کر پاتا۔ ہر دم اسے اپنے کھانے کی فکر ہے اور اہل وعیال کے کھانے کی اور اس کے نفقہ اور لباس کی جس سے بیوی کو راضی کر سکے اور پاس کچھ ہے نہیں تو کہاں ہے اس کا قلب حاضر؟ اور کون سی ہے اس کی جمعیت خاطر؟ بعیدٌ واللہ اسے یکسوئی نہیں مل سکتی جبکہ اس کی آنکھ لوگوں کی طرف دیکھ رہی ہے کان ان کی باتوں پر لگے ہوئے ہیں زبان ان سے کلام کر رہی ہے اور دل ضروریات کے حصول کی خاطر پریشان ہے۔ اگر کوئی پوچھے کہ پھر کیا کرنا چاہیے؟ تو میں کہوں گا اگر بقدر حاجت دنیا پاس ہے یا ایسے اسباب ہیں جو کفایت کرتے ہیں تو اس پر قناعت کر اور جہاں تک ممکن ہے مخلوق سے علیحدگی اختیار کر، نکاح کرنا ہے تو کسی مسکین عورت سے کر جو تھوڑے پر قناعت کر لے اور تو اس کی شکل وصورت اور فقر پر صبر اختیار کر اور اپنے نفس کو ایسی عورت کی طرف توجہ کی مہلت نہ دے جو زائد نفقہ طلب کرے اور اگر ایسی نیک عورت نصیب ہو گئی ہے جو یکسوئی کا باعث ہے تو نعمت ہے اور اگر نہیں ملتی تو خطرہ میں پڑنے سے صبر کرنا بہتر ہے اور جب کچھ ہاتھ لگے تو خرچ کے بعد کل کے لئے بھی کچھ بچائے رکھ کہ اس باقی کے تحفظ سے

Scanned with CamScanner

تجھے دل جمعی حاصل ہوگی اور اس زمانہ کے لوگوں سے ہر طرح بچ کے رہ کہ کوئی بھی غم خوار اور ایثار پیشہ آدمی باقی نہیں رہا اور نہ ایسا جسے تیری حاجت پورا کرنے کی فکر ہو اور نہ ایسا شخص کہ اس سے تو سوال کرے تو دیدے ہاں مگر قلیل مقدار اور وہ بھی بڑی مشکل کے ساتھ اور پھر احسان اتنا کہ تمام عمر گویا اسے غلام بنا لیا جب بھی دیکھ پاتا ہے تو بوجھ محسوس کرتا ہے یا کسی خدمت کی فرمائش کر دیتا ہے یا اپنے پاس آمد و رفت کا حکم دیتا ہے۔

گزشتہ لوگوں کا خلوص

گزشتہ زمانہ کے لوگ ابی عمرو بن نجید رحمۃ اللہ علیہ جیسے تھے کہ اس نے ایک دن دیکھا کہ ابوعثمان المغربی منبر پر کہہ رہا ہے کہ مجھے پر ہزار دینار قرض ہے۔ جس کی میں کوفت محسوس کرتا ہوں ابوعمرو رات کو اس کے پاس ہزار دینار لے کر گیا اور کہا: اس سے اپنا قرض ادا کرلو اگلا دن آیا تو ابوعثمان نے منبر پر آ کر کہا: اللہ کا شکر ہے کہ ابوعمرو نے میرا قرض اتار کر قلبی راحت پہنچائی ہے۔ ابوعمرو فوراً کھڑے ہو کر کہنے لگے: جناب شیخ وہ مال میری والدہ کا تھا اسے میرے اس فعل پر بڑا دکھ ہوا ہے ہو سکے تو واپس کر دیجئے اور رات ہوئی تو اس کے گھر جا کر کہنے لگے آپ نے لوگوں میں میری تشہیر کیوں کی کہ میں نے یہ کام مخلوق کو دکھانے کے لئے نہیں کیا تھا بس مال اپنے پاس ہی رہنے دے مگر اس کا ذکر نہ کرنا آہ وہ لوگ مر گئے اور ان کے جسم مٹی میں دفن ہو چکے ہیں ان کی ہڈیاں بوسیدہ ہو گئی ہیں مگر تذکرہ مہکتی ہوئی خوشبو کی طرح پھیل رہا ہے...... پس اس شخص سے دور دور رہو جس کا نصب العین فقط دنیا ہے اور تجھے دیکھنے کو ایسا شخص ہی ملے گا جو بظاہر دوست ہے مگر اندر سے دشمن ہے جو تیری مضرت پر خوش ہوتا ہے اور نعمت پر حسد کرتا ہے لہٰذا جس قیمت بھی ملے تنہائی کو حاصل کر کیونکہ ایک صاحب دل جب بازار سے واپس گھر پہنچا ہے تو اس کا دل بدلا ہوا ہوتا ہے اور جب خود ہی اسباب دنیا کی طرف مائل کر کے اسے فاسد کر لے گا اس کا تو کیا ہی پوچھنا اور مخلوق سے دور رہ کر دل جمعی حاصل کرنے کی کوشش کرتا کہ دل کو عاقبت اندیشی کے لئے فرصت ملے اور بصیرت کی آنکھ اجڑتے خیموں پر نگاہ ڈال سکے۔ (صید الخاطر)

(154)

ایک بوڑھے انگریز کی وصیت

علامہ عطاء المصطفیٰ جمیل لکھتے ہیں کہ ڈربی شہر کے مقامی اخبار میں ایک عجیب خبر دیکھنے میں آئی۔ ہوا یوں کہ ڈربی کے مضافات میں ایک بوڑھا کروڑ پتی مر گیا۔ موت سے پہلے اس نے وصیت نامہ لکھا اور تکیئے کے نیچے رکھ دیا۔ وصیت نامہ کے الفاظ کچھ یوں تھے:

''اس وقت میں موت وحیات کی کشمکش میں ہوں' کئی دنوں سے اپنے کمرے میں اکیلا ہوں۔ میرے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ میں موت کا کڑوا گھونٹ پینے والا ہوں ان تلخ لمحات میں نہ تو میرا کوئی بیٹا موجود ہے اور نہ ہی بیٹی۔ صرف میرا وفادار کتا کئی روز سے میرے سرہانے بیٹھا ہوا ہے۔

میں بقائمی ہوش وحواس وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد میں سے میری نالائق اولاد کو ایک پائی تک نہ دی جائے۔ آدھی جائیداد وفادار کتے کے نام کرتا ہوں اور آدھی گرجے کے نام......''

اسلام میں بوڑھوں کی عزت:

یورپ میں بوڑھوں کا انجام کیا ہوتا ہے؟ آپ اس حکایت میں پڑھ چکے ہیں۔ انگلینڈ میں بوڑھے تنہائی میں کسمپرسی کی زندگی گزارتے ہیں۔ ان کے بیٹے شادی کے بعد اپنے ماں باپ کے گھر میں ایک دن کے لئے بھی رہنا پسند نہیں کرتے صرف کرسمس کے دن وہ ماں باپ کے پاس آتے ہیں اور چائے کی پیالی پی کر بائے بائے کر جاتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

یورپ میں کئی بوڑھے اپنے کمروں میں مرجاتے ہیں۔ ان کے پاس کوئی نہیں ہوتا جو منہ میں پانی ہی ڈال دے۔ کمرے میں بدبو پھیلتی ہے تو پڑوسی کارپوریشن کو فون کرتے ہیں کہ بوڑھا آنجھانی ہو گیا ہے۔

یورپ والوں نے Old Pedples, Home بنا رکھے ہیں۔ جہاں لاوارث بوڑھے رہتے ہیں۔ انہیں وہاں دو وقت کا کھانا ضرور مل جاتا ہے لیکن دکھ درد بانٹنے والا کوئی نہیں ملتا۔ میں نے کئی بوڑھوں کو دیکھا ہے جو پارک میں بیٹھے کئی کئی گھنٹے درختوں، پھولوں یا پرندوں کو گھورتے رہتے ہیں۔ جب کہ ان کی جوان اولاد قحبہ خانوں اور رقص گاہوں میں دادعیش دے رہی ہوتی ہے۔

یورپ کے برعکس اپنے معاشرہ میں دیکھیے کہ بزرگوں کی زندگی کتنی باوقار ہوتی ہے۔ وہ اولاد پر حکم چلاتے ہیں، پوتے پوتیوں سے دل بہلاتے ہیں۔ برادری میں کوئی کام بزرگوں کی اجازت کے بغیر نہیں ہوتا۔ رشتے ناطے ان کی مرضی سے ہوتے ہیں۔ ہمارے چھوٹے اپنے بڑوں کے حق میں ان کی موت کے لیے بھی دعا کرتے رہتے ہیں۔ (سنی علماء کی حکایات)

❀❀❀

(155)

شرطِ ایمان...... مصطفیٰ ﷺ سے والہانہ پیار ہے

5ھ میں بنو المصطلق کی مشہور جنگ ہوئی۔ اس میں ایک مہاجر اور ایک انصاری کی باہم لڑائی ہو گئی، معمولی بات تھی مگر بہت بڑھ گئی۔ ہر ایک نے اپنی اپنی قوم سے دوسرے کے خلاف مدد چاہی اور دونوں طرف جماعتیں پیدا ہو گئیں اور قریب تھا کہ آپس میں لڑائی کا معرکہ گرم ہو جائے کہ درمیان میں بعض لوگوں نے پڑ کر صلح کرا دی۔ عبداللہ بن اُبی منافقوں کا سردار مسلمانوں کا سخت مخالف تھا مگر چونکہ اسلام ظاہر کرتا تھا، اس لئے اس کے ساتھ مخالفت کا برتاؤ نہ کیا جاتا تھا اور یہی اس وقت منافقوں کے ساتھ عام برتاؤ تھا۔

اس کو جب اس قصے کی خبر ہوئی تو اس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ لفظ کہے اور اپنے دوستوں سے خطاب کر کے کہا: یہ سب کچھ تمہارا اپنا ہی کیا ہوا ہے۔ تم نے ان لوگوں کو اپنے شہروں میں ٹھکانہ دیا، اپنے مالوں کو ان کے درمیان آدھوں آدھ بانٹ لیا، اگر تم ان لوگوں کی مدد کرنا چھوڑ دو تو اب بھی سب چلے جائیں اور یہ بھی کہا: خدا کی قسم! ہم لوگ اگر مدینہ پہنچ گئے تو ہم عزت والے مل کر ان ذلیلوں کو وہاں سے نکال دیں گے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نوعمر بچے تھے، وہاں موجود تھے۔ یہ سن کر تاب نہ لا سکے کہنے لگے کہ خدا کی قسم! تو ذلیل ہے، تو اپنی قوم میں بھی ترچھی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، تیرا کوئی حمایتی نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم عزت والے ہیں، رحمٰن کی طرف سے بھی عزت دیئے گئے ہیں اور اپنی قوم میں بھی عزت والے ہیں۔ عبداللہ بن ابی نے کہا: اچھا چپکا رہ، میں تو ویسے ہی مذاق میں کہہ رہا تھا۔ مگر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جا کر حضور

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے درخواست بھی کی کہ اس کافر کی گردن اڑا دی جائے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت نہ فرمائی۔

عبداللہ بن ابی کو جب اس کی خبر ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ قصہ پہنچ گیا ہے تو حاضر خدمت ہو کر جھوٹی قسمیں کھانے لگا کہ میں نے کوئی لفظ ایسا نہیں کہا' زید رضی اللہ عنہ نے جھوٹ نقل کر دیا۔ انصار کے بھی کچھ لوگ حاضر خدمت تھے' انہوں نے بھی سفارش کی کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! عبداللہ قوم کا سردار ہے' بڑا آدمی شمار ہوتا ہے' ایک بچہ کی بات اس کے مقابلے میں قابل قبول نہیں۔ ممکن ہے کہ سننے میں کچھ غلطی ہوئی یا سمجھنے میں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا عذر قبول فرما لیا۔

عزت اہل ایمان کے لیے ہے

حضرت زید رضی اللہ عنہ کو جب اس کی خبر ہوئی کہ اس نے جھوٹی قسموں سے اپنے کو سچا ثابت کر دیا اور زید رضی اللہ عنہ کو جھٹلا دیا تو شرم کی وجہ سے باہر نکلنا چھوڑ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بھی ندامت کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے۔ بالآخر سورۂ منافقون نازل ہوئی جس سے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی سچائی اور عبداللہ بن ابی کی جھوٹی قسموں کا حال ظاہر ہوا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کی وقعت موافق' مخالف سب کی نظروں میں بڑھ گئی اور عبداللہ بن ابی کا قصہ بھی سب پر ظاہر ہو گیا۔

جب مدینہ منورہ قریب آیا تو عبداللہ بن ابی کے بیٹے جن کا نام بھی عبداللہ تھا اور بڑے پکے مسلمانوں میں سے تھے۔ مدینہ منورہ سے باہر تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے اور باپ سے کہنے لگے کہ اس وقت تک مدینہ میں داخل نہیں ہونے دوں گا جب تک اس کا اقرار نہ کرے کہ تو ذلیل ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم عزت والے ہیں۔ اس کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ تو ہمیشہ سے باپ کے ساتھ بہت احترام اور نیکی کا برتاؤ کرنے والے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں تحمل نہ کر سکے۔ آخر اس نے مجبور ہو کر اس کا اقرار کیا کہ واللہ میں ذلیل ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم عزیز ہیں۔ اس کے بعد مدینہ منورہ میں داخل ہو سکا۔ (فضائل اعمال 171)

(156)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چادر فروخت کرنے کا واقعہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غلہ خریدنے کی ضرورت کے لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چادر چھ درہم میں فروخت کر دی۔ اتفاقاً راستہ میں ایک سائل ملا تو وہ چھ درہم اس کو دے دیئے۔ تھوڑی ہی دور چلنے پائے تھے کہ ایک شخص اونٹنی لئے ہوئے سامنے آیا اور کہنے لگا: علی! تم اس ناقہ کو خرید لو' قیمت چاہے پھر دے دینا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سو درہم کی وہ اونٹنی خرید لی۔ ابھی تھوڑی ہی دور چلنے پائے تھے کہ سامنے سے ایک شخص نے آ کر کہا: اگر تم اس کو بیچنا چاہتے ہو تو ایک سو ساٹھ درہم لے لو۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وہ اونٹنی ایک سو ساٹھ درہم کی فروخت کر دی' اتنے میں پہلا شخص جس نے اونٹنی حضرت علی کرم الہ تعالیٰ وجہہ کو دی تھی سامنے آ کر کہنے لگا: میرے سو درہم مجھے دے دیجئے! آپ نے اس کی رقم اس کے حوالہ کی اور باقی ساٹھ درہم لے کر گھر آئے' حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے معلوم کیا: آخر یہ رقم کہاں سے ملی؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے اپنے خدا سے تجارت کی تھی' اس میں ساٹھ درہم کا نفع ہوا' جب واقعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے علی! تمہیں معلوم نہیں' اس اونٹنی کو فروخت کرنے والے جبرائیل تھے اور خریدار میکائیل اور وہ اونٹنی وہ تھی جو قیامت کے دن حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سواری ہو گی۔ (خیر المونس)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(157)

سات دوزخی شخص

فقیہہ ابولیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات افراد ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ کی طرف دیکھے گا اور نہ انہیں گناہوں سے پاک فرمائے گا اور ان کو فرمائے گا کہ تم بھی جہنم میں جانے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

1 - ان میں سے ایک لواطت بازی کرنے والا اور کروانے والا' 2 - استمنی بالید یعنی ہاتھ سے شہوت پوری کرنے والا' 3 - جانوروں سے بدفعلی کرنے والا' 4 - عورت سے غیر فطری فعل کرنے والا' 5 - ماں اور بیٹی کو ایک ہی نکاح میں جمع کرنے والا' 6 - پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے والا' 7 - ہمسائے کو تکلیف پہنچانے والا۔ اگر یہ لوگ توبہ کی شرطوں کے ساتھ توبہ نہ کریں تو لوگ ان پر لعنت کرنے میں حق بجانب ہوں گے۔ فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی شخص اس وقت تک مسلمان ہی نہیں ہوسکتا جب تک کہ لوگ اس کے دل' زبان اور ہاتھ سے محفوظ نہ ہوں اور کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے پڑوسی اس کے ظلم سے مامون نہ ہوں' راوی نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ''بوائقہ'' کیا ہے فرمایا اس کا دھوکہ اور ظلم۔

پڑوسی کے حقوق

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا: پڑوسی کی عزت وحرمت ماں کی حرمت کی مانند ہے حضرت مجاہد فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے فرمایا: بکری ذبح کرو اور ہمارے پڑوسی یہودی کو بھی کھانا دینا پھر دیر تک باتیں کر کے فرمایا: اے غلام جب تو بکری ذبح کرلے تو ہمارے یہودی پڑوسی کو بھی دینا' غلام نے عرض کیا آپ نے یہودی پڑوسی کے معاملے میں ہمیں پریشان فرمادیا ہے' عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمیشہ پڑوسیوں کے متعلق ہمیں تاکید فرماتے تھے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اسے وارث نہ بنادیں ابوشریح کعبی سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور روزحشر پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کی تعظیم کرے اور جو آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور ایک دن ایک رات اسے پرتکلف کھانا کھلائے اور مہمانی تین روز تک کے لئے ہے اس کے بعد صدقہ ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ پڑوسی کا پڑوسی پر کیا حق ہے؟ فرمایا: اگر وہ قرضہ مانگے تو اس کو قرضہ دو' دعوت کرے تو قبول کرو' بیمار ہو تو عیادت کرو' امداد مانگے تو امداد کرو' اسے کوئی مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو' اور اگر اس کو بھلائی میسر ہو تو خوشی کا اظہار کرو' اگر کوئی مر جائے تو کفن دفن میں موجود رہو' وہ سفر پر جائے تو اس کے گھر اور اہل وعیال کی حفاظت کرو' اپنی کم ظرفی سے اس کو تکلیف نہ دو' ورنہ ہدیہ دے کر اس کو زائل کردو ایک دوسری حدیث میں یہ الفاظ زیادہ آئے ہیں اس کی رضا وخواہش کے بغیر اپنی دیواریں اونچی نہ کرو۔

قرآن وسنت کی روشنی میں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا: مجھے پڑوسی

Scanned with CamScanner

کے حقوق کے متعلق ہمیشہ جبرائیل علیہ السلام وصیت کرتے تھے یہاں تک کہ میں نے گمان کرلیا کہ عنقریب وہ وارث ہو جائے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے حضور علیہ السلام نے فرمایا: پرہیز گاری کر تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گزار بن جائے گا۔ قناعت کر تمام لوگوں سے زیادہ شکر گزار بن جائے گا' جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی دوسروں کے لئے پسند کر مؤمن بن جائے گا' اپنے ہمسائے کے ساتھ اچھا برتاؤ کر مسلمان بن جائے گا' ہنسا کم کر' زیادہ ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ''اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو اور والدین' رشتے داروں' یتیموں' مسکینوں' قریبی پڑوسی' اجنبی پڑوسی' ساتھ بیٹھنے والوں اور مسافروں کے ساتھ بھلائی کرو۔''

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ (النساء)

❀❀❀

(158)

نیک شخص کے درود پاک پڑھنے کا فائدہ

ایک عورت حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی کہ ''میری بیٹی فوت ہو گئی ہے میں چاہتی ہوں کہ خواب میں میری اس کے ساتھ ملاقات ہو جائے۔'' حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بعد نماز عشا 4 رکعت نفل اس طرح پڑھو کہ ہر رکعت میں فاتحہ شریف کے بعد سورۂ تکاثر (اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ○ (پ30' التکاثر:1) ایک مرتبہ پڑھ کر لیٹ جاؤ اور حضور نبی رحمت' شفیع امت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھتی پڑھتی سو جاؤ۔'' اس عورت نے ایسا ہی کیا جب سو گئی تو اس نے خواب میں اپنی لڑکی کو دیکھا کہ وہ عذاب میں مبتلا ہے تارکول کا لباس پہنا ہوا ہے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں' پاؤں میں آگ کی بیڑیاں ہیں۔ یہ دیکھ کر گھبرا کر بیدار ہوئی اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آ کر واقعہ بیان کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''کچھ صدقہ کرو شاید اللہ عزوجل اسے معاف کر دے۔'' اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں تخت بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک حسین و جمیل لڑکی بیٹھی ہوئی ہے اور اس کے سر پر نورانی تاج ہے۔ اس نے دیکھ کر عرض کی: ''اے حسن (رحمۃ اللہ علیہ) کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''نہیں!'' اس نے عرض کی: ''میں اسی عورت کی لڑکی ہوں جسے آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھنے کا کہا تھا۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''بیٹی! تیری والدہ نے تو تیری حالت کچھ اور بتائی تھی مگر میں اس کے برعکس دیکھ رہا

ہوں۔'' یہ سن کر لڑکی نے عرض کی: ''جیسے میری والدہ نے بیان کیا تھا معاملہ ایسا ہی تھا۔'' آپ نے فرمایا: ''کس سبب سے تو نے یہ مقام پایا؟'' لڑکی نے عرض کی: ''ہم 70 ہزار مردے عذاب میں مبتلا تھے۔ ہماری خوش نصیبی کہ ہماری قبروں کے پاس سے ایک نیک شخص گزرا اور اس نے درود پاک پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں بخش دیا تو اللہ عزوجل نے اس درود پاک کو قبول فرما کر ہم سب سے عذاب دور کر دیا اور میرا حصہ یہ ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔''

(سعادۃ الدارین' الباب الرابع فیما ورد من لطائف المرائی......الخ' اللطیفۃ السادسۃ والثلاثون' ص138)

تو بھی بخشے ہوؤں میں سے ہے

معلوم ہوا درود شریف کی بڑی برکت ہے اور وہ بھی کسی عاشق رسول کی زبان سے پڑھا جائے تو اس کی شان ہی کچھ اور ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ کوئی اللہ عزوجل کا مقبول بندہ ہو جس کے قبرستان سے گزرنے اور درود شریف پڑھنے کی برکت سے 70 ہزار مردوں سے عذاب اٹھا لیا گیا۔ اپنے عزیزوں کی قبروں پر عاشقان رسول کو بصد احترام لے جانا' ان سے وہاں ایصال ثواب کروانا یقیناً نفع بخش ہے۔ اللہ والوں کے قدموں کی برکت کے کیا کہنے! حضرت سیّدنا شیخ اسماعیل حضرمی رحمۃ اللہ علیہ قبرستان سے گزرے اور ایک قبر کے قریب کھڑے ہو کر بہت روئے پھر تھوڑی دیر بعد بے ساختہ ہنسنے لگے! جب ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: میں نے دیکھا کہ اس قبرستان والوں پر عذاب ہو رہا ہے تو میں نے ان کے لئے اللہ عزوجل سے آہ وزاری (کرتے ہوئے خوب رو رو کر دعائے مغفرت) کی' تو مجھ سے کہا گیا کہ ''جاؤ ہم نے ان لوگوں کے بارے میں تمہاری شفاعت قبول کر لی۔'' (پھر ایک قبر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) اس قبر والی عورت بولی کہ ''اے فقیہ اسماعیل! میں ایک گانے بجانے والی عورت تھی' کیا میری بھی مغفرت ہو گئی؟'' تو میں نے کہا: ''ہاں' تو بھی انہی (بخشے ہوؤں) میں ہے۔ یہی چیز میری ہنسی کا باعث ہوئی۔'' (شرح الصدور' ص207,206)

اس امت پہ اللہ کا خصوصی کرم

یہ اللہ عزوجل کی بہت بڑی کرم نوازی ہے کہ اس نے انسان کے مرنے کے بعد بھی نیکیوں کا سلسلہ جاری رکھنے کے اسباب مہیا فرمائے۔ جن میں سے ایک زندوں کا اپنے مردوں کو ''ایصال ثواب'' کرنا بھی ہے۔ ایصال کا مطلب ہوتا ہے ''بھیجنا'' اور ثواب کا مطلب ہے ''اعمال کا بدلہ'' چنانچہ اپنے اعمال کا بدلہ مرحومین کے نامۂ اعمال میں بھیجنے کا نام ''ایصال ثواب'' ہے۔ ایصال ثواب سے متعلق بے شمار احادیث مبارکہ ملتی ہیں جن میں سے ایک ملاحظہ فرمائیے: حضرت سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میری والدہ فوت ہو گئی ہیں (میں ان کی طرف سے صدقہ کرنا چاہتا ہوں) کون سا صدقہ افضل ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''پانی''۔ چنانچہ انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا: ''یہ اُمِّ سعد کے لئے ہے۔'' (ان کے ایصال ثواب کے لئے ہے۔) (سنن ابوداؤد' کتاب الزکاۃ' باب فی فضل سقی الماء' ج2' ص180' الحدیث:1681)

❀❀❀

(159)

چاہئے کہ انسان نظر کرے کس چیز سے پیدا ہوا ہے

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو اپنی صورت پر خوش ہو رہا ہے تکبر کی چال چلتا ہے اور اپنی پیدائش اور آغاز سے غافل ہے کہ پہلے وہ پانی کے گھونٹ میں مخلوط ایک لقمہ تھا یا یوں کہہ لو کہ روٹی کا ایک ٹکڑا جس کے ساتھ کچھ پھل' گوشت کا ٹکڑا پانی یا لسی کا گھونٹ وغیرہ وغیرہ جن کو جگر نے تیار کر کے منی کے چند قطرات حاصل کئے اور مرد کے بیضوں میں ٹھہرے شہوت نے انہیں حرکت دی تو ایک مدت کے لئے رحم مادر میں پڑے رہے حتیٰ کہ اس کی شکل وصورت مکمل ہوگئی اور وہ ایک بچہ کی شکل میں باہر نکل آیا پیشاب سے آلودہ کپڑوں میں پڑا رہتا تھا اور اس کی انتہا یہ کہ مٹی میں دبا دیا جائے گا جہاں اسے کیڑے کھائیں گے اور یہ ریزہ ریزہ ہو جائے گا اور ہوائیں اس کے ذرات کو بکھیر دیں گی اس کے بدن کی مٹی جانے کہاں تک یہاں سے وہاں اڑتی پھرے گی یہاں تک کہ پھر جمع کر کے اٹھا لیا جائے گا یہ اس کے بدن کا حال ہے باقی رہا روح کا معاملہ جو کہ اصل ہے اگر وہ جوہر ادب سے مزین اور علم کے ذریعہ قیمتی بن گئی' اپنے خالق کو پہچان کر اس کا حق ادا کیا تو سواری کے ٹوٹ جانے کا اسے کوئی نقصان نہ ہو گا اور اگر وہ بدستور اپنی جہالت پر قائم رہے تو یہ بھی مٹی جیسی بلکہ اس سے بھی گھٹیا ترین ثابت ہوگی۔ (صید الخاطر)

❀❀❀

(160)

نہیں مجھ سا باوفا کوئی زمانے میں

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں اپنی والدہ کے ساتھ ننھیال جا رہے تھے۔ بنو قیس نے قافلہ کو لوٹا جس میں زید بھی تھے' ان کو مکہ کے بازار میں لا کر بیچا۔ حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے ان کو خرید لیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا تو انہوں نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کر دیا۔ زید رضی اللہ عنہ کے والد کو ان کے فراق کا بہت صدمہ تھا اور ہونا بھی چاہئے تھا کہ اولاد کی محبت فطری چیز ہے۔ وہ زید رضی اللہ عنہ کے فراق میں روتے اور اشعار پڑھتے پھرا کرتے تھے۔ اکثر جو اشعار پڑھتے تھے ان کا مختصر ترجمہ یہ ہے:

''میں زید رضی اللہ عنہ کی یاد میں روتا ہوں اور یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ زندہ ہے تا کہ اس کی امید کی جائے یا موت نے اس کو نمٹا دیا۔ خدا کی قسم! مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ تجھے اے زید رضی اللہ عنہ! نرم زمین نے ہلاک کیا یا کسی پہاڑ نے ہلاک کیا۔ کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ تو عمر بھر میں کبھی بھی واپس آئے گا یا نہیں۔ ساری دنیا میں میری انتہائی غرض تیری واپسی ہے۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے جب بھی مجھے زید ہی یاد آتا ہے اور جب بارش ہونے کو ہوتی ہے جب بھی اسی کی یاد مجھے ستاتی ہے اور جب ہوائیں چلتی ہیں تو وہ بھی اس کی یاد کو بھڑکاتی ہیں۔ ہائے میرا غم اور میرا فکر کس قدر طویل ہو گیا۔ میں اس کی تلاش اور کوشش میں ساری دنیا میں اونٹ کی تیز رفتاری کو کام میں لاؤں گا اور دنیا کے چکر

Scanned with CamScanner

لگانے سے نہیں اکتاؤں گا۔ اونٹ چلنے سے اکتا جائیں تو اکتا جائیں لیکن میں کبھی بھی نہیں اکتاؤں گا۔ اپنی ساری زندگی اسی میں گزار دوں گا۔ ہاں میری موت ہی آ گئی تو خیر کہ موت ہی ہر چیز کو فنا کر دینے والی ہے' آدمی خواہ کتنی ہی امیدیں لگا دے' مگر میں اپنے بعد فلاں فلاں رشتہ داروں اور آل اولاد کو وصیت کر جاؤں گا کہ وہ بھی اسی طرح زید رضی اللہ عنہ کو ڈھونڈتے رہیں۔"

حضرت زید رضی اللہ عنہ کے باپ کا غم

غرض یہ اشعار وہ پڑھتے تھے اور روتے ہوئے پھرا کرتے تھے۔ اتفاق سے ان کی قوم کے چند لوگوں کا حج کو جانا ہوا اور انہوں نے زید رضی اللہ عنہ کو پہچانا' باپ کا حال سنایا' شعر سنائے' ان کی یاد اور فراق کی داستان سنائی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ تین شعر کہہ کر بھیجے جن کا مطلب یہ تھا: "میں یہاں مکہ میں ہوں خیریت سے ہوں' تم غم اور صدمہ نہ کرو میں بڑے کریم لوگوں کی مہربانی میں ہوں۔"

ان لوگوں نے جا کر زید رضی اللہ عنہ کی خیر وخبر ان کے باپ کو سنائی اور وہ اشعار سنائے جو زید رضی اللہ عنہ نے کہہ کر بھیجے تھے اور پتہ بتایا۔ زید رضی اللہ عنہ کے باپ اور چچا فدیہ کی رقم لے کر ان کو غلامی سے چھڑانے کی نیت سے مکہ مکرمہ پہنچے۔ تحقیق کی' پتہ چلایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا: اے ہاشم کی اولاد! اور اپنی قوم کے سردار! تم لوگ حرم کے رہنے والے ہو اور اللہ تعالیٰ کے گھر کے پڑوسی۔ تم خود قیدیوں کو رہا کراتے ہو' بھوکوں کو کھانا دیتے ہو۔ ہم اپنے بیٹے کی طلب میں تمہارے پاس پہنچے ہیں' ہم پر احسان کرو اور کرم فرماؤ اور فدیہ قبول کر لو اور اس کو رہا کر دو بلکہ جو فدیہ ہو اس سے زیادہ لے لو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا بات ہے؟ عرض کیا: زید رضی اللہ عنہ کی طلب میں ہم لوگ آئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بس اتنی سی بات ہے۔ عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم بس یہی عرض ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کو بلا لو اور اس سے پوچھ لو' اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر فدیہ ہی کے وہ تمہاری امانت ہے لے جاؤ۔ اگر نہ جانا چاہے تو میں ایسے شخص پر جبر نہیں کر سکتا جو خود نہ جانا چاہے۔ انہوں نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استحقاق سے بھی زیادہ احسان فرمایا' یہ بات خوشی سے منظور ہے۔

تیری غلامی کے صدقے ہزار آزادی

حضرت زید رضی اللہ عنہ بلائے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان کو پہچانتے ہو۔ عرض کیا: جی ہاں پہچانتا ہوں' یہ میرے باپ ہیں اور یہ میرے چچا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا حال بھی تمہیں معلوم ہے' اب تمہیں اختیار ہے کہ میرے پاس رہنا چاہو تو میرے پاس رہو' ان کے ساتھ جانا چاہو تو اجازت ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں بھلا کس کو پسند کر سکتا ہوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے باپ کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی جگہ بھی۔ ان دونوں باپ چچا نے کہا: زید رضی اللہ عنہ غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو اور باپ چچا اور سب گھر والوں کے مقابلہ میں غلام رہنے کو پسند کرتے ہو۔ زید رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں میں نے ان میں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے) ایسی بات دیکھی ہے جس کے مقابلہ میں کسی کو بھی پسند نہیں کر سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ جواب سنا تو ان کو گود میں لے لیا اور فرمایا: میں نے اس کو اپنا بیٹا بنا لیا۔ زید رضی اللہ عنہ کے باپ اور چچا بھی یہ منظر دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور خوشی سے ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ اس وقت بچے تھے۔ بچپن کی حالت میں سارے گھر کو' عزیز واقربا کو غلامی پر قربان کر دینا جس محبت کا پتہ دیتا ہے' وہ ظاہر ہے۔

(فضائل اعمال 180)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(161)

اللہ تعالیٰ پر اعتماد کا نتیجہ

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید کی پولیس نے کچھ رہزنوں کو گرفتار کیا' اتفاقاً ان میں سے ایک چور چھوٹ کر بھاگ گیا۔ چونکہ پوری تعداد کی رپورٹ سرکار میں ہو چکی تھی تو پولیس والوں نے اپنے بچاؤ کے لئے یہ ظلم کیا کہ کسی غریب راہ گیر کو پکڑ کر تعداد پوری کر دی' ان سب کو حوالات کا حکم ہوا اور معلوم ہونے پر ظالموں کے ورثاء اپنے قیدیوں کو چھڑا کر لے گئے' پس یہی ایک غریب مسافر رہ گیا تھا' جس نے داروغۂ جیل کو ایک رقعہ دے کر کہا: براہ کرم! آپ چھت پر سے اس رقعہ کو ہوا میں اڑا دیجئے! داروغۂ جیل نے اس غریب کی عرضداشت کو پورا کیا' یعنی اس رقعہ کو بالا خانہ سے ہوا میں اڑا دیا' جس میں لکھا تھا: ''عبد ذلیل رب جلیل سے التماس کرتا ہے کہ جن کے سفارشی موجود تھے وہ سب رہائی پا کر چلے گئے' مگر میں کہاں جاؤں اور تیرے سوا کس کو سفارشی لاؤں؟'' اسی رات کو ہارون رشید نے خواب میں دیکھا کہ فلاں مظلوم مسافر کو فوراً رہا کر دو۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی ہارون رشید نے دس ہزار درہم' دس طرح کی خلعت اور دس گھوڑے دے کر اس ملزم مسافر کو رہا کر دیا اور منادی کرا دی کہ خدا پر بھروسہ رکھنے والے کو ایسا ہی بدلہ ملتا ہے۔

(خیر المونس)

بوڑھے مظلوم حاجی کا حال

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے مکہ کے راستے میں ایک عجیب نظارہ دیکھا' ایک کوا چونچ میں روٹی لئے اڑا جا رہا ہے' یہ دیکھ کر میں بھی اس کے

پیچھے ہو لیا' دیکھتا کیا ہوں کہ ایک مقام پر جہاں وہ کوا اترا مشکیں بندھا ہوا ایک بوڑھا شخص پڑا ہوا ہے' کوے نے روٹی کا ایک ایک لقمہ اس کو کھلانا شروع کیا' پھر پتے کے دونے میں کہیں سے پانی لا کر اس بوڑھے کو پلا دیا۔ یہ دیکھ کر میں نے اس بوڑھے سے دریافت کیا کہ: سچ بتائیے! آپ کون ہیں؟ تو اس نے بتایا کہ میں حاجی ہوں! میرا تمام مال و اسباب چوروں نے چھین لیا اور مجھے اس طرح باندھ کر ڈال دیا ہے' آج پانچ روز سے یہ کوا مجھے اسی طرح کھلا پلا جاتا ہے' جیسا کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ یہ سن کر ہم نے اس بوڑھے کو کھول دیا اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔ (خیر المونس)

❀❀❀

(162)

فوت شدگان کا حال

ایک شخص نے اپنے پڑوسی کا جنازہ پڑھنے سے گریز کیا کیونکہ وہ شریر تھا۔ تو اسے (شریر شخص کو) خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عزوجل نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' کہا: مجھے بخش دیا اور کہا فلاں سے کہہ دینا: ''قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِکُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَۃِ رَبِّیْۤ اِذًا لَّاَمْسَکْتُمْ خَشْیَۃَ الْاِنْفَاقِ ؕ'' (پ15، الاسراء:100) ترجمہ: تم فرماؤ اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو انہیں بھی روک رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں۔''

(قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب، الفصل التاسع والثلاثون فی ترتیب الاقوات ..... الخ، ج2، ص336)

☆ ..... ایک بصری بزرگ کہتے ہیں: میرے نفس نے مجھ سے روٹی، چاول اور مچھلی کا مطالبہ کیا تو میں نے اسے نہ دیا۔ اس کا مطالبہ بڑھ گیا اور میں بھی 20 سال تک نفس سے مجاہدہ کرتا رہا۔ جب ان کا انتقال ہوا تو کسی نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' جواب دیا: اللہ عزوجل نے جس قدر نعمتیں اور عزت مجھے عطا کی میں اسے بیان نہیں کر سکتا اور مجھے سب سے پہلے جو چیز دی گئی وہ روٹی، چاول اور مچھلی تھی اور ارشاد ہوا کہ ''آج اپنی خواہش کے مطابق جس قدر دل چاہے خوش گوار و لذیذ کھانے کھاؤ۔''

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الدعوات، باب اسماء اللہ تعالیٰ، الفصل الثانی، ج5)

دیکھا آپ نے! نفس کی پیروی نہ کرنے والوں کا کس قدر اعلیٰ مقام ہوتا ہے۔ جو

خوش نصیب لوگ اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر نفس کو مارتے ہوئے اور دنیا کی نعمتوں سے پرہیز کرتے ہوئے بھوک برداشت کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں ان کو مبارک ہو کہ مرنے کے بعد ان کو جنت کی اعلیٰ نعمتیں عنایت ہوں گی۔ چنانچہ اللہ عزوجل سورۃ الحاقہ کی آیت نمبر 24 میں ارشاد فرماتا ہے: ''کُلُوْا وَاشْرَبُوْا ہَنِیْٓـًٔا بِمَاۤ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَۃِ ○'' (پ29، الحاقۃ:24) ترجمہ: کھاؤ اور پیو رچتا ہوا صلہ اس کا جو تم نے گزرے دنوں میں آگے بھیجا۔'' احادیث طیبہ میں بھی نفس کو قابو میں رکھنے کی ترغیب موجود ہے۔ چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے: ''پہلوان وہ نہیں جو لوگوں پر غالب آ جائے بلکہ پہلوان تو وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو پالے۔''

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، الحدیث: 7711، ج3، ص209)

اللہ عزوجل کی محبت:

حضرت سیدنا اَبان بن ابی عیاش رحمۃ اللہ علیہ رجا و امید کے بارے میں بکثرت بیان کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور ارشاد فرمایا: ''تو ایسا کیوں کیا کرتا تھا۔'' میں نے عرض کی: ''میں یہ چاہتا تھا کہ تیری مخلوق کے دل میں تیری محبت ڈال دوں۔'' اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''میں نے تیری مغفرت فرما دی۔''

(احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء، باب فضیلۃ الرجاء..... الخ، ج4، ص178)

معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کی رحمت و بخشش کی امید بھی محبت الٰہی کا ایک ذریعہ ہے۔ آج ہم میں سے ہر کوئی اللہ عزوجل سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے کیا ہم اپنے اس دعوے میں سچے ہیں؟ دیکھئے! اللہ عزوجل قرآن مجید میں کیا ارشاد فرماتا ہے: ''قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○'' (پ2، البقرۃ:165) ترجمہ: اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا

Scanned with CamScanner

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔'' تفسیر خزائن العرفان میں ہے: ''اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کی محبت کا دعویٰ جب ہی سچا ہوسکتا ہے جب آدمی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اختیار کرے۔''

اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامت

حضرت سیّدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اللہ عزوجل سے محبت کی علامت یہ ہے کہ بندہ اس کا ذکر دائمی کرے کیونکہ جو کسی چیز سے محبت کرتا ہے تو اس کا ذکر بکثرت کرتا ہے۔'' (کنز العمال، باب فی محبۃ اللہ، الحدیث 501، ج1 ص388)

ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ عزوجل سے اس کی سچی محبت کا سوال کیا کریں۔ حضرت سیّدنا داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اللہ عزوجل سے محبت کا سوال کیا کرتے تھے: چنانچہ آپ کی مشہور دعا ہے: ''اللھم انی اسالك حبك حب مین یحبك والعمل الذی یبلغنی حبك اللھم اجعل حبك احب الی من نفسی واھلی ومن الماء البارد'' یعنی: میں تجھ سے تیری محبت اور تیرے محبوبوں کی محبت مانگتا ہوں اور وہ عمل مانگتا ہوں جو تیری محبت تک پہنچا دے۔ الٰہی اپنی محبت کو میرے لئے میری جان، گھر بار اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب بنادے۔''

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، الحدیث: 3501، ج5، ص296)

❀❀❀

(163)

اس دور میں مرید کو کیا کرنا چاہیے؟

ابن جوزی کہتے ہیں: پہلے دور میں مرید جب اپنے قلب میں ظلمت یا عقل کو بیمار پاتا تھا تو کسی مردِ صالح کی زیارت کے لئے چلا جاتا تھا جہاں اس کے نفس کو راحت ملتی اور ظلمت دور ہو جاتی تھی اور آج یہ عالم ہے کہ جونہی ذرہ اخلاص کسی مرید کو حاصل ہو۔ وہ گوشہ تنہائی میں بیٹھ جاتا ہے جہاں نسیم عافیت کے جھونکے اور باطن قلب کی نورانیت اسے محسوس ہوتی ہے جمعیت خاطر کی دولت اور افکار پریشاں ہیں یکسوئی کی نعمت اسے قریب لگتی ہے تو یہ ان لوگوں کی ملاقات کو نکلتا ہے جن کا نام علم یا زہد کے شعبہ میں لیا جاتا ہے وہاں بے کار لوگوں کا ہجوم دیکھا اور لغو وفضول مشاغل میں ان کے ساتھ شریک ہو گیا وہاں اپنی صورت اس کو دھندلی سی محسوس ہوتی ہے اور وہاں اس کا کم سے کم مشغلہ بے کار باتوں میں وقت ضائع کرنا ہوتا ہے بس یہ مرید وہاں سے قلب کی تاریکی افکار کی پریشانی اور ذکر آخرت سے غفلت لے کر لوٹتا ہے اور پھر امراض قلب میں مبتلا ہو جاتا ہے جس کے علاج میں اور حالت صحت پر لانے میں اسے مشقت اٹھانی پڑتی ہے اور کبھی پہلی حالت نصیب نہیں ہوتی کیونکہ مرید خود کمزور ہے اور بعض دفعہ فتنہ میں بھی پڑ جاتا ہے کیونکہ جب یہ ایسے شیخ کو دیکھتا ہے جو معروف ہے اور تجربہ کار ہے اور پھر فضول مشاغل کو ترجیح دیتا ہے کوئی بھروسہ نہیں کہ طبیعت اس کی اتباع میں لگ جائے بس مرید کو اس دور میں یہی بہتر ہے کہ قبرستان کی زیارت کرے اور ان کتب کے ساتھ گفتگو رکھے جو اچھے لوگوں کی خوبیاں بتاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اس کی مرضیات کی توفیق مانگتا رہے کہ وہ جب اس کا ارادہ کرلے گا تو اپنی رضا کے لئے اسے تیار بھی کرے گا۔ (صید الخاطر)

Scanned with CamScanner

(164)

فضائل اعمال کے حوالے سے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ پچھنے سینگنیاں لگوائیں اور جو خون نکلا' وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو دیا کہ اس کو کہیں دبا دیں۔ وہ گئے اور آ کر عرض کیا: دبا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کہاں؟ عرض کیا: میں نے پی لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے بدن میں میرا خون جائے گا' اس کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی مگر تیرے لئے بھی لوگوں سے ہلاکت ہے اور لوگوں کو تجھ سے۔

(فضائل اعمال 188)

☆......احد کی لڑائی میں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور یا سر مبارک میں خود کے دو حلقے گھس گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دوڑے ہوئے آگے بڑھے اور دوسری جانب سے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ دوڑے اور آگے بڑھ کر خود کے حلقے دانت سے کھینچنا شروع کئے۔ ایک حلقہ نکالا جس سے ایک دانت حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا ٹوٹ گیا' اس کی پرواہ نہ کی۔ دوسرا حلقہ کھینچا جس سے دوسرا دانت بھی ٹوٹا لیکن حلقہ وہ بھی کھینچ ہی لیا۔ ان حلقوں کے نکلنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک جسم سے خون نکلنے لگا تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد ماجد مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے اپنے لبوں سے اس خون کو چوس لیا اور نگل لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے خون میں میرا خون ملا ہے' اس کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی۔

(ایضاً 189)

حضور کے بعد تم زندہ رہ کر کیا کرو گے

اُحد کی لڑائی میں مسلمانوں کو بظاہر شکست ہو رہی تھی تو کسی نے یہ خبر اڑا دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی شہید ہو گئے۔ اس وحشت ناک خبر سے جو اثر صحابہ رضی اللہ عنہم پر ہونا چاہئے تھا' وہ ظاہر ہے۔ اسی وجہ سے اور بھی زیادہ گھٹنے ٹوٹ گئے۔ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ چلے جا رہے تھے کہ مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نظر پڑے کہ سب حضرات پریشان حال تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے پوچھا' کیا ہو رہا ہے کہ مسلمان پریشان نظر آ رہے ہیں۔ ان حضرات نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تم بھی زندہ رہ کر کیا کرو گے' تلوار ہاتھ میں لو اور چل کر مر جاؤ۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے خود تلوار ہاتھ میں لی اور کفار کے جمگھٹے میں گھس گئے اور اس وقت تک لڑتے رہے کہ شہید ہوئے۔ (ایضاً 191)

☆......اسی احد کی لڑائی میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کا حال معلوم نہیں ہوا کہ کیا گزری؟ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو تلاش کے لئے بھیجا' وہ شہداء کی جماعت میں تلاش کر رہے تھے' آوازیں بھی دے رہے تھے کہ شاید وہ زندہ ہوں۔ پھر پکار کر کہا: مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے کہ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی خبر لاؤں تو ایک جگہ سے بہت ضعیف سی آواز آئی۔ یہ اس طرف بڑھے' جا کر دیکھا کہ سات مقتولین کے درمیان پڑے ہیں اور ایک آدھ سانس باقی ہے۔ جب یہ قریب پہنچے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام عرض کر دینا اور کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ میری جانب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے افضل اور بہتر بدلہ عطا فرمائے جو کسی نبی کو اس کے امتی کی طرف سے بہتر سے بہتر عطا کیا ہو اور مسلمانوں کو میرا یہ پیام پہنچا دینا کہ اگر کافر' حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئے اور تم میں سے کوئی آنکھ بھی چمکتی ہوئی رہے یعنی وہ زندہ رہا تو اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی

Scanned with CamScanner

عذر بھی تمہارا نہ چلے گا اور یہ کہہ کر جاں بحق ہو گئے۔ (ایضاً 191)

میری آرزو محمد میری جستجو مدینہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور آ کر عرض کیا:

مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کرا دو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجرۂ شریف کھولا انہوں نے زیارت کی اور زیارت کر کے روتی رہیں اور روتے روتے انتقال فرما گئیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و ارضاھا ۔

(ایضاً196)

☆......حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے کسی نے پوچھا:

آپ رضی اللہ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی محبت تھی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: خدائے پاک کی قسم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے نزدیک اپنے مالوں اور اپنی اولادوں سے اور اپنی ماؤں سے اور سخت پیاس کی حالت میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب تھے۔ (ایضاً192)

☆......حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کہ جلیل القدر تابعی ہیں اور خلیفہ راشد ہیں۔ شام سے مدینہ منورہ کو خاص قاصد بھیجتے ہیں کہ ان کی طرف سے روضہ شریف پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے۔ (فضائل درود شریف 94)

❀❀❀

(165)

حضرت ذوالنون مصری کے ایک مرید کا واقعہ

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید اسم اعظم سیکھنے کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوا' اور اٹھارہ مہینے تک برابر اسی خواہش میں لگا رہا' ایک روز اس نے حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ کو قسم دے کر کہا: آپ مجھے اسم اعظم سکھا دیجئے! آپ نے اس کو کپڑے سے ڈھکا ہوا ایک برتن دے کر فرمایا: اے شخص! اس کو فلاں شخص کے پاس لے جا۔ چنانچہ وہ اس برتن کو لے کر چلا تو راستہ میں خیال آیا کہ دیکھوں تو سہی آخر اس میں ہے کیا؟ جیسے ہی اس نے برتن کا منہ کھولا تو اسی برتن سے ایک چوہا نکل کر بھاگ گیا' یہ دیکھ کر غصہ کی آگ سے بھڑک اٹھا اور جبھی ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس واپس آیا اور تیور بدل کر ان سے کہا: آپ مجھ سے دل لگی کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: میاں! دل لگی میں ہم نے تو ایک چوہے پر تیری آزمائش کی تھی' اس میں بھی تو نے خیانت کی' پھر تم پر کس طرح یقین کیا جا سکتا ہے کہ تو اسم اعظم کی امانت پر ثابت قدم رہ سکے گا؟ (خیر المونس)

❀❀❀

(166)

ہمسائے کی اقسام

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں پڑوسی تین طرح کے ہوتے ہیں ان میں سے کچھ کے تین کچھ کے دو اور کچھ کا ایک حق ہوتا ہے۔ 1 - وہ پڑوسی جن کے تین حق ہیں وہ تیرے رشتہ دار اور مسلمان پڑوسی ہیں۔ 2 - وہ کہ جن کے دو حق ہیں وہ تیرا مسلمان پڑوسی ہے۔ 3 - وہ کہ جس کا صرف ایک حق وہ ذمی پڑوسی ہے۔ یعنی جب پڑوسی قرابتدار اور مسلمان ہو تو اس کا قرابت کا' اسلام کا اور پڑوسی ہونے کا الگ الگ حق ہے اور وہ پڑوسی جسکے دو حق ہیں یعنی مسلمان پڑوسی تو اس کا ایک حق پڑوسی ہونے کا اور دوسرا مسلمان ہونے کا ہے اور وہ پڑوسی جس کا ایک حق ہے یعنی ذمی پڑوسی تو اس کا صرف پڑوسی ہونے کا ایک حق ہے۔

یاد رکھو! پڑوسی کے حق کی معرفت لازمی ہے چاہے وہ ذمی ہی کیوں نہ ہو' حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتیں وصیت فرمائیں۔ 1 - فرمایا سنو! اطاعت کرو چاہے کوئی بونا ہی کیوں نہ امیر ہو' 2 - شوربے میں پانی ڈالا کرو اور اسے پڑوسیوں کو بھی دیا کرو اور نماز وقت پر پڑھا کرو۔ 3 - جو شخص مر جائے اس کے تین پڑوسی اس سے راضی ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

حوصلے والا شخص کون ہے؟

حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک شخص نے اپنے پڑوسی کی شکایت کی

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی اذیت پر صبر کرو اور اسے ایذا نہ پہنچانا آخر موت سے جدائی ہو جائے گی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اچھا پڑوس یہ نہیں کہ اذیت نہ پہنچائے بلکہ اذیت پر صبر کرنا ہے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص نہیں ہے جو ملانے والوں سے ملائے اور تعلق توڑنے والوں سے قطع تعلق کرے' ایسا کرنے والا تو معاملہ برابر کرے گا' صلہ رحمی کرنے والا تو وہ ہے جو قطع تعلق کرنے والوں سے مل کر رہے اور اپنے اوپر ظلم کرنے والوں پر مہربانی کرے' حوصلے والا وہ شخص نہیں جو اپنی قوم کی وہ باتیں برداشت کرے جن کو قوم اس کی طرف سے برداشت کرتی ہے یعنی جب وہ جاہلانہ باتیں کریں تو یہ بھی جہالت کا ثبوت دے ایسا برابری کا معاملہ تو منصف کرتے ہیں' حوصلہ مند وہ ہے جو قابل برداشت باتوں کو تو برداشت کرتا ہی ہے مگر وہ جاہلانہ باتوں کو بھی برداشت کرے۔

(تنبیہ الغافلین)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(167)

وہ کچھ عطا فرمایا جس کی امید نہ تھی

حضرت سیّدنا ابوعبداللہ رملی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدنا منصور دینوری رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' فرمایا: ''مجھے بخش دیا اور مجھ پر رحم فرمایا اور مجھے وہ کچھ عطا فرمایا جس کی مجھے امید نہ تھی۔'' میں نے پوچھا: ''سب سے اچھی چیز جس کے ساتھ بندہ اللہ عزوجل کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ کیا ہے؟'' فرمایا: ''سچ'' اور سب سے بری چیز ''جھوٹ'' ہے۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب النیۃ والاخلاص والصدق، الباب الثالث فی الصدق وفضیلتہ ...... الخ، ج، ص 116)

ہمیں چاہئے کہ ہمیشہ سچ بولیں، حدیث پاک میں آتا ہے: ''سچ انسان کو بھلائی کی طرف لے جاتا ہے اور بھلائی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ ایک انسان سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ عزوجل کے نزدیک سچا لکھا جاتا ہے اور جھوٹ انسان کو برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور ایک انسان جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ عزوجل کے نزدیک جھوٹا لکھا جاتا ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب قول اللہ تعالیٰ: یایھا الذین امنوا...... الایۃ، الحدیث 6094، ج 4، ص 125)

❀❀❀

(168)

جنت میں بھی غمگین

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے ایک دوست کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' جواب دیا: ''مجھے بخش دیا اور جنت میں داخل کیا نیز جنت میں میرے مقامات میرے سامنے پیش کئے۔'' فرماتے ہیں: ان نعمتوں کے باوجود میں نے انہیں پریشان حال اور غمگین دیکھا تو کہا: ''اللہ عزوجل نے آپ کو بخش دیا اور جنت میں داخل کیا اور آپ غمگین ہیں؟'' انہوں نے دردمند دل سے ایک سرد آہ بھری پھر فرمایا: ''میں قیامت تک غمگین ہی رہوں گا۔'' میں نے پوچھا: ''کیوں؟'' فرمایا: جب میں نے جنت میں اپنے مقامات دیکھے تو میرے سامنے علیین میں ایسے مقامات بلند کئے گئے جن کی مثل میں نے نہیں دیکھے۔ میں ان پر خوش ہوا لیکن جب میں نے ان میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو ان کے اوپر سے ایک منادی نے ندا دی کہ ''اسے یہاں سے واپس کردو، یہ مقامات اس کے لئے نہیں ہیں۔ یہ اس شخص کے لئے ہیں جو سبیل (راستے) کو پورا کرے۔'' میں نے پوچھا: ''سبیل کو پورا کرنا کیا ہے؟'' مجھے کہا گیا کہ ''تم کہتے تھے یہ چیز فی سبیل اللہ (اللہ عزوجل کے راستے میں) ہے پھر اس میں رجوع کر لیتے اگر تم اس سبیل کو پورا کرتے تو ہم بھی تمہارے لئے پورا کرتے۔''

(قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب، الفصل الثانی والثلاثون، باب ذکر حکم التوکل اذا کان ذا بیت، ج 2، ص 68,67)

حضرت عثمان غنی کی سخاوت

اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو دوسروں کے سامنے جذبات میں آ کر چندہ لکھوا تو دیتے ہیں مگر جب دینے کی باری آتی ہے تو ان پر بھاری پڑ جاتا ہے حتیٰ کہ کچھ تو دیتے ہی نہیں اس معاملے میں ہمارے لئے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا عمل قابل تقلید ہے کہ جب سرکار والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلی اللہ علیہ وسلم جیش عسرت (غزوہ تبوک) کی تیاری کے لئے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ترغیب دے رہے تھے تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دیگر سامان سمیت 100 اونٹ کا اعلان کیا، دوسری ترغیب پر مع سامان 200 اونٹ کا اعلان کیا اور تیسری پر سامان سمیت 300 اونٹ کا اعلان کیا۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب ج 5، ص 391، الحدیث: 3720)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''خیال رہے کہ یہ تو اعلان تھا مگر حاضر کرنے کے وقت (آپ رضی اللہ عنہ نے) نو سو پچاس اونٹ، پچاس گھوڑے اور ایک ہزار اشرفیاں پیش کیں پھر بعد میں دس ہزار اشرفیاں اور پیش کیں۔''

(مراۃ المناجیح، ج 8، ص 395)

❀❀❀

(169)

کتاب الشفاء قاضی عیاض کے حوالے سے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو دیکھ کر کہا تھا: تو ایک پتھر ہے، تو نہ کسی کو کچھ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھ کو بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں تجھ کو بوسہ نہ دیتا اور یہ کہہ کر اس کو بوسہ دیا۔ (کتاب الشفاء 11/2)

☆...... کسی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا: وہ ایک مقام پر اپنے ناقہ کو پھرا رہے ہیں تو اس نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے کہا: میں نہیں جانتا مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیا تو میں نے بھی کر لیا۔ (کتاب الشفاء 11/2)

☆...... خالد بن معدان رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبیدہ سے مروی ہے: خالد کبھی اپنے بستر پر جاگزیں نہ ہوئے تھے مگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم مہاجرین و انصار کی جانب ان کا نام لے لے کر اپنا شوق ظاہر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہی لوگ میری اصل اور فرع ہیں اور انہیں کی جانب میرا دل مشتاق ہو رہا ہے، ان کے شوق میں عرصہ گزر گیا ہے۔ سو اے اللہ! تو مجھ کو جلدی سے اپنی جانب قبض کر لے۔ وہ برابر یہی کہتے رہے یہاں تک کہ ان پر نیند غالب آ جاتی اور وہ سو رہتے۔ (کتاب الشفاء 16/2)

شمع بزم ہدایت کے پروانے

مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: میں

Scanned with CamScanner

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حجام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال اتار رہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے گھیر رکھا تھا۔ سو وہ نہیں چاہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بال گرنے پائے مگر کسی کے ہاتھ میں۔

(کتاب الشفاء 32/2)

☆...... حدیث مغیرہ میں ہے: اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناخنوں سے درِ اقدس کھٹکھٹاتے تھے۔ (بہت آہستہ سے) اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ میں جب کسی امر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنا چاہتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت اور جلال کے سبب میں اس کو برسوں ٹالتا تھا۔ (کتاب الشفاء 33/2)

☆...... قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہوا ہے: جب وہ کوئی حدیث شریف سنتے تو روتے اور روتے روتے بے قرار ہو جاتے۔ (کتاب الشفاء 35/2)

☆...... ابو مصعب نے کہا ہے: مالک بن انس رضی اللہ عنہ تعظیم اور توقیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کو بے وضو بیان نہ کرتے تھے۔ (کتاب الشفاء 36/2)

حدیث شریف کا ادب واحترام

مصعب بن عبداللہ نے کہا ہے: جب مالک بن انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث پاک بیان کرتے تو وضو کرتے اور تیاری فرماتے اور اپنے کپڑے پہنتے، پھر حدیث شریف بیان کرتے۔ مصعب نے کہا: کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا سبب دریافت کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے (اس کی تعظیم اور توقیر ضروری ہے)۔ (کتاب الشفاء 36/2)

☆...... شعبی سے مروی ہوا ہے: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کے جنازہ پر نماز پڑھی، پھر ان کے قریب ان کا خچر لایا گیا تا کہ وہ اس پر سوار ہوں تو اتنے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما آ گئے۔ انہوں نے ان کی رکاب تھام لی تو زید نے ان سے

کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے! آپ رضی اللہ عنہ اس کو چھوڑ دیجئے۔ انہوں نے کہا: ہم کو علماء کے ساتھ ایسا ہی کرنے کا حکم ہوا ہے۔ زید رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہا: ہمیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے ساتھ ایسا کرنے کا حکم ہوا ہے۔ (کتاب الشفاء 39/2)

☆...... حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادہ عبداللہ کا تین ہزار اور اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید کا ساڑھے تین ہزار وظیفہ مقرر کیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے عرض کیا: آپ نے مجھ پر ان کو کیوں فضیلت دی؟ واللہ یہ کسی موقع پر مجھ سے پہلے حاضر نہیں ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زید تیرے باپ سے اور اسامہ تجھ سے زیادہ پیارے تھے۔ میں نے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی محبت پر ترجیح دی ہے اور اس کو مقدم رکھا ہے۔ (کتاب الشفاء 41/2)

محبتِ رسول کو ترجیح

کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا تھا: فلانی بی بی انتقال کر گئیں اور ازواج مطہرات نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک بی بی کا نام لیا تو وہ سجدہ میں گر پڑے۔ کسی نے کہا: کیا آپ رضی اللہ عنہ اس وقت سجدہ کرتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا: جب تم کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کرو۔ ازواج مطہرات نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے سے زیادہ اور کون سی نشانی بڑی ہو گی۔ (کتاب الشفاء 42/2)

☆...... جب حلیمہ سعدیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اپنی چادر بچھا دی اور ان کی حاجت کو پورا فرمایا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے وفات فرما گئے تو وہ ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آئیں تو ان دونوں حضرات نے بھی ایسا ہی کیا۔ (کتاب الشفاء 42/2)

Scanned with CamScanner

عاشقانِ اور زخوباں خوب تر

ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کے سر کے اگلے حصہ میں ایک بالوں کا جوڑا تھا کہ جب وہ بیٹھتے اور اس کو چھوڑ دیتے تو وہ زمین سے جا لگتا۔ کسی نے ان سے کہا: تم ان کو منڈوا کیوں نہیں دیتے؟ انہوں نے کہا: میں ان کو منڈوا نہیں سکتا کیونکہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ لگا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چھوا ہے۔ (کتاب الشفاء 47/2)

☆...... کسی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا: انہوں نے منبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ اپنا ہاتھ رکھا اور پھر اس کو اپنے منہ پر رکھ لیا۔ (کتاب الشفاء 47/2)

☆...... ابو عبدالرحمٰن اسلمی نے احمد بن فضلویہ زاہد سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے: میں نے کبھی کمان کو بے وضو نہیں چھوا جب سے مجھ کو یہ معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمان کو ہاتھ میں لیا ہے۔ (کتاب الشفاء 47/2)

☆...... حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا وقت وفات قریب آیا تو بیوی نے کہا: واحزناہ (ہائے غم) آپ نے فرمایا: **وافرحتاہ غدا نلقی محمدا واصحابہ۔** "واہ خوشی کہ کل ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب سے ملیں گے" اس سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کس طرح دیوانہ وار نبی علیہ السلام سے محبت کرتے تھے۔ (شفاء شریف)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت اور اس کی علامات 27)

❀❀❀

(170)

ایک بوڑھے شخص کا درخت لگانا

کسی بادشاہ کا گزر ایک ایسے بوڑھے شخص پر ہوا جو درختوں کی کانٹ چھانٹ کر رہا تھا' اسے دیکھ کر بادشاہ نے جاتے وقت کہا: اے بوڑھے! کیا تجھے ان درختوں سے پھل کھانے کی امید ہے' جن کی تو خدمت میں لگا ہوا ہے؟ اس نے جواب دیا: بادشاہ سلامت! ہم سے پہلے لوگوں نے زراعت کی' تو ہم نے اس سے فائدہ اٹھایا' اسی لئے ہم بھی اپنے آنے والوں کے لئے محنت کر رہے ہیں تاکہ ہماری اس محنت سے فائدہ حاصل کریں۔ بادشاہ کو اس کی یہ بات بہت ہی پسند آئی اور اس نے خوش ہو کر ایک ہزار اشرفیاں بوڑھے کو انعام دیں۔ اس پر وہ بوڑھا کاشتکار کھل کھلا کر ہنس پڑا' بادشاہ نے حیرت سے دریافت کیا: آخر اس میں ہنسی کی کیا بات تھی؟ اس نے جواب دیا: حضور! مجھے اس زراعت کے اس قدر جلد پھل دینے سے تعجب ہوا۔ یہ بات سن کر بادشاہ نے ایک ہزار اشرفیاں اور دے دیں' اس پر بوڑھے کو پھر ہنسی آ گئی' بادشاہ نے معلوم کیا: اب ہنسی کی کیا بات ہے؟ اس نے عرض کیا: حضور! کاشتکار پورا سال گزرنے کے بعد ایک ہی مرتبہ فائدہ حاصل کرتا ہے' مگر میری اس زراعت نے اتنی سی دیر میں دو مرتبہ خاطر خواہ فائدہ پہنچا دیا' یہ سن کر بادشاہ نے ایک ہزار اشرفیاں اور دیں اور کاشتکار کو اپنے کام میں لگا چھوڑ کر چلا گیا۔

حضرت عبداللہ بن سلام کہتے ہیں: تو اپنی زمین کا بونا جوتنا نہ چھوڑ' اگرچہ دجال پیدا ہو جائے۔ (خیر المونس)

(171)

پڑوسی کے لئے تین چیزیں

فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مسلمان کو چاہئے کہ وہ پڑوسی کی اذیت پر صبر کرے اور اپنے پڑوسی کو دکھ نہ دے اور ایسی حالت ہو کہ پڑوسی اس سے محفوظ ہو نیز تین باتوں سے وہ اپنے پڑوسی کو محفوظ رکھے' ہاتھ سے اور زبان سے اور ستر (برہنگی) سے' زبان سے محفوظ رکھنا یہ ہے کہ کوئی ایسی بات نہ کرے کہ اگر پڑوسی کو آتا دیکھے تو خاموش ہو جائے' یا وہی بات پڑوسی کو معلوم ہو جائے تو شرمندہ ہونا پڑے اور ہاتھ سے محفوظ رکھنا یہ ہے کہ پڑوسی اگر بازار میں ہو اور یاد آئے کہ وہ تھیلی گھر میں بھول آیا ہے تو اسے کوئی خوف یا ڈر نہ ہو اور وہ کہے کہ میرا اور اس کا گھر ایک ہے اور ستر سے محفوظ رکھنا یہ ہے کہ اگر پڑوسی سفر پر ہو اور اسے علم ہو جائے کہ پڑوسی میرے گھر میں گیا ہے تو اس کے دل میں سکون ہو" کہ وہ میرے ستر پر حملہ نہیں کرے گا" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: تین باتیں زمانہ جاہلیت میں بطور اخلاقی پسند کی جاتی تھیں اور مسلمانوں کے لئے تو وہ مزید اولیٰ ہیں: 1- اگر مہمان آ جاتا تو وہ پر تکلف مہمان نوازی کرتے۔ 2- اگر بیوی بوڑھی ہو جاتی تو اس کو طلاق نہ دیتے بلکہ اس کو اپنے پاس رکھتے تاکہ ہلاک نہ ہو۔ 3- اگر ان کا پڑوسی مقروض ہوتا' یا کسی سخت مصیبت میں گرفتار ہوتا تو وہ اس کا قرض ادا کرتے اور اسے مصیبت سے نکالتے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا: قیامت کے روز ایک پڑوسی اپنے دوسرے پڑوسی کا دامن پکڑ کر عرض کرے گا: یا اللہ!

میرے اس بھائی کو تو نے فراخی عطا فرمائی تھی اور مجھے تنگی' میری شام بھوک پر ہوتی تھی اور اس کی پیٹ بھر کر' اب اس سے پوچھ کہ اس نے اپنا دروازہ مجھ پر کیوں بند کر دیا تھا اور اس کو عطاء کی جانے والی نعمتوں سے مجھے کیوں محروم کیا گیا۔

ظلم کی دس باتیں

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دس باتیں ظلم میں گنی جاتی ہیں۔

1- ایسا مرد یا ایسی عورت جو اپنی ذات کے لئے تو دعا مانگے لیکن اپنے ماں باپ اور مؤمنوں کے لئے دعا نہ کرے۔

2- ایسا شخص جو قرآن کی تلاوت تو روزانہ کرتا ہے' لیکن سو آیت سے کم۔

3- ایسا شخص جو مسجد میں گیا اور دو رکعت پڑھے بغیر ہی واپس آ گیا۔

4- ایسا شخص جو قبرستان سے گزرا لیکن اہل قبور کو نہ سلام کہا اور نہ ان کے لئے دعا مانگی۔

5- ایسا شخص جو جمعہ کے روز شہر میں داخل ہوا لیکن جمعہ پڑھے بغیر ہی واپس ہو گیا۔

6- ایسا مرد یا ایسی عورت کہ جن کے محلے میں کوئی عالم دین آیا اور وہ اس کے پاس علم کی بات حاصل کرنے نہ گئے۔

7- ایسے دو شخص جو دوست بنے لیکن ایک دوسرے سے نام نہ پوچھا۔

8- ایسا شخص کہ جسے کھانے پر مدعو کیا گیا لیکن وہ نہ گیا۔

9- ایسا جوان کہ جس نے اپنے شباب کو گنوا دیا نہ علم حاصل کیا اور نہ ادب۔

10- ایسا شخص جو خود تو شکم سیر رہا لیکن اس کا پڑوسی بھوکا تھا اور اسے کچھ کھانے کو نہ دیا۔

حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: چار باتیں اچھے پڑوسی کی علامت ہیں۔ 1- اپنے مال سے پڑوسی کے ساتھ ہمدردی کرے۔' 2- پڑوسی کے پاس جو کچھ ہے اس کی خواہش نہ کرے۔ 3- اپنی ایذاؤں سے پڑوسی کو بچا کر رکھے۔ 4- پڑوسی کی اذیت پر صبر کرے۔ (تنبیہ الغافلین)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(172)

سفیدِ روٹیاں

حضرت سیّدنا والان بن عیسٰی بن ابومریم قزوینی رحمۃ اللہ علیہ ایک نیک شخص تھے۔ آپ فرماتے ہیں: ایک رات میں چاند کی وجہ سے مغالطہ میں آ گیا پس میں مسجد چلا گیا نماز پڑھی اللہ عزوجل کی تسبیح کی' دعا مانگی اور پھر مجھے اچانک نیند آ گئی تو میں نے دیکھا کہ ایک جماعت جو انسانوں کی نہ تھی اپنے ہاتھوں مین طباق لئے ہے اور طباق میں چار روٹیاں ہیں جو سفیدی میں برف کی مانند ہیں اور ہر روٹی پر انار کی مثل موتی رکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا: ''کھاؤ'' میں نے کہا: ''میرا ارادہ تو روزہ کا ہے۔'' انہوں نے کہا کہ ''اس گھر والے کا حکم ہے کہ تم یہ کھاؤ۔'' چنانچہ میں نے کھا لیں۔ پھر میں نے وہ موتی اٹھانا چاہا تو مجھ سے کہا گیا کہ ''اس کو چھوڑ دو اس کا ہم درخت لگا دیں گے تا کہ اس سے بہتر موتی تمہارے لئے نکل آئیں۔'' میں نے کہا: ''اس کا درخت کہاں لگاؤ گے۔'' انہوں نے کہا: ''ایسے گھر میں جو کبھی ویران نہ ہوگا' جس کے پھل کبھی خراب نہ ہوں گے' جس میں ملکیت کبھی ختم نہ ہوگی' جس میں کپڑے کبھی بوسیدہ نہ ہوں گے جس میں (مشک وعنبر) کے ٹیلے اور چشمے ہوں گے' آنکھوں کی ٹھنڈک بیویاں ہوں گی فرمانبردار' پسندیدہ' راضی رہنے والیاں جن سے قربت نہیں کی گئی ہوگی۔ پس تم پر لازم ہے کہ اپنے عمل کو بڑھاؤ دنیا کا عرصہ تھوڑا ہے حتیٰ کہ تم یہاں سے رحلت کر کے جنت میں داخل ہو گے۔'' حکایت کے راوی کہتے ہیں: دو جمعوں کے بعد ان کا انتقال ہوگیا۔

وصال کے بعد

سری بن یحییٰ کہتے ہیں: جس رات ان کا وصال ہوا اسی رات میں نے انہیں خواب میں دیکھا وہ کہہ رہے تھے کہ ''کیا تم اس درخت سے تعجب نہیں کرتے جو میرے لئے اسی دن لگایا گیا تھا جس دن میں نے تمہیں بیان کیا تھا اسے حاصل کر لیا گیا ہے''۔ میں نے کہا: ''کیسے حاصل کر لیا؟'' کہا: ''اس بارے میں سوال نہ کرو جسے بیان کرنے پر کوئی بھی قادر نہیں۔ (ہاں اتنا ضرور ہے کہ) جب بھی کوئی مطیع وفرمانبردار بندہ اس کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے (تو وہ اس پر اتنا کرم کرتا ہے کہ) ہم نے اس کی مثل کریم کسی کو نہیں پایا۔''

(شرح الصدور' باب نبذ من اخبار من رای الموت.....الخ' ص 279)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(173)

برگزیدہ اور نیک لوگ

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں: میں نے ان لوگوں میں غور کیا جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی ولایت اور قرب کے لئے منتخب فرماتا ہے: ہم نے ان کے اوصاف سنے ہیں اور ان لوگوں کے بھی جنہیں ہم نے دیکھا ہے اور انہیں ہم منتخب شدہ حضرات میں سمجھتے ہیں وہ یہ کہ وہ شخص باطن کا کامل ہوتا ہے کریم اور سخی ہوتا ہے عاقل ہوتا ہے کمینہ، دھوکہ باز، کینہ پرور اور حاسد نہیں ہوتا اور نہ ہی باطنی عیوب میں سے کوئی عیب اس میں ہوتا ہے......

بچپن ہی سے اس کی تربیت کی جاتی ہے لڑکپن ہی میں وہ عام بچوں سے الگ الگ دکھائی دیتا ہے جیسے وہ اس نوعمری میں ہی ایک شیخ ہے جسے رذائل سے نفرت اور نقائص سے انقباض ہے اس کی ہمت کا پودا نشوونما پاتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے پھل شباب کی شاخوں پر لٹکتے دکھائی دیتے ہیں وہ علم کا حریص ہوتا ہے عمل میں تیز ہوتا ہے وقت کی حفاظت کرتا ہے اپنے اوقات کی رعایت رکھتا ہے طلب فضائل میں دوڑ لگانے والا اور نقائص سے بھاگنے والا ہوتا ہے توفیق خداوندی اور الہام ربانی کا احاطہ اگر تو اس پر دیکھ لے تو پتہ چلے کہ وہ پھسلنے لگتا ہے تو اس کا ہاتھ کیسے پکڑتے ہیں اور قصد کرے تو خطا سے کیسے بچاتے ہیں اور کسب فضائل میں اسے مصروف کرتے ہیں اس کا عمل خود اس کی نگاہ میں بھی نہیں آنے پاتا پھر یہ کئی طرح پر تقسیم ہوتے ہیں ایک وہ جو فقیہ ہے اور زہد و عبادت میں لگا ہوا ہے اور ایک فقیہ ہے علم اور اتباع سنت پر قائم ہے اور ایسے لوگ خال خال ہیں جو سب کو جامع ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اسے کاملین کے گروہ میں شامل کر دیتا ہے۔

علم وعمل میں کمال

اور علم وعمل میں کمال کی علامت حق سبحانہ وتعالیٰ کے معاملے اور محبت میں کامل توجہ اور ہمہ قسم کے فضائل کی جامعیت اور ہر ممکن کمال کی طلب میں بلند ہمت ہوتا ہے پس یوں کہو کہ اگر نبوت کسی کے کسب میں آ سکتی ہے تو اس کے کسب میں داخل ہوتی اور اس انتخاب واختیار کے درجات بیان سے باہر ہیں کہ یہ موجودات میں وہ یکتا جوہر ہے کہ صدف کے پیٹ میں جس کا سا تقرر کہیں صدیوں میں جا کے ہوتا ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اس کے قُرب ورضا کی توفیق مانگتے ہیں اور محروم کرنے اور دور ہٹا دینے سے اس کی پناہ چاہتے ہیں۔ (صید الخاطر)

❀❀❀

(174)

میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

جنگ احد میں جب کفار نے نبی علیہ السلام پر حملے کی پرزور کوشش کی تو چند نوجوان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرف ڈٹ گئے' ان میں اکثر نے جام شہادت نوش کیا۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو زخموں سے چور حالت میں دیکھا گیا۔ کسی نے پوچھا: آپ رضی اللہ عنہ کو کیا چاہئے؟ انہوں نے کہا کہ آخری لمحے میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ ان کو اٹھا کر نبی علیہ السلام کے پاس لائے۔ انہوں نے جب چہرۂ انور کو دیکھا تو آخری ہچکی لی اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ (مسلم غزوۂ احد)

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی ہے دل کی حسرت یہی آرزو ہے

اس مضمون کو کسی دوسرے شاعر نے دوسرے انداز سے باندھا ہے:

تیرے قدموں میں سر ہو اور تار زندگی ٹوٹے
یہی انجام الفت ہے' یہی مرنے کا حاصل ہے

اسی مضمون کو ایک شاعر نے تیسرے انداز سے باندھا ہے:

تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت اور اس کی علامات 27)

اہل یمامہ کے سردار حضرت ثمامہ بن اثال نے ایمان لا کر کہا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ آج سے پہلے روئے زمین پر کوئی چہرہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چہرے سے زیادہ مبغوض نہ تھا مگر آج وہی چہرہ مجھے روئے زمین کے سب چہروں سے زیادہ محبوب ہے۔

(بخاری شریف' باب وفد بنی حنیفہ)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(175)

ایک گنہگار کو ولایت کی بشارت

بصرہ میں ایک نوجوان رہا کرتا تھا جو ہمہ وقت پروردگار کی معصیت میں ڈوبا رہتا تھا' اس کی نیک بخت والدہ نے بارہا اس کو ناشائستہ افعال سے بچنے کی نصیحت کی مگر وہ باز نہ آیا' یہ نیک بخت عورت اکثر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک مجلس میں داخل ہوا کرتی تھی اور ان کے نصائح کا برابر بیٹے سے تذکرہ کرتی رہتی تھی' چنانچہ جب نوجوان کی موت کا وقت قریب آیا تو عرض کیا: اے میری مہربان ماں! حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو میرے پاس بلا لا تاکہ وہ مجھے توبہ کی تلقین فرما دیں۔ یہ سن کر اس کی مہربان والدہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ تمام کیفیت بیان کی تو انہوں نے فرمایا: میں اس شخص کے پاس نہیں جاؤں گا اور نہ اس کے جنازے کی نماز پڑھوں گا۔ یہ سن کر وہ باعصمت عورت کبیدہ خاطر ہو کر واپس ہوئی اور مرنے والے نوجوان کو ان کے جواب سے مطلع کیا' جس کو سن کر اس نوجوان نے بڑی مایوسی کے ساتھ اپنی ماں سے عرض کیا: جب میری روح بدن سے نکل جائے تو میری گردن میں ایک سخت رسی باندھ کر گھر کے صحن میں منہ کے بل گھسیٹنا اور یہ اعلان کرنا کہ یہ اس شخص کی سزا ہے جو اپنے آقا کی نافرمانی کرتا ہے اور میری قبر گھر ہی میں بنا دینا تاکہ جس طرح مجھ سے زندہ لوگ زندگی میں تکلیف اٹھاتے تھے' مرنے کے بعد مجھ سے گزند نہ اٹھائیں۔ چنانچہ جب اس کی روح پرواز کر گئی تو ماں نے وصیت کے مطابق گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ دفعتاً ایک آواز سنائی دی: اے عورت! خدا کے ولی کے ساتھ نرمی اور تلطف کا برتاؤ

کر! یہ سن کر اس عورت نے میت کے گلے میں رسی نکال لی اور گھر ہی میں اس کو دفن کر دیا۔ اچانک صبح کو کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا' عورت نے اندر سے دریافت کیا کون ہے؟ جواب ملا: حسن! فرمانے لگے: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ رب العزت فرماتا ہے: اے حسن! تو میرے بندوں کو میری رحمت سے ناامید کرتا ہے اور میرے بندے کے منہ پر توبہ کا دروازہ بند کرنا چاہتا ہے' مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم! میں نے اس کو بخش دیا اور جنت کی پائیدار نعمتوں میں داخل کر دیا۔ (خیر المونس)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(176)

یادِ رفتگاں

عبدالوہاب بن یزید کندی کہتے ہیں: میں نے حضرت سیّدنا ابوعمر ضریر رحمۃ اللہ علیہ کوخواب میں دیکھ کر پوچھا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' فرمایا: ''مجھ پر رحم فرمایا اور میری مغفرت فرمادی۔'' میں نے پوچھا: ''آپ نے کس عمل کو سب سے افضل پایا؟'' فرمایا: ''جس سنت اور علم پر تم ہو۔'' میں نے دریافت کیا: ''آپ نے کون سا عمل سب سے بُرا پایا؟'' فرمایا: ''اسماء سے بچو۔'' میں نے پوچھا: ''اسماء کیا ہیں؟'' فرمایا: ''قدری، معتزلی، مرجئی۔ پس بدمذہب فرقوں کے اسماء (نام) گنانا شروع کردیئے۔'' (شرح الصدور، باب نبذ من اخبار من رای الموت...... الخ، ص 280)

☆......صاحب قبر سے بات چیت:

مطرف بن عبداللہ کہتے ہیں: میں نے قبرستان میں ایک قبر کے پاس دو رکعت مختصر اس طرح پڑھیں جن سے میں مطمئن نہیں تھا۔ پھر مجھے اونگھ آ گئی تو میں نے دیکھا کہ صاحب قبر مجھ سے بات کررہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ''تم نے دو رکعت اس طرح ادا کیں جن سے تم مطمئن نہیں تھے۔'' میں نے کہا: ''ہاں! معاملہ یہی ہے۔'' فرمایا: ''تم لوگ عمل کرتے ہو مگر جانتے نہیں اور ہم جانتے ہیں مگر عمل نہیں کرسکتے۔'' پھر فرمایا: ''تمہاری دو رکعت کی طرح دو رکعت ادا کرنا مجھے پوری دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔'' میں نے دریافت کیا: ''یہاں کون لوگ مدفون ہیں؟'' فرمایا: ''سب مسلمان ہیں اور سب کو خیر ملی ہے۔'' میں نے کہا: ''یہاں سب سے افضل کون ہے؟'' انہوں نے ایک قبر کی طرف

اشارہ کیا۔ میں نے دل ہی دل میں اللہ عزوجل سے دعا کی کہ ''یہ باہر تشریف لے آئیں تاکہ میں ان سے ہم کلام ہوسکوں۔'' تو قبر سے ایک نوجوان لڑکا نکلا۔ میں نے کہا: ''کیا آپ ان قبرستان والوں میں سب سے افضل ہیں؟'' اس نے کہا: ''لوگ تو ایسے ہی کہتے ہیں۔'' میں نے کہا: ''کس سبب سے آپ نے یہ مرتبہ پایا؟ خدا عزوجل کی قسم آپ کی عمر تو یہ بتاتی ہے کہ آپ نے یہ مقام نہ تو کثرت حج وعمرہ کے سبب پایا ہوگا اور نہ ہی جہاد فی سبیل اللہ اور عمل صالح کی زیادتی کی وجہ سے حاصل کیا ہوگا۔'' تو اس نے کہا: ''میں دنیا میں مصیبتوں میں گرفتار رہتا تھا اور ان مصائب پر صبر کرتا تھا بس اسی وجہ سے میرا مقام بلند ہے۔'' (شرح الصدور، باب نبذ من اخبار من رای الموت، ص 281,280)

☆......مرا ہوا کتا ہونے کی تمنا پر انعام:

حضرت سیّدنا علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں: حضرت سیّدنا شیخ محمد بُدیری دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میرے دادا جان کی وفات کے بعد کسی نے انہیں ریت کے ٹیلے پر کھڑا دیکھ کر عرض کی: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' جواب دیا: ''اللہ عزوجل نے میری مغفرت فرمادی اور ریت کے جتنے ذرات میرے قدموں تلے ہیں اتنے افراد کی شفاعت کی اجازت بھی مرحمت فرمائی ہے۔'' خواب دیکھنے والے نے پوچھا: ''کس نیکی کے سبب یہ مقام پایا؟'' فرمایا: میں جب بھی کسی مرے ہوئے کتے کو دیکھتا تو کہتا: ''کاش! یہ مرا ہوا کتا میں ہی ہوتا۔'' الحمدللہ عزوجل! میرا یہ قول مقبول ہوگیا۔

(جامع کرامات اولیاء، ج1 ص344 ملخصاً)

❀❀❀

Scanned with CamScanner

(177)

نا داروں کی پونجی

اکثر لوگ ردی طبیعت کے واقع ہوئے ہیں محنت و مشقت بھی ان کی اصلاح نہیں کر سکتی وہ کچھ نہیں جانتے کہ وہ کیوں پیدا کئے گئے ہیں ان کے وجود کا مقصد کیا ہے ان کی انتہائے فکر اپنی مراد اور مطلوب کا حصول ہے اور مل جائے تو کبھی یہ سوال نہیں کہ اس پر مذمت کتنی ملی ہے وہ غرض کے لئے عزت کو قربان کر دیتے ہیں ایک گھڑی کی لذت ان کو مقدم ہے گو ایک زمانہ تک بیمار پڑ جائیں۔ تجارت کے وقت حیلہ سازی کا لباس پہنتے ہیں متکبروں کی آن بان میں نکلتے ہیں معاملات میں دھوکہ دیتے ہیں اصل حال کو چھپاتے ہیں ان کی کمال سراسر شبہ والی اور کھانا شہوت انگیز ہوتا ہے رات بھر سوتے ہیں گو باطنی طور پر وہ دن کو بھی سوئے ہوتے ہیں اور نیند صرف اسی ایک شکل کی نہیں ہے اور جب صبح کو اٹھتے ہیں تو اپنی خواہشات و مرغوبات کے حصول میں خنزیر کی حرص کتے کا لالچ' شیر کی درندگی' چیتے کا فریب اور لومڑی کا مکر لے کر بھاگتے ہیں اور مرتے وقت انہیں خواہش پوری نہ ہونے کا صدمہ تو ہوتا ہے تقویٰ نہ ہونے کا نہیں' یہ ان کے علم کی معراج ہے بھلا وہ شخص کیسے کامیاب ہوگا جو اپنی آنکھ کے مشاہدے کو عقل کی بصیرت پر ترجیح دیتا ہے اور یہ نظریہ رکھتا ہے کہ جس چیز کو وہ اپنی نگاہ سے دیکھتا ہے وہ اس کے نزدیک نگاہ بصیرت میں آنے والی چیز سے زیادہ قیمتی ہے خدا کی قسم اگر وہ اپنے کان کھول لیتے تو کوچ کی آواز لگانے والے کی آواز نہیں اپنے قیام کے لمحات میں سنائی دیتی جو دنیا کے (مقام) اعراف میں چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے: پہلے لوگوں کا خیمے اکھاڑنے کا منظر دیکھو مگر انہیں جہالت کے نشہ نے مدہوش کر رکھا ہے جو حد لگنے سے پہلے افاقہ نہ پائیں گے۔ (صید الخاطر)

(178)

اہل وفا کا شیوہ

غزوہ بدر میں جب نبی علیہ السلام نے کفار کے مقابلہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کو طلب کیا تو حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بولے: ہم وہ نہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح کہہ دیں کہ تم اور تمہارا خدا دونوں جاؤ اور لڑو۔ بلکہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں سے' بائیں سے' پیچھے سے لڑیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جانثارانہ فقرے سنے تو خوشی کی زیادتی سے چہرہ مبارک چمک اٹھا۔ (بخاری کتاب المغازی)

سبحان اللہ یہ شیوہ نہیں ہے باوفاؤں کا
پیا ہے دودھ ہم لوگوں نے غیرت والی ماؤں کا
نبی ﷺ کا حکم ہو تو کود جائیں ہم سمندر میں
جہاں کو محو کر دیں نعرۂ اللہ اکبر میں

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت اور اس کی علامات 31)

☆ ...... حضرت اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر ایک شگفتہ مزاج صحابی رضی اللہ عنہ تھے۔ ایک روز نبی علیہ السلام نے فرمایا: جس کا مجھ پر حق ہو وہ لے سکتا ہے۔ حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرا حق ہے' ایک مرتبہ جہاد کی صف بنا کر کھڑے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفیں درست کروا رہے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چھڑی سے مجھے پیچھے ہٹا لیا تو مجھے اس کی وجہ سے تکلیف ہوئی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اچھا تم بھی بدلہ لے سکتے ہو۔ وہ کہنے لگے: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!

Scanned with CamScanner

اس وقت میرے بدن پر قمیص نہ تھی۔ نبی علیہ السلام نے بھی کپڑا اٹھا دیا۔ حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے بدلہ لینے کی بجائے آگے بڑھ کر پہلے مہر نبوت کو چوما' پھر نبی علیہ السلام کے سینہ انور سے لپٹ گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کب سے طبیعت مچل رہی تھی اس کام کے لئے مگر موقع نہ ملتا تھا۔ آج میرے بخت جاگے کہ محبوب سے ہم آغوش ہونے کی سعادت ملی۔ (ابوداؤد)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت اور اس کی علامات 32)

❀❀❀

(179)

نگاہ تمنا جھکی جا رہی ہے نہ جانے یہ کیسا مقام آ رہا ہے
دھڑکنے لگا کیوں دل مضطرب اب محمد ﷺ کا ہونٹوں پہ نام آ رہا ہے

یہ میدان محشر تماشا تو دیکھو یہ کون آج مست خرام آ رہا ہے
فرشتے نگاہیں بچھانے لگے ہیں تمام انبیاء کا امام آ رہا ہے

شہادت ہوئی جب بلال حزیں کی چلی روح تن سے یہ جنت کو کہنے
تمہارے مبارک قدم چومنے کو محمد ﷺ تمہارا غلام آ رہا ہے

دم نزع حافظ کوئی کہہ رہا ہے بلاتے ہیں تجھ کو مدینے میں آقا
مقدر تو دیکھو نبی کی طرف سے جواب وسلام و پیام آ رہا ہے

جب نبی علیہ السلام غزوہ تبوک کے لئے روانہ ہوئے تو ایک صحابی حضرت عبداللہ بن خثیمہ رضی اللہ عنہ اپنے کاموں اور مصروفیات کی وجہ سے پیچھے رہ گئے۔ ان کی دو خوبصورت اور حسین وجمیل بیویاں تھیں۔ انہوں نے دوپہر کے کھانے بنائے اور کمرے کو خوشبو سے معطر کر دیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جوں ہی کھانوں کو دیکھا تو فرمایا سبحان اللہ' اللہ کے محبوب تو شدید گرمی میں جہاد کے لئے جائیں اور عبداللہ رضی اللہ عنہ بیویوں کے ساتھ بیٹھ کر لذیذ کھانے کھاتا رہے۔ اللہ کی قسم! جب تک میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں نہیں پہنچوں گا ان بیویوں سے کلام نہیں کروں گا۔ یہ کہہ کر اونٹ پر سوار

ہوئے اور تبوک کی طرف چل دیئے جب قافلے کے قریب پہنچے تو نبی علیہ السلام نے دور سے دیکھ کر فرمایا عبداللہ بن خثیمہ ہوگا۔ چنانچہ جب آپ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔'' ابن خثیمہ کیا ہی اچھی بات ہے تم فانی لذتوں کو چھوڑ کر رضائے الٰہی کی تلاش میں مصروف ہوگئے۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت اور اس کی علامات 30)

❀❀❀

(180)

آتش پرست پر رحمت

بخارا میں ایک مجوسی (آتش پرست) رہتا تھا ایک مرتبہ رمضان شریف میں وہ اپنے بیٹے کے ساتھ مسلمانوں کے بازار سے گزر رہا تھا۔ اس کے بیٹے نے کوئی چیز علانیہ طور پر کھانی شروع کردی۔ مجوسی نے جب یہ دیکھا تو اپنے بیٹے کو ایک طمانچہ رسید کردیا اور خوب ڈانٹ کر کہا: '' تجھے رمضان المبارک کے مہینے میں مسلمانوں کے بازار میں کھاتے ہوئے شرم نہیں آتی؟'' لڑکے نے جواب دیا: '' ابا جان! آپ بھی تو رمضان شریف میں کھاتے ہیں۔'' والد نے کہا: '' میں مسلمانوں کے سامنے نہیں اپنے گھر کے اندر چھپ کر کھاتا ہوں۔ اس ماہ مبارک کی بے حرمتی نہیں کرتا۔'' کچھ عرصہ بعد اس شخص کا انتقال ہو گیا۔ کسی نے خواب میں اس کو جنت میں ٹہلتے ہوئے دیکھا تو حیرت سے پوچھا: '' تو تو مجوسی تھا جنت میں کیسے آ گیا؟'' کہنے لگا: واقعی میں مجوسی تھا لیکن جب موت کا وقت قریب آیا تو اللہ عزوجل نے احترام رمضان کی برکت سے مجھے ایمان کی دولت سے اور مرنے کے بعد جنت سے سرفراز فرمایا۔'' (فیضان سنت، باب فیضان رمضان، ج 1، ص 76)

دیکھا آپ نے؟ رمضان المبارک کی تعظیم کے سبب ایک آتش پرست کو اللہ عزوجل نے نہ صرف دولت ایمان سے نوازا دیا بلکہ اس کو جنت کی لازوال نعمتوں سے بھی مالا مال فرما دیا۔ اس حکایت سے خصوصاً ہمارے ان غافل مسلمانوں کو درسِ عبرت حاصل کرنا چاہئے جو مسلمان ہونے کے باوجود رمضان المبارک کا بالکل احترام نہیں کرتے۔ اول تو وہ روزہ نہیں رکھتے، پھر چوری اور سینہ زوری یوں کہ روزہ داروں کے

سامنے ہی سگریٹ کے کش لگاتے، پان چباتے حتیٰ کہ بعض تو اتنے بے باک و بے مروت ہوتے ہیں کہ سرعام پانی پیتے بلکہ کھانا کھاتے: ”جو شخص رمضان المبارک میں دن کے وقت بغیر کسی مجبوری کے علی الاعلان جان بوجھ کر کھائے پیے اس کو (بادشاہ اسلام کی طرف سے) قتل کر دیا جائے۔“ (الدر المختار مع رد المحتار، ج3، ص449)

❀❀❀

(181)

شراب نوشی کا عذاب

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: قیامت کے دن شراب پینے والے کو لایا جائے گا تو اس کا چہرہ سیاہ ہوگا، آنکھیں نیلی ہوں گی، اس کی زبان سینے پر لٹک رہی ہوگی اور لعاب بہہ رہا ہوگا اور اس کو دیکھنے والے بدبو کے سبب اس سے گھن کھائیں گے، شراب پینے والے کو سلام نہ کرو، بیمار ہو جائے تو عیادت نہ کرو اور مر جائے تو جنازہ نہ پڑھو۔ حضرت مسروق فرماتے ہیں: شرابی ایسا ہے، جیسا بت پرست، شرابی لات و عزیٰ کی عبادت کرنے والوں جیسا ہے جب کہ وہ شراب کو حلال سمجھے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں آگ کا پیالہ پینا پسند کروں گا بہ نسبت شراب کے پیالے کے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا: ہر نشہ آور شے شراب ہے اور وہ حرام ہے اگر دنیا میں شراب نوشی کرنے والا مر گیا اور اس نے توبہ نہیں کی تھی تو وہ آخرت میں شراب طہور سے محروم رہے گا۔

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کی حدیث میں ہے کہ ہر نشہ دینے والی شے حرام ہے وہ پکی ہو چاہے کچی، جیسا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس شے میں کثیر حصہ نشہ آور ہو تو اس کے قلیل حصے کا استعمال بھی حرام ہے۔ حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کشید کی ہوئی شراب پینے کا گناہ عام کچی شراب پینے والے سے زیادہ ہے بے شک شراب پینے والا

Scanned with CamScanner

گنہگار و فاسق ہے اور کچی شراب پینے والے کے لئے تو خطرہ ہے کہ وہ کافر نہ ہو جائے کیونکہ کچی شراب پینے والا تسلیم کرتا ہے کہ وہ شراب پیتا ہے اور وہ حرام ہے اور پکی شراب پینے والا تو نشہ پیتا ہے اور اس کو حلال جانتا ہے نیز مسلمانوں کا اجماع ہے کہ نشہ آور شے کا استعمال تھوڑا ہو یا زیادہ حرام ہے اور جو اس بالا جماع حرام شے کو حلال جانے وہ کافر ہے۔

تمام برائیوں کی جڑ

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اے لوگوں شراب سے بچو کہ یہ اُمّ الخبائث ہے پہلے زمانے میں ایک عابد تھا اور مختلف مسجدوں میں آتا جاتا رہتا تھا ایک دفعہ اسے ایک بدکردار عورت ملی جس نے خادمہ کو کہہ کر عابد کو گھر میں بلوالیا اور دروازہ بند کر دیا اس کے پاس شراب تھی اور ایک چھوٹا سالڑکا عورت نے عابد سے کہا: میں تجھے اس وقت تک نہیں جانے دوں گی جب تک کہ یا تو تو شراب کا پیالہ پی لے یا زنا کر لے یا اس لڑکے کو قتل کر دے، نہیں تو میں شور مچا دوں گی کہ یہ شخص بری نیت سے میرے گھر میں داخل ہوا ہے۔ وہ عابد یہ سن کر کمزور پڑ گیا اور کہا: میں نہ تو زنا کر سکتا ہوں اور نہ قتل، البتہ شراب کا پیالہ پی لیتا ہوں اور کہا تو نے میرے ساتھ یہ زیادتی کی ہے واللہ میں بے قصور ہوں پھر اس نے شراب پی اور اس کے نشے میں زنا بھی کیا اور بچے کو بھی قتل کر دیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے بچو کہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے، قسم اللہ کی شراب اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہوتے اور یہ ایمان کو مشکوک بنا کر آخر کار ختم کر دیتی ہے اس لئے کہ شرابی جب نشہ میں ہوتا ہے تو اس کی زبان پر کلمۂ کفر جاری ہو جاتا ہے اور پھر اس کی زبان اس کی عادی ہو جاتی ہے نیز یہ بھی ڈر ہے کہ موت کے وقت بھی اس کی زبان پر کلمہ کفر جاری ہو جائے اور وہ دنیا سے کفر کی حالت میں مر جائے ایسی صورت میں وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور

اکثر موت کے وقت ہی بندے کا ایمان ضائع ہوتا ہے اور یہ سب اس کی زندگی کے برے اعمال کے سبب ہی ہوتا ہے پھر وہ ہمیشہ حسرت و ندامت کے ساتھ ہی رہے گا حضرت ضحاک فرماتے ہیں جو شرابی نشے میں مدہوش مر جاتا ہے تو وہ قیامت کے دن اسی حالت میں اٹھایا جائے گا۔

(تنبیہ الغافلین)

❀❀❀

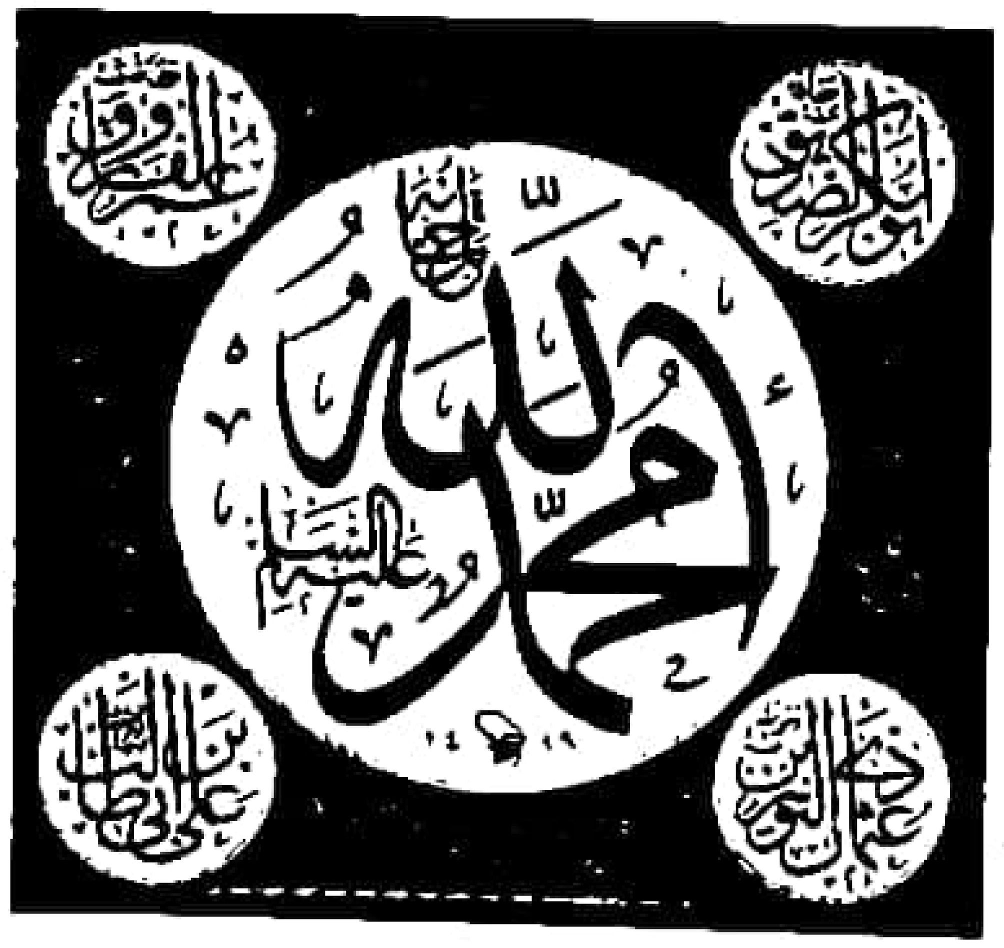

(182)

ایک تنکے کا وبال

حضرت سیّدنا وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کے ایک نوجوان نے ہر قسم کے گناہوں سے توبہ کی۔ پھر 70 سال تک مسلسل عبادت کرتا رہا۔ دن کو روزہ رکھتا' رات کو جاگتا۔ اس کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ نہ کسی سایہ کے نیچے آرام کرتا اور نہ ہی کوئی عمدہ غذا کھاتا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے بعض دوستوں نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' اس نے بتایا کہ ''اللہ عزوجل نے میرا حساب لیا' پھر سب گناہوں کو بخش دیا مگر آہ! ایک تنکا جسے میں نے اس کے مالک کی مرضی کے بغیر لے لیا تھا اور اس سے دانتوں میں خلال کیا تھا وہ تنکا اس کے مالک سے معاف کروانا رہ گیا تھا۔ افسوس صد افسوس! اسی سبب سے ابھی تک مجھے جنت سے روکا ہوا ہے۔''

(تنبیہ المغترین' ومن اخلاقھم کثرۃ الخوف من اللہ.....الخ' ص 51)

لرز جائیے! تھرا اٹھیے! کہ جب غضب جبار اور قہر قہار جوش پر آتا ہے تو ایسے گناہ پر بھی گرفت ہو جاتی ہے جسے دنیا والوں کے نزدیک بہت ہی معمولی تصور کیا جاتا ہے۔ ایک عابد وزاہد اور نیک بندہ صرف اور صرف اس وجہ سے جنت سے روک دیا گیا کہ اس نے ایک حقیر سا تنکا اس کے مالک کی اجازت کے بغیر لے کر دانتوں میں خلال کر لیا اور پھر بے معاف کروائے انتقال کر گیا تو پھنس گیا۔ ذرا سوچیے! غور کیجئے! ایک تنکا کیا شے ہے؟ آج کل تو لوگ نہ جانے کیسی کیسی قیمتیں امانتیں ہڑپ کر جاتے ہیں اور ڈکار تک نہیں لیتے۔

(183)

میں کوئی محفل نہ دیکھوں اب تیری محفل کے بعد

حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کبھی کبھی مسجد نبوی میں اذان دیتے تھے۔ جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سنی تو اس قدر غم زدہ ہوئے کہ اپنے نابینا ہونے کی دعا مانگی جو قبول ہو گئی۔ لوگوں نے پوچھا ایسا کیوں؟ فرمایا میری آنکھوں کی بینائی اس لئے تھی کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کروں۔ جب محبوب نے پردہ کر لیا تو بینائی کی کیا ضرورت ہے۔ (شواہد النبوۃ ص 179)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت اور اس کی علامات 30)

☆...... ایک صحابی رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور کچھ عرصہ صحبت نبوی میں رہنے کے بعد گھر واپس گئے۔ وہاں ان کے کسی عورت کے ساتھ مراسم اور تعلقات تھے۔ وہ عورت ان سے ملنے کے لئے آئی' انہوں نے رخ پھیر لیا۔ وہ کہنے لگی' کیا بات ہوئی؟ وہ بھی وقت تھا جب تم میری محبت میں بے قرار ہو کر گلیوں کے چکر لگاتے تھے' مجھے ایک نظر دیکھنے کے لئے تڑپتے تھے' میری ملاقات کے شوق میں ٹھنڈی آہیں بھرتے تھے۔ جب میں تم سے ملاقات کرتی تھی تو قسمیں کھا کھا کر اپنی محبت کی یقین دہانیاں کرواتے تھے۔ اب میں خود چل کر تمہارے پاس ملنے کے لئے آئی ہوں تو تم نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ فرمانے لگے کہ میں ایک ایسی ہستی کو دیکھ کر آیا ہوں کہ اب میری نگاہیں کسی غیر پر نہیں پڑ سکتیں۔ میں دل کا سودا کر چکا ہوں۔ وہ عورت ضد میں آ کر کہنے لگی' اچھا ایک مرتبہ میری طرف دیکھ تو لو۔ اس صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عورت! چلی جا' ورنہ میں تلوار سے

Scanned with CamScanner

تمہارا سر قلم کردوں گا۔ سبحان اللہ۔

ہم نے دیکھی ہیں وہ آنکھیں ساقی
جام مے کی مجھے حاجت ہی نہیں

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت اور اس کی علامات 34)

☆......ایک مرتبہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی علیہ السلام کے دائیں طرف بیٹھے تھے۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دودھ لائیں تو نبی علیہ السلام نے نوش فرمایا اور بچے ہوئے دودھ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: حق تو تمہارا ہی ہے لیکن ایثار کرو تو خالد کو دے سکتے ہو۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچا ہوا دودھ کسی کو نہیں دے سکتا' یعنی عاشق صادق کے لئے تو یہ نعمت عظمیٰ تھی۔ (ترمذی)

☆......ایک حبشی صحابی رضی اللہ عنہ کے سر کے بال گھنگریالے تھے۔ وہ غسل کرنے کے بعد چاہتے تھے کہ سر کے بالوں میں مانگ نکالیں مگر نہ نکلتی۔ انہیں بہت حسرت رہتی کہ میرا سر بھی نبی علیہ السلام کے سر مبارک سے مشابہ ہونا چاہئے۔ ایک دن فرط جذبات میں انہوں نے لوہے کی سلاخ گرم کی اور سر کے درمیان پھیر دی۔ چمڑا اور بال جلنے کی وجہ سے سر کے درمیان ایک لکیر نظر آنے لگی۔ لوگوں نے پوچھا: آپ رضی اللہ عنہ نے اتنی تکلیف کیوں اٹھائی؟ فرمایا: تکلیف تو بھول جاؤں گا جب میرے سر پر یہ مانگ اسی طرح نظر آئے گی جس طرح نبی علیہ السلام کے سر پر آتی ہے۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت اور اس کی علامات 32)

❀❀❀

(184)

رمضان کا دیوانہ

محمد نامی ایک آدمی سارا سال نماز نہ پڑھتا تھا۔ جب رمضان شریف کا متبرک مہینہ آتا تو وہ پاک صاف کپڑے پہنتا اور پانچوں وقت پابندی کے ساتھ نماز پڑھتا اور سال گزشتہ کی قضا نمازیں بھی ادا کرتا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا: ''تو ایسا کیوں کرتا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''یہ مہینہ رحمت' برکت اور توبہ کا ہے شاید اللہ عزوجل مجھے میرے اسی عمل کے سبب بخش دے۔'' جب اس کا انتقال ہوگیا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' اس نے جواب دیا: ''میرے اللہ عزوجل نے مجھے رمضان شریف کا احترام بجا لانے کے سبب بخش دیا۔'' (درۃ الناصحین ص8)

دیکھا آپ نے! خدائے رحمٰن عزوجل ماہ رمضان کے قدردان پر کس درجہ مہربان ہے کہ سال کے باقی مہینے چھوڑ کر صرف ماہ رمضان میں عبادت کرنے والے کی مغفرت فرمادی۔ اس حکایت سے کہیں کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ اب تو (معاذ اللہ عزوجل) سارا سال نمازوں کی چھٹی ہوگئی! صرف رمضان المبارک میں روزہ نماز کرلیا کریں گے اور سیدھے جنت میں چلے جائیں گے۔ دراصل بخشش یا عذاب یہ سب کچھ اللہ عزوجل کی مشیت پر موقوف ہے۔ وہ بے نیاز ہے اگر چاہے تو کسی مسلمان کو بظاہر چھوٹے سے نیک عمل پر ہی اپنے فضل وکرم سے بخش دے اور اگر چاہے تو بڑی بڑی نیکیوں کے باوجود کسی کو محض ایک

Scanned with CamScanner

چھوٹے سے گناہ پر اپنے عدل سے پکڑ لے۔ پارہ 3 سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 284 میں ارشاد رب بے نیاز ہے: "فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ط" (پ 3، البقرۃ:284) تو جسے چاہے گا (اپنے فضل سے اہل ایمان کو) بخشے گا اور جسے چاہے گا (اپنے عدل سے) سزا دے گا۔"

❀❀❀

(185)

اللہ پاک ہے اور پاکیزہ اعمال ہی قبول فرماتا ہے

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ بعض متقدمین میں سے ان سلاطین وامراء کے بارے سوال ہوا جن کے پاس حلال اور حرام مال جمع ہوتا ہے اور وہ اس سے مساجد اور سرائے وغیرہ بنواتے ہیں کیا اس کا ثواب ہوگا؟ اس نے فتویٰ خرچ کرنے والے کی مرضی کا دیا اور یہ بھی ذکر کیا کہ اسے غیر مملوک مال کے خرچ کرنے میں بھی گونہ ثواب ہوگا کیونکہ وہ مغضوب لوگوں کو جو اصل مالک ہیں جانتے ہی نہیں۔ لہٰذا ان پر رد کرنا ممکن نہ رہا میں نے کہا کیا تعجب ہے فتویٰ دینے کے ان شائقین پر جو اصول شریعت سے واقف نہیں ہیں۔ مناسب ہوتا کہ پہلے اس خرچ کرنے والے کا حال دیکھا ہوتا اگر وہ سلطان ہے تو بیت المال سے نکلے ہوئے مال کے مصارف معروف ہیں لہٰذا اس کے مستحقین کو محروم کر کے غیر مفید مصرف مدارس ورباط پر کیسے لگایا جا سکتا ہے اور اگر یہ لوگ امراء ہیں یا سلاطین کے نائب ہیں تو اس میں بھی جس مال کا رد بیت المال میں واجب ہے اسے رد کرنا چاہئے کہ اس کا مصرف یا حکم واجب وہی ہے جو طے ہو چکا اور اس کے ماسوا میں لگانا ایک ناجائز تصرف ہوگا اور اگر اس کی اجازت بھی کسی نے دے دی تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا اور اگر وہ مال تنخواہ وغیرہ کے علاوہ بطور انعام واکرام ملا ہے تو یہ اموال مسلمین میں سے ہے اس کا حق نہیں ہے اور اس کی اجازت دینے والا بھی گنہگار ہوگا۔ علاوہ ازیں اگر مال حرام اور غصب کا ہے تو اس میں کسی طرح کا تصرف بھی حرام ہوگا اس مال کو اصل مالک یا اس کے وارث تک پہنچانا واجب ہے اور اگر اس کی کوئی

صورت بن نہیں پڑتی تو مسلمانوں کے بیت المال میں جائے گا اور مصارف پر لگے گا یا صدقہ کیا جائے گا اس کا قابض جو نفع اٹھائے گا گناہ ہوگا۔

مال کہاں خرچ کریں؟

ہمیں احمد بن حسین نے حدیث سنائی ان کو محمد بن علی نے ان کو عبداللہ بن محمد نے ان کو علی بن الحسن نے ان کو ابوداؤد نے ان کو محمد بن عون الطائی نے ان کو ابومغیرہ نے ان کو اوزاعی نے ان کو موسیٰ بن سلیمان جو نے کہتے ہیں: میں نے قاسم بن مخیمر کو سنا کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص گناہ کے ذریعے سے مال کماتا ہے پھر اس سے صلہ رحمی کرے یا صدقہ کرے یا فی سبیل اللہ خرچ کرے یہ سب جمع کر کے جہنم میں پھینک دیا جائے گا ہاں اگر تعمیر کرنے والا تاجر ہے حلال کماتا ہے پھر مسجد بنائے یا فقہاء کے لئے وقف کر دے تو اسے ثواب ملے گا۔ ویسے یہ بعید بات ہے کہ حلال کمانے والے کے پاس اتنی وافر مقدار بچ جائے یا وہ پوری پوری زکوٰۃ نکالنے کے بعد اس قسم کے انفاق یا تعمیر میں نشاط قلب رکھے کیونکہ اس قسم کی تعمیرات مد زکوٰۃ سے تو بن نہیں سکتیں تو سلامت نیت اور خلوص مقصد کہاں ہوگا اور پھر آج کل مدارس کی تعمیر خطرہ ہی خطرہ ہے اس لئے کہ اکثر فقہ میں لگنے والے حضرات علم جدل پر مائل ہو گئے ہیں اور انہوں نے علوم شرعیہ سے اعراض کر لیا ہے مساجد میں آمد و رفت ترک کر دی مدارس اور القاب پر قناعت کر بیٹھے باقی سرائے وغیرہ کی تعمیر وہ اصلاً کچھ نہیں کیونکہ اکثر نام نہاد صوفی جہل اور کسل کے مصلے پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کا ہر مدعی محبت وقرب کا دعویٰ کرتا ہے اور علمی مشغلہ کو مکروہ سمجھتا ہے وہ سری رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کو جنید رحمۃ اللہ علیہ کی عادات کو چھوڑے ہوئے ہیں بس اداء فریضہ پر قناعت اور مرقع لباس پر خوش ہیں لہٰذا بے کاری اور راحت پسندی میں ان کی اعانت کرنا کوئی مستحسن کام نہیں اور نہ ہی ثواب ہے۔ (صید الخاطر)

(186)

شرابی لعنتی کا انجام

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار اشخاص ایسے ہیں جنہیں جنت کی خوشبو بھی نصیب نہیں ہوگی حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت تک محسوس ہوتی ہے ان میں سے 1- بخیل، 2- احسان کر کے احسان جتلانے والا، 3- عادی شراب خور، 4- جس کو والدین عاق کر دیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: شراب سے متعلق دس قسم کے افراد پر لعنت کی گئی ہے۔ 1- بنانے والے پر، 2- جس کے لئے بنائی گئی ہو، 3- شراب پینے والے پر، 4- پلانے والے پر، 5- اٹھانے والے پر، 6- اٹھا کر جس کے پاس پہنچائی گئی، 7- بیچنے والے پر، 8- خریدنے والے پر، 9- تجارت کرنے والے پر، 10- تجارت کروانے والے پر۔ بعض حدیثوں میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: روز حشر جب شرابی اپنی قبر سے نکلے گا تو وہ مردار کی طرح بدبودار ہوگا کوزہ اس کی گردن میں لٹک رہا ہوگا، پیالہ اس کے ہاتھ میں ہوگا اور اس کے گوشت اور کھال میں سانپ اور بچھو بھرے ہوئے ہوں گے اس نے آگ کے جوتے پہن رکھے ہوں گے اور اس کے سر میں دماغ کھول رہا ہوگا اور وہ اپنی قبر کو جہنم کا ایک گڑھا پائے گا اور دوزخ میں وہ فرعون و ہامان کے ساتھیوں میں ہوگا۔ حضرت امّ المؤمنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص شرابی کو ایک لقمہ بھی کھلائے گا تو اللہ تعالیٰ سانپ اور بچھو اس کے جسم پر مسلط فرما دے گا اور جس نے اس کی حاجت پوری کی گویا اس نے اسلام کو گرانے میں اس کی مدد کی

Scanned with CamScanner

اور جس نے اس کو قرض دیا گویا اس نے مومن کو قتل کرنے میں معاونت کی اور جو اس کے ساتھ بیٹھے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اندھا اٹھائے گا اور اس کے پاس کوئی عذر نہ ہوگا، شرابی کی شادی نہ کرو اگر بیمار پڑ جائے تو عیادت نہ کرو، شرابی کی گواہی قبول نہ کرو، قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبی برحق مبعوث فرمایا ہے توراۃ، انجیل، زبور اور قرآن میں شرابی پر لعنت کی گئی ہے اور شرابی نے گویا تمام کتب سماوی کا انکار کر کے کفر کیا ہے اور شراب کو کافر ہی حلال سمجھتا ہے اور شراب کو حلال سمجھنے والے سے میں بری ہوں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی حضرت عطاء بن یسار فرماتے ہیں: کعب احبار رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا: کیا توراۃ میں بھی شراب کو حرام کہا گیا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ والی آیت توراۃ میں موجود ہے بیشک ہم نے جو حق نازل فرمایا ہے اس سے باطل مٹ گیا ہے اور اس سے لہو و لعب، دف، مزامیر اور شراب کو باطل کیا گیا ہے اور شرابی پر ہلاکت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم جو دنیا میں شراب کی حرمت کو توڑے گا تو قیامت کے روز میں اس کو پیاسا رکھوں گا اور جس نے شراب کی آیت حرمت کے بعد اس کو چھوڑ دیا تو میں اسے خطیرۃ القدس سے سیراب کروں گا پوچھا گیا کہ خطیرۃ القدس کیا ہے فرمایا قدس اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام اور خطیرہ اس کی جنت ہے۔

شراب میں دس بُری باتیں

فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شراب سے کنارہ کش رہو کیونکہ اس میں دس بری باتیں ہیں۔

1- شرابی دیوانہ ہو جاتا ہے اور بچوں کے لئے ہنسی بن جاتا ہے، عقل منداس کی برائی کرتے ہیں جیسا کہ ابن ابی الدنیا سے مذکور ہے فرماتے ہیں: میں نے بغداد کی گلیوں میں شراب سے مدہوش ایک شخص کو دیکھا کہ وہ پیشاب کر کے اسے اپنے اوپر ملتا تھا اور کہتا تھا: اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے بنا اور یہ بھی مذکور

ہے کہ شراب میں مدہوش ایک شخص نے راستے میں قے کی تو ایک کتے نے آ کر اس کے منہ اور داڑھی کو چاٹنا شروع کر دیا اور وہ شرابی کتے سے کہتا تھا: اے میرے آقا اے میرے آقا رومال کو گندہ نہ کر۔

2- شراب مال کو ضائع اور عقل کو ماؤف کر دیتی ہے، جیسا کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم شراب کے متعلق آپ کی رائے جاننا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا یہ مال کو تلف اور عقل کو تباہ کر دیتی ہے۔

3- شراب نوشی بھائیوں اور دوستوں کے درمیان دشمنی کا ذریعہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا: (اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ) "بے شک شیطان تو تمہارے درمیان شراب اور جوئے کے ذریعے بغض اور دشمنی کروانا چاہتا ہے"۔

4- شراب نوشی ذکر الٰہی عزوجل اور نماز سے روکتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ ج فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ o) "وہ تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روکتا ہے کیا تم رک جاؤ گے" یعنی اس سے رک جاؤ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے رب بے شک ہم رک گئے۔

شرابی کی دنیا و آخرت تباہ

5- شراب نوشی زنا پر ابھارتی ہے شراب پینے والا بے شعوری میں بیوی کو طلاق بھی دے دیتا ہے۔

6- شراب تمام برائیوں کا دروازہ کھول دیتی ہے اس لئے کہ شرابی پر تمام گناہ سہل ہو جاتے ہیں۔

7- شرابی محافظ ملائکہ کو اذیت دیتا ہے کہ انہیں گناہ کی ایسی محفل میں لے جاتا ہے

Scanned with CamScanner

جہاں بدبو ہی بدبو ہوتی ہے اسے لائق نہ تھا کہ وہ ان ملائکہ کو اذیت دیتا جو اس کو اذیت نہیں دیتے۔

8-شرابی نے اسی کوڑوں کی سزا کو اپنے اوپر واجب کرلیا اگر وہ دنیا میں نہ مارے گئے تو آخرت میں عام لوگوں اور اس کے اباؤ اجداد اور دوستوں کے سامنے اسے آگ کے کوڑے مارے جائیں گے۔

9-شرابی نے گویا اپنے اوپر آسمان کے دروازے بند کرلئے کہ چالیس دن تک نہ اس کی نیکیاں اوپر جاتی ہیں اور نہ اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

10-شرابی نے خود کو خطرہ میں ڈال لیا ہے کیونکہ خطرہ ہے کہ موت کے وقت اس کا ایمان ہی ضائع نہ ہو جائے۔ یہ دس وہ عذاب وہ باتیں ہیں جو شرابی کو سزائے آخرت سے پہلے بھگتنی پڑتی ہیں اور پھر آخرت کی عقوبات تو شمار سے باہر ہیں' پینے کو کھولتا ہوا پانی' کھانے کو تھوہر کا درخت اور ثواب کا نہ ملنا اس کے سوا ہیں عقل مند کو یہ لائق نہیں کہ وہ تھوڑی لذت کے بدلے میں ابدی لذت کو چھوڑ دے۔ (تنبیہ الغافلین)

❀❀❀

(187)

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کا جذبہ

ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حکم دیا: وہ جہاد کی تیاری کریں۔ مدینہ منورہ کے ہر گھر میں جہاد کی تیاریاں زوروں پر تھیں۔ ایک گھر میں ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا اپنے شیرخوار بچے کو گود میں لئے زاروقطار رو رہی تھی۔ اس کے خاوند پہلے کسی جہاد میں شہید ہو گئے تھے۔ اب گھر میں کوئی بھی ایسا مرد نہ تھا کہ جس کو وہ تیار کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں بھیجتی۔ جب بہت دیر تک روتی رہی اور طبیعت بھر آئی تو اپنے بیٹے کو سینے سے لگایا اور مسجد نبوی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئی اپنے بیٹے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال کر کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بیٹے کو جہاد کے لئے قبول فرمائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حیران ہو کر فرمایا: یہ شیرخوار بچہ جہاد میں کیسے جا سکتا ہے؟ وہ رو کر کہنے لگی کہ میرے گھر میں کوئی بڑا مرد نہیں کہ جس کو بھیج سکوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کو ہی قبول کرلیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: یہ بچہ کیسے جہاد کرے گا؟ وہ صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنے لگی کہ میرے اس بچے کو کسی ایسے مجاہد کے حوالے کر دیجئے جس کے ہاتھ میں ڈھال نہ ہوتا کہ جب وہ مجاہد تیروں سے بچنے کے لئے میرے بیٹے کو آگے کر دے۔ میرا بیٹا تیروں کو روکنے کے کام آ سکتا ہے۔ سبحان اللہ۔ تاریخ انسانیت ایسی مثالیں پیش کرنے سے قاصر ہے عورت اور ماں جیسی شفیق ہستی فرمان نبوی کو سن کر اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے اتنی بے قرار ہوئی ہے کہ شیرخوار بچے کو شہادت کے لئے پیش کر دیتی ہے۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت اور اس کی علامات 39)

Scanned with CamScanner

(188)

مجھے نہ دیکھ بھیجنے والے کو دیکھ

ایک صحابی حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ نہایت غریب نوجوان تھے۔ ایک مرتبہ تذکرہ چھڑا کہ انہیں کوئی اپنی بیٹی کا رشتہ دینے کو تیار نہیں ہے۔ نبی علیہ السلام نے انصار کے ایک قبیلے کی نشاندہی کی کہ ان کے پاس جا کر رشتہ مانگو۔ وہ گئے اور بتایا کہ نبی علیہ السلام کے مشورے سے حاضر ہوا ہوں تا کہ میرا نکاح آپ کی بیٹی سے کر دیا جائے۔ باپ نے کہا: بہت اچھا ہم لڑکی سے معلوم کر لیں۔ جب پوچھا گیا تو لڑکی کہنے لگی؛ ابو جان! یہ مت دیکھو کہ کون آیا ہے بلکہ یہ دیکھو کہ بھیجنے والا کون ہے؟ چنانچہ فوراً نکاح کر دیا گیا۔

کب میں کہتی ہوں کہ اس کے رنگ کالے کو تو دیکھ
میں تو کہتی ہوں کہ اس کے بھیجنے والے کو دیکھ
میں نے مانا رنگ حسن میں بھی ماند ہے
بھیجنے والا تو لیکن چودھویں کا چاند ہے
تیری بیٹی اس کے کالے رنگ پہ مسرور ہے
کالی کملی والے کی مرضی مجھے منظور ہے

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت اور اس کی علامات 40)

❀❀❀

(189)

اَمرد کو دیکھنے کا وبال

حضرت سیّدنا امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حضرت سیّدنا ابوعبداللہ زرّاد رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِكَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' جواب دیا: ''اللہ عزوجل نے مجھے اپنے دربار میں کھڑا کیا اور میرے ان تمام گناہوں کو معاف فرما دیا جن کو دنیا میں کرنے کا میں نے اقرار کیا۔ سوائے ایک گناہ کے؛ جس کا اقرار کرتے ہوئے مجھے بہت حیا آئی۔ پس اس ایک گناہ کے سبب مجھے پسینے میں کھڑا رکھا گیا یہاں تک کہ میرے چہرے کا گوشت جھڑ گیا۔'' پوچھا گیا: ''وہ کون سا گناہ ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''ایک بار میں نے ایک امرد (خوبصورت لڑکے) پر شہوت بھری نظر ڈال دی تھی۔ بس اسی گناہ کا اقرار کرتے ہوئے مجھے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بہت حیا آئی۔'' (رسالہ قشیریہ باب رؤیا القوم ص420)

دیکھا آپ نے! امرد کو شہوت کے ساتھ دیکھنے کا کیسا انجام ہوتا ہے! یاد رہے! صرف امرد کے چہرے ہی کو شہوت کے ساتھ دیکھنا گناہ نہیں، بالفرض نگاہیں نیچی ہوں مگر امرد کے سینے یا ہاتھ یا پاؤں وغیرہ بلکہ صرف لباس ہی پر اگر نظر پڑ رہی ہو اور لذت آ رہی ہو تو ان اعضا یا لباس کو دیکھنا بھی گناہ و حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ امرد کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس کی طرف بار بار دیکھنے کو جی چاہ رہا ہو اور لذت کے باعث وہاں سے ہٹنے کا دل نہ کرتا ہو اگر ایسا ہے تو وہاں سے ہٹ جانا واجب ہے ورنہ گناہ کا میٹر چلتا رہے گا۔

(190)

کاش! زمانۂ نبوی میں ہوتا!

حضرت سیّدنا امام ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں: کسی نے حضرت سیّدنا عمرو بن لیث رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''مَا فَعَلَ اللہُ بِكَ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' جواب دیا: ''ایک دن میں نے پہاڑ کے اوپر سے اپنے لشکروں کو ملاحظہ کیا (کیونکہ آپ بادشاہ تھے) تو ان کی کثرت نے مجھے خوش کر دیا، پس میں نے تمنا کی کہ کاش! میں سرکار والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار احمد مختار، مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں ہوتا تو ان کی مدد و نصرت کا شرف حاصل کرتا۔ بس اللہ عزوجل کو میری یہ تمنا پسند آ گئی اور اس نے مجھے بخش دیا۔''

(سیر اعلام النبلاء للذہبی، الرقم: 2187 عمرو بن اللیث الصفار، ج10، ص 352)

تو شاہِ دو عالم کا گدا ہے کہ نہیں ہے
فطرت میں تری ذوقِ وفا ہے کہ نہیں ہے
کچھ سوچ کہ آتا ہے تیرا رزق کہاں سے
سرکار کی نسبت کا صلہ ہے کہ نہیں ہے

❀❀❀

(191)

حضور میری قسمت کے مالک ہیں

فاطمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک حسین وجمیل صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں، ان کے لئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جیسے دولت مند صحابی کا رشتہ آیا۔ جب انہوں نے نبی علیہ السلام سے مشورہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسامہ سے نکاح کرلو۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو اپنی قسمت کا مالک بنا دیا اور عرض کیا: اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرا معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے جس سے چاہیں نکاح کر دیں۔ یعنی میرے لئے یہی خوشی کافی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے میرا نکاح ہو۔ (نسائی کتاب النکاح)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت اور اس کی علامات 42)

جھکتا نہیں میرا سر شاہوں کے آگے
آقا کے غلاموں میں ''انا'' ہے کہ نہیں ہے
یہ چادرِ تطہیر زہراء کا قصیدہ
ہر بیٹی کے سر پہ یہ ردا ہے کہ نہیں ہے

❀❀❀

(192)

مرے اشکوں کو بہنے دو مجھے بے تاب ہونے دو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت بیان کرتے ہوئے کہا: میں نے اس منبر پر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا: میں نے گزشتہ سال اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ پھر ارشاد فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

”کلمہ اخلاص کے بعد تمہیں عافیت جیسی کوئی نعمت نہیں دی گئی۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔“

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ آنسوؤں نے تین مرتبہ ان کی آواز کو دبا دیا۔ پھر انہوں نے جو کچھ فرمانا تھا فرمایا۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت اور اس کی علامات 52 بحوالہ امام احمد)

خدا کے واسطے روکو نہ مجھ کو آج رونے دو
مرے اشکوں کو بہنے دو مجھے بے تاب ہونے دو
مجھے اب کچھ نہ سمجھاؤ مدینہ یاد آیا ہے

❀❀❀

(193)

دس سال کے اعتکاف سے بہتر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مسجد میں اعتکاف میں تھے کہ ایک شخص آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے فلاں تم پریشان کیوں ہو؟ اس نے کہا: فلاں کا میرے اوپر حق ہے اور میں اس کی ادائیگی پر قادر نہیں ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تیری طرف سے اس سے بات چیت کروں؟ اس نے کہا: اگر آپ رضی اللہ عنہ پسند فرمائیں۔ یہ کہہ کر جوتا پہنا اور مسجد سے نکل گئے۔ اس شخص نے عرض کیا: حضرت آپ رضی اللہ عنہ اعتکاف بھول گئے۔ فرمایا نہیں لیکن میں نے اس صاحب قبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور ابھی زمانہ قریب ہی ہے۔ یہ کہتے ہوئے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے کہ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت میں چلے‘ پھر اس میں کوشش کرے‘ یہ بات دس سال کے اعتکاف سے بہتر ہے۔

(اخرج الطبرانی کذا فی الترغیب ج2 ص272)

اَكْـرِمْ بِـخُـلْـقِ نَبِيٍّ زَانَـهُ خُلُقٌ
بِـالْـحُسْـنِ مُشْتَمِلٌ بِـالْبِشْرِ مُتَّسِمِ

اس کا ترجمہ فارسی میں یوں کیا گیا ہے:

طینتش را بارک اللہ خلق او آراستہ
از بشاشت خوبروئی روئے اُو آراستہ

اس شعر اور اگلے واقعات میں آنے والے اشعار کی ترجمۃ الباب کے ساتھ کیا مناسبت ہے غور کرکے معلوم ہو سکتی ہے۔

جو حضرت بیان کرتے ہیں (خطباء ومقررین) ان کو ضرور تلاش کرنی چاہیے تاکہ بات سے بات نکالنے کا ان میں ملکہ پیدا ہو۔ یہ بھی فنِ خطابت کا ایک اہم گُر ہے۔

؎ شاید کہ تیرے دل میں اُتر جائے مری بات

❀❀❀

(194)

بھوک برداشت کرنے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! بھوک۔ یہ سن کر میں رو پڑا (آنسو جاری ہو گئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! رو نہیں' قیامت کے دن حساب کی سختی بھوک کو برداشت کرنے والے کو نہ لگے گی بشرطیکہ اس نے ثواب کی نیت سے اس کو برداشت کیا ہو۔

(اخرج ابونعیم فی الحلیۃ والخطیب وابن عساکر وکذا فی الکنز ج 4 ص 41)

سرِ عرش کوئی جانے اسے آپ کیا کہیں گے
جسے خود خدا کھلائے اسے آپ کیا کہیں گے
جو ہوا کا رُخ بدل دے ہمیں دعوتِ عمل دے
جو شعور کو جگائے اسے آپ کیا کہیں گے

❀❀❀

(195)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہوئے

حضرت شفیا رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو میں نے ایک شخص کے اردگرد بہت سے لوگوں کو جمع دیکھا۔ میں نے پوچھا' یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا' یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں ان کے قریب ہو گیا۔ جب تنہائی ہو گئی' میں نے عرض کیا: میں آپ رضی اللہ عنہ کو حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ ضرور مجھے ایسی حدیث شریف سنائیں جو آپ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنی ہو اور اس کو جانا اور اس کو سمجھا ہو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک میں تجھے ایسی حدیث شریف سناؤں گا جو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے سنی ہے اور اس کو جانا ہے اور سمجھا ہے۔ یہ کہہ کر ایک آہ بھری اور بے ہوش ہو گئے۔ پھر ہوش آیا تو وہی الفاظ دہرائے اور پھر بے ہوش ہو گئے' پھر وہی الفاظ دہرائے اور بے ہوش ہو گئے' پھر ہوش آیا تو اپنا چہرہ صاف کیا' پھر حدیث شریف بیان فرمائی۔ (ترمذی)

جو خطائیں معاف کردے وہ خدائے لم یزل ہے
جو خطائیں بخشوائے اسے آپ کیا کہیں گے
کوئی اس کی عظمتوں کی نہ مثال ہے نہ ہوگی
جو خدا سے مل کر آئے اُسے آپ کیا کہیں گے

(196)

میں خوشی سے مر نہ جاؤں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک شخص حبشہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پوچھو میں جواب دوں گا۔ اس نے عرض کیا: حضور! اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو صورت اور رنگت اور نبوت کے اعتبار سے تو ہم پر فضیلت دی ہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتائیں: اگر میں ان لوگوں کی طرح ایمان لے آؤں اور عمل کروں تو کیا میں جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ داخل ہو جاؤں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی! جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ حبشی کی سفیدی اور خوبصورتی جنت میں ایک ہزار سال کی مسافت سے نظر آئے گی۔ یہ سن کر وہ حبشی (خوشی سے) رونے لگا اور فوت ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دفن فرمایا۔ (اسد الغابۃ)

جو قمر کو توڑتا ہے جو دلوں کو جوڑتا ہے
جو یہ معجزہ دکھائے اسے آپ کیا کہیں گے
شب و روز دشمنوں کو جو دعاؤں سے نوازے
جو ستم پہ مسکرائے اسے آپ کیا کہیں گے

Scanned with CamScanner

(197)

حضرت نوفل کہتے ہیں:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہمارے پاس بیٹھا کرتے تھے اور بہترین جلیس تھے ایک روز ہمارے پاس ایک بڑا پیالہ جس میں روٹی اور گوشت تھا' لایا گیا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کر دیا اور فرمایا: میں کیوں نہ روؤں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے کبھی جو کی روٹی سے بھی پیٹ نہیں بھرا۔

(رواہ الترمذی کذا فی الاصابۃ ج2 ص 41 وکذا فی الحلیۃ ج 1 ص 99)

گھٹاؤ اشک برساؤ مدینہ یاد آیا ہے
سماں ساون کا دکھلاؤ مدینہ یاد آیا ہے
نہ چھیڑو دوستو جنت کے لالہ زار کی باتیں
سناؤ آج بس مجھ کو دیارِ یار کی باتیں
مجھے کچھ اور تڑپاؤ مدینہ یاد آیا ہے

(198)

حضرت اُمّ المومنین اُمّ سلمہ ﷞ کہتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے ہم پر رنج و مصیبت کے پہاڑ ٹوٹے ہوئے تھے۔ اچانک ہم نے کدالوں کی آواز صبح ہی صبح سنی تو ہمارے رنج میں اور اضافہ ہو گیا۔ ادھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کی اذان دی۔ جب "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ" کہا تو رو پڑے اور پھوٹ پھوٹ کر روئے جس سے ہمارا غم اور تازہ ہو گیا۔

(البدایۃ ج5 ص 271)

تڑپ کر اے دلِ بے تاب تڑپا دے زمانے کو
جلا دو بجلیو آ کر خوشی کے آشیانے کو
اے ارمانو مچل جاؤ مدینہ یاد آیا ہے
گھٹاؤ اشک برساؤ مدینہ یاد آیا ہے
سماں ساون کا دکھلاؤ مدینہ یاد آیا ہے

(199)

اور غم تازہ ہو گیا

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے بلال! یہ کیا زیادتی ہے، ہم سے ملنے نہیں آتے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ پریشان ہو کر بیدار ہوئے اور سامان سفر باندھ کر سفر شروع کیا، مدینے پہنچ کر قبر مبارک پر حاضر ہوئے اور دیر تک روتے رہے۔

(اسد الغابۃ ج ۱ ص 208)

مشتاقِ زیارت ہوں آقا سلطانِ جہاں محبوبِ خدا
طیبہ کا چمن آنکھوں میں بسا سلطانِ جہاں محبوبِ خدا
نادم ہوں اپنے معاصی پر اللہ کرم ہو عاصی پر
دھو ڈالیے میرے جرم و خطا سلطانِ جہاں محبوبِ خدا
میں اور مدینے کی گلیاں کھل جاتی ہیں کیوں دل کی کلیاں
کس منہ سے کہوں دکھلاؤ ذرا سلطانِ جہاں محبوبِ خدا
لاچار غریبوں کے والی عصیاں کی گھٹا کالی کالی
دامن میں چھپا اے ابرِ سخا سلطانِ جہاں محبوبِ خدا

❀❀❀

(200)

بے نوا سرپرست و والی و مولیٰ توئی

حضرت مثنیٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ کوئی رات ایسی نہیں گزرتی جس میں، میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کرتا ہوں اور پھر رو دیے۔ (ابن سعد ج 7 ص 20)

☆☆☆

زینتِ یٰس توئی زیبائش طٰہٰ توئی — صاحبِ معراج سبحان الذی اسریٰ توئی
مرحبا صلِ علیٰ روشن جہاں از رُوئے تو — خیرِو شہرِ مدینہ رونقِ کعبہ توئی
رحمۃ للعالمین آمد ز شانِ پاک تو — بے نوا را سرپرست و والی و مولیٰ توئی
یا رسول اللہ! بسوئے ما غریباں یک نظر — بے نوا را دستگیر و ماویٰ و ملجا توئی
نعت پیغمبر منیر از شمس تبریزے شنو
مصطفیٰ و مجتبیٰ و سیّد و اعلیٰ توئی

❀❀❀

Scanned with CamScanner

❀❀❀

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَاَرْسَلَ سَحَآئِبَ جُوْدِهٖ عَلَیْهِ لِاِتْمَامِ نِعْمَتِهٖ وَفَضْلِهٖ وَاخْتَارَهٗ مِنْ جَمِیْعِ خَلْقِهٖ صَغِیْرًا وَّ کَبِیْرًا وَجَعَلَهٗ دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا فَسُبْحَانَ مَنِ اخْتَصَّ بِالتَّوْفِیْقِ وَالْهِدَایَةِ مَنْ شَآءَ مِنْ عِبَادِهٖ مَنًّا مِّنْهُ وَتَیْسِیْرًا وَحَکَمَ عَلٰی مَنْ شَآءَ بِالْحِرْمَانِ فَکَانَ حَظُّهٗ نُفُوْرًا وَّ تَنْصِیْرًا اَحْمَدُهٗ سُبْحَانَهٗ اِذَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَاَشْکُرُهٗ اِذْ اَسْبَلَ عَلَیْنَا مِنْ سَحَآئِبِ الْاِکْرَامِ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَفْضَلُ الرُّسُلِ الْکِرَامِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَالتَّابِعِیْنَ وَ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَهُمْ وَاهْتَدٰی بِهَدْیِهِمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔

❀❀❀